پیش لفظ

ہومیوپیتھی کے طلباء و معالجین ہومیوپیتھک فلاسفی کی کتب کی کمی کو شدت سے محسوس کرتے ہیں۔ مجھے بھی اس کمی کا اندازہ اس وقت ہوا جب میں ابھی ہومیوپیتھی کی طالبہ تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مارکیٹ میں سوائے آرگنن آف میڈیسن اور کینٹ لیکچرز آن ہومیوپیتھک فلاسفی کے کوئی قابلِ قدر کتاب دستیاب نہیں تھی۔ پھر انڈیا سے کتب درآمد ہوئیں تو مجھے فلاسفی کی کئی کتابیں مطالعہ کرنے کا موقع ملا۔ ان کتب میں امریکہ کے ڈاکٹر ہربرٹ اے رابرٹ کی کتاب پرنسپلز اینڈ آرٹ آف کیور بائے ہومیوپیتھی نے مجھے بے حد متاثر کیا۔ اور میں نے محسوس کیا کہ یہ کتاب طلباء و طالبات کے علاوہ معالجین کی راہنمائی کے لئے ایک گراں قدر تحفہ ہے۔ ہمارے اکثر طلباء و طالبات اس عظیم کتاب سے صرف اس لئے فائدہ اٹھانے سے قاصر ہیں کہ یہ کتاب انگلش میں ہے۔ میں نے طلباء و طالبات کی اس مشکل کو سمجھتے ہوئے اس کتاب کا اردو میں ترجمہ کرنے کا فیصلہ کیا اگرچہ یہ کام آسان نہیں تھا۔ مگر میں چاہتی تھی کہ ہمارے زیادہ سے زیادہ طلباء و طالبات اس خزینے سے فیض یاب ہوں لہٰذا اپنی بے بضاعتی کے باوجود میں نے اس کتاب کا ترجمہ کرنے کا بیڑا اٹھایا اور خدا تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ یہ کام پایۂ تکمیل تک پہنچ گیا۔

یہ بات برس ہا برس کے تجربات سے ثابت ہو چکی ہے کہ اگر ہانیمن کے قوانین ہومیوپیتھی کو اس طرح پیش کیا جائے کہ وہ منطقی اندازِ فکر کو متاثر کر سکیں تو یہ قوانین آسانی سے طلباء اور طالبات کی سمجھ میں آ جائیں گے۔ ڈاکٹر ہربرٹ نے قاری کو سمجھانے کا یہی انداز اپنایا ہے۔

Scanned by CamScanner

ورثے سے استفادہ کیا ہے ان میں سے چند ایک کے نام دیے جاتے ہیں۔ سر جے سی۔ بوس۔ آر۔ اے۔ ملی کن۔ اے۔ آر مارگن سائے ایچ کامپٹن۔ ہانمن۔ بونگسن۔ ہیرنگ۔ لیپے۔ فنکے۔ کیرل۔ ڈنہم۔ بی۔ بی ویلنز۔ ٹی۔ ایف۔ ایلن ایچ سی۔ ایلن۔ جے۔ ایچ۔ ایلن۔ جیمز ٹیلر کینٹ۔ سٹوڈرٹ کلوز۔ سی۔ ایم بوگر اور انٹرنیشنل ہانمن ایسوسی ایشن کے دیگر اراکین۔

آخر میں مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ میں نے اس کتاب کا ترجمہ کرتے ہوئے اس بات کا پورا پورا خیال رکھنے کی کوشش کی ہے کہ ترجمہ عام فہم بھی ہو اور اصل مفہوم متاثر نہ ہو۔ تاہم میری اس کاوش میں غلطیاں بھی ہوں گیں اور میں ان کی تصحیح کے لئے نشاندہی کرنے والوں کی مشکور ہونگی۔

میں نے یہ کام نہایت خلوص سے وطن عزیز کے اردو ریڈرز طلبا و طالبات اور شائقین ہومیوپیتھی کے لئے کیا ہے۔

امید ہے شائقینِ ہومیوپیتھی ڈاکٹر ہربرٹ اے رابرٹ کے اس عظیم تحفے سے فیض یاب ہوں گے۔

مخلص

ڈاکٹر اے۔ نسیم خاں

ایم۔ ایس۔ سی

ڈی۔ ایچ۔ ایم۔ ایس

فیصل آباد۔ پاکستان

Scanned by CamScanner

"نوجوان آدمی کے مستقبل کے لئے ہومیوپیتھی اسے کیا دینا چاہتی ہے؟" آج کے بدلتے ہوئے معاشی حالات میں ہم سے یہ سوال بار بار کیا جاتا ہے۔

غالباً ہم اس مسئلے کا حل بہتر طور پر اُس صورت میں کر سکیں گے اگر ہم نوجوان آدمی سے اُلٹا سوال کر دیں، کہ "تم اپنی زندگی سے کیا حاصل کرنا چاہتے ہو؟" اگر وہ ایمان داری سے اس سوال کا جواب دے دیتا ہے، تو اس کا جواب ہی اس کی ہومیوپیتھی کی طرف رغبت کا اظہار کر دیگا اور اسی رغبت کے پیش نظر ہی ہم یہ پیشین گوئی کر سکیں گے کہ ہومیوپیتھی کے پاس اسے دینے کے لئے کیا ہے؟

کیا وہ سست اور کاہل ہے، اور کیا وہ ایک پیشے کو آسانی سے کمائی کرنے کا ذریعہ سمجھتا ہے؟ یا پھر وہ معالج کے پیشے کو صرف اس لئے اختیار کرنا چاہتا ہے کہ اس پیشے کا معاشرے میں ایک باعزت مقام ہے۔ اور وہ اس باعزت مقام کے ذریعے معاشرے میں اپنی پوزیشن مستحکم کرنا چاہتا ہے؟ اور کیا اس کی یہ خواہش ہے کہ اسے عظیم سرجن یا ماہر جراثیم سمجھا جائے؟ اور کیا وہ اس پیشے کے ذریعے سب سے اولیت دولت کے حصول کو دیتا ہے؟ اگر وہ معالج بن کر اس پیشے کو اسائشی زندگی کے حصول کا ذریعہ سمجھتا ہے یا پھر معاشرے میں باعزت مقام چاہتا ہے یا پھر دولت و شہرت حاصل کرنے کی خواہش رکھتا ہے تو پھر ہومیوپیتھی کے پاس اسے دینے کے لئے کچھ نہیں ہے۔

وہ روزمرہ کے مشاغل سے کیا ردِ عمل ظاہر کرتا ہے اور فارماسیوٹیکل کمپنیوں کی اشتہار بازی سے کہاں تک متاثر ہوتا ہے اور دوا ساز کمپنیوں کے سیلز مین کی چکنی چپڑی باتوں سے کہاں تک متاثر ہوتا ہے اور کیا وہ یقین کر لیتا ہے کہ کولائیڈز ( ) ابھی ہومیوپیتھک پوٹینشائی ڈیشن میں۔ یا پھر وہ اس حقیقت سے واقف ہوتا ہے کہ (کولائیڈز) ہومیوپیتھک پوٹینشائی ڈیشن کی تیاری میں تیار کی گئی تمام ادویہ کو آزمائش پر پوری اتری ہوئی ہومیوپیتھک ادویہ سے کہیں زیادہ اور غیر یقینی ثرات

کی حامل ہیں۔

اگر وہ اپنے خیالات کا اظہار اسطرح کرتا ہے کہ آپ اس کے نظریات سے یہ اندازہ لگائیں کہ وہ اپنے مستقبل کا رُخ انسانیت کے دکھوں کا مداوا کرنے کی طرف موڑنا چاہتا ہے اور اسکی شدید خواہش ہے کہ وہ بیمار مردوں اور عورتوں کے دکھوں کا مداوا کرے گا اور ان کی اسطرح مدد کرے کہ وہ صحت مند، خوشحال زندگی بسر کریں تو پھر آپ اُسے یقین دہانی کرا سکتے ہیں کہ اُس کے مستقبل کی بنیاد نہایت مضبوط ہے اور اس مضبوط بنیاد پر وہ اپنی آئندہ زندگی کا لائحہ عمل تیار کر سکتا ہے اور ہومیوپیتھی اس کے لئے گراں قدر انعامات لئے ہوئے ہے ہم اس کی قابلیت سے اس کے کردار کے بارے میں یہ اندازہ کر سکتے ہیں کہ وہ ہومیوپیتھی کے لئے کیسی خدمات انجام دے سکتا ہے اور اس کے بدلے میں ہومیوپیتھی اسے کیا انعام دے سکتی ہے۔

جب ہمیں اس بات کا یقین ہو جائے کہ وہ اپنی خواہشات کے سلسلے میں بے لوث ہے تو پھر ہمارے لئے یہ ضروری ہے کہ معلوم کریں کہ اُس میں ثابت قدمی کس حد تک موجود ہے یا وہ مستقل مزاج نہیں اور متلون مزاج ہے اور آسانی سے دوسروں کی باتوں میں آجاتا ہے اور سیدھے راستے پر چلتے ہوئے دقت محسوس کرتا ہے اور ہمیشہ آسان طریقے اپناتا ہے تو آپ ایسے شخص کو ہومیوپیتھی کے مطالعہ کے لئے نہ کہیں اور اس سلسلے میں اس کی حوصلہ افزائی نہ کریں۔

ہومیوپیتھی کی بنیاد اصولوں پر ہے اور ان اصولوں کی بنیاد قوانین پر ہے، اور اگر ہومیوپیتھی کی بنیاد، یہ قوانین فطرت ہیں تو پھر یہ علم ازلی اور ابدی ہے اور اس کی بنیاد پہاڑوں کی طرح ازلی ہے، کیونکہ قوانین فطرت کی بنیاد تو ان پہاڑوں سے بھی پہلی ہے (ازلی)۔ اگر ایک شخص ہومیوپیتھی کی پیروی کرتا ہے تو پھر اُسے بغیر کسی اثر اور دباؤ کے اس کے قوانین کی پیروی بھی کرنا ہوگی۔

کردار کی پختگی اور میانہ روی کی خصوصیت بھی ہومیوپیتھ کی خصوصیت ہونی چاہیئے۔ غیر ہومیوپیتھی طریقہ ہائے علاج میں صبر کی خصوصیت کمزوری سمجھا جاتا ہے، کیونکہ ہمارے شاگرد

میں اکثر یہ بات آئی ہے کہ خطرناک کیسس CASES میں جب مریض کی حالت اُن کی توقع سے زیادہ بگڑ جائے تو وہ معالجین صبر سے کوششیں جاری نہیں رکھتے بلکہ اپنے آپ کو یہ کہکر تسلی دے لیتے ہیں کہ ہم نے جو کچھ ممکن تھا کر دیا۔" جبکہ ہومیوپیتھی کے عظیم اقوال میں سے ایک قول یہ ہے۔"

"اگر کسی چیز کے بارے میں شبہ ہو تو وہ کام نہ کریں"

مطلب یہ ہے کہ جو کام بھی کریں پورے وثوق اور یقین سے کریں۔ ایک ہومیوپیتھ کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ جس راستے کا انتخاب کرے نہایت غور و خوض اور سوچ بچار سے کرے اور جب ایک راہ منتخب کر لے تو اسے خواہ مخواہ تبدیل نہ کرے اور صبر و سکون سے اس راہ پر گامزن رہے۔ اور اگر کبھی راہ تبدیل کرنے کی ضرورت محسوس ہو تو اس کے لئے مضبوط وجوہات کا ہونا ضروری ہے۔

لہٰذا وہ شخص جو ہومیوپیتھی کو اپنے مستقبل کے طور اپنانا چاہتا ہو، اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ انسانوں کا مطالعہ کرے اور فلاسفی کا طالب علم بننے کی خواہش رکھتا ہو۔ اس میں یہ خوبی ہونی چاہیئے کہ وہ مریضوں کی حقیقی اور غیر حقیقی علامات کو پہچاننے کی خصوصیت رکھتا ہو۔ اور اس کے اندر ذمہ داری کا احساس بدرجۂ اتم موجود ہو۔ اسے اس چیز کی مہارت حاصل ہونی چاہیئے کہ وہ قوتِ حیات کی مرتب کردہ تمام حالتوں کو مریض کے چہرے سے پہچان سکے۔ اور اسے اس قابل ہونا چاہیئے کہ حالات اور عادات کی پیدا کردہ علامات کو مریض میں پہچان سکے اور ان ہی علامات سے صحت بحال کرنے والی ادویات کا انتخاب کر سکے۔ مریض کا مطالعہ اور مشاہدہ کرنے میں گھنٹوں صرف کرنے چاہئیں تاکہ بیماری کی اصل وجہ معلوم ہو سکے اور مضبوط چٹانی قسم کے قوانینِ فطرت کی بنا پر دوا تجویز ہو سکے۔

لہٰذا ایسے نوجوان کے لئے جو مندرجہ بالا خصوصیات سے متصف ہو اور وہ اس عمر بھر کے مشکل ترین کام کو اپنانے کے لئے قوتِ ارادی کا مالک ہو تو، ہومیوپیتھی ایسے شخص کیلئے

Scanned by CamScanner

بیش بہا نعمتیں رکھتی ہے۔

سب سے پہلے تو ہومیوپیتھی ایسے منفرد ذہن کے مالک کے لئے ایسے مواقع فراہم کرتی ہے جن سے وہ قوانین فطرت کو نئے سرے سے جانچ اور پرکھ سکے یعنی اُن قوانین کو جن پر ہومیوپیتھی کی بنیاد قائم ہے۔ ہومیوپیتھی ایسے افراد کے لئے وسیع میدان فراہم کرتی ہے جس میں ان کے ذہن آزادی کے ساتھ سفر کرتے ہوئے یہ دیکھ سکیں کہ کس طرح یہ قوانین فطرت آنے والی نسلوں کے لئے بھی آج کی سی افادیت کے ساتھ استعمال ہو سکیں گے۔

ہومیوپیتھی انسانی خدمت کا وہ واحد طریقہ علاج ہے، جس کی بدولت بیمار مرد اور خواتین یقینی شفاء کی شاہراہ کی طرف گامزن ہوتے ہیں، ہمیں یہ بات فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ ہمیں ناکامی ہو سکتی ہے، مگر یہ ناکامی ہماری ذاتی ناکامی ہوگی۔ اس کا مطلب ہومیوپیتھی کی ناکامی ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اپنے کام کو انجام دینے کے لئے اگر ہمارے پاس آلات بہتر ہونگے تو ہم ان سے کام بھی بہتر طریقے پر لے سکیں گے۔ ہومیوپیتھی کی یہ نمایاں خصوصیت ہے کہ یہ طریقۂ علاج مریض کا علاج کرتا ہے۔ اگرچہ آج کل اجتماعی پریکٹس، اجتماعی سوچ بچار اور اجتماعی طرز زندگی ہر طرف عام دیکھنے میں آتا ہے، مگر ابھی تک ہمیں کوئی ایسی بات پر قائل نہیں کر سکا کہ ایک فرد واحد ایک گروہ کی نسبت اپنی انفرادی اہمیت کے لحاظ سے زیادہ اہم نہیں ہے، اور یہ کہ ہر شخص انفرادی اہمیت رکھتا ہے اور اس چیز کی اہمیت اس وقت تک قائم رہے گی جب تک ذہین سوچ رکھنے والے لوگ اپنی انفرادیت کی اہمیت کو محسوس کرتے رہیں گے۔ لہٰذا ہومیوپیتھی ایسے لوگوں کو خاص اہمیت دیتی ہے جو دوسرے لوگوں میں انفرادیت کی اہمیت کی سوچ پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور علاج کے سلسلے میں انفرادیت کی اہمیت کو پیش نظر رکھتے ہیں۔

ہومیوپیتھی، مکمل انسان کو قابل علاج تصور کرتی ہے نہ کہ اس کے جسم کے الگ الگ حصوں کو، یہی وجہ ہے کہ ہومیوپیتھی میکانی ذہن رکھنے والے شخص کو کم اہمیت دیتی ہے۔

Scanned by CamScanner

اس لئے کہ ایسے اشخاص بہترین سرجن ثابت ہو سکتے ہیں جبکہ ہومیوپیتھی بیمار کے تمام جسم کی بحالی صحت کی طرف انتہائی نرم طریقے سے رواں ہونے کی حامی ہے۔

ہومیوپیتھک طالبعلم کے لئے ایک اور ضروری بات یہ ہے کہ اسے پبلک ہیلتھ سروس اور طریقہ علاج میں فرق کو ذہن نشین رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ پبلک ہیلتھ سروس کا کام معاشرہ میں موجود امراض کی روک تھام غذا اور پانی کے وسائل کی دیکھ بھال، حفظانِ صحت کے اصولوں کے مطابق رہائش گاہوں میں آسائش فراہم کرنا اور اسی سلسلے میں ضروری پابندیاں عائد کرنا اور کوڑا کرکٹ کو مناسب طریقے سے ٹھکانے لگانا ہے تاکہ معاشرہ میں لوگوں کو وباؤں سے بچایا جا سکے کیونکہ یہ وبائیں پانی، دودھ اور غذاؤں میں ملاوٹ اور غیر صحت مند ماحول یعنی حفظانِ صحت کے اصولوں کی خلاف ورزی اور گندگی سے پھیلتی ہیں۔

ادویات کا بنیادی اور حقیقی کام بیماریوں کا علاج ہے۔ یعنی انسان کی تعمیر نو کا وہ طریقہ جس میں صفائی اور حفظانِ صحت کے اصولوں کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاتا اور اس طریقہ علاج سے ہر فرد کی ضروریات کو منفرد طریقے سے اہمیت دی جاتی ہے نہ کہ معاشرے کی ضروریات کو ہومیوپیتھی تو اوپر بیان کی گئی خدمت سے بڑھکر کام کرتی ہے کیونکہ ہومیوپیتھی ہر فرد واحد کو وراثتی رجحانات اور وراثتی بیماریوں کے بوجھ سے آزاد کرانے میں بھی ہر ممکن کوشش کرتی ہے اور اس کی قوت حیات کو اس قابل بناتی ہے کہ وہ بیماریوں کے خلاف اپنی ذاتی قوت مدافعت کو بروئے کار لا سکے۔ ہومیوپیتھی مریض کی صحت کو نہایت قیمتی سمجھتی ہے اور اگر ہومیوپیتھی کے قوانین پر سختی سے عمل کرتے ہوئے علاج کیا جائے تو صحت کی بحالی یقینی ہو جاتی ہے۔

ہومیوپیتھک طریقہ علاج اور پبلک ہیلتھ سروس میں ایک اور نمایاں فرق یہ ہے کہ (پبلک ہیلتھ سروس) میں سیرم اور ویکسین کا استعمال روز بروز بڑھ رہا ہے۔ یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ یہ ادویات حقیقتاً ہومیوپیتھی ہیں۔ حتیٰ کہ ہومیوپیتھک کالجز میں انسٹرکٹرز بھی اسی خیال کا اظہار کرتے ہیں۔ آیئے نوجوان (طالب علم) کو اس چیز کا منطقی جائزہ لینے کی دعوت دیں۔

Scanned by CamScanner

مثل اور مشابہ میں فرق

پہلی بات تو یہ ہے مثل (SIMILAR) کی بجائے مشابہ (IDENTICAL) کا استعمال کرنا ہی ہومیوپیتھی اور آئیسوپیتھی (ISOPATHY) کے فرق کو واضح کر دیتا ہے۔ آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ویکسین اور سیرم ہومیوپیتھک دواؤں جیسی (IDENTICAL) ہی ہیں کیونکہ ان کی تیاری کا طریقہ کسی حد تک ہومیوپیتھک پوٹینٹائزیشن سے ملتا جلتا ہے۔ اگرچہ یہ دوا پوٹینٹائزڈ ہے، مگر ہومیوپیتھک اسلئے نہیں کہ یہ بالمثل نہیں بلکہ اصل سے ملتی جلتی (IDENTICAL) ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس کی پوٹینٹائزیشن بہت زیادہ مقدار کی صورت میں کی گئی اور اسکو فلٹر کرنے کے لئے کسی تعدیل غیر حامل مادے کو استعمال نہیں کیا گیا بلکہ اسکی فلٹریشن نچلے طبقے سے تعلق رکھنے والے زندہ جانوروں کے جسم سے کی گئی۔

بیالوجی کا ایک قانون ہے کہ نچلے طبقے کے جانور اور اونچے طبقے کے جانوروں کے خون کا ملاپ کا نتیجہ اس نوع (SPECIES) کے تباہ ہونے کے سوا کچھ نہیں ہوتا، لہذا اس چیز کو ضرور زیر غور لانا چاہیئے۔ عمل طور پر ہم اچھی طرح جانوروں کے مختلف گروپوں کی نشوونما کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔ مثلاً ایک ایسا جانور جس کی زندگی ۲۰ سال ہو اور وہ اس مدت میں آدھ ٹن وزن اختیار کرلے، تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ اس میں نشوونما کا عمل بہت تیز ہے اور جب اس قسم کے وسیلے سے حاصل شدہ سیرم خواہ اُسے کتنی بھی اچھی طرح فلٹر کیوں نہ کیا گیا ہو ایک انسان کے جسم کے اندر داخل کیا جائے جبکہ انسان کی زندگی ۷۰ سال تصور کی جائے اور اس کے ۱۰۰ پونڈ وزن کو اوسط وزن تصور کیا جائے تو ہم یہ سمجھنے میں مشکل محسوس نہیں کریں گے کہ اس عمل کے اس انسان کی قوت حیات پر کس قسم کے اثرات ہوں گے۔ اگرچہ یہ کہا جاتا ہے کہ یہ سیرم پوٹینٹائزڈ اور خطرے سے مبرا ہے، مگر ہومیوپیتھی اس بات پر یقین رکھتی ہے کہ پوٹینٹائی زیشن جزوی طور پر اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ توانائی کو تیزی سے خارج کرتی ہے خواہ پوٹینٹائی زیشن سے قبل وہ چیز کتنی ہی نارمل اور توانائی کے لحاظ سے غیر حامل کیوں نہ ہو۔

آج کے دور کا اہم مسئلہ کینسر ہے اور یہ آج کے نوجوانوں کے ذہن کو جھنجھوڑتا ہے اور وہ اس مرض کی وجوہات کو جاننے کی انتھک کوشش کر رہا ہے۔ یہ ہومیوپیتھک معالجین کے لئے بھی ایک چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ اُن کے پاس ایسی ادویات موجود ہیں جو دوسرے طریقۂ علاج کے معالجین کے پاس نہیں ہیں۔

ہومیوپیتھک طریقۂ علاج ادویات کے عمل کو تندرست انسانوں پر آزمانے کی حمایت کرتا ہے۔ اور ادنیٰ درجے کے جانوروں پر نہیں اسلئے کہ ہومیوپیتھی اس بات پر یقین کامل رکھتی کہ تندرست انسانوں پر ادویات کی آزمائش ہی ہمیں اس قابل بناتی ہے کہ ہم ان دواؤں کو بیمار انسانوں کے لئے استعمال کر سکیں۔ اس لحاظ سے تحقیق کے لئے ہومیوپیتھی کا میدان کھلی دعوت دیتا ہے کہ پہلے سے ثابت شدہ پرانی ادویات کی دوبارہ پروونگ کریں اور اسی طرح نئی ادویہ کی آزمائش سے میٹریا میڈیکا کی ادویات میں اضافہ کریں۔ یہ پیشکش صرف ہومیوپیتھی کے پاس ہی ہے اور وہی اس کی دعوت دیتی ہے جبکہ دوسرے طریقہ ہائے علاج میں ایسی کوئی پیشکش اور مواقع نہیں ہیں۔

اب فیصلہ کرنا اس فرد واحد کا کام ہے کہ وہ ہومیوپیتھی سے اپنی زندگی کے لئے کیا کچھ حاصل کرنے کا خواہاں ہے۔ اگر تو اس کی خواہشات مالی فوائد کے حصول کی ہیں تو اس کے لئے بہتر ہے کہ وہ ہومیوپیتھی سے دُور رہے۔ ہومیوپیتھی ایک اصول ہے اور اصول وفاداری کی تقسیم نہیں کیا کرتے۔ اگر اس کے دل میں خدمت کا جذبہ موجزن ہے تو ہو سکتا ہے دولت اور شہرت اسے اپنے گھر کے دروازے پر ہی مل جائیں اور یہ سکون بھی حاصل ہو جائے کہ اس نے اپنے مریضوں کو نہایت پُر سکون تیز رفتار اور محفوظ اور نرم طریقۂ علاج سے صحت کی بے بہا دولت سے مالا مال کر دیا ہے۔

کیونکہ ایک ایسا شخص جو معاشرے کے افراد کی اسطرح مدد کرتا ہے کہ ہر شخص کو انفرادی اہمیت دیتا ہے اور انہیں صحت کے بلند و بالا مقامات کی طرف لاتا ہے۔ تو ایسے شخص کے لئے معاشرے میں بلند مقام ہوتا ہے۔ اور ایسا شخص ہومیوپیتھی انداز میں خطرناک بیماریوں کا علاج کرتا ہے تو معاشرے میں اس کی شہرت ضرور ہوتی ہے، اور یہ شہرت دم دار ستارے کی تیز مگر کم عمر جلتی ہوئی

Scanned by CamScanner

بخشی کی طرح نہیں ہوتی، بلکہ یہ شہرت ایک مسلسل لگن کی صورت میں ہوتی ہے جو اس کے راستے کو ہمیشہ منور رکھتی ہے کیونکہ وہ ایک ایسا انسان ہے جو اپنی توانائیاں مسلسل معاشرے کے لوگوں کی بہبود کے لئے صرف کر رہا ہو تو معاشرہ اس کے بدلے میں اُسے آرام دہ اور آرائش کی زندگی گزارنے کے مواقع فراہم کرتا ہے۔ اور یہ آرام و آسائش کی زندگی صرف ایسی شان و شوکت نہیں ہوتی جو کہ چند کوششوں کے نتیجے میں مل جائے۔ بلکہ اسے یہ آرام و آسائش اس مسلسل خدمت کے نتیجے میں حاصل ہوگا جو وہ لوگوں کے لئے انجام دیتا ہے۔ تو ایسے شخص اور اس کے خاندان کے لئے معاشرہ قابلِ عزت روزگار فراہم کرتا ہے۔

لہٰذا ـــــ ہر میوزیشن کو اگر پیشہ کے طور پر اپنانا ہے تو اس میں ایک چیلنج ہے "یعنی اس فن سے فراہم ہونے والے مواقع بے انداز ہیں"۔ ـــــ ـــــ کہ ہر میوزیشن آپ کو کس قسم کی قسمت عطا کرے گی؟ ـــــ ـــــ اور ـــــ اے نوجوان (ہر میوزیشن کے طالب علم) تم ہر میوزیشن کو کیا دو گے؟

INTRODUCTION TO THE STUDY OF HOMOEOPATHY

باب ۲

ہومیوپیتھی کے مطالعہ کا تعارف

اگر ایک معالج کامیابی سے طب کی پریکٹس کرنے کا خواہاں ہے تو اسے جان لینا چاہیئے۔ اوّل یہ کہ دوا سے قابل علاج چیز کیا ہے اور دوم دوا کے اندر شفایابی کی کونسی خصوصیات ہیں؟

معالج کو دوا کی ہسٹری اور ارتقاء کا علم ہونا چاہیئے (بتدریج) ادویات پر تجربات کرنے اور تندرست انسانوں پر آزمانے اور عرصہ دراز تک محتاط مشاہدات کرنے کے بعد اعداد و شمار کس طرح اکٹھے کئے جاتے ہیں اور پھر ان نتائج کو بار بار تجرباتی آزمائش اور کلینکل آزمائش سے گزارا جاتا ہے اور ادویات کے عمل کی بنیاد جس مضبوط انداز میں ڈالی جاتی ہے وہ صرف اور صرف ہومیوپیتھک طریقہ علاج کا بنیادی جزو ہے۔

وقت گزرنے کے ساتھ جب معالج ان راہنما اصولوں سے کسی حد تک واقف ہو جاتا ہے۔ تو وہ اس قابل ہو جاتا ہے کہ اپنے طبی مستقبل کے ڈھانچے کو ایسی بنیادوں پر کھڑا کر سکے جن کو ہلانا ناممکن ہو اور جو طبی دنیا میں نمودار ہونے والے ہر نظریئے سے متاثر ہو کر تبدیل نہ ہو سکیں۔ اگر ہمہ اوست خود و خواص سے کئی سالوں کے میڈیکل لٹریچر کا مطالعہ کریں تو ہمیں میڈیکل سائنس کے آئے دن تبدیل ہوتے نظریات کا کلیڈوسکوپک منظر دکھائی دے گا۔

دوسری طرف ہومیوپیتھی ہے جس میں ارتقاء کی گنجائش موجود ہے، مگر اس کے قوانین تبدیل

نہیں ہوتے کیونکہ ہومیوپیتھی کی بنیاد اصولوں پر رکھی گئی ہے اور ان اصولوں کی بنیاد قوانین فطرت پر رکھی گئی ہے۔ یہ قوانین فطرت بنیادی حیثیت رکھتے ہیں اور یہ قوانین پہاڑوں سے بھی زیادہ پرانے اور ازلی ہیں کیونکہ ان قوانین کے فارمولے تو ان پہاڑوں کے وجود سے بھی پہلے وجود میں آئے تھے۔

اگر کوئی شخص ہومیوپیتھی کے راستے پر گامزن ہوتا ہے۔ اور قوانین ہومیوپیتھی کی سختی سے پابندی کرتا ہے اور بیرونی دباؤ کے باوجود ان قوانین کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھتا ہے تو یہی قوانین اس کی شخصیت کو متوازن بناتے ہیں اور اس کے کام کو اس کے لئے یقینی بناتے ہیں اس کی ثابت قدمی کو دائمی اور حاد (ACUTE) امراض میں یکساں طور پر قائم رہتی ہے۔ اس کے علاوہ شدید قسم کی صدمہ حال نامعلوم اسباب کی پیدا کردہ وباؤں مثلاً انفلوئنزہ۔ پولیو مائیلیٹس اور اسی طرح دماغی سوزش کی حالتوں میں بھی اس کی ثابت قدمی قائم رہتی ہے کیونکہ ہر قسم کی امراض کے لئے بنیادی قوانین اپنی جگہ اٹل رہتے ہیں اور یہ قوانین اس قابل ہوتے ہیں کہ وہ صحت کی جانب صحیح راہنمائی کر سکیں۔

ایک ایسا شخص جو ہومیوپیتھی کے طریقہ اپناتا ہے اسے تعصب سے پاک ہونا چاہیئے اور اُسے بیماری کی حالتوں کا نئے زاویوں سے مشاہدہ کرنا چاہیئے اور اسے بعض الفاظ کی اہمیت دینا ہوتی ہے۔ اس کی بیماری کو نہیں، اسے یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ وہ علامات جن کو معمولی ٹریٹمنٹ لوگ صرف اس لئے رد کرتے ہیں کہ وہ علامات الجھن پیدا کرتی ہیں اور انہیں خیرام کہہ کر رد یا نظر انداز کر دیا جاتا ہے، مگر ایک ہومیوپیتھک معالج کے لئے یہی علامات کیس کو سمجھنے اور آسان بنانے میں مدد دیتی ہیں اور معالج کے لئے یقینی مدد کی راہ ہموار کرتی ہیں۔

اس (معالج) کے اندر احساس ذمہ داری ہونا ضروری ہے اور اُسے اس قابل ہونا چاہیئے کہ وہ مریض کی عادات اور مریض کے حالات کی پیدا کردہ علامات اور نشانات کا مشاہدہ کر سکے اور ان علامات کی مدد سے اس کی صحت کو بحال کرنے کی تدبیر کر سکے۔

Scanned by CamScanner

دوسرے لفظوں میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اسے ہومیوپیتھی نقطۂ نظر سے کیسز کا مشاہدہ کرنا اور پرکھنا چاہیئے۔ تشخیصی نقطۂ نگاہ جو کہ اسے اپنی ٹریننگ کے دوران متاثر کرتے رہے ہیں یہاں پر مختلف حیثیت حاصل ہونا چاہیئے اسے بیماری کے اصل سبب کا سراغ لگانے اور مریض کی مکمل تصویر کے پیش نظر موزوں دوا کا انتخاب کرنے کے لئے ہمیشہ مضبوط ترین قوانین فطرت سے مدد لینا چاہیئے۔

ہومیوپیتھی تو موقع فراہم کرنے کی ایک ایسی ٹھنڈی سڑک ہے جو قوانین فطرت کے ثبوت کے نئے نئے میدانوں کی جانب رہنمائی کرتی ہے کیونکہ اگر یہ قوانین بنیادی حیثیت رکھتے ہیں جیسا کہ ہمارا یقین ہے تو پھر ان کا اطلاق یونیورسل ہے اگر ہمارے پاس مشاہداتی نگاہ ہو تو ہم دیکھ سکتے ہیں کہ ان قوانین کا اطلاق نہ صرف علم العلاج میں ہوتا ہے بلکہ قدرتی اور اپلائیڈ سائنس (APPLIED SCIENCE) کے تمام میدانوں میں بھی یہ قوانین کارفرما نظر آتے ہیں۔

ہومیوپیتھک طریقۂ علاج نے جو ٹھنڈی سڑک شفاء کے لئے کھول رکھی ہے وہ بہت وسیع ہے اور اس راہ سے حاصل کی گئی شفاء مریض کو بغیر کسی تکلیف برداشت کئے نہایت نرم طریقے سے حاصل ہوتی ہے۔ مگر اس شفاء کا تعلق مریض کے پورے جسم سے ہوتا ہے۔ ہومیوپیتھی وہ طریقۂ علاج ہے جس میں ہم کسی فرد واحد کے جسمانی نظام کی درستگی کو بحال کرنا ہوتا ہے اور اگر شفاء ممکن ہو سکتی ہو تو مریض کو شفایابی کی شاہراہ کی طرف گامزن کرنا ہوتا ہے۔ اگر ہمیں شفاء بخشنے میں ناکامی ہو جائے تو یہ ناکامی ہماری ذاتی ناکامی ہوگی کیونکہ اس صورت میں یا تو ہم کیس کا مکمل احاطہ کرنے میں ناکام رہے ہوں گے یا پھر ہمارے ادویاتی علم میں کمی ہوگی۔ اتنے وسیع میدان میں یہ بات ممکن ہو سکتی ہے کہ تمام کے تمام میسر ذرائع نہ ہمیں کچھ بھی تو فی الحال میں ہیں۔ اس کے علاوہ ہماری ذاتی قابلیت بھی ہمیں پہلے سے موجود اطلاعات کے استعمال کیلئے محدود کر سکتی ہے۔ لیکن وہ لوگ جو ہومیوپیتھی کا مطالعہ غیر متعصب ذہن سے کرتے ہیں اور اس ہومیوپیتھی کی پریکٹس مخلصانہ طور پر کرتے ہیں، وہ اس طریقۂ علاج کے عظیم شفا بخش تدبر کی تصدیق

کر سکتے ہیں کہ اس طریقۂ علاج کو ضمیر کی آواز کے ساتھ مریض پر آزمانے سے کیسے نتائج حاصل ہوتے ہیں
اگر اعلامات کی زنجیر اپنے مکمل اجزا (مختلف علامات) سے مرتب ہو تو پھر ہر جزو (علامت)
کو علیحدہ علیحدہ پرکھنا چاہیئے اور علامات کی مکمل زنجیر کی طاقت سے بیماری کو ہمیشہ کے لیے رخصت کر دینا چاہیئے
ہومیوپیتھی پریکٹس کی بنیادی خصوصیت نہ صرف انسان کو منفرد حیثیت کا مالک گردانتی ہے
بلکہ اُسے ایک مکمل یونٹ بھی تصور کرتی ہے جس کے تمام اعضاء مکمل اس کے جسم کو متوازن رکھتے
ہیں۔ اسلیئے ہومیوپیتھی کسی ایک عضو جسم کو بیمار تصور نہیں کرتی بلکہ اُسے کسی عضو جسم کے بیمار کو
تمام جسم کا بیمار تصور کرتی ہے۔

ادویات کا مقصد بیماریوں کو شفایاب کرنا ہے۔ اور انسان کی اس طرح تعمیر کرنا ہے اور اس
سلسلے میں مناسب حفظان صحت کے اصولوں اور صفائی کو بھی نظرانداز نہیں کیا جا سکتا بلکہ متعلقہ
شخص کی انفرادی حیثیت کو مدِنظر رکھتے ہوئے مزید گہرے مشاہدہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ شاید ہومیو
پیتھی دوسرے تمام طریقہ ہائے علاج کے مقابلہ میں مریض کے حالات اور ماحول کے اثرات
کو زیادتی اہمیت دیتی ہے۔ اس کے علاوہ نہ صرف مریض بلکہ مریض کی نزدیکی وراثت کے علاوہ
اس کے دور کے آباؤ اجداد کی جدوجہد کو بھی نظرانداز نہیں کرتی۔ ہومیوپیتھی مریض کو اس کے
وراثتی رجحانات کے بڑھتے ہوئے اثرات سے بچانے کے لئے ہر ممکن کوشش کرتی ہے اور۔
وراثتی رجحانات کے بڑھتے ہوئے اثرات سے بچانے کے لئے قوت حیات کو بیماریوں کیخلاف
قوت مدافعت فراہم کرتی ہے۔ ہومیوپیتھی مریض کی صحت کو نہایت قیمتی چیز تصور کرتی ہے اور اگر
قوانین ہومیوپیتھی پر عمل کیا جائے تو صحت کا حصول یقینی ہو جاتا ہے۔

ہومیوپیتھی ادویات کی آزمائش کے لئے تندرست انسانوں کو منتخب کرتی ہے اور ادنیٰ درجہ
کے جانوروں پر ادویات آزمانے کے حق میں نہیں کیونکہ صرف تندرست انسانوں پر ادویات آزما کر
ہی ہم اس قابل ہوتے ہیں کہ ان ادویات کو بیمار انسانوں کے لئے استعمال کریں۔ اس لیئے
ہومیوپیتھی دوسرے تمام طریقہ ہائے علاج کی رہبری کرتی ہے۔ کیونکہ کسی بھی طریقہ علاج

سنے اتنے لمبے عرصہ تک اتنے وسیع پیمانے پر ادویات کی آزمائش کے نتائج کو ریکارڈ کیا ہے اور نتائج کی انتہائی محتاط انداز میں کلینکل چیکنگ کی ہے۔ اس طریقہ کار کو حقیقی سائنسی طریقہ کار کہنا درست ہے کیونکہ نتائج کو بار بار چیک کیا جاتا ہے اور پھر اس کے بعد ہی ان نتائج کو ایمانی کے ساتھ قوانین کی پیروی کرتے ہوئے استعمال کیا جاتا ہے۔

ہومیوپیتھی کا یک عام تسلیم شدہ نظریہ قانون مماثل۔ (LAW OF SIMILAR)

سے البتہ ہے انسائیکلوپیڈیا میں ہومیوپیتھی کے معنی ایک ایسے نظام علاج کے ہیں جو قوانین مماثل پر مشتمل ہے ہومیوپیتھی کی مختصر تعریف تو یہ ہو سکتی ہے لیکن ہومیوپیتھی "قوانین مماثل" کے علاوہ بھی بہت کچھ ہے اور مندرجہ بالا تعریف اس وقت تک نامکمل رہے گی اگر اس بات میں کا اضافہ نہ کیا جائے یا پھر اس کی بہتر تعریف ان الفاظ میں ہو سکتی ہے ہومیوپیتھی ایسا نظام علاج ہے جس کی بنیاد قوانین فطرت پر رکھی گئی ہے۔

ان قوانین کی قدر و قیمت جاننے کیلئے ہمیں ان کا مکمل اور جامع علم ہونا چاہیئے۔ شاندار نتائج حاصل کرنے کی امید، ہومیوپیتھی پر یقین کو نقصان پہنچا سکتی ہے کیونکہ ان قوانین کا ادھورا علم بعض اوقات ہمیں ہومیوپیتھی کے استعمال سے روک بھی سکتا ہے اور بعض اوقات ان قوانین سے لاعلمی کے باوجود ہم شاندار نتائج حاصل کر لیتے ہیں۔ یہ بات درست ہے مگر ہمیں اکثر ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے یعنی اگر ہم ان کی ہدایت پر عمل کریں اور بیماری کے اصل سبب کو دور کرنے کی کوشش نہ کریں جبکہ ظاہری طور پر وہ بیماری ایک کلینکل تکلیف کی صورت میں نظر آتی ہے۔ اس کے علاوہ ایسی بیماریاں جو مناسب غذا نہ ملنے کی وجہ سے لاحق ہوتی ہیں اور انہضام کی خرابی ان کی وجہ نہیں ہوتی تو ایسی صورت میں مناسب دوا کا علم ہونے پر ہومیوپیتھک دوا ہر گز نہیں ہو سکتی۔

دوسری طرف علم العلاج کے میدان میں ہر ایک شفائی خصوصیت رکھنے والی دوا کے کرنے اور اثر معلوم نہیں ہوتی۔ اور اس میدان میں بھی قوانین ہومیوپیتھی کی حکمرانی اعلیٰ ترین ہے۔

Scanned by CamScanner

ہومیوپیتھی زندہ جاندار میں مرض پیدا کرنے والے عوامل کو سمجھتی ہے اور یہ مرض اپنے پیدا ہونے کے سبب کے بغیر علامات کا اظہار کرتے ہیں۔ ہومیوپیتھی کا تعلق عروقی اعصابی (VASOMOTOR) یعنی بیماری کے ابتدائی، فعلی یا ڈائینمک پہلو سے ہوتا ہے اور بیماری کے نتیجے یا بیماری کے اثر سے نہیں ہوتا، کیونکہ ان چیزوں سے ہمیں کوئی سروکار نہیں کیونکہ یہ مرض نہیں بلکہ مرض کے نتائج ہیں۔ اسلیئے ہمیں ابتدائی فعلی علامات (جو کہ مرض کے عوامل کو ظاہر کرتی ہیں) اور ثانوی علامات (جو بیماری کے نتائج ظاہر کرتی ہیں) میں فرق پہچاننا چاہیئے۔

فزیکل پیتھالوجی میں جیسا کہ پتے کی تھرمومیٹر کی صورت میں ہم تھرمومیٹر کی دوا تجویز نہیں کرتے بلکہ مریض کی دوا تجویز کرتے ہیں اور یہ دوا ان علامات سے مکمل نظام تجویز کی جاتی ہے جو قوت حیات کے عوامل میں گڑبڑ سے نمودار ہوتی ہیں اور یہ علامات ان عوامل سے پہلے اور ان عوامل کے ساتھ پیدا ہوتی ہیں جن کے نتیجے میں بالآخر تھرمومیٹر پیدا ہوتی ہیں۔

بیالوجی کے مطابق فعلی علامات ہمیشہ ساختی تبدیلیوں سے پہلے ظاہر ہوتی ہیں افعال ہی اعضاء کی تخلیق اور نشوونما کے ضامن ہوتے ہیں۔ بیماری کی حالت میں قوت حیات بدترین حالات میں بھی اپنے افعال انجام دینے کی کوشش کرتی ہے اور یہ عمل بیماری کے اظہار سے پہلے ہوتا ہے۔ ہومیوپیتھک معالج کے لئے علامات کا مجموعہ ہی مرض کہلاتا ہے۔ اور یہ علامات ہی مرض کی واحد پہچان ہوتی ہیں لہذا شفائی علاج کی واحد بنیاد بھی یہی علامات بنتی ہیں یہ علامات ہی قوت حیات کے اندرونی بگاڑ کا واحد بیرونی مظہر ہوتی ہیں جو بالآخر بیماری کی شکل اختیار کر لیتی ہیں اور جب یہ علامات دور کر دی جاتی ہیں تو بیماری کا وجود ختم ہو جاتا ہے

ہومیوپیتھی بیماری پیدا کرنے والے عناصر اور بیماری کے پیدا کردہ نتائج سے تعلق نہیں رکھتی۔ ماہرین دوا کے استعمال سے پہلے شفاء کے راستے میں حائل تمام رکاوٹوں کو دور کرنا ضروری سمجھتے تھے۔ اور ہومیوپیتھک دوا مریض کی علامات کے مطابق اور اس کی انفرادیت

کے پیش نظر منتخب کرتے تھے کیونکہ شفاء کے حصول کے لئے واحد یہی ایک طریقہ کار ہے۔
لہٰذا ہم اپنی تمام توجہ مریض پر مرض فعلی پہلو اور بذات خود مرض پر مرکوز کرتے ہیں۔
یہی وہ مقام ہے جہاں ہمیں ہومیوپیتھی کا دائرہ کار نظر آتا ہے۔ لہٰذا اس نقطۂ نگاہ سے بیماری
افعال کے اندر مسلسل تبدیلی اور منتقلی کو کہتے ہیں اور اس کا اندازہ زندگی کا آخر تک ساتھ رہتا
ہے ہم اس صورت میں خالصتاً روحانی (DYNAMIC) سلطنت سے تعلق رکھتے ہیں
کیونکہ یہ میدان منتشر قوت حیات سے متعلق ہے اور اس نے قوت حیات کے منتشر افعال اور
مریض کے سم میں سے بیماریاں رونما ہوتی ہیں۔ اور اس کے لئے بیماریوں کی وجہ یا بیماریوں کے نام
کی کوئی اہمیت نہیں کیونکہ یہ روحانی سلطنت (VITAL REALM) صرف قوانین حرکت
کے کنٹرول میں ہوتی ہے اس دائرہ کار میں ڈائنڈل افعال عمل کرتے ہیں۔ یعنی عمل اور ردعمل
برابر لیکن مختلف سمتوں میں ہوتے ہیں۔

ہانیمن اپنی کتاب آرگنین کے چوتھے پیراگراف میں کہتے ہیں:۔

"ایک غیر متعصب محقق جو ان قیاسات کے ناکارہ پن سے واقف ہو، یعنی وہ قیاس
جو عام فہم ادراک سے بالاتر ہوتے ہیں مگر تجربہ کی کسوٹی پر پورا نہیں اترتے اور وہ اپنی تمام تر کوشش
کے باوجود کسی مرض میں سوائے جسمانی اور روحانی صحت کے اندر تبدیلیاں پیدا کرنے کے اور کچھ
نہیں کر سکتا ان تبدیلیوں کو جو اب مظاہر، حوادث یا علامات کا نام دیا جاتا ہے اور یہ علامات
ظاہری طور پر حواس خمسہ کے ذریعہ معلوم کی جا سکتی ہیں۔ دوسرے لفظوں میں وہ مرض کا
شکار ہونے والی فرد کی سابقہ تندرست حالت میں پیدا شدہ ان تبدیلیوں کا پتہ چلاتا ہے جو کہ مریض
خود محسوس کرتا ہے اور جن کا مشاہدہ مریض کے ساتھ رہنے والے بھی کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ
معالج مریض میں خود ان چیزوں کو معلوم کرتا ہے یہ تمام علامات اور احساسات مرض کی
مکمل حقیقت کا مظہر ہوتی ہیں۔ یعنی وہ مکمل طور پر مرض کی نہایت ہی اور واضح تصویر پیش کرتی ہیں۔"
مرض بذات خود نظر آنے والی چیز نہیں اور ہم تو صرف مرض کے اثرات کو دیکھ سکتے ہیں اور ہم

صرف علامات کا ریکارڈ رکھ سکتے ہیں۔ مرض بھی خیالات کی طرح تصوراتی چیز ہے جیسا کہ ہم خیالات کے وجود کو نہیں دیکھ سکتے، سوائے ان خیالات کے جو کسی فعل کی شکل اختیار کر لیں لہٰذا مرض کو بھی ہم اسی صورت میں پہچان سکتے ہیں جب وہ علامات کی شکل اختیار کرتی ہے۔ اندرونی مظاہر کی اصلیت ڈائنیمک ہوتی ہے اور ان کا بیرونی مظہر فعلی ہوتا ہے اگرچہ یہ سب کچھ صحیح ہے مگر اس کے باوجود ہم حقائق کے صرف مثبت پہلو سے تعلق رکھتے ہیں ــــ کیونکہ علامات حقائق کے ریکارڈ کا نام ہے ــــ اور علامات کی صورت میں نمودار ہونے والے حقائق قوت حیات کے مرض سے متاثر ہونے کے حقیقی عکاس ہوتے ہیں۔

ایک مرتبہ پھر ہانمن کی آرگینن کے حوالے سے اذیات میں تعاقبی خصوصیات کی موجودگی ضروری ہے اگرچہ اس کی اندرونی خصوصیات کو دیکھا نہ جا سکے اس کی بات نہیں لیکن اس کے بیرونی اظہار اور اثرات کی پہچان بھی تجربہ کی مرہون منت ہے۔

تمام علامات کے ختم ہونے کے بعد صحت بحال ہو جاتی ہے اور تب ہی بیماری ختم ہوتی ہے۔ ہانمن بیماری اور اس کی وجوہات اس کے ظہور اور اس کے نتائج کے درمیان فرق اس طرح بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہومیوپیتھی کا دائرہ کار اس ساختی تبدیلیوں تک محدود ہے جہاں سے مرض شروع ہوتا ہے۔ بعد ہومیوپیتھی صرف ڈائنیمک دائرہ عمل میں رہتی ہے ہومیوپیتھی بیماری کی طبعی وجوہات اور بیماری کے اثرات سے براہ راست تعلق نہیں رکھتی ہاں اس سے بالواسطہ تعلق ضرور رکھتی ہے۔ اس معاملے میں سوچا جا سکتا ہے لیکن اس کے باوجود بھی کئی سوالات باقی رہ سکتے ہیں۔ لیکن اگر اثرات سے گہری جڑیں ساتھ ہوں تو ان کو ختم سے ملایا جا سکتا ہے اور اگر ایسا کیا جا سکے تو سوال کیا جا سکتا ہے کہ وہ کیسے ہیں۔ اثرات محسوس نہیں کئے جا سکتے مگر ہمیں مرض کے اسباب اور مرض کے نتائج میں فرق معلوم ہونا چاہیئے۔ کیونکہ یہ دونوں چیزیں ٹانک کے خلاف پلڑوں کی سی حیثیت رکھتی ہیں ــــ اگرچہ مرض کے نتیجے والے بافتی (tissue) کے ڈیزیز مرض نہیں ہیں۔ لہٰذا ہومیوپیتھی طریقہ علاج سے ان کا تعلق نہیں مگر یہ بیماری پیدا کرنے

[illegible] ہومیوپیتھی کے [illegible]
[illegible] کیونکہ علاج کا وہ طریقہ جو مریض کی [illegible]
[illegible] کے بجائے [illegible] کے [illegible] کے [illegible]
[illegible] کی علامتوں کو [illegible] کرتا ہے [illegible] ہومیوپیتھی کے [illegible]
اصل شعاع کو [illegible] کے [illegible] کار میں حاصل ہو سکتی ہے اور [illegible] کی حالت صحت
کی بحالی کے ساتھ اس کے [illegible] میں ہم جنس علامات سے مشابہ دوا کے استعمال سے حاصل
ہوتی ہے۔ جیسا کہ شوارٹز لکھتا ہے کہ:

"ہومیوپیتھی کا حقیقی میدان یہ ہے کہ وہ امراض (اور ادویات) جو انسان کی صحت کو متاثر
کرتے ہیں اور جو ٹوکسیکولوجی، میکانیات اور نہ ہی بالتعین کے کیسوں میں ہیں اور یہ عوامل بیمار
آدمی کے مشاہدہ، بیماریاں اور صحت آدمی میں [illegible] حاصل ہوتی ہیں۔"

ٹنکے (TINCHE) نے ثابت کیا ہے کہ ایک بچے کی نشوونما اور بڑھنے اور پھوٹنے
کے عمل کے لئے بہت کچھ کیا جا سکتا ہے اور اس کے ان عوامل کو شواین سا جا سکتا ہے اس
لئے کہ اس بچہ کا قدرتی تعلق علم سے ہے۔ اس مقام پر قانون، مثل سے انتہا اہمیت رکھتا
ہے۔ کیونکہ یہ خصوصی طور پر عمل اور ردعمل کے قانون سے متاثر ہوتا ہے اور اسی طرح دوائے
بالمثل کا عمل بھی اس کی نشوونما اور بڑھنے پھولنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

ہومیوپیتھی شدید اور جنسی حالات میں بر لیپل آف بیلی ایشن (PRINCIPLE OF [illegible]
[illegible]) کے تحت کام کرتی ہے۔ جیسا کہ ارگین کے پیراگراف ۷۰ میں بیان
فرماتے ہیں:۔

"سوائے انتہائی ہنگامی صورتوں میں جہاں مریض کی زندگی کو خطرہ لاحق ہو اور فوری
موت کا خدشہ ہو، ہومیوپیتھک دوا کے استعمال کی عملت نہ ہے۔ ایسی صورت میں کئی قطرہ
ملک دوا کے استعمال کے اثر کا انتظار کرنا [illegible] میں [illegible] ہر جدت کا [illegible]

بھی خطرناک ہو سکتا ہے۔ مثلاً ہچکی کی حالت میں کھلی کے چھلکے سے سانس بند ہونے سے شدید سردی کے اثر سے یا پھر پانی میں ڈوبنے کی حالتوں میں۔ سکتہ کی عادت ہے مگر تشریح یہ ہے کہ سب سے پہلے مریض کو ہوش میں لایا جائے اور اس کو دوا کے ساتھ رابطہ بحال کیا جائے مثلاً مریض کو ہوش میں لانے والی دوا سنگھائی جائے۔ جسم میں حرکت پیدا کرنے کے لئے تیز قسم کے کھلی کے چھلکے دیئے جائیں۔ تیز قسم کی دوائی جائے جس کو ایمرجنسی کہا جائے۔ باہر جسم کو گرم کیا جائے ایسا کرنے سے قوت حیات کا عمل پیدا ہو جائے گا۔ سو یہ اس طرح کے کوئی بیماری تو رفع نہیں کی جاتی مگر صرف قوت حیات کو بڑھانے اور بیماریوں سے بچانے والا مقصود ہوتا ہے اس قسم کی حالتوں میں کئی دوائی بھی استعمال کئے جا سکتے ہیں۔ مثلاً سانپ کے زہر کے اثر کو تعدیل کے لئے اسکی استعمال کیا جا سکتی ہے۔ اسی طرح مختلف زہروں کے لئے مناسب دوائی استعمال ہو سکتے ہیں۔ دھاتوں سے زہر آلودگی کی صورت میں ہیپر سلفیورس استعمال کی جا سکتی ہے۔

افیم کے زہر کیلئے کافی اور کیمفر یا اپیکاک استعمال کرائی جا سکتی ہے

ہنگامی حالتوں کے علاوہ بھی بیماریاں ہو سکتی ہیں جن کی حالت ہم ہومیوپیتھک دوائی استعمال کر سکتے ہیں اور یہ علامات بھی دوا کے انتخاب میں اسطرح مدد دے سکتی ہیں جس طرح عام ہومیوپیتھک طریقے ان صورتوں میں استعمال ہو سکتے ہیں۔ ان حالات میں پوٹینسی ڈوا زم مگر تیز قسم کی ہو، کی مدت زیادہ کیلئے تجویز ہوگی جگر تیز قسم کی، تبدیلیت ہو مر ہومیوپیتھک ہیں یہ ستر تا ۶ پیدا نہیں کر سکتیں۔ لہذا اس قسم کی ہنگامی صورتوں میں مشکلات کئی۔ مختلف وقفے سے پہنچنے والے صدمات اور حتیٰ کہ زہر خورانی ہو۔ اس قسم کی ہنگامی صورتوں میں ہر صورت سے ہاتھ ہومیو پیتھک ادویہ کے استعمال کرنے سے صحت۔ قسم کے تبدیلی روش کی نتائج حاصل ہوئے ہو کئی جا سکتے ہیں بچائی گئیں۔ ان حالات میں منتخب کردہ دوا نے نہایت تیزی سے جسمانی قوتوں کو بحال کیا ہے۔ اور جسمانی اذیت کی سرعت سے شدت کو کم کیا ہے۔ ہومیوپیتھک ادویات کی سرعت سے شدت کو کم نہیں کر سکتے۔

ایسی چیز جو ہمارے سامنے ہو اس کے بارے میں آسانی سے صاف اور واضح نظریہ حاصل کیا جا سکتا ہے استقرائی شعاع کے مناسب مقام کو پہچان کر ہم اصل معنوں میں تشریحی معالجہ بن سکتے ہیں اور مرد و زن کے حصول کے لئے کیرل ڈنہم کے اس قول کو مدنظر رکھیں جسے انہوں نے ہوسیوپیتھی کی سائنسی تعبیر بتایا ہے۔

ہوسیوپیتھی کی ترقی استقرائی استدلال کی رہین منت ہے

ہوسیوپیتھی کے نتائج اس کے مفروضات سے مطابقت رکھتے ہیں اور ان نتائج کی بنیاد تخلیق پر ہوتی ہے کیونکہ ہوسیوپیتھی کو طریقۂ علاج کی جو حیثیت حاصل ہے وہ حقائق و تجربات کے بغور مشاہدہ سے متعلق استدلال اور دیگر عام معلوماتی ماخذ و ثبوت کی بدولت ہے کیونکہ دوا کی آزمائش ہے لیکن شفایاب کرنے والی ادویات کے استعمال تک کے تمام عوامل استقرائی استدلال کے اصولوں پر کام کرتے ہیں۔

فنک (FUNK) اور وگنالز ڈکشنری میں FUNK & WAGNALLS STANDARD DICTIONARY) استقرائی استدلال کی تعریف مندرجہ ذیل ہے۔

استدلال کا استقرائی طریقہ وہ سائنسی طریقہ کار ہے جو استقراق سے نشوونما پاتا ہے۔ اس کے لئے مندرجہ ذیل چیزوں کی ضرورت ہے۔

(۱)۔ حقیقی مشاہدہ۔ (۲)۔ مشاہدہ کے لئے کئے حقائق کا صحیح انتخاب اور بعد میں ان حقائق باہمی حل کو سمجھنا اور ان کی درجہ بندی کرنا۔

(۳)۔ ان حقائق کی PERSONAL وضاحت اصطلاح کرنا کہ ان کے پیدا کرنے والے اسباب اور قوانین بھی نظر انداز نہ ہوں۔

(۴)۔ سائنسی ساخت یا ترتیب یعنی حقائق کو ایک دوسرے کے ساتھ اصطلاح مربوط کرنا۔ کرنے سے تشکیل پانے والا نظام حقائق کی تصدیق کرے۔

آیئے ہاہنمن کے اس مادے میں کئے گئے کام کا مشاہدہ کریں جو انہوں نے اپنی سائنسی بنیاد

توجہ کی نشوونما کے لیے درمیان و تعاون کرنے کے لیے اور قوانین فطرت کے مناسب استعمال سے
یہ کام انجام دیا۔

ان کے تجربہ کی ٹریننگ نے ان کے منطقی استدلال کو صلاحیتی اور ان کے حساس ذہن نے خاص طور
ان کے کام کے لیے موزوں تربیت دیا۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان کی ابتدائی تربیت
ہی استخراجی استدلال پر منحصر تھی، لہٰذا وہ بیمار کے علاج کے لئے نامعلوم قوانین کو سائنسی بنیادوں
پر استوار کر لیتے تھے۔

۱۱۔ **حقیقی مشاہدہ**۔ (EXACT OBSERVATION)۔ اٹھارویں صدی میں بانیس نے
ایلوپیتھی طریقہ علاج میں ناکام ہونے کی اصل وجہ ان کا استدلالی ذہن اور مشاہدتی نظر رکھنے والی
خصوصیات تھیں۔ ان کی ابتدائی ٹریننگ اس بات کی متقاضی تھی کہ ادویات کے استعمال کے
لئے منطقی دلائل کو ڈھونڈیں اور جب دوا کو ایک مرتبہ استعمال کرایا جائے تو پھر اس کے ساتھ
خواہ نتائج کے حصول کی امید رکھی جائے۔

اس دور کے دوا منتخب کرنے کے بجائی طریقے صاف اور واضح نتائج کے لیے کوئی
مناسب گنجائش نہیں چھوڑتے تھے۔ بانیس دیکھتے تھے کہ اس دور کے معالجین، مریضوں کو شفایاب
کرنے میں اکثر کیوں ناکام ہوتے تھے! پھر وہ مریض کی حالت کو بدتر کر دیتے تھے۔ بانیس نے مشاہدہ
کیا کہ نہ صرف پیچیدہ امراض بلکہ سادہ قسم کی بیماریوں میں بہتر فی علاج میسر آنے کے باوجود صحت
کے نقرئی میں مبتلا رہتے تھے۔ ان وجوہات کی بناء پر بانیس ایلوپیتھی طریقہ علاج کو چھوڑ دینے پر
مجبور ہو گئے اور انہوں نے اپنی توجہ کیمیا کی طرف مبذول کی اور اس کے علاوہ متبادل ذریعہ کار جو کار
کے سوزی کھانے لگے۔ ایک دفعہ ترجمہ کرتے ہوئے وہ سکروی کی بیماری کی خصوصیات کے مطالعے
میں پڑھ کر بہت متاثر ہوئے کیونکہ سکروی کی علامات باری کے بخاروں کے بارے میں بتائی گئی تھی۔
بانیس خود بھی انہی دنوں باری کے بخار میں مبتلا ہوئے تھے۔ اپنے بانیس کے ذہن میں بیماری کی
مخصوص خصوصیات کے بارے میں تجسس پیدا ہوا اور ان کے تجربات ادویات کی خصوصیات کے

بارے میں تشریح ہو گئے انہیں کو پلاننگ کا نام دیا گیا)۔

یہاں ہمیں ملتی کی وہ کوشش نظر آتی ہے جس کی مدد سے انہیں نہ صرف بوجھ ملی جس سے ہدایات کے استعمال کے لئے استدلال سے کام لیے گئے۔ ان کے طریقہ کار کی بنیاد ادویات کے تندرست انسان میں علامات پیدا کرنے کی خصوصیات اور بیماروں میں ان ہی علامات کو شفا یاب کرنے کی خصوصیت پر رکھی گئی۔

لہٰذا اس مسئلے کا انہوں نے منطقی حل پیش کیا۔

CORRECT INTERPRETATION OF THE PHENOMENON
PRODUCED BY EXPERIMENT OR PROVING.

پروونگ اور تجربات کے پیدا کردہ مظہر کا صحیح ۔ اطلاق ست سے مگر یہ ادویات کا کردار ہے واقعی مشاہدہ کرنے پایا گیا۔ لہٰذا یہ ادویہ اعداد و شمار جمع ہونے کی وجہ سے کم اغلاط کم سے کم ہو گئے اور بنائے صحیح مشاہدات کئے گئے۔ یہ مشاہدات نہ صرف پیدا ہونے والے نتائج سے حاصل کئے گئے بلکہ ان مکمل حالت کرنے والی حالتوں سے بھی جو نتائج میں تصادم پیدا کرتی ہیں

3 - RATIONAL EXPLANATION OF THE PHENOMENON — اس مظہر کی معقول توجیہ۔ ہانیمن انہیں اصولوں سے متاثر تھے کہ اس مظہر کی معقول توجیہ ہندو سادھوؤں کے زمانے میں موجود تھی اور اسی طرح بقراط ہپوکریٹس کی۔ شامل وغیرہ اور میڈیکل کی پوری مشرق میں اسطرح کے خیالات کا اظہار ہوتا رہا کہ بیماریوں کو ایسی ادویات شفایاب کرتی ہیں جو ایسی قسم کی بیماریاں پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہوں۔ اگرچہ ان خیالات کو شاذ و نادر ہی عمل جامہ پہنایا گیا ہو۔ مگر ہانیمن وہ پہلے انسان تھے جنہوں نے سب سے پہلی مرتبہ اس خیال کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اسے عمل جامہ پہنایا کہ وہ ہر کیس جس میں کامیابی کا حصول درکار ہو، اسی اصول کے تحت جینا جا سکتا ہے۔ لہٰذا وہ پہلے انسان تھے جنہوں نے ادویات کو پہلی بار آزمایا اور اس مقصد کو ذہن میں رکھتے ہوئے ادویات کی گروہ بندی کی۔

۴۔ حقیقی سائنسی ترکیب۔ TRUE SCIENTIFIC CONSTRUCTION

اپنی حقیقی سائنسی ترکیب سے ہانیمن نے اپنے انکوائری استدلال کے پیدا کردہ قوانین اور ان سے متعلقہ قرارات نے ہانیمن کو تندرست انسانوں کو ادویات استعمال کرانے کی ترغیب دی۔ ان اثرات کو احتیاط کے ساتھ ریکارڈ کرنے کی ترغیب دی یہ اثرات علامات کی صورت میں نمودار ہوتے (یعنی ضعوبی مرض) اور پھر ان ادویات کو مریضوں میں اسی قسم کی علامات کے علاج کے لئے استعمال کرتے۔ اس طرح انہوں نے اپنے کام یعنی ادویہ کی آزمائش شروع کی۔

یہ طریقہ یعنی استقرائی استدلال ایک کامیابی ثابت ہوا کہ سائنسی قوانین کی ایسی صداقت ہیں جو انہیں ظلمت پر مشتمل تھی ۔۔۔ لہٰذا استقرائی اصولوں کے طریقے سے ہانیمن کو ادویات کے مائشی یعنی علامات کی بنیاد پر ادویات استعمال کرنے اور دوا کی مقدار کو تدریجاً کم کرنے لگے کیونکہ دوا کے استعمال کے بعد اس کے اثرات نمودار ہوتے تھے۔ خوراک کی مقدار میں کمی ایک یقینی فارمولے کے تحت کی گئی اور یہی طریقہ آخر پوٹینسائیزیشن کے عمل سے توانائی کے اخراج کے اصول کی بنیاد بنا۔

پوٹینسائیزیشن کے اصول کی دریافت ہانیمن کا عظیم الشان سائنسی تحفہ ہے جس کی تمام اہمیت کے علاوہ طب میں سے بڑی اہمیت ہے اگر ہانیمن میں زبردست قوت متخیلہ، ہوش اور بصیرت مشاہدات کے اخلاق کے نہ ہوتی اس کے پاس حواس و صلاحیت نہ ہوتی تو وہ یہ شہرت ہرگز حاصل نہ کر سکتے تھے۔ جب ہم ہومیوپیتھک پریکٹس کی بوسوں پرانی باتیں سے بیشتر کی بنیاد پر شروع اور سائنسی ریسرچ کا مطالعہ کرتے ہیں تو پھر ہانیمن کی دریافتوں کی اہمیت کو سمجھنے لگتے ہیں تب ہمیں ہانیمن کی اضافی حدوں کو چھوتی ہوئی اور باقی تعمیر اور پوٹینسائیزیشن کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے اگرچہ ہم ان کے سخت استدلال کی پابندی کے لئے تیار نہیں ہو سکتے اور نہ ہی ان کے استدلال کی تنقید کے لئے تیار ہو سکتے ہیں۔

بہرحال شروع کرنے کے لئے ہومیوپیتھی کی تاریخ و صداقت کو دیکھنا اس کے مطالعہ ہوتے ہیں ممکن ہے کہ ہومیوپیتھی کی بنیاد ایک ایسی کلیہ ہے جو کہ حقائق کی چٹان سے نکلوں سے بنی ہے اور

جن کڑیوں کو قوانین قدرت کے سیٹ سے جوڑا گیا ہے اور اس بنیاد پر ہومیوپیتھی کی عمارت اس
طرح مضبوطی سے کھڑی کی گئی ہے کہ وہ اپنی بنیاد سے کسی صورت الگ نہیں ہو سکتی۔
اس سے ہمیں حقائق کے ہومیوپیتھی سے تعلق رکھنے کا پتہ ملتا ہے یہ معلومات اور علم ہیں استدلال
کے عمل کے اس خاکے سے حاصل ہوتا ہے جس پر ہومیوپیتھی کی بنیاد رکھی گئی اور اس کی تعمیر کی گئی۔
لہٰذا ہر اس کیس میں استعمال ہو سکتی ہے جس کے لئے ہومیوپیتھک طبیب کو طلب کیا جائے۔ اس
سلسلے میں استعمال ہونے والے اصول ایک ہی ہیں۔ جیسے مریض کا مشاہدہ یا پھر ادویات کی آزمائش
کا ریکارڈ رکھنا علامات کا تجزیہ اور ان سے نتائج اخذ کرنا۔ پھر دوا کا انتخاب یہ تمام باتیں،
اصولوں کے تحت انجام پاتی ہیں۔ اور ان کی تکمیل کے لئے جو منظم طریقہ استعمال کیا جاتا ہے
وہ منطقی استدلال پر مبنی ہوتا ہے لہٰذا ہم اندازہ لگاتے ہیں کہ مریض کے اندر اور دوا کے اندر
کون سی خصوصیت موجود ہے اور یہ خصوصی علامات ہمیشہ مریض کی جنرل علامات ہی ہوا کرتی ہیں۔
جو بات ایک علامت پر صادق آتی ہے وہی بات پورے مریض کے لئے صادق آتی ہے جیسا
کہ جسم کے مختلف حصوں اور نظاموں کا درجہ حرارت کے خلاف ردِ عمل کا اظہار۔ جب ہم علامات
کے کل مجموعے کی تصویر بنانے کی کوشش کریں تو ہمیں مریض کے پورے جسم یا پھر کیس کی نوعیت
کے مطابق اس کے جسم کے مختلف حصوں کی علامات مجتمع کرنے کی اہمیت کو سمجھنا چاہیئے جیسا کہ کنور
CLOSE اپنی کتاب جینئس آف ہومیوپیتھی (GENIUS OF HOMOEOPATHY) میں لکھتے ہیں
منطقی کیس کی علامات کی کلی تصویر جانچنے میں معاون ہوتی ہے کیونکہ منطق تمام
جزیات کو مجتمع کر کے ایک کل کی تشکیل کرتی ہے دوسرے لفظوں میں یہ کہا جا سکتا ہے منطق
ہر تفصیل کو اسکی مناسب اہمیت اور مقام بخشتی ہے اور مطرح کیس کو وہ شعوری صورت بخشتی ہے جسے
ذہن مکمل طور پر سمجھنے کے قابل ہو جاتا ہے۔
علامات کا حقیقی کل صرف حسابی اور اضافی کل ہی نہیں ہوتا کیونکہ یہ کچھ خاص علامات
کو جو اس وقت کیس کے ساتھ منطقی نقطہ نگاہ سے تعلق نہ رکھتی ہوں اس مجموعے سے خارج کر

جاسکتا ہے۔ ایسی علامات کو حادثاتی علامات کہا جاتا ہے اور ان علامات سے دوا کے انتخاب کو متاثر نہیں ہونے دینا چاہیئے۔ علامات کا کل یا کلی علامات اس شعوری شکل کو کہا جاتا ہے۔ جب کہ علامات منطقی طور پر ایک دوسرے سے تعلق رکھتی ہوں اور اپنی انفرادیت کا اس طرح اظہار کریں کہ ہر وہ شخص جو علامات کو جانتا ہو اور ادویات اور امراض کے اثرات کو سمجھتا ہو ان کو فوراً پہچان لے۔

ہومیوپیتھی طریقۂ علاج میں دوا کا انتخاب مریض کی کلی علامات کی بنیاد پر کیا جاتا ہے (ایسا کہ دوا منتخب کرنے والے اپنے نقطۂ نگاہ سے علامات کو پہچانتا ہے)۔ ایک کامیاب دوا کا انتخاب اس بات پر منحصر نہیں کہ دوا منتخب کرنے والا تشخیص امراض کا ماہر ہے، اسے جن ہے یا پھر تھاوجسٹ (ماہر امراض) ہے۔ جبکہ علامات کا اظہار مختلف ہوتا ہے اور علامات کی اقسام بھی مختلف ہوتی ہیں دوا کا انتخاب صرف انہی علامات کی بنیاد پر کیا جاتا ہے جن سے مشابہ علامات میٹریا میڈیکا میں موجود ہوں۔

ہر کیس میں مریض کی انفرادیت کو اہمیت دی جاتی ہے۔ ایک محتاط انداز میں مشاہدہ کیے گئے کیس کے لئے تین باتیں بڑی ضروری ہیں، مریض کا مشاہدہ، مریض کی علامات کا ریکارڈ۔ اور میٹریا میڈیکا کا مطالعہ۔

جب یہ تینوں اقدام منطقی انداز میں کر لیے جائیں اور ان کا تجزیہ کر لیا جائے تو پھر منطقی طریقے کے نتیجے میں کیس کی جنرل صورت حال کی طرف راہبری ہوتی ہے۔ کیونکہ جنرل علامات مخصوص (PARTICULAR) علامات کا مجموعہ ہوتی ہیں۔ جنرلائیزیشن کی قدر و قیمت کا انحصار ان معلومات پر ہوتا ہے جن سے جنرلائیزیشن اخذ ہوتی ہے۔ کیونکہ کلینیکل کا ایک قول ہر کہ بالکل حقیقت ہے یہ ہے کہ "ایک جنرل (عام) سچائی مخصوص (PARTICULAR) سچائیوں کا مجموعہ ہوتی ہے۔ یعنی یہ ایک ایسا جامع منظر ہے جس سے لاتعداد انفرادی حقیقتوں کی تصدیق یا نفی ہوتی ہے۔"

ہم اسوقت تک مریض کی علامات کی جنرل تصویر حاصل نہیں کر سکتے جب تک ہم اس کی

خاص اور منفرد علامات کا تجزیہ کرلیں اور ان علامات کو مریض کے پورے جسم سے الگ کر لیں۔ نہایت معمولی اور مخصوص علامات انتہائی بڑی علامات بن سکتی ہیں اور یہ انتہائی بڑی علامات مکمل کیس کے محور اور مکمل نظریے کی شکل اختیار کرلیتی ہیں۔ ایسی ہی بڑی بڑی علامات کا مجموعہ سمیلیا سمیلی بس کو رینٹر" کہلاتا ہے جو کہ انفرادی حقائق کے استقراء سے بنائی گئی انتہائی مکمل اور موثر کیس جنرلائیزیشن ہے۔

جنرلائیزیشن کی قدر و قیمت اصل معنوں میں اُن معلومات پر منحصر ہے جن سے اس کا استخراج کیا جاتا ہے لہٰذا وہ تمام حقائق بالکل صحیح اور مکمل ہونے چاہئیں۔

جب ہمیں بھی کسی مریض کی صاف اور واقع ذہنی علامات ملتی ہیں تو وہ علامات جنرل ہی ہوتی ہیں کیونکہ یہی وہ علامات ہیں جو مریض کے مخصوص احساسات کی ترجمان ہوتی ہیں۔ ہیٹیز ہمیشہ جنرل علامات ہی ہوتی ہیں کیونکہ یہی اس کیس کے قدرتی ترمیم کنندگان ہوتی ہیں۔ کینٹ کہتے ہیں۔ " جہاں جنرل علامات نہ ہوں گی تو پھر وہاں شفاء کی اُمید بھی نہیں ہوگی۔"

بوننگھسن (BOENNINGHAUSEN) نے اپنی ریپرٹری (REPERTORY) میں لکھا ہے کہ تکلیف میں زیادتی اور کمی کی حالتیں موڈیلیٹیز کہلاتی ہیں۔ لہٰذا یہ جنرل علامات میں شمار ہوتی ہیں۔ کلوز CLOSE کہتا ہے کہ یہ REPERTORIAL ریپرٹوریل کام ہمارے سٹرکچر میں تجزیے۔ تقابل اور جنرلائیزیشن کا ایک عظیم شاہکار ہے۔ موڈیلیٹیز کو صرف مخصوص علامات تک محدود کرنے کی کوشش میڈیکل پریکٹس میں کامیاب نہ ہوئی۔ لہٰذا بوننگھسن کے ان موڈیلیٹیز کو جنرل علامات میں شامل کرنا منطقی استدلال کا عظیم شاہکار ہے۔ موڈیلیٹیز جن کو وہ جنرل علامات میں شمار کرتا ہے۔ ان کے بارے میں وہ کہتا ہے۔ ان علامات میں سے یہ علامات اسموڈیلیٹیز سب سے بڑھ کر قابل اعتماد ہیں اور ان کو اتنے زیادہ تجربات سے ثابت کیا گیا ہے کہ ان کا مقابلہ کوئی اور علامات نہیں کر سکتیں لہٰذا ان سے اہم ہو سکتی ہیں ان کا نوٹ کرنا نہایت فائدہ مند ہے اسلئے ان کا تعلق نہیں کسی کیس کی کسی ایک آدھ علامت سے نہیں بلکہ تو تمام

[illegible] کی طرح دوا کی مقدار معلوم کرنا بھی ہے اور اس [illegible] کے اعتبار سے [illegible] کا مظہر ہوتی ہیں۔

ہالمن ـــــ ان تمام تحقیق اور تجربات کے بعد اپنے پیش کردہ نظریے کے متعلق لکھتا ہے "یہ نظریہ حسی خصوصیتوں پر مبنی ہے"

لہٰذا ہم دیکھتے ہیں کہ ہومیو پیتھی قانون مماثل سے علاوہ بھی بہت کچھ ہے۔ علاج طریقہ شفا کا وہ سائنسی طریقہ ہے جس کی بنیاد قوانین فطرت پر رکھی گئی ہو۔ مصنف اسٹاپ نے اس کی توضیح کی ہے یہ تمام تفصیل ہاہمن کی آرگینن سے مجموعہ ۲ اقتباسات میں موجود ہے

ہاہمن فرماتے ہیں:۔

"اگر علاج واضح طور پر ہوتا ہے کہ امراض میں بیماری کی علامتوں میں کیا تبدیلی کا مداوا درکار ہے امراض کا علم مرض یا مرض کے علامات کے لئے جانا (کہ علاج واضح طور پر جانا ہے کہ ادویہ میں کون سے شفا بخش خواص ہیں) ہمیں ادویہ کے ان خواص کا علم ہو (علم خواص الادویہ کی اہمیت) اور اگر اس میں طے شدہ اصولوں کے تحت ادویہ کے معلوم شدہ خواص اور مریض کی تعیینی طور پر دریافت شدہ تکالیف میں مطابقت حاصل کی جائے (یہ اہمیت ہے تاکہ مریض کی یقینی طور پر صحت بحال کی جائے اس کے ساتھ ہی اگر علاج مریض کی تکلیفوں کے مین مطابق موزوں ترین دوا کا علم رکھتا ہو (علامات کے مطابق دوا کا انتخاب کر سکتا ہو) دوا کی تیاری کا طریقہ جانتا ہو (دوا کی متعلقہ خصوصیات کی توانائی) کو بڑھانے کا علم رکھتا ہو اور آخر میں یہ ہے کہ دوا دینے کے بارے میں حالات مثلاً غذا اور پرہیز کا علم ہو تو وہ یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس نے فن کو سمجھ لیا ہے اور شفا بخش مستقل نتیجوں پر حاصل کی جانے کی توقع کی جا سکتی ہے۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ صحیح معنوں میں علاج وہ ہے جو جلد، محفوظ اور مستقل طور پر شفا بخش ہو۔ یہ علاج سے حاصل ہوتا ہے۔"

ایک معالج کو کیا چاہیے کہ پیش کرے اسے کن باتوں کا علم ہونا چاہیے؟

Scanned by CamScanner

۱۱۔ جواب ۔ دوا میں کون سی شفا بخش خصوصیات موجود ہیں اور دوا سے کن علامات کا حل نکلتا ہے۔

۱۲۔ ایک معالج کس طرح معلوم کر سکتا ہے کہ دوا کے اندر کون سی شفا بخش قوتیں موجود ہیں؟

۱۳۔ ہومیوپیتھی کی اہمیت کا کرانک اور حاد امراض کی صورت میں مقابلہ کریں۔؟

۱۴۔ ایک ہومیوپیتھک معالج الجھن پیدا کرنے والی علامات سے کیسے نمٹتا ہے؟

۱۵۔ ہومیوپیتھی مقامی تکالیف کا کس طرح لحاظ سے جائزہ لیتی ہے۔؟

۱۶۔ ہومیوپیتھی ادنیٰ درجے کے جانوروں پر تجربات کرنے کے کیوں خلاف ہے؟

۱۷۔ ہم کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ادویات اور ان کے عمل کا مجموعی ریکارڈ رکھنا ہومیوپیتھی کو خالص سائنسی علوم میں شامل کرتا ہے؟

۱۸۔ ہاہنیمن کہتے ہیں، شفا کے راستے میں حائل تمام رکاوٹوں کو دور کریں اس سے آپ کیا مطلب سمجھتے ہیں؟۔

۱۹۔ مرض اپنا اظہار کس طرح کرتا ہے؟

۲۰۔ ہم بیماریوں کے بارے کس قدر معلومات حاصل کر سکتے ہیں؟۔

۲۱۔ ہم زہر خورونی اور دم کشی جیسے ایمرجنسی حالات میں کیا رویہ اختیار کرتے ہیں؟

۲۲۔ قدرتی مرض اور مصنوعی مرض سے کیا مراد ہے؟۔

Scanned by CamScanner

باب ۳

قوّتِ حیات

VITAL FORCE

معالجین ۔ اور عام لوگوں میں ہومیوپیتھی کے بارے میں ایک عام غلط فہمی پائی جاتی ہے معالجین سمجھتے ہیں کہ جراحی کے لئے صرف میٹریا میڈیکا کا علم رکھنا ہی ضروری ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ میٹریا میڈیکا کا مکمل علم اور مطالعہ ہر دور کی ضرورت ہے، مگر جب تک ہومیوپیتھک معالج کو علامتی کا مفہوم معلوم نہ ہو اور اس کو دوا کے استعمال کرانے کے لئے استدلال نہ آتا ہو تو وہ کبھی بھی محتاط ہومیوپیتھک معالج نہیں بن سکتا۔

شاید صرف میٹریا میڈیکا کے مطالعے نے ہانیمن کے ہمعصر معالجین کو الجھن میں نہ ڈالا ہو، بلکہ یہ الجھنیں اور پریشانیاں تو اس وقت شروع ہوئیں جب ہانیمن نے اپنے طریقۂ علاج کے بنیادی اصولوں کی تشہیر کی اور پھر اس کے مخالفین ان کے خلاف صف آرا ہو گئے جس طرح ہر کسی انقلابی فکر کے ساتھ ہوا کرتا ہے۔ لہٰذا ہومیوپیتھی کو سمجھنے اور اپنی اوقات کو استعمال کرانے کے مفہوم سے آگاہی حاصل کرنے کے لئے ہمیں ہانیمن کے اصولوں کا مفہوم ذہن نشین ہونا چاہیئے جس کی ایک ہومیوپیتھک معالج کو سخت ضرورت ہوتی ہے۔

ایک اور اہم اور انتہائی ضروری چیز جس کا علم ہومیوپیتھک معالج کے لئے ضروری ہے معالج کے

Scanned by CamScanner

قسم کی توانائیوں کے بارے میں حاصل معلومات کی بنیاد پر موزوں ترین طریقہ علاج سے ان
منتخب ہو سکتی ہے۔ ہانیمن اپنی کتاب "آرگینن آف میڈیسن" میں لکھتے ہیں۔

حالت صحت میں وہ روح حیات جو ہادی جسم کی روح ہوتی ہے۔ لامحدود قوت سے حاکم
حکمران رہتی ہے اور جسم کے تمام اعضاء کے افعال اور احساسات کی کارکردگی کو تابع میں رکھتی ہے۔
ہماری باطنی ذی فہم ذہین زندہ اور تندرست جسم کو ہماری ہستی کے اعلیٰ مقاصد کی تکمیل کے لئے
استعمال میں لا سکے۔

دیانے طب کے لئے زندگی کے معقول مفہوم کے لئے یہ بہتر تعارف تھا جو زندگی کو تین حصوں
کی شکل میں پہچانتے ہیں۔ یعنی جسم، ذہن اور روح" یہ ایک تثلیث ہے جو تمام انسانوں کی زندگی
کے اندر موجود ہے اور کسی نہ کسی شکل میں ہمارے وجود کے ہر حصے میں بھی یہ موجود ہے۔
آرگینن کے پیراگراف ۲۲ کی رو سے۔

"کوئی عضو کوئی بافت، کوئی خلیہ، کوئی سالمہ، اس لحاظ سے خود مختار نہیں، کیونکہ یہ سب
ایک دوسرے کے افعال سے وابستہ رہتے ہیں۔ لیکن ان عناصر میں سے ہر ایک کی زندگی ایک دوسرے
میں ملغم ہو کر تمام جسم کی زندگی کی شکل اختیار کرتا ہے۔ اس لئے کہ انسانی جسم کی اکائی نہ تو کوئی تنہا
عضو، بافت، خلیہ، سالمہ یا ایٹم ہوتا ہے بلکہ خود جسم خود انسان کی تشکیل کرتا ہے"

ہم زندگی کو اوپر بیان کردہ تین اکائی تشکیل کردہ تثلیث سمجھتے ہیں لیکن ہمیں یہ بھی یاد رکھنا
چاہیئے کہ اپنے منفرد وجود کے لحاظ سے زندگی ایک مکمل جسم ہے۔ جب عالمین میں سے دونوں کے
سیل آپس میں ملاپ کرتے ہیں تو مائیٹل پرنسپل یعنی قوت حیات پہلے ہی سے موجود ہوتی ہے اور
مکمل خلیہ کی اصلیت ایک مرتبہ اس عمل سے شروع ہو جانے کے بعد ہی سے ہوتی ہے۔ سیل کے
نشوونما کے عمل کی خصوصیت موجود ہوتی ہے کیونکہ اس کے اندر تمام جسم کو کنٹرول کرنے والی قوت حیات
موجود ہوتی ہے۔ اس کے اندر علامت اعصاب دماغ وغیرہ کی نشوونما کی ذاتی قوت موجود
ہوتی ہے گویا کہ اس سیل میں اپنی انفرادیت کے ساتھ مستقبل کے متعلق کچھ عناصر موجود

موجود ہوتی ہیں تاہم۔ سب پھر مل ملا کے جسم کے ایک [illegible] حیثیت رکھتی ہیں۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ ہر انسان کے اندر نشوونما کی لامحدود قوتیں موجود ہیں لیکن یہ سب کچھ کسی صورت میں ممکن ہو سکتا ہے اگر ان قوتوں کو اس کی مناسب حالتوں میں طاقتور بنا دیا جائے تو پھر ہی وہ نشوونما کرنے کے قابل ہوگی ورنہ نہیں۔ کیونکہ وٹامن اور دیگر قوت حیات کے بغیر ہر ایک خلیہ ہو خواہ پورا جسم وہ بے حال ہو جائے گا یعنی مر جائے گا۔ یک جسم ہر ایک انسان اسی صورت میں زندہ کہلاتا ہے۔ جس کے اندر قوت حیات موجود ہے۔ اور اسی کی موجودگی میں وہ زندگی کے تمام افعال جسمانی و ذہنی انجام دینے کی صلاحیت رکھتا ہے اور روحانی قوتوں کو اپنے کنٹرول میں رکھنے کے قابل ہوتا ہے۔

اس دنیا میں کہیں بھی دو انسان ایک دوسرے سے بالکل مشابہ نہیں ہو سکتے کیونکہ ہر ایک کے اندر قوت حیات کی نشوونما دوسرے سے فرق ہوتی ہے ہر شخص کی جداگانہ شخصیت ہوتی ہے کیونکہ یہ چیزیں وراثت اور ہمایوں سے متاثر ہونے کی خصوصیات پر منحصر ہوتی ہیں۔ ہر شخص کی نشوونما کا عمل قدرتی طور پر کام کرتا ہے اور اس کام کے لئے ہر شخص کو اپنی جسمانی توانائی۔ اپنی قوت حیات سے متعلق توانائی (جس کا اظہار خارج میں ہوتا ہے) اور اپنی روحانی توانائی پر انحصار کرنا پڑتا ہے توانائی کے یہ مختلف مظاہر اپنے کام کی نوعیت کے لحاظ سے بھی ایک دوسرے سے فرق ہوتے ہیں۔ اگرچہ قانون تو ہر شخص کے لئے ایک ہی ہے ان تمام توانائیوں کا ایک دوسری کے ساتھ مل جانا ہی انسان کی مکمل شخصیت کہلاتا ہے اور جب توانائی ان تمام مظاہر میں اپنا فعل مطابق احسن انجام دے رہی ہو تو تبھی اس شخصیت کی نشوونما کا عمل بڑے ربط کے ساتھ ہوتا رہتا ہے۔ کیونکہ توانائی ہی وہ پاور یا قوس ہے جو تمام حرکت کے لئے تمام جسم اور مکمل انسان کی نشوونما کے لئے ضروری سامان فراہم کرتی ہے جب توانائی اپنا فعل صحیح طریقے سے انجام نہ دے رہی ہو تو اس کے نتیجے میں جسم کے بعض حصوں میں نشوونما کا عمل تیز ہوتا ہے اور بعض حصوں میں کم اور اس کا نتیجہ غیر متناسب شخصیت کا وجود ہے۔

Scanned by CamScanner

تولیدی صلاحیت ڈائنامک انرجی روحانی سے اور اس ڈائنامک قوت ہی کا نتیجہ ہے کہ جسم سے منسلک ہیں تولیدی صلاحیت بھی ہے یعنی یہ جسم کے بڑھتے ہوئے ریشم اور خلیے سے اندر سرائیت کرے جسم سے پورے طاقت کو متاثر کرتی ہے قوت حیات یا ڈائنامک انرجی اندر کسی بھی قسم کا بگاڑ پورے جسم کی نشوونما کو متاثر کرتا ہے یا بگاڑ پیدا کر سکتا ہے اس قسم کے بگاڑ کی وجہ پیدائش سے پہلے کے اثرات کے باعث بھی ہو سکتی ہے مثلاً اچانک ڈر جانا۔ یا پھر حمل قرار پانے کے دوران دونوں والدین یا ان میں سے کسی ایک کے غلط رویے سے یا پھر حمل کے دوران بہت زیادہ غم و فکر کی صورت حال سے دوچار رہنا۔ اس کے علاوہ اس کی وجہ وراثت میں ملنے والی بری صفت ہو سکتی ہے جو دونوں والدین یا ان میں سے ایک کے باعث ہو۔ ماحولیاتی آلودگی بھی اس کا سبب بن سکتے ہیں۔ یہ تمام اسباب قوت حیات میں انتہائی قسم کا انحراف و انتشار پیدا کرتے ہیں اور یہ ایک کبھی نہ مٹنے والے درد کی علامت کی حیثیت اختیار کر لیتے ہیں۔

دوسری طرف جب پیدائش کے بعد نومولود اپنی جاگتی زندگی گزارنے لگتا ہے تو ہم جانتے جانتے ہیں کہ اس خوف و ہراس کے نتائج کس قدر خوفناک ہوتے ہیں یعنی ان اپنے خوف و ہراس کے نتائج اپنے دوسرے پیڑھی کو منتقل کرتی ہے اور اس خوف و ہراس کے نتائج قوت حیات میں اپنا اثر اس وقت بھی کر سکتے ہیں جب کہ اس واقعہ کو فراموش کئے ہوئے عرصہ گزر گیا ہو۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ ماں کی قوت حیات میں حمل ہونا اچانک خوف کی وجہ سے بگاڑ پیدا ہو گیا ہو اور وہ اس کے خوفناک نتائج کا شکار ہو جائے۔

قوت حیات کا تمام جسم پر بہت گہرا اثر ہوتا ہے اور اس کا تعلق جسم کے ہر خلیے کے ہر ننھے ذرے سے ہوتا ہے کہ قوت حیات میں خلل پیدا ہو جانے سے جسم کے وہ ننھے ذرے جو ظاہر اس بگاڑ سے بہت دور دکھائی دیتے ہیں حقیقتاً اس بگاڑ کا اظہار کرتے ہیں۔ اگر قوت حیات میں بگاڑ پیدا ہو جائے تو اس سے بیماریوں کی پیشگوئی نہیں کر سکتے کہ جسم کی حیثیت پر اس کا اثر کس جسم کو متاثر کرے گا اور اس شخص کے جسم میں اس بگاڑ کا اظہار کس حصے سے ظاہر ہوگا کیونکہ کسی

[illegible]

اس کمال کا تعلق ہے اظہار و اصل اندرونی عوامل اور مقصد کا عکس ہوتا ہے جو قوت حیات کے معمولات میں تعطل کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے اس ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ علامات کا ظہور اندرونی اظہار، اندرونی مقصد کا ظہور ہوتا ہے اور جس کا یہ اندرونی نظام معمولات کے کسی کردہ، اعصاب، عضلات یا اعضاء میں اس سارے پیچیدہ اظہار کے لئے کسی نفسانی نظام غیر متعلق جسم کا منتخب کرتا ہے۔ یہ قوت حیات کے بگاڑ کا مظہر ہوتا ہے اور اسکا یہ اظہار پورے جسم نفسانی یا پورے جسم کے ہوش کی حالت سے ہوتا ہے۔ بلکہ جسم کے مختلف حصوں کا۔ اس سے ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ بیماری دراصل قوت حیات کے افعال کی ہم آہنگی اور روابط میں تعطل کا نام ہے۔ یہ رابطہ اس حد تک بھی متاثر ہو سکتا ہے کہ یہ زندگی یا انسان کی فنا کے امکانات کو کم کر سکتی ہے اور یہ بگاڑ جسم، دماغ اور دماغ کے ردعمل کو بڑھا کر کم کر سکتی ہے کیونکہ یہ سب چیزیں قوت حیات کی عظیم حکمرانی کے تحت متحد ہوتی ہیں۔

بیماریوں کے علاج کے لئے ہم توانائی کے ایک اور ذخیرے ڈائنامک فورس کا ذکر کرتے ہیں۔ جو کہ جسم کی منتشر قوت حیات کو سامل کرتی ہے اس کی رفتار اور علامات بالکل قوت حیات کے بگاڑ کی رفتار اور علامات سے مماثل ہوتی ہے یعنی ہمارا مطلب مشابہ دوا سے ہے۔ ڈاکٹر بوجر اس سلسلے میں ایک ٹرین کی مثال دیتے ہیں جس میں ایک انجن گاڑی کی مخالف سمت میں نہیں بلکہ گاڑی کی سمت میں لگایا جاتا ہے یہ انجن گاڑی کی مخالف سمت میں قوت نہیں لگاتا بلکہ گاڑی کی سمت میں ہی قوت لگاتا ہے جس کے نتیجے میں گاڑی کی رفتار بڑھتی ہے اور پھر یہ انجن ہی گاڑی کی رفتار کو کم کرنے کے کام آتا ہے۔

بیماری کی علامات متحدہ شکل میں جسمانی، ذہنی اور سماجی دائرہ عمل میں اپنا عمل ظاہر کرتی ہے۔ لیکن ضروری نہیں کہ علامات کا اظہار ان تینوں چیزوں کے دائرہ عمل میں کرے اس لئے کوئی مریض ذہنی، کوئی جسمانی اور کوئی سماجی دائرہ عمل میں علامات کا اظہار کرتا ہے۔ اور ہر مریض کی قوت

Scanned by CamScanner

سمت کا تعین صرف قوت حیات کر سکتی ہے اور وہ یہ کام بغیر کسی خلل کے کر سکتی ہے۔

اس خلل کا جسم سے اظہار دراصل اندرونی بحران اور خلفشار کا عکس ہوتا ہے جو کہ قوت حیات کے معمولات میں تعطل کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اس ساری بحث کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ تکلیف کا بیرونی اظہار، اندرونی خلفشار کا نتیجہ ہوتا ہے اور مرض کا یہ بیرونی اظہار عضلات کے کسی گروہ، اعصاب، شریانوں یا دماغ میں انتشار پنے اظہار کے لئے کسی مقامی بظاہر غیر متعلق حصہ جسم کو منتخب کرتا ہے۔ یہ قوت حیات کے بگاڑ کا مظہر ہوتا ہے اور اسکا یہ اظہار پورے جسم نفسانی یا پورے جسم کے بوٹ کی حیثیت سے ہوتا ہے نہ کہ اسکے جسم کے مختلف حصوں کا۔ اس سے ہمیں یہ پتہ چلتا ہے۔ کہ بیماری دراصل قوت حیات کے افعال کی ہم آہنگی اور ربط میں تعطل کا نام ہے۔ یہ ربط اس حد تک بھی متاثر ہو سکتا ہے کہ یہ زندگی یا انسان کی بقاء کے امکانات کو کم کر سکتی ہے اور یہ بگاڑ جسم کے مادہ اور دماغ کے ردعمل کو بڑھا کر کم کر سکتی ہے۔ کیونکہ یہ سب چیزیں قوت حیات کی عظیم حکمرانی کے تحت متحد ہوتی ہیں۔

بیماریوں کے علاج کے لئے ہم توانائی کے ایک اور ذخیرے ڈائیٹمک فورس کا ذکر کرتے ہیں۔ جو کہ جسم کی منتشر قوت حیات کا سامل کرتی ہے۔ اس کی رفتار اور علامات بالکل قوت حیات کے بگاڑ کی رفتار اور علامات سے مماثل ہوتی ہے۔ یعنی ہمارا مطلب مشابہ دوا سے ہے۔ ڈاکٹر بوجر اس سلسلے میں ایک ٹرین کی مثال دیتے ہیں جس میں ایک انجن گاڑی کی مخالف سمت میں نہیں بلکہ گاڑی کی سمت میں لگایا جاتا ہے۔ یہ انجن گاڑی کی مخالف سمت میں قوت نہیں لگاتا بلکہ گاڑی کی سمت میں ہی قوت لگاتا ہے جس کے نتیجے میں گاڑی کی رفتار بڑھتی ہے اور پھر یہ انجن ہی گاڑی کی رفتار کو کم کرنے کے کام آتا ہے۔

بیماری کی علامات متحدہ شکل میں جسمانی، ذہنی اور روحانی دائرہ عمل میں اپنا عمل ہر کرتی ہے۔ لیکن ضروری نہیں کہ علامات کا اظہار ان تینوں چیزوں کے دائرہ عمل میں کرے اس لئے کوئی بیمار ذہنی، کوئی جسمانی اور کوئی روحانی دائرہ عمل میں علامات کا اظہار کرتا ہے۔ اور ہر مریض کی قوت

Scanned by CamScanner

حیات (دوا سے اثرات سے مدافعت ۔ اثر لیتی ہے

لہذا قوت حیات کا کوئی بھی خلل ہمارے جسم کے بیرونی حملوں میں بدنظمی کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے، دوسرے لفظوں میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ علامات کا اظہار ہوتا ہے جب تک جسم سے علامات میں باقاعدگی نہیں رہتی تو ہم بیمار ہو جاتے ہیں اور اس بیماری کا سبب قوت حیات میں بگاڑ ہے بیمار ہونا اصل قوت حیات کے قدرتی اسباب کی وجہ سے ہوتا ہے اور اسی طرح قوت حیات میں بگاڑ یا خلل ادویات کی پروونگ سے بھی پیدا ہوتا ہے جس سے ادویات کے عمل اور ان کی خصوصیات کا پتہ چلتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ادویات کی پوٹینائیزیشن کی جاتی ہے تاکہ وہ قوت حیات تک بخوبی اور یقینی انداز میں پہنچ سکیں اور اگر ان ادویات کو پوٹینائیزیشن کے بغیر استعمال کرایا جائے تو ہو سکتا ہے وہ براہ راست اور فوری طور پر قوت حیات پر اثر کر سکیں اور ایک سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ اگر وہ پوٹینشائی زیشن شکل میں نہ ہوں گی تو کوئی وجہ نہیں کہ ان کے زہریلے اثرات قوت حیات کو تباہ نہ کر دیں یا پھر اس کو بدتر نہ کر دیں، اس سے پہلے کہ جسم علامات کا اظہار کر سکے۔

بہترین پروونگ وہ ثابت ہوئی ہیں، جن میں ہم نے ۳۰ x اور اس سے اونچے درجے کی ادویات استعمال کیں۔ ان پروونگ کے نتیجے میں بہت واضح ردعمل کا اظہار دیکھنے میں آیا ہے کیونکہ ادویات ان طاقتوں میں قوت حیات کو متاثر کرنے کی خصوصیت رکھتی ہیں اور وہ ایسے نتائج پیدا کرتی ہیں جو خام ادویات کسی بھی صورت میں پیدا نہیں کر سکتیں اور جو کہ عموماً زہریلی ہوتی ہیں۔

آزمائی گئی (PROVED) پروونگ دوا کا تعلق کسی بھی ذریعے (حیوانی۔ نباتاتی (معدنی) سے ہو اس کی علامات بیماری کی علامات سے مشابہ ہوتی ہیں۔ مرض قوت حیات کے اندر خلل پیدا ہونے سے ہوتے ہیں اور جب قوت حیات متاثر ہوتی ہے تو یہ علامات کا ایک سلسلہ پیدا کرتی ہے اور علامات کے اس سلسلہ سے قوت حیات کے بگاڑ کا صحیح اندازہ ہوتا ہے ہم کہہ سکتے ہیں کہ علامات کا یہ سلسلہ قوت حیات کے بگاڑ کی ایک صحیح تصویر ہوتا ہے اور ان ہی علامات

Scanned by CamScanner

کی بدولت ہم اس قابل ہوتے ہیں کہ ہر شخص کی امراض کیفیات کا اندازہ لگا سکیں یا مشاہدہ
اور تجربات کی بدولت کا بغور مشاہدہ کرنے سے ہی ہم اس قابل ہو سکتے ہیں کہ امراض کی علامات
معلوم کر سکیں کہ یہ قوت حیات کو کس طرح متاثر کرتی ہیں۔ قوت حیات اللہ کی رحمت ہے ہر جاندار کا خالق
ہے۔ اور اس کے ثبوت ہمیں آئے دن کے حادثات ہوتے ہیں کہ بہت عرصہ تک بیمار رہنے کے بعد بھی
لوٹ سکتے ہیں جس کا تعلق روح کی علامت۔

آرگنزم کے بارے میں اندازہ کی مثال سے:۔

"انسانی جسم قوت حیات کے بغیر۔ تو کسی احساس اور ہی کسی عمل سے قاصر ہوتا ہے اور
نہ ہی اپنے آپ کی حفاظت کر سکتا ہے یہ اپنے تمام تر احساسات اور اعمال کے لئے قوت
حیات کے ثابت ہوتا ہے کیونکہ یہی قوت جسم کو بیماری اور صحت کے درمیان راہ دکھاتی ہے"۔

جب بھی کوئی شخص بیمار ہوتا ہے تو اس کے اندر اور باہر کی کیفیات جو پورے جسم پر اثر انداز
ہوتی ہے سب سے پہلے بیماری پیدا کرنے والے عامل کے نیچے ہی تباہ ہوتا ہے۔ قوت حیات ہی ہے
جس پر شدید عمل کے باعث جسم کو ناخوشگوار احساسات محسوس ہوتے ہیں اور پھر جسم کے اندر ہی ہلچل
مچ جاتی ہے جسے ہم بخار کہتے ہیں جو کہ قوت حیات کی جدوجہد ہے بیماری کو ختم
کرنے کے جسم پر پیدا کردہ اثرات ہی سے ہوتا ہے اپنے اس کے مقصد کو ظاہر کرنا اظہار جسم
کے ان اعضاء کے احساس اور جس کی بدولت سے دیکھے ہوتے ہیں کہ کیا ہو رہا ہے یا ہونا چاہیے
ظاہر کرتے ہیں جیسی کی تعریف بدلاف نے علامات کے ذریعے ہی ہوتی ہے۔

اب ہم قوت حیات کے بیماری۔ رحمت کی حالتوں میں علامات کے ثبوت کے بارے میں
غور کرتے ہیں۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ علامات قوت حیات کے بچاؤ کا ذریعہ ظاہر کرتی ہیں۔
بیماری کے علاج کا آسان سا طریقہ تو یہ ہو سکتا ہے کہ جس علامت یا جس مکان طریقہ استعمال
کیا جائے کہ علامات ختم ہو جائیں مگر یہ طریقہ بہت نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے کیونکہ اس طرح
علامات کو دبانے سے اصل تکلیف کا پتہ نہیں چلتا جو کہ علاج کے خلاف ہے۔

اور جبکہ قوت حیات کے بگاڑ کے عمل اس میں مانع ہوتی ہے وہ تکلیف میں اضافہ کا باعث بنتی ہے اور قوت حیات کے بگاڑ میں اور شدت آجاتی ہے اور اس سے بھی مزید کچھ ہوتا ہے کہ مرض کی طرح مرض کے بگاڑ کی صورت گڑ جاتی ہے۔ ایسا کئی طریقوں سے ہو سکتا ہے مثلاً ادویات سے قطع سے مرہموں کے استعمال سے یا بچھو کے ادویات سے کھانے سے اعضاء سے جو طبیعی طور پر خارج کئے جاتے ہیں جس سے مریض کی جو اصل علامات کے اظہار کا سبب متاثر ہوتا ایسے طریقے تکلیف میں کمی کا باعث بنتے ہیں اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے عوامل مختلف حالتیں یا پھر جسم سے خارج ہونے والے مادوں کو روک دیتا یا چھوڑے ہوئے پسینوں کو دبا دینا۔ نشہ آور ادویات سے درد کو دبا دینا۔ اور ٹانک کے ذریعے کچھ وقت کے لئے توانائی حاصل کر لینا وغیرہ ہمارے لئے بڑے بڑے مسائل ہیں۔ اس کے علاوہ سورا کی میں ٹیکے لگوانا جس سے سوزاک کے مادے کے اخراج روک سکتا ہے لیکن اس کے نتیجے میں قوت حیات کے اندر مکمل طور پر تعطل آجاتا ہے اس کے افعال میں توازن نہیں رہتا اور پھر ہمیں بیماری سے غیر متعلقہ اعضاء میں بھی بیماری کے اخراجات دکھائی دینے لگتے ہیں۔ بیماری کو دبا دینا آسان ترین مگر ساتھ ہی بدترین غلطی بھی ہے اور ایسی غلطی میڈیکل کے کسی بھی گریجویٹ سے متوقع ہے۔

کس

۱۱۔ ہانیمن نے کسی چیز کو جسم کے متوازن افعال کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے؟

۱۲۔ زندگی کی اساس سے کیا مراد ہے؟

۱۳۔ کسی فرد کی تشکیل سے کیا مراد ہے؟

۱۴۔ چند ایسی حالتوں کا ذکر کیجئے، جو قوت حیات کے بگاڑ کا باعث بن کر پورے جسم کی حیثیت کو معطل کر دیتی ہیں؟

۱۵۔ اندرونی خلفشار کے بیرونی اظہار سے آپ کیا مطلب سمجھتے ہیں۔

۱۶۔ ہم امراض کو پورے جسم کا بگاڑ کیوں کہتے ہیں۔ ادارے کسی ایک حصہ جسم کا بگاڑ کیوں نہیں سمجھتے؟

Scanned by CamScanner

۱۷۔ ہم ادویات کی ڈائنامک قوت سے کیا مطلب سمجھتے ہیں؟

۱۸۔ بیماری سے کیا مراد ہے؟ (جواب:۔ جسم کے صحیح کام کرنے میں تعطل یا خلل)

۱۹۔ ادویات کی پوٹینشیائیزیشن کیوں کی جاتی ہے؟

۲۰۔ بیماری کی حالت میں مرض کو دبا دینے والے علاج کا کیا نتیجہ ہوتا ہے۔

Scanned by CamScanner

باب ۴

قوتِ حیات کا افعال،

صحت، بیماری اور بحالیِ صحت میں کردار!

ہُکسلے کی بناوٹ اور زندگی دونوں کی نوعیت بڑی پیچیدہ ہے۔ اگرچہ حیوانی مادۂ حیات (PROTOPLASM) کا تجزیہ کرنا ممکن ہے مگر ہم سیل کی زندگی کے کچھ افعال جانکر بھی اور تجزیئے سے باہر ہیں — ہم ابھی تک اس وجہ کی گہرائی کو نہیں سمجھ سکے کہ ایک انسانی انڈا اپنی نشوونما اور نمو صرف اس وقت کیوں شروع کرتا ہے جبکہ سپرم اس کی گہرائی میں نیوکلیس کے اندر پہنچ جاتا ہے۔ ہم تو صرف اتنا جانتے ہیں کہ اس کے اندر کچھ ابتدائی ضروری افعال پوشیدہ ہوتے ہیں جو انڈے کو نشوونما اور نمو کے عمل کی جانب گامزن کر دیتے ہیں۔ ایک واحد انڈے سے ایک انسان کی تشکیل اور پھر اس فرد واحد کی اپنی انفرادیت جس کا اظہار وہ اپنے طور پر کرتا ہے اور اپنی اس خصوصیت سے انحراف نہیں کرتا جس کی چھاپ اس پر اس کی زندگی کی ابتدا سے لگی تھی۔ پھر یہی فرد اپنی بالغ زندگی کے تمام افعال بطریق احسن انجام دیتا ہے۔ اس طرح انسان کا دوسری انواع کی مخلوقات سے مختلف ہونا یہ سب ایسی باتیں ہیں جس پر رشک کرنا بجا ہے۔ اور پھر ہم اس سے یہ سمجھتے ہیں کہ کس طرح قوت حیات تمام زندہ چیزوں میں رواں دواں ہے۔ اگرچہ قوت حیات کا تجزیہ کرنا ممکن ہے مگر یہ قوت حیات تمام زندگی ایک حیرت انگیز عمل کی صورت میں زندگی کے افعال انجام دیتی زندگی کے بنیادی افعال کا مشاہدہ ہی سائنس کا سب سے اہم مطالعہ بن جاتا ہے۔

Scanned by CamScanner

ہومیو پیتھی کا مکمل نظام وضع کرنے کے بعد یہ فرمایا ہے کہ جب تک انسان کی حالت صحت کی حالت رہتی ہے تو وہ ما فوق الفطرت قوت سے مراد ہے جو اندر سے باہر کی جانب عمل کرتا ہے۔ کبھی بھی شعور ما فوق الفطرت باہر سے اندر کی جانب نہیں ہوتا (کتاب ارگنن آف میڈیسن صفحہ ۸) اس جملہ سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ شعور انسانی حالتوں اور مرض کا اظہار اندر سے باہر کی جانب ہوتا ہے۔ یہ شعور انسانی اندرونی حالتوں ENERGY کو اس کے بعد تمام زندگی ایسا ہی ہوتا ہے۔ یہی بات تمام افعال کی خصوصیات کے لئے کہی جا سکتی ہے خصوصی احساس کی تکمیل کا حامل ہے تو اس کے افعال کا تعین قوت حیات کرتی ہے یعنی وہ قوت حیات جسے حیات بخش قوت کا نام دیا گیا ہے۔ تمام ذہنی علامات قوت حیات کا عکس ہوتی ہیں۔

درحقیقت قوت حیات اپنا اظہار مادی اور ذہنی خصوصیات کی صورت میں کرتی ہے اور یہ خصوصیات زندگی کے تمام افعال اور جسم کے مخصوص اعضاء کو متاثر کرتی ہے۔

صحت کی حالت میں جسم کے تمام افعال کی کارکردگی اور جسم کے تمام اعضاء کے افعال قوت حیات کا راز سمجھتی ہے اور اسی وجہ سے انسان کو صحت کا احساس ہوتا ہے۔

بیماری میں یہ اظہار ست حد تک تبدیل ہو جاتا ہے۔ انسان کو بے چینی اور تکلیف کا احساس ہوتا ہے اور بیکاری نسبت سے ذہنی خصوصیات متاثر ہوتی ہیں۔ اس کے بعد جسمانی علامات اور اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔ یہ سب کچھ اسلئے ہوتا ہے کہ قوت حیات متاثر ہوتی ہے۔ قوت حیات بری طرح مرض ڈالنے والی ادویات کے، مقناطیس سے متاثر ہوتی ہے یا پھر کسی پوشیدہ میازم کے، مادی اثر کے تحت متاثر ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ قوت حیات پر اثر انداز ہونے والے بیرونی عوامل میں کچھ اور چیزیں بھی ہیں مثلاً جانک صدمے، حادثہ، کسی بہت بھی بیماری خوفناک سن لینا، ڈرانا شدید غم کی آواز سے ڈر جانا جیسا کہ اکثر جانوروں میں دیکھا گیا ہے۔ عضو واحد یا ایک ذہنی اور جسمانی دائرہ کی حالت میں رہنا وغیرہ وغیرہ طرح کی دیگر حالتیں اس کا سبب بن سکتی ہیں۔ یہ تمام بیرونی عوامل جب پہلے سے متاثر قوت حیات کے ساتھ مل جاتے ہیں تو بہت گہرا اثر ڈالتے ہیں اور پھر یہ قوت صحت سے ایک ایسے سلسلے کو پیدا کرتی ہے جو ہر شخص کے افراد میں مختلف ہوتا ہے۔

ان کے علاوہ دائمی تشنج پر دماغی میازم اور دیگر عوارض بھی ظاہر ہوتے ہیں اور اگر بعض سے اعداد میں پرڈوروں یعنی ایک خلوی حیوانوں سے بیماریاں پیدا ہوئی ہوں تو پھر اولاد میں منتقل ہوتی طرح منتقل ہوتی ہے۔ ان کے علاوہ تشنج دماغی کا حملہ جاری ہو اور اس کے دوران کوئی ہارٹ اٹیک مثلاً انتہائی غم یا انتہائی خوشی، خوف، صدمہ یا پھر مہلک دائمی مرض جو قوت حیات کو تباہ کر دے تو قوت حیات ردعمل کے طور آتش فشانی حل کی صورت میں پھٹ پڑے گی اور کسی مقام پر عارضہ کی صورت میں اپنے انتشار کا اظہار کرے گی۔

بعض اوقات قوت حیات کے انتشار کے بیرونی مظہر کی علامات پہلے طاری ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں اس کی مثال پانی کے ان ذخیروں مثلاً تالابوں وغیرہ کی سی ہے جو اچانک بھی کسی دراڑ سے بہنے لگتے ہیں اور اپنے اندر پیدا شدہ بیماریوں کے مادوں کو اوپر کی طرف اچھال دیتے ہیں اور پھر عام حصوں کے خلاف اپنی تمام تر کوشش صفائی کے عمل کی تکمیل کے لئے صرف کر دیتے ہیں۔ بکھر کی طرح کی صورت حال میازمیٹک بیماریوں کے اظہار کی بھی ہوتی ہے۔ اس قسم کی بیماریوں کا یکدم پھوٹ پڑنا اور نقطۂ عروج تک پہنچ جانا دراصل قدرت کی طرف سے ایک ایسا قدم ہوتا ہے جس کا مقصد درازسے دبی ہوئی امراض کو سرعام لاکر پورے نظام کو ان بیماریوں سے نجات دیا ہوتا ہے اس قسم کے مظاہر ہومیوپیتھک معالجین کو اہم مواقع فراہم کرتے ہیں کہ وہ ان علامات سے مماثل دوا منتخب کر سکیں۔ کیونکہ حادثہ مرض کے خاتمے پر قدرت نہایت واضح اشارے میں اس قسم کی علامات پیدا کر دیتی ہے جو انتہائی اہمیت کی حامل ہوتی ہیں اور ان علامات کے مشاہدے سے جسمانی علامات کے مشابہ دوا کا انتخاب کرنے میں بہت مدد ملتی ہے۔ قوت حیات کی یہ بیماری یا منتشر علامات انتہائی اہم بہت زیادہ اور مختلف اقسام کی علامات پیدا کرتی ہے اور ایک معالج کو ان کی طرف توجہ دینا چاہیئے۔

قوت حیات ہمیشہ بیماری کی حالت سے صحت کی طرف لوٹنے کی کوشش کرتی ہے شدید قسم کے امراض میں اکثر و بیشتر زندگی کے انتہائی خوفناک لمحوں ہم آہنگی کے ساتھ نازل ہو جاتے ہیں اور

کا اسے علاج کرنے کی کوشش سے عاجز ہونا بڑا اہم ہے۔ مثلاً چیچک پیدا ہونے والے بخار کی علامات اور اس سلسلے میں پیدا ہونے والے دانے جو بخار کے آخر میں نمودار ہوتے وہ پہلے غائب ہو جاتے خسرے سے پہلے پیدا ہونے والی کھانسی اس مرض کی عملی علامت ہوتی ہے لہذا یہ سب علامات مرض کے آخر میں غائب ہوں گی علامات کے ظاہر ہونے اور غائب ہونے کی یہ ترتیب، علامات کے عمدہ آور ہونے اور رسپا ہونے میں اسی طرح قائم رہتی ہے حتیٰ کہ قوت حیات اپنے نارمل افعال کو بحال کر لیتی ہے۔

شدید امراض کی تکلیف اختیار کر سکتی ہے، یہ حملہ اس قدر شدید ہو سکتا ہے کہ انسان کی زندگی پل بھر میں ختم ہو سکتی ہے۔ کیونکہ قوت حیات بیرونی اور اندرونی حملہ آوروں کے حملے سے اتنی نڈھال ہو جاتی ہے کہ مکمل طور پر تباہ ہو جاتی ہے۔ دوسری طرف یہ بھی ممکن ہے کہ قوت حیات بیرونی مدد کے بغیر ہی اس بحران کے زیر اثر حالات پر قابو پا لے۔ لیکن اس طرح جب بھی ہوتا ہے، قوت حیات اس طرح ہو جاتی ہے گویا اسے کسی نے پچھاڑ لیا ہو اور ایسی صورت حال زندگی کے لئے یقینی خطرہ بن جاتی ہے کیونکہ جسم میں بیماری سے پیدا شدہ بحران کے نتیجے میں جسم مافعات کا اخراج جسم کی طاقت کو کم کر دیتا ہے اور یہاں بھی مریض کی زندگی کو خطرہ لاحق ہو جاتا ہے۔ اور جب قوت حیات اس قابل نہ ہو کہ وہ مکمل شفایابی حاصل کر سکے اور اس کی وجہ کوئی پوشیدہ میازم یا پھر قوت حیات پر کوئی زبردست حملہ ہو سکتا ہے تو ان حالات میں قوت حیات جزوی شفایابی حاصل کرنے کا طریقہ اختیار کرتی ہے۔ اسطرح قوت حیات اندرونی تکلیف کو باہر کی جانب دھکیلتی ہے گویا وہ قلعے کی خندقوں سے دشمن کو نکال کر ملک سے باہر پھینک دیتی ہے اور بیماری کی کوئی جلدی مرض پیدا کر دیتی یا پھر جسم کی ایک یا ایک سے زیادہ سابقہ اخراجی جھلیوں میں تعفن پیدا کر دیتی ہے اور اس سے زہریلی مادے کا اخراج ہونے لگتا ہے اور دشمن کو جسم سے نکال پھینکنے کی ایک صورت جب بار بار کوششوں کا پیدا ہوتا ہے۔ جلد سے یہ پھوڑے پھنسیاں یا اخراج ایسے اعضاء میں کرتی ہیں جو اس مادے کو مکمل طور پر جسم سے باہر نہیں نکال سکتے شدید

ادویات [illegible] پیدا ہوتے ہیں [illegible] اصطلاح جسمانی طاقت سے [illegible] ادویات [illegible] مادہ ہے کہ یہ قوت ہومیوپیتھک دوا کے ساتھ [illegible] کرتی ہے مگر یہ [illegible] امراض کی صورت میں قوت حیات [illegible] کرانک امراض میں ایسا ہونا ناممکن ہوتا ہے لیکن ان حالتوں میں ہومیوپیتھک دوا [illegible] معاون ہوتی ہے اور اس سے اندر ایک اعلیٰ طاقت موجود ہوتی ہے جو شفا دے سکتی ہے ہومیوپیتھ کا عمل اس وقت تک ممکن نہیں ہوتا جب تک یہ اعلیٰ طاقت موجود نہ ہو۔ دنیا کی تمام ادویات میں سے ہومیوپیتھک ادویات سب سے زیادہ عامل ہیں کیونکہ یہ پوٹینشائزیشن میں ہوتی ہیں اور ان کی عاملیت مرض کی حالتوں سے کہیں زیادہ ہوتی ہے۔

ایک شفائی عمل میں قوت حیات کے اختیاری علامات ہمیشہ اپنے فرو ہونے کی ترتیب میں غائب ہوتی ہیں یہ حاد اور کرانک دونوں قسم کی بیماریوں میں یہی اصول صادق آتا ہے جو کیس اصول ہمیشہ کارفرما نظر آتا ہے۔ اسلئے یہ متعاد قی عقلہ [illegible] اس کی بے حد اہمیت ہے تاکہ علامات کے نمودار ہونے کا تسلسل ذہن میں رکھا جائے تاکہ معالج منتخب دوائے استعمال کرنے کے کیس کی حالت میں بہتری کو نوٹ کر سکے۔ انتہائی خطرناک حالتوں میں جب معالج جلدی سے اچھے نتائج کا منتظر ہوتا ہے تو اس صورت میں ہم صورت حال کے متعلق علامات کے مٹ جانے سے یقینی شفا کی امید رکھ سکتے ہیں۔ اور اسطرح ہم دوا کے اثرات کو قوت حیات کے ساتھ معاون کردار ادا کرتے ہوئے دیکھ سکتے ہیں اور درست دوا کا انتخاب کر سکتے ہیں۔ یہ اصول کرانک اور حاد دونوں امراض میں یکساں اہمیت رکھتا ہے۔ بیماریوں کی حالت کے متعلق فارن [illegible] ہرگز زیادہ نہ دیا جا سکتا۔ اور یہ بات ہر معالج کو اپنے ذہن میں مکمل طور پر نقش کر لینی چاہیئے کہ مکمل شفا سے ہماری مراد بیماری کی حالتوں کا مکمل خاتمہ ہے اور اس کے ساتھ ہی حالت

مکمل ہو کر اور مادی حالتوں کی بحالی اور شفا سے شفا کا حصول ہے منتخب دوا کا یہ بالکل قوت
حیات کے تحفظ کو دور کرتا ہے اور شفا کے اس مظہر خالص سے ثابت کرایا ہے کہ اس کی قدر و قیمت
بے اندازہ ہے ہم اس مظہر خالص کے علم سے بات چیت کے قابل ہوتے ہیں کہ آیا ہم شفا سے حصول
کے لیے وہ طریقہ کار اختیار کرتے ہوئے ہیں جو مادی حصص مرض کی مکمل شفا یابی سے ہمکنار کرے گا یا
پھر ہم صرف مریض کو عارضی سکون پہنچا کر اس کے مرض کو دبا رہے ہیں۔

حالت کی بہتری اور شفا یابی کا عمل اندر سے باہر کی جانب ہوتا ہے، یا عمل اسی طرح جیسے بیشو دغا
اور مالدگی کا عمل باہر سے اندر کی جانب نہیں ہو سکتا ہے۔ اس اصول کے خلاف شفا کی امید نہیں کی
جا سکتی کیونکہ بیشو دغا، مالدگی اور شفا تینوں مرکز گریز کی قوت میں (یعنی مرکز سے باہر کی جانب عمل
کرنے والی قوتیں) اور یہ مرکز مائل قوتیں (باہر سے مرکز کی جانب) عمل نہیں ہیں۔

لہٰذا علامات اوپر سے نیچے کی جانب غائب ہوتی ہیں۔ تکالیف ایک زیادہ اہم عضو کی طرف منتقل
ہوتی ہیں اور علامات اپنے نمودار ہونے کی الٹی سمت میں غائب ہوتی ہیں۔

اس مظہر کی ایک اہم مثال ریاحی بخار ہے (جوڑوں کے درد کا بخار)۔ یہ ایسی بیماری ہے جس میں
ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کے جوڑ سب سے پہلے مرض کا شکار ہوتے ہیں، پھر جسم کے نزدیکی جوڑ
اور آخر میں دل کی تکلیف ہو جاتی ہے۔ یہ ان علامات کے نمودار ہونے کا قدرتی سلسلہ ہے اور اگر ہم
ہاتھوں پاؤں کو متاثر کرنے والی علامات کو سکون بخش دیں تو کیا اس کو شفا کہنا درست ہے؟ اس
انتہائی اہم اعضاء کے بارے میں سوچیے کہ ان کی بھی خطرہ لاحق ہے اگر وہ پہلے ہی سے متاثر نہیں
ہو چکے تو۔ لیکن منتخب دوائے بالمثل کے استعمال سے سب سے پہلے ان اعضاء کو شفایاب
کرنا ضروری ہے جو انتہائی اہم ہیں۔ (یعنی وہ اعضاء جو سب سے بعد میں مرض سے متاثر ہوئے) اور
پھر آہستہ آہستہ یہ عمل ہاتھوں اور پاؤں کی جانب شفائی عمل سے کر بڑھیگا یعنی ان اعضاء کی طرف
جن پر مرض کا اثر سب سے پہلے ہوا تھا۔

یہ بات بے انتہا ضروری ہے کہ ان اصول کو اپنے ذہن کے اندر نقش کر لیا جائے اور جب ہم

اسکریں گے تو پھر ہمارے تجربی علم کی بدولت ہمارے کیس میں حصاتت اور حوتی کا احساس ختم ہو گا۔
اس پر لاطلاق مصنوعی معنی دوا کے پیدا کردہ مرض پر بھی ہوتا کیونکہ اس حالت میں بھی علامات
کے نمودار ہونے کا طریقہ بھی عین اصل مرض کی علامات جیسا ہوتا ہے، وہ نیچے کی طرف سے شروع ہو کر
اور کیھاب جاتی ہیں، اور پہلے تو سطحی اعضاء میں نمودار ہوتی ہیں اور بعد میں جسم کے اعضاء کا بیت
کرتی ہے۔ جب آزمائش یا پروونگ کا عمل تم ہو رہا ہے تو علامات اپنے نمودار ہونے کی ترتیب کے
میں غائب ہوتی ہیں۔ اس سے یہ مرتبہ ہمارے مدتی مرض کی پیدا کردہ علامات جو قریب سے نگاہ
کے پیچھے میں پیدا ہوتی ہیں اور مصنوعی مرض یعنی دوا کی پیدا کردہ علامات میں تعلق کی تصدیق ہوتی ہے
اس سے اس بات کی وضاحت بھی ہوتی ہے کہ ہومیوپیتھک دوا بیماری کی حالتوں کے لئے زیادہ موثر
ہوتی ہے کیونکہ صولہ دوا کے عمل کو بھی اسی دور سے گزرنا چاہیئے جس دور سے معطل ہونے والی حالت
گزرتی ہے کہ ایک حالتوں میں بھی۔ اصول اسی طرح یقینی ہے جسطرح حاد حالتوں کے لیے
۔ مگر کرانک حالتوں میں اکثر بہت اکھنوں کا سامنا ہونا پڑتا ہے۔ کیونکہ اگرچہ ہم نے مریض کی حال
کردہ علامات کے مطابق دوا منتخب کی ہوتی ہے، مگر کچھ بہتری کے بعد مریض ہمارے پاس آتا
ہے اور کچھ نئی قسم کی علامات کا ذکر کرتا ہے۔ مریض کی سابقہ علامات کا دوبارہ جائزہ یہ بات ظاہر
کرتا ہے کہ ان نئی علامات کا پرانی علامات سے کوئی تعلق نہیں ہے سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا اس
صورت میں ہم درست سمت کی طرف گامزن ہوتے ہیں یا نہیں۔ آیا یہ علامات کسی نئی حالت کا پیش خیمہ
ہیں؟ آیئے اس مسئلہ کا بغور جائزہ لیں۔ اگر ہم مریض سے احتیاط کے ساتھ سوال کریں تو حالتاً
ہم معلوم کر لیں گے کہ یہ تو پرانی علامات اپنے ظاہر ہونے کی الٹی سمت میں نمودار ہو رہی ہیں۔ اور
یہ علامات عرصہ دراز تک چھپی ہوئی حالت میں رہیں اور نظروں سے اوجھل رہیں جس وجہ سے ہم
بھلا دیا گیا، اس کی بڑی وجہ نئی علامات کا پیدا ہونا بھی ہے۔ لہٰذا اصول کے مطابق جب نئی علامات
غائب ہو گئیں تو پرانی ظاہر ہو گئیں۔ اگر ہم اس طرح کیس پر غور کر رہے ہوں تو اس کا مطلب ہو گا
کہ ہم صحیح سمت کی طرف گامزن ہیں لیکن یہاں اس بات کی بہت احتیاط کرنی چاہیئے کہ ہم اس کیس کو غلط

نہ کردیں۔ اگر دوا اپنا اثر دکھا رہی تو اس کے عمل مداخلت نہ کریں، مریض کے اندر سے یہ علامات غائب ہو جائیں گی اور کچھ اس سے بھی پرانی علامات ظاہر ہو جائیں گی

اگر ہم اپنے کام میں ماہر ہونا چاہتے ہیں تو ہومیو پیتھک فلاسفی کا زیادہ سے زیادہ مطالعہ کرنا ضروری ہے، نہ صرف اس مطالعے کی ضرورت ہے بلکہ صبر و تحمل کی بھی جس سے کہ نتائج کا انتظار کیا جا سکے اگر ہم صحیح سمت میں گامزن ہوں تو صبر بھی پیدا ہو جاتا ہے اور معالج یہ سوچ لے کہ تشخیص درست ہوئی اور جلد اثر انداز ہو رہا ہے۔

۱۱۔ کسی فرد کی نشوونما اور بالیدگی کا انحصار کس بات پر ہے؟۔

۱۲۔ بالیدگی (GROWTH) کی سمت کون سی ہوتی ہے؟۔

۱۳۔ صحت سے کیا مراد ہے؟۔

۱۴۔ مرض سے کیا مراد ہے؟۔

۱۵۔ میازم اور ڈسکریزیا (DYSERASIAS) سے کیا مراد ہے؟۔ اور ان کا افراد کی نشوونما پر کیا اثر ہوتا ہے؟

۱۶۔ جلد امراض کو ہم کیا اہمیت دیتے ہیں؟۔

۱۷۔ کس قسم کی حالتوں کو ہم ذاتی شفائی خصوصیات کہتے ہیں؟۔

۱۸۔ ہم نیم کو انک۔ کو انک یا جلدی امراض اور ادخاج کو کیا اہمیت دیتے ہیں؟۔

۱۹۔ شفاء کا دستور کیا ہے؟

۱۰۔ علامات کے ظاہر ہونے کی ترتیب نہایت اہمیت رکھتی ہے؟۔

Scanned by CamScanner

باب ۵

قوّتِ حیات کا کائناتی اطلاق!

قوّتِ حیات وہ قوت و طاقت ہے جو ہر شخص کو زندگی بخشتی ہے اور چونکہ قوت حیات انسان کے جسم میں موجود ہوتی ہے اسلئے کہا جاتا ہے کہ وہ شخص زندہ ہے۔ اور جیسا کہ ہر فرد، دو افراد کے جنسی ملاپ کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے۔ اسلئے یہ زندہ قوت اس واحد سیل (سلیے) میں منتقل ہوتی ہے جو والدین کے جنسی ملاپ سے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے۔ یعنی قوت حیات ایک ایسے لامتناہی سلسلے میں پیدا ہوتی ہے۔ جو ڈی۔ این۔ اے کا ایک ذرہ ہوتا ہے۔ مگر پھر یہ قوت حیات اپنی مزید نشوونما کرنے اور اپنے اظہار کا ایک لامتناہی سلسلہ پیدا کرنے کے قابل ہوتی ہے۔ مگر یہ حقیقت ہے کہ اس کے باوجود ہر فرد کے اندر کسی نہ کسی حد تک تمام انسانوں کی مشترک خصوصیات بھی موجود ہوتی ہیں۔

ہر فرد کی یہی قوت حیات اس کی ذات یا خودی (EGO) بن جاتی ہے اور پھر یہ قوت اس فرد کی ذات کی وہ چنگاری بن جاتی ہے جو درحقیقت اس فرد کی ذات کا جوہر ہوتی ہے اور جو اس کی شخصیت کو دوسروں سے بالکل منفرد بنا دیتی ہے مگر اس کے باوجود دنیا کے دوسرے لوگوں سے اس کا قریبی تعلق پیدا کرتی ہے۔ اسطرح ہر فرد کو دوسرے افراد سے منسلک کرتی ہے مگر اس کے باوجود ہر فرد دوسرے فرد سے مختلف ہوتا ہے۔ لہٰذا ایک طرف تو ہر فرد اس کائنات کی توانائیوں، اس کائنات کی زندگی اور جان سے تعلق رکھتا ہے اور دوسری طرف کائنات کی تمام تر توانائیوں کے مشترکہ حل سے محفوظ بھی ہوتا ہے۔

Scanned by CamScanner

عالمی مذہب ہی وہ واحد چیز ہے جس نے زندگی کے روحانی پہلو کے بارے میں اپنے نظریات کا برملا اظہار کیا۔ مختلف زمانوں میں کئی مذاہب نے ان ہی نظریات کا اظہار کیا جو آج بھی سائنس میں ملتے ہیں، یعنی،

" اس مالک نے خدا نے اس کے نتھنوں میں زندگی روح (سانس) پھونکی اور انسان، ایک زندہ مخلوق کی شکل اختیار کرلی " " حدیث ہے اور اس سے پہلے یہ کچھ نہیں تھا۔ "

مذہب زندگی کو روحانی نقطۂ نگاہ سے لامتناہی یعنی نہ ختم ہونے والی زندگی قرار دیتا ہے۔ مگر مذہب نے اس نظریے کا اطلاق بقاء کے دیگر زاویوں سے نہیں کیا۔ سائنس اس کو جزوی طور پر روحانی کہہ سکتے ہیں کہ سائنس اس نظریے کو ٹکڑوں میں تسلیم کرتی ہے، مگر سائنس نے کبھی بھی اس کو مکمل طور پر تسلیم نہیں کیا (اور روحانی نقطۂ نظر سے تو کیا) اس مادی اور عقلی نقطۂ نگاہ سے بھی اس کو اہمیت نہیں دی گئی۔

علم نجوم سائنس کا ہی حصہ ہے اور ریاضی علم نجوم کا بنیادی حصہ ہے۔ اگر علم نجوم اور ریاضی کا قوت حیات کے نظریے کے مطابق جائزہ لیا جائے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ قوت حیات کی عائد کردہ زندگی کے جزوی ثبوت ہیں اور ان سے پتہ چلتا ہے کہ کائنات کو متحرک رکھنا اور اس کو بحال رکھنا قوت حیات کا ہی کام ہے۔

جیسا کہ منطق تعاملی حقائق اور تجربی حقائق کے ذریعے سائنس کے مشاہدے کی تائید کرتی ہے تو ہمیں اس سائنس کو اس نظریے کے لئے استعمال کریں اور اس کے ذریعے اس کے قدرتی نتائج تک رسائی حاصل کریں۔

قوت حیات کے بغیر کوئی زندگی نہیں ہو سکتی اور نہ ہی کسی قسم کی نشوونما ہو سکتی ہے کیونکہ صحت میں سکون کی حالت ناپید ہے لہذا قوت حیات کی صحت مند نشوونما کے بغیر فرسودگی کا عمل شروع ہو جاتا ہے جس کا نتیجہ موت ہوتا ہے۔

ایک ہومیوپیتھک نقطۂ نظر کے لحاظ سے ہمارا اس مسئلے کے معاشی پہلوؤں سے تعلق ہے

اگرچہ ہم ترک سے متعلق بے شمار معلومات موجود رکھتے ہیں مگر ضروری ہے کہ ہم سب سے پہلے اسے لیں کی جسمانی، ذہنی اور روحانی بہبود سے اس کے تعلق پر غور کریں۔

ہم نے نسل انسانی کے حوالے سے یہ مشاہدہ کیا ہے کہ "زندگی کے دوام کا انحصار جنسی ملاپ کی چند مناسب شرائط پر ہے۔ اس میں بھی شبہ نہیں کہ جسمانی خصوصیات والدین سے بچوں کو منتقل ہوتی ہیں مگر کیا والدین بچے کو زندگی بھی بخشتے ہیں؟" اس مسئلے میں تک کی گنجائش موجود ہے۔ ہم یقینی طور پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ مناسب حالات میں والدین کم و بیش پوری آب و تاب کے ساتھ والد کو زندگی بخشتے ہیں، مگر یہ زندگی آتی کہاں سے ہے، اس کا ہمارے پاس کوئی جواب نہیں! مگر ہم یہ بات یقینی طور پر کہہ سکتے ہیں کہ والدین کم و بیش حالت میں اولاد کو یہ توانائی منتقل ضرور کرتے ہیں اور یہ بات وراثت اور ماحول کی بنا پر بھی درست کہی جا سکتی ہے۔

ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ زندگی ایک مسلسل عمل ہے کیونکہ اس دنیا کی تاریخ میں کوئی اور ایسا نہیں گزرا جس میں تمام زندگی ختم ہو گئی ہو۔ لہٰذا ہم اس ڈائنیمل فورس، اس توانائی اور اس ڈائنمس (DYNAMIS) کو زندہ چیزوں کی تمام شکلوں اور حالتوں میں برسرِ پیکار دیکھتے ہیں۔ تاریخ بتاتی ہے کہ زندگی کئی صدیوں سے اپنا اظہار کر رہی ہے لہٰذا اس نقطۂ نظر کے پیروکار کہتے ہیں کہ زندگی لامتناہی ہے اور یہ ازل سے رواں دواں ہے۔

جہاں قوتِ حیات ہوگی، وہاں عمل اور حرکت بھی ہوں گے اور عمل قوتِ حیات کے مظہر کو کہتے ہیں۔ ہم غیر جاندار کو مُردہ کہتے ہیں۔ لیکن موت کے ساتھ ہمیشہ فرسودگی موجود ہوتی ہے۔ ہم زمین اور دیگر سیاروں کو مُردہ کہتے ہیں مگر یہ اس کائنات میں اپنے مخصوص راستوں پر مسلسل گردش کر رہے ہیں اور جس کا ریکارڈ انسان کے پاس ہے۔ اس لئے ہم یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ یہ بڑے بڑے اجسام جب باقاعدگی سے اپنی خاص سمت میں گردش کر رہے ہیں تو اس کو کنٹرول کرنے کے لیے ضرور کوئی قوت موجود ہے اور خود کوئی قوت نہیں ہیں کہ ہم ڈائنیمل فورس یا قوتِ حیات کہتے ہیں، لیکن یہ قوت ڈائنیمل فورس سے قریبی تعلق ضرور رکھتی ہے۔

Scanned by CamScanner

اور یہ قوت ، یہ ابھی زندہ چیزوں کی تمام شکلوں اور حالتوں میں موجود ہے۔ یہی ایک کنکر اور معمولی چیز سے لیکر سیاروں جیسی بڑی چیز میں بھی اس کا وجود ہے تو ہم یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ حق سبحانہ ہی اس کائنات کی سب سے بنیادی چیز قوت حیات ہے اور وہ قوانین جو کسی ایک فرد کی قوت حیات کو کنٹرول کرتے ہیں وہی قوانین ہر قسم کی قوت حیات خواہ وہ کسی بھی شکل میں ہو کسی بھی جگہ سے متعلق ہو کنٹرول کرتے ہیں۔

قوت حیات کے بغیر نہ تو کوئی حرکت ہو سکتی ہے نہ ہی کوئی عمل اور نہ ہی کسی عمل کی کوئی سمت ہو سکتی ہے، کیونکہ یہ قوت حیات ہی ہے جو ہر قسم کی نشوونما اور بالیدگی کو زندگی کے ہر شعبے میں کنٹرول کرتی ہے۔ دوسرے تمام قوانین کی طرح قوت حیات کو کنٹرول کرنے والے قوانین سے بھی کسی حد تک انحراف کیا جا سکتا ہے۔ انسانی زندگی کو جو رعایت دی گئی ہے وہ انتخاب کا حق ہے اور انتخاب کا یہ حق تخلیق کے مختلف درجوں سے منسلک ہے سیاروں کو جس راستے پر گامزن کر دیا گیا ہے وہ اسی راستے پر چلتے رہیں گے اور انہیں اس اصول کی نافرمانی کا حق نہیں ہے۔ انسانوں کو انتخاب کا حق حاصل ہے اور معاملات کی حیثیت میں ہمارا انتخاب اکثر قوانین فطرت کے خلاف بھی ہوتا ہے۔ اس کے نتیجے میں قوت حیات میں کمی اور جسم کے افعال اور اس کی ذہنی و روحانی قوتوں میں تنزلی آنے لگتا ہے۔ جیسے کہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ قوت حیات کی تکمیل سے مراد ہے نشوونما اور بڑھاپا، بڑھنا اور جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے اور جیسا کہ کارخانہ قدرت میں سنگ و نر پیدا ہے، اسی لئے قوانین فطرت سے انحراف کا مطلب بڑھوتری اور موت ہوتا ہے۔ لہٰذا ان قوانین سے جس حد تک انحراف کیا جاتا ہے خواہ یہ کام کوئی ایک شخص کرے یا اس کے اعداد کریں تو اسی حد تک اور اسی شدت سے فرسودگی کا عمل واقع ہوتا ہے

انسان کو قوت حیات کو کنٹرول کرنے والے قوانین کا مکمل علم رکھتے ہوئے بھی انتخاب کا حق حاصل ہے اور اسے ایسے حالات و ماحول بھی میسر ہیں جو

۱:۔ صحیح راستے کے انتخاب میں مدد دیتے ہیں۔

۲:۔ اس کے علاوہ ایسی مدد بھی میسر ہے جو گذشتہ غلطیوں کا ازالہ کر سکتی ہے اور اس کا

شفا تو اس حاصل کر سکتی ہیں، یہ دونوں مراحلات [illegible]

روحانی دائرہ عمل میں جہاں وہ مراحلات حاصل ہوتے ہیں [illegible] نام دیتے ہیں۔ یہ تمام مراحلات ہمارے روحانیت کی [illegible] ذہنی دائرہ کار میں مختلف قسم کی وہ ہدایات جو ہمارے [illegible] اس کے علاوہ ہر شخص کو اس کے ذاتی اوصاف اور اس کے علاوہ [illegible] چیزوں کے شعور کی خصوصیت بخشتی ہیں دوسرے لفظوں میں [illegible] کی پرورش کرتی ہیں جسمانی دائرہ عمل میں ہمیں وہ سہولتیں میسر ہیں جو ہم کو صحت مند رکھنے [illegible] مناسب غذا۔ اسکے علاوہ وہ تمام باتیں جو ہم بہتر رہائش، صفائی، حفظان صحت وغیرہ [illegible] ہیں۔ اس دائرہ کار میں بہت سے ایسے عناصر بھی ہو سکتے ہیں جن کا غذا سے بھی تعلق ہے

۲ پوٹینشیائیزیشن کے عمل سے جسمانی حالتوں سے ذہنی اور روحانی حالتوں تک رسائی حاصل ہوتی ہے، کیونکہ ان چیزوں میں قوت حیات موجود ہوتی ہے۔ ہومیو پیتھک معالجین کے لئے ان ہی اشیاء کا مطالعہ انتہائی ضروری ہے، کیونکہ ان ہی مادوں کے اندر ہمیں بالمثل ادویات ملتی ہیں جو کہ انسانی جان کی تکالیف کو شفا بخشتی ہیں۔

یہ مادے تین مختلف ذرائع سے حاصل ہوتے ہیں۔ عالم حیوانات، عالم نباتات اور معدنیات۔ ہم یہ بات یقینی طور پر کبھی نہیں کہہ سکتے کہ معدنیات میں قوت حیات موجود ہے۔ مگر معدنیات اس مادے کے ٹکڑے ہیں جس سے یہ سیارہ (زمین) بنا ہے اور اس سیارے میں یا تو وائٹل انرجی موجود ہے یا پھر یہ اس وائٹل انرجی کے لئے بہت زیادہ حساس ہے۔ اسی لئے یہ اپنی حرکت قانون کے تحت جاری رکھتا ہے اور ہمیں معدنیات کو مناسب طریقہ سے تیار کر کے اسطرح ہی استعمال میں لا سکتے ہیں کہ ان میں موجود قوت حیات زندگی کو قائم رکھنے کے لئے، یعنی مگر زندگی کو جسمانی، ذہنی اور روحانی لحاظ سے اسطرح متاثر کرتی ہے کہ ان کو استعمال کرنے والے شخص کی فرسودگی اور موت سے حفاظت ہو جاتی ہے۔

Scanned by CamScanner

نباتات کی نشوونما کے عمل سے جس [illegible] موجودگی کا اظہار ہوتا ہے، نشوونما
میں بڑھنے بڑھنے اور [illegible] کا عمل موجود ہوتا ہے جسکا [illegible] قوت کی وجہ سے نشوونما کا عمل اندر
سے باہر کی جانب ہوتا ہے۔ اسی طرح بڑھوتری جو اندر سے ظہور پاتا ہے، [illegible]
تحت قوت حیات کی اس حکمرانی کی بدولت ارتقائی عمل سے آگے منتقل ہوتا ہے۔ اس سے یہ معلوم
ہے کہ نباتات کی نشوونما سے قوت حیات کا اظہار ہوتا ہے لیکن یہ حیات افروز قوت کا [illegible]
ہے۔ یہ اپنے اصول کے تحت ستیاروں کی گردش کو متاثر کرتی ہے۔ موسموں اور [illegible]
کرتی ہے اور ہر پودے کی نشوونما کے اوقات اور طریقے کو نشوونما کی [illegible]
منظم کرتا ہے اور [illegible] کے ساتھ منسلک کرتی ہے۔

عالم نباتات، عالم حیوانات اور معدنیات کے مقابلے میں انسان کی خدمت، کئی گنا زیادہ
سے کر رہا ہے۔ ہومیوپیتھک طریقہ علاج کی رو سے ادویات تیار کرنے اور پوٹینشائزیشن کے عمل سے
توانائی کا اخراج کرنے کیلئے اس ذریعہ سے حاصل کی گئی ادویات جسمانی، روحانی اور ذہنی تینوں
سطحوں میں قوت حیات کے بگاڑ کو درست کرتی ہیں۔

ہم آسانی سے نباتات میں موجود زندگی کی موجودگی کا پتہ لگا سکتے ہیں۔ عالم حیوانات میں قوت
حیات کی موجودگی اور اس ذریعہ سے حاصل شدہ ادویات میں ان کی موجودگی نے عرصہ دراز سے
بیماریوں کو شفا بخشی ہے۔ ان مادوں میں جو زبردست قوت موجود ہے اس کے بارے میں ہمیں معلوم
ہے۔ مگر ہومیوپیتھی دوسرے طریقہ ہائے علاج سے مختلف ہونے کی وجہ سے اس بات پر یقین رکھتی
ہے کہ ان حیوانی مادوں سے بھی توانائی کا اخراج پوٹینشائزیشن کے عمل ہی سے ممکن ہے اور یہ
توانائی بھی ان تینوں حلقوں (روحانی۔ ذہنی اور جسمانی) میں شفایاب کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

ہمارا اس بات پر یقین ہے کہ قوت حیات اجتماعی قوت نہیں، بلکہ یہ ہر واحد شخص کی زندگی سے
[illegible] تمام لامحدود چنگاریوں کا مرقع ہے۔ ہمارا اس بات پر یقین ہے کہ مادی اشیاء جو کہ دوا کی صورت
میں استعمال ہوتی ہیں ان کی تمام اجتماعی قوتیں یا تو کل طور پر کسی فرد کی انفرادی قوت حیات پر منحصر ہیں گی۔

Scanned by CamScanner

اور باہمی تعلق کی تصدیق کی جاتی ہے لہٰذا یہ مضمون بھی سائنسی ہے۔ یہ علم نجوم کا ایک حصہ ہے جس طرح دوسرے فلکیاتی علوم ہیں۔ اس لئے اس کا اطلاق ان تمام شعبوں میں ضرور ہونا چاہیئے جہاں پر باہمی تعلق اور جانچ کا نظریہ موجود ہو۔ توازن بھی مکمل روابط و تعلقات کی ایک حالت کا نام ہے اور یہ جامع حسابی عمل کے نتائج اور ریاضی کا مطلوبہ نصب العین ہے۔ دوسرے لفظوں میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ ریاضی باہمی اعلیٰ ترین شکل میں توازن کا علمدار ہے۔ اور یہ تصور کی جاسکتی ہے اس لئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ قوانین جن کا اطلاق ریاضی میں ہوتا ہے ان ہی قوانین کو ہر ایسی حد تک استعمال کیا جاسکتا ہے جہاں توازن درکار ہے۔

انسان میں عدم توازن اس کے انتخاب کی وجہ سے پیدا ہونے والی قوتوں کے باہمی عمل کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے لوگوں کی قوتوں کے باہمی عمل کے نتیجہ میں بھی ایسا ہو سکتا ہے۔ اور ایسی قوتوں پر اس کا کنٹرول کوئی نہیں ہوتا۔ یہ عدم توازن ہر اس مادے کی قلیل ترین مقدار کے استعمال سے بھی پیدا ہو سکتا ہے، جس میں قوت حیات کو متاثر کرنے اور اس میں شامل کرنے اور اسمیں سرایت کرنے کی حس موجود ہے، یہاں ہم ریاضی کے اطلاق کی گنجائش پاتے ہیں، یعنی "عمل کی وہ مقدار (اصل مادہ کی وہ مقدار جو کسی عمل پیدا کرنے کی خصوصیت رکھتی ہے) جو قدرت میں کوئی تبدیلی پیدا کردے (جو زندہ چیزوں کے توازن کو برقرار رکھے اور زندہ چیزوں کا اُن کے ماحول میں رابطہ قائم کرے) وہ مقدار قلیل ترین ہوگی، یعنی وہ مقدار جو قدرت میں کسی بھی تبدیلی پیدا کرنے کی خصوصیات رکھتی ہو اور زندہ چیزوں کا ان کے ماحول سے رابطہ قائم رکھ سکتی ہو۔ اور ان کے توازن کو برقرار رکھ سکتی ہو۔ وہ مقدار ہمیشہ فیصلہ کن طور پر قلیل ترین مقدار ہوگی۔

تمام عناصر اور مادے کی تمام حالتیں حرکت کے قابل ہوتی ہیں اور قوت حیات کے زیر اثر تحریک قبول کرتی ہیں۔ خواہ ان کے اندر یہ قوت (وہ شئے نور میں موجود نہ ہو) تمام مادی اشیاء بذریعہ تقسیم بالآخر قلیل ترین اور مزید ناقابل تقسیم شکل اختیار کر سکتی ہیں۔ مادی اشیاء مقدار میں جتنی

زیادہ ہوتی ہیں اسی لحاظ سے وہ غیر حامل بھی ہوتی ہیں، سونا دیا لوہا زیادہ مقدار میں ریل کی پٹریوں پر
برتنوں اور اس طرح کی دیگر اشیاء کی صورت میں کام آسکتا ہے لیکن یہ اپنی تقسیم شدہ حالت
(یعنی قلیل ترین مقدار) میں جسم انسانی کا حصہ بن جاتا ہے اور پھر قوت حیات بھی اس سے گزرنے
لگتی ہے۔ اس کے علاوہ لوہا خواہ تقسیم شدہ (پوٹینشیائزڈ) ہو یا غیر تقسیم شدہ یہ قوت حیات کو اپنی
طرف کشش کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے جیسے برق کہا جاتا ہے لیکن زیادہ مقدار (غیر تقسیم شدہ)
میں لوہا توازن کو برقرار رکھنے کی اتنی صلاحیت ہرگز نہیں رکھتا جتنی کہ تقسیم کی حالت میں

ایک سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ مادہ جسے ہم غیر حامل کہتے ہیں اور جو حامل قوتوں کا اظہار نہیں
کرتا۔ دوسرے لفظوں میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ مادے پر حامل قوتوں اور حرکتوں کا کنٹرول ہے اس
چیز کا تجربہ مادام کیوری نے تابکار عناصر کی دریافت سے کیا اس کے علاوہ لائیگونن (Lenard) ۱۹۰۲ء
نے اپنے تجربے سے ثابت کیا کہ جسمانی خلیات کے ایٹم کس طرح حاملیت کا اظہار کرتے ہیں۔

عناصر جسقدر زیادہ تقسیم کے مرحلے سے گزریں گے اسی قدر قوت حیات میں سرایت کرنے کی
صلاحیت رکھیں گے۔ گویا توانائی کا اظہار مادے کی مقدار پر نہیں بلکہ اٹموں کے منفی اور مثبت
قطبوں کے درمیان توازن پر ہے۔ قوت حیات سہ طرفہ عمل کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔
نمبر ۱، حرکت نمبر ۲۔ سمت اور نمبر ۳ توازن۔ یہ تینوں مظاہر قوت حیات کے ٹوٹے
حصے ہیں۔ ان میں سے نشوونما اور بڑھنا پھولنا سمتی حرکتیں ہیں اور ان کی تکمیل کے لئے
پر توازن کے مظہر کا تخصص ہے۔

۱۔ ڈائیسٹل انرجی سے کیا مراد ہے؟۔
۲۔ انرجی کا نشوونما اور بڑھنے پھولنے پر کیا اثر ہوتا ہے؟۔
۳۔ ماری عناصر پر پوٹینشیائزیشن کا کیا اثر ہوتا ہے؟
۴۔ پودوں میں موجود توانائی، دواؤں میں کس طرح خارج ہوتی ہے۔

Scanned by CamScanner

۵:۔ ریاضی کا لیٹ ایکشن کا قانون بیان کریں۔؟

۶:۔ لیٹ ایکشن کا قانون بوٹینیکل ادویات کے استعمال کے لئے کس طرح استعمال ہوتا ہے؟

۷:۔ تقسیم کا مادوں پر کیا اثر ہوتا ہے؟

۸:۔ کون سے تین عوامل میں قوت حیات موجود ہوتی ہے؟۔

Scanned by CamScanner

باب

ہومیوپیتھی اور بنیادی قوانین

BASIC LAWS OF HOMOEPATHY.

ہانیمن سے پہلے لوگوں نے اگر کچھ کہا بھی تھا کہ

"ہومیوپیتھی بنیادی طور پر علاج ہے۔ یہ طریقہ علاج سائنسی ہے اور اس کی

بنیاد قوانین فطرت پر رکھی گئی ہے"

تو انہوں نے صرف دماغی کسرت کر لی تھی کیونکہ حقیقت یہ ہے، اس بیان کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ ان قوانین کو بھی دیگر سائنسوں کی طرح سلطنت میں حاصل ہونا چاہیے مثلاً ان سائنسی علوم میں جو اس کائنات کے تسلیم شدہ قوانین سے متعلق ہیں۔ اس کے لئے بھی یہ قوانین اسی طرح عالمگیر العمل ہونا چاہئیں۔ یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ قوانین فطرت کو ایک دوسرے کی نفی نہیں کرنا چاہیئے بلکہ ان قوانین کو ایک دوسرے کی مکمل تائید اور مدد حاصل ہونا چاہئے۔ یہ قوانین اٹل ہیں اور ان میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ مثلاً کہ یہ قوانین سیارے کو اس کے مدار میں رکھتے ہیں اور ساتھ ہی دوسرے سیاروں کو اس طرح منظم کیے ہیں کہ وہ بھی اپنی قوانین کی پیروی کرتے ہیں۔ ان سیاروں کو ایک دوسرے سے تصادم کرنے سے روکنے والے قوانین کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کی وجہ سے ہے۔ حاصل اور حاصلات ہیں وہ جس کا علم بھی یہ قوانین کرتے ہیں۔ اگر سیاروں کو ایک دوسرے سے علیحدہ ہونے

Scanned by CamScanner

بغیر کسی قانون کے تحت ہو تو اس کا نتیجہ تباہی کے سوا کیا ہو سکتا ہے

اسی طرح اگر اس کائنات کی ایک سلطنت جس کی حرکت کا انحصار بذات خود تو مساوی قوانین فطرت پر ہو۔ لیکن اس سلطنت کا دوسری سلطنتوں کے ساتھ کوئی تعلق اور رابطہ نہ ہو تو نتیجہ پھر بھی تباہی اور بحران ہوگا۔ اگر ایک سائنس جو مظاہر تو قوانین سے کنٹرول ہوتی ہو اور یہ قوانین کسی دوسری سائنس کی نفی کرتے ہیں تو دراصل وہ سائنس حقیقی معنوں میں سائنس نہیں بلکہ کچھ بے اصولی سی چیز ہوگی اور اس کا نتیجہ بھی بحران اور تباہی کے سوا کچھ نہ ہوگا۔

اگر ہومیوپیتھی ایک بنیادی سائنس ہے جیسا کہ ہمارا یقین ہے یا پھر سائنس کا ایک حصہ ہے تو پھر اسے دوسری قدرتی سائنسوں کے ساتھ مکمل ہم آہنگ ہونا چاہیئے اور وہ قوانین جو دوسرے قدرتی سائنسی علوم پر صادق آتے ہیں ہومیوپیتھی پر بھی صادق آنے چاہئیں۔

اس کے باوجود کہ ہومیوپیتھی کے مطالعے کے لئے برس ہا برس صرف کئے اور اس سے معلومات اکٹھی کی گئیں ہم ان معلومات کے سائنس سے متعلق ہونے کے بارے میں صرف ان کی دھندلی جھلکیاں دیکھنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ سائنس کے ہر شعبے میں جو استقرار اور تعقل پسندی پیدا کرتا ہے وہ ہمیں کوئی خاص دلچسپی نہیں ہے کہ کس طرح قدرتی قوانین کو مانوں اور قدرتی وسائل کو ملحوظ رکھا ہے اور وہ قوانین فطرت کو اصلاح کرنے میں ناکام رہا ہے۔ اس لحاظ سے یہ بات بھی عجیب نہیں کہ فی الحال دوسرے جدید شعبہ ہائے زندگی کی طرح تجربات کے ملے جلے مسئلے پر مشتمل ہے جن میں تنظیم اور ضوابط کا فقدان ہے اور جو اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارنے کے مترادف ہے۔ ہماری موجودہ معلومات انتہائی کی ایک جھلک ہمارے اس انکار کو معاف نہیں کر سکتی جو ہم نے مطالعے کے ثبوت کے لئے کرتے ہیں کہ ہومیوپیتھی کی بنیاد قوانین فطرت پر رکھی گئی ہے۔ اس عام کا تصور کریں جو ہومیوپیتھی اس صورت میں حاصل کرے گی۔ اگر ہمارا مشاہدہ حق کے لئے ہو۔

اگر ہومیوپیتھی کی بنیاد قوانین پر رکھی گئی ہے تو ان میں سے ہر ایک قانون سے ہمیں ہماری لاعلمی کا نتیجہ ہے کہ ہم ان قوانین میں سے صرف چند ایک کو ریکارڈ میں لانے کی سعی میں

وقت بھی آنے والا ہے جب ہم بہت سے اور قوانین اپنے ثبوت کے مجموعے میں شامل کریں گے۔
آئیے ہومیوپیتھی کے پہلے تسلیم شدہ اور مارمولا قانون کا جائزہ لیں۔

"SIMILIA SIMILIBUS CURENTUR" — یہ قانون کہاں سے آیا؟ اس قانون کو ہم نے اپنے قدرتی وسائل کے جہیانہ مشاہدے سے دریافت کیا ہے اور اس چیز کی سے جس کے ساتھ ساری زندگی رہنے کا اتفاق ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں ہم اپنے تجربات سے اور انسان میں پیدا ہونے والی مختلف اور غیر مسلم حالتوں سے ہم اس قانون کی حقیقت کو پہچانتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ انسان کی بیماریوں کو کامیابی کے ساتھ معالجہ سے ہٹایا جا سکتا ہے اور یہ شفا بخش مادے دل [illegible] معدنیات اور عوام حیوانات سے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ اسکے بعد یہ معلوم ہوا کہ یہ مادے اتفاق یا کبھی بھی معالجہ کے حصول کے لئے استعمال نہیں ہوتے بلکہ اصول طور پر مادے اپنا عمل اور فعل نہایت سخت اور مناسبت [illegible] کے ساتھ کام دیتے ہیں لیکن ان کے استعمال سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ یہ چند خصوصی [illegible] مخصوص علامات کو ظاہر کرتے ہیں

شفاء — تجربت سے [illegible] کوئی بھی علاج جس [illegible] اس سبب سے کوئی بھی علاج جس [illegible] مادوں میں، جس کے متعلق [illegible] موجود ہے [illegible] اس قانون سے شفاء [illegible] کو کامیابی کے ساتھ [illegible] میں استعمال کیا طب کی [illegible] تاریخ میں یہ نظریہ علم و عمل حالت [illegible] یہاں بھی [illegible] بیان کیا جاتا ہے۔ ہاہنمان نے [illegible] بیان کر کے قانون کا مکمل [illegible] حالت کا بیان کیا ہے۔ انہوں نے اپنی طریقہ علاج کا نام [illegible] رکھا (SCIENCE AND ART OF HEALING) [illegible] دیا۔ جو لفظ میں کوئی بھی معالجہ [illegible] یہ خیال کرتا ہے [illegible] نظریہ تھا اور ہانمن [illegible] [illegible] دوسرے الفاظ میں یہ بتاتا ہے کہ ہومیوپیتھک طریقہ علاج [illegible]

(پیدائش سے پہلے کی حالت) میں بھی اس بات سے واقف تھا کہ ہاتھ، اصول کی حکمرانی ہوتی ہے آہستہ آہستہ تجربات نے اس قانون کے استعمال سے ہمیں لوہے کے ٹکڑوں کے تجربات سے جو کچھ سیکھا وہ صرف یہ تھا کہ ان سے ذہن سے خلا پائی جس کی وجہ سے ان قانون کی اہمیت اجاگر کی

قانون ایک بنیادی حقیقت ہوتا ہے اور ہم کسی قانون کو تسلیم نہیں کرتے۔ کچھ رسمی قوانین کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہوتا کہ وہ قانون موجود ہی نہیں ہے جو انسان سے خود ساختہ قوانین جو اپنی اصلیت کے لحاظ سے قوانین کہلانے کے مستحق نہیں ہوتے بلکہ کچھ ایسے اصول ہوتے ہیں جو ایک انسان کو دوسرے انسان کے لیے قائم کرتا ہے اس صورت میں بھی ان قوانین سے چشم پوشی ناقابل معافی جرم عائد ہے (تو پھر اس بنیادی حقیقت سے کیسے صرف نظر کیا جا سکتا ہے)

جو ماحول قانون نظام کو سمجھنے کے لیے مفید و زیادہ مناسب ہے کیا جا سکتا ہے کوئی دوسرے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو ان باتوں کے بارے اس قدر غور و خوض کرتے ہیں کہ ان کے بارے میں کچھ کہنا غیر ضروری ہو جاتا ہے کیونکہ وہ بذات خود اسی دلیل کا ثبوت ہوتے ہیں لیکن دوسرے لوگوں کے لئے ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ بعض مجبور کرکے ہوئے تھیوری کی فائدیت کا استعمال کرتا جانتے ہوں اور ان سے ایسے دعوے کا ثبوت لیا جائے کہ کس طرح یہ تھیوری سائنس آف سیکنگ (TRUE SCIENCE OF SEEKING) بنیادی قوانین پر مشتمل ہے۔ آیئے اب اس باتوں کو دیکھتے ہیں جو خود بخود (اندرونی) لاء آف میوچل ایکشن کی تقلید کرتا ہے

۴۔ — لاء آف لیسٹ ایکشن۔ (LAW OF LEAST ACTION) اس قانون کو لاء آف لیسٹ ایکشن کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اس قانون کے دو نام مائپرٹیوس (MAUPERTUIS) ہے جو ایک فرانسیسی ریاضی دان تھا۔

[illegible] سے ظہور ہونے والے مختلف تبدیلیوں کے [illegible] قانون کا مقدار اور وقت کی جو ایک سے متعلق ہے

The quantity of action necessary to effect
any change in nature is the least possible
The definite amount of energy [illegible]

[illegible] وہ [illegible] ہے [illegible] کم ہوتی ہے"
صحت مند [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] اس قانون کو بیکار بنانے
ہیں [illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible]
[illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible]
ختم کر دیتی ہے۔

مندرجہ ذیل سے متعلق ایک اور قانون مندرجہ ذیل ہے

The quantity of the most expensive is in inverse
ratio to the similarity

۵ ۔ یعنی دوا کی مطلوبہ مقدار علامات کی مشابہت سے اُلٹی نسبت رکھتی ہے۔
دوسرے الفاظ میں دوا کی علامات جس قدر مریض کی علامات سے مشابہ ہوں گی اتنی ہی کم مقدار کی دوا درکار ہوگی، کیونکہ مریض کے دوا سے متاثر ہونے کے علامات زیادہ ہوں گے یعنی

Similarity × quantity

قانونِ مقدار (Law of quantity) کا ایک اور قانون حسب ذیل ہے:
"The quality of a Homeopathic remedy is determined by its quantity in inverse ratio"

Quality × quantity

ہومیوپیتھک دوا کے عمل کی صلاحیت کا انحصار دوا کی مقدار کے ساتھ الٹی نسبت رکھتا ہے یہ مسئلہ بھی مریض کے دوا سے متاثر ہونے کی صلاحیت اور دوا کی مماثلت کا ہے یہ کہ مقدار دوا Quantity اور دوا کی الٹی Quality دونوں ساتھ چلتی ہیں۔

بیالوجی بھی ہومیوپیتھی کا قانون عمل کرتی ہے۔
"Function creates and develops the organ"

یعنی اعضاء کی افعال سے ہی اعضاء بنتے ہیں اور انہی کی وجہ سے نشوونما پاتے ہیں۔"

ہومیوپیتھی سے ظاہر ہے کہ جب علامات (FUNCTIONAL SYMPTOMS) قوتِ حیات سے پیدا ہوتی ہے اور ان علامات کی معدومیت یا شفا کے راستہ سے ہوتی ہے اگرچہ اکثر اوقات جب بیماری کے نتیجے میں کسی تبدیلیاں پیدا ہوجاتی ہیں اعضائی تغیر سے معدوم ہوں اور اس صورت میں افعال علامات بہت عرصہ تک باقی رہتے ہیں کیونکہ ان کی وجہ ہوتی ہے بیماری کی جڑیں مضبوط کر چکی ہوتی ہے اور سبب مدافعتی میں اثر کر چکی ہوتی ہے اور ان طرح اظہار بہت لمبا ہوتا ہے۔

ایسے بیالوجی کے قانون کی پیروی کرتے ہوئے ہومیوپیتھی علامات سوزش کا قانون عمل ہے

"Functional symptoms precedes structural changes." ۶۔ فعلی علامات ساختی تبدیلیوں سے پہلے نمودار ہوتی ہیں۔

ہومیوپیتھک دوا کے استعمال سے متعلق قانون مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

The due and quantity that will thoughly pervade the organism and make its essential impression upon the vital force is that which will affect the functional sphere of the individual.

۷۔ "دوا کی وہ مقدار اور خوراک جو کسی طرح جسم کے نفوذ سرایت کرے اور جو قوت حیات پر اپنا فوری اثر مرتب کرے، یہ وہ مقدار دوا ہوگی جو اس شخص کے فعلی نظام عمل کو متاثر کرے گی۔

اگر ہم عقل اور دماغ سے سوچیں در حقیقت ہم مشاہدہ کریں اور پہلے سے قائم شدہ اور ثابت شدہ قوانین کی پیروی کریں تو ہم ریفل سے بچ نہیں رہ سکتے۔ یہی وہ حقیقت ہے جو ہماری توجہ سالہا سال کی ریسرچ سے دوا میں شفا کی قوت اجاگر کی ہے

"Never repeat your remedy so long as it continues to act."

۸۔ "جس وقت تک دوا اپنا اثر دکھا رہی ہو اس وقت تک اسے بار بار نہ دیں"۔ یہ قانون مریضوں کو ادویات استعمال کرنے کے لئے منتخب ہوتا ہے۔ اسے ساتھ قانون کا تعلق ہے جو مصنوعی طور پر علامات پیدا کرنے سے متعلق ہے یعنی ادویات کی آزمائش (DRUG PROVING) کی کی مدد سے ہم مریضوں کو ادویات استعمال کرانے کے لیے رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ ادویات کی آزمائش کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ مصنوعی بیماری پیدا کر کے علامات کا مشاہدہ کیا جائے۔ ان علامات کی مدد سے مشابہ قدرتی بیماری میں استعمال کیا جائے۔ [illegible] استعمال (Accumulation of drug) کے ساتھ [illegible] پھر بیمار اعضاء متاثر نہیں ہوگا۔

Scanned by CamScanner

Never repeat the drug, in a ... یہ قانون مدنظر رکھے،
evening while symptoms are manifest from the dose already taken.

۹:۔ دوا کی آزمائش کے دوران جو علامات جس وقت تک پہلے سے استعمال دوا کی خوراک کی علامات برقرار رہیں

ایک دفعہ جو دوا کی مات کو دہراتے ہوئے گرم کمیں ... طریقہ علاج اختیار کرتے ہے تو ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ ... علامات ... ہیں ... لیتے ہیں کہ ... معلومات ... علامات ... ہیں ... علامات ... ہیں ... علامات ... ہیں

یہ قوانین مندرجہ ذیل ہیں:- "(۱) Any drug which in its natural state affects the vital energy, But little will develope it a proving only in high potency."

۱۱:- "ہر وہ دوا جو اپنی قدرتی حالت میں قوت حیات کو اس طرح متاثر کرے کہ علامات نمودار نہ ہونے پائیں تو اس صورت میں آزمائش کے لئے ہائی پوٹینسی استعمال کرنا ہوگی۔"

"(۱۱) Any drug which in its natural state disturbs the vital energy to functional manifestations only may be proven in a crude form."

۱۲:- "ہر وہ دوا جو اپنی اصل حالت میں قوت حیات کے فعلی مظاہر کو متاثر کرتے ہوئے بخار پیدا کرے تو ایسی دوا کو کروڈ میں آزمانا چاہیئے۔"

(۱۲) Any drug which in its natural state disturbs the vital energy to destructive manifestation should be proven only in a potentiated form."

۱۲:- "ہر وہ دوا جو اپنی اصل حالت میں قوت حیات کو اس طرح متاثر کرے کہ قوت حیات تباہ کن حالت سے دوچار ہو جائے تو ایسی دوا کو صرف پوٹینٹائی ایٹڈ شکل (Potentiated) میں آزمایا جائے۔

یہ ایک مشاہداتی حقیقت ہے کہ سیاروں کی گردش کا زمین کے ساتھ یقینی تعلق ہے چاند کی کشش سے مدوجزر کا پیدا ہونا ایک قدیم مشاہدہ ہے۔ سورج اور زمین کے تعلق کو کون نہیں جانتا ہے اور یہی مثال سیاروں کے اثرات کی وضاحت کے لئے کافی ہے۔ زمانہ قدیم سے معلوم ہے کہ چاند کی مختلف حالتوں کا ذہنی حالتوں اور اعصابی تکلیفوں سے کیا تعلق ہے اور رائٹ نے مثال کے طور پر "Insane" نامی بیماری کو کہ ذہنی انتشار سے متعلق ہے یقینی طور پر چاند کی

مختلف حالتوں سے منسلک ہے۔ مرگی کے مرض کا بھی چاند کی گردش سے تھوڑا بہت تعلق ہے،
دوسرے الفاظ میں ان خلاف معمول (Abnormal) حالتوں میں عام کردہنی اور
اعصابی بیماریوں سے وقتاً فوقتاً ہمیں اس بڑی حقیقت کا سراغ ملتا ہے (کہ سیاروں کی حرکت زمینی
کو متاثر کرتی ہے) - (Science of medicine) ادویات کی سائنس کے برعکس
دوسرے سائنسی میدانوں میں دائروی حرکت کے مظاہر کو سمجھنا زیادہ آسان ہے۔ مثلاً علم فلکیات
کو اگر تو ہمارے نقطے سے دیکھیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ پرانے زمانے میں علم فلکیات کو بھی بہت ابھی
پیروی اور توہمات کا سامنا رہا ہے اور ان توہمات کی علامت (جس شہادت خرافات معلا) کے بارے
میں کہے جاتے انہیں پس پشت ڈالا گیا، تاہم علم فلکیات (علم نجوم) ان آزمائشوں سے گذرنے کے بعد
علم ریاضی کی طرح نہایت درست اور حقیقی ثابت ہوا۔ اگرچہ آج تک بہت سی باتیں درست ہے کہ نہایت احتیاط
کی گئی پیمائشوں کے نتائج مختلف نقطۂ نظر کے مطابق ایک دوسرے سے مطابقت رکھتے ہیں پھر بھی
علم فلکیات موجودہ سائنسی علوم میں سے کسی سائنس سے

یہاں پر گنیس ایم کلارک اپنی کتاب "The concise knowledge of MISTARY" میں لکھتے ہیں
اس حقیقت کا چاند پر اطلاق اس وقت ہوا جب چاند کے بارے میں یہ سمجھا گیا
ایک سائنس دان نیلی نے ۱۹۶۲ء میں ہمیں کہا کہ سے معلوم کیا کہ چاند کی سالانہ حرکت کے
دوران مسلسل لیکن نہایت معمولی قسم کے سراغ سے دوچار ہے یعنی اس کی رفتار مسلسل لیکن
نہایت ہی معمولی طور پر زیادہ ہوتی ہے اور اس چیز کا تجزیہ ثبوت اگر بہت پرانا بھی تو ۲۰۰ قبل از
مسیح کے چاند گرہنوں کے ریکارڈ سے ملتا ہے اور اب بھی اس اصلاح کے ختم ہونے یا رکنے کے امکانات
نہیں ہیں اسلئے ایک نہایت خوفزدہ کرنے والا سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا تو
ایک نہ ایک دن زمین اور چاند آپس میں ٹکرا جائیں گے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر اس کائنات میں کسی حد
قوانین کشش کی بے اصولی کارفرما ہے جس کے نتیجے میں بالآخر زمین اور چاند تباہ ہو جانے کی ؟

۱۹۸۰ء میں ہیلس (۱۹۷۰-۱۹۷۷ء) نے اس سوال کا جواب دیا۔ اس نے کہا کہ

"چاند کی رفتار میں اضافے کی وجہ سے بھنوری مدار میں بہاؤ یا معمول سی کمی آجاتا ہے۔ یہ صورت مستقل نہیں رہے گی، بلکہ عرصہ دراز کے بعد ایسی تبدیلیاں آئیں گی جو زمین کے بھنوری مدار کی سابقہ حالت بحال کرنے کی مزید تر آں بھی سکتی ہیں کسی ترمیم اور تباہ کن اثرات کی حامل نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ مرکزی جسم (سورج) اور اس کے ذیلی سیاروں کی جسامتوں میں بہت فرق ہے اور ان کی حرکات میں باقاعدگی اور تسلسل اس بڑے جسم کے کنٹرول میں ہے اس لئے گردشی نہایت معمولی تبدیلیاں ہی ظاہر ہو سکتی ہیں اور اسی طرح کسی نمایاں تبدیلی کے نمودار ہونے کیلئے لاکھوں سال درکار ہوں گے۔ گویا یہ مشین نہایت تناسب خود درستگی کے نظام سے آراستہ ہے اور اسکی درستگی اس کے مختلف حصوں کے باہمی عمل اور ردعمل سے خود بخود وجود میں آجاتی ہے، یعنی وہ قوت جو اس میں خلل پیدا کرنے کا باعث بنتی ہے وہ آخرکار اسی تبدیلی کو ختم کر کے اصل صورت بحال بھی کرتی ہے۔"

[illegible] کے [illegible] سورج [illegible] اور اس کے [illegible] قوانین کی روشنی میں پرکھیں [illegible] سسٹم کے نظام سے اطمینان آراستہ ہے کہ اس کے مختلف حصوں کے باہمی [illegible] سمت [illegible] ہے۔

[illegible] ایسے [illegible] ہیں جن سے [illegible] کی رفتار میں کچھ سطح ہوں گے۔

"وہ قوت جو حساس نظام کو بات حق ہے وہی آخرکار اسکی درستگی بھی کرتی ہے"

اس آخری مشاہدہ کی تصدیق تمام سائنسی علوم میں سے زیادہ صحیح علم کے مشاہدات اور نتائج سے ہوتی ہے۔ یہ نتائج علم دائروی حرکتوں میں سے اہم ترین حرکت کے مشاہدہ سے حاصل کرتا ہے اور اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ قوت حیات کی موجودگی اور بہاؤ [illegible] مخصوص قوانین کے تحت

ہوتا ہے۔ یہ نتیجہ انتہائی اہم اور بنیادی ہے کہ اس کو قانون کا درجہ دینا غلط نہیں۔ یہ قانون ریاضی کے کسی قانون سے بے حد مشابہ ہے جسے ذیل کے الفاظ میں مختصر طور بیان کیا جا سکتا ہے "قدرت میں کسی بھی تبدیلی کے پیدا ہونے کیلئے ضروری عمل کی مقدار ہمیشہ کم سے کم ہوتی ہے۔"

یہ اُن قوانین میں سے صرف چند ایک قوانین ہیں جن کو ہم نے ان وسائل و ذرائع سے اکٹھا کیا ہے جن پر ہمارا اختیار ہے اور ان سے ہم یہ عملی طور پر ثابت کرتے ہیں کہ ہومیوپیتھی ان قوانین کے تحت کام کرتی ہے جو عالمگیر ہیں۔ ایسے ہومیوپیتھی اس کائنات، فطرت اور اصولوں کا بنیادی حصہ ہے۔ اگر ہم بیالوجی، ریاضی اور علم نجوم کے مشہور قوانین کا اطلاق کر سکتے ہیں، تو پھر ہم کائناتی عوامل کے کسی بھی متعلقہ شعبے کے ثابت شدہ قوانین کا اطلاق بھی کر سکتے ہیں۔

یقیناً مستقبل میں کسی وقت ہم اُن قوانین کو ماورلا کی تسلی دینے میں کامیاب ہو جائیں گے جو قوت حیات اور اس کے جسم انسانی میں عمل دخل کو کنٹرول کرتے ہیں۔ یہ قوت حیات جو ہماری جسمانی حیثیت کا سورج ہے اس کا عالمگیر دائمیل انرجی سے بڑا واضح تعلق ہے۔ یہ قوت حیات ہی ہے جو ہومیوپیتھی کو شفاء کے عمل کے لئے سائنسی طریقہ نظر بخشتی ہے اور اس معنے کر ہم اس حد تک سمجھتے ہیں کہ قوت حیات کا بگاڑ ایسی حالت ہے جس کو سدھارنے اور اس کے توازن کو بحال کرنے کی ہومیوپیتھی زیادہ سے زیادہ اُمید دلاتی ہے اور یہ بھی قوت حیات پر کسی جبر یا تشدد کے نتیجے میں حاصل نہیں ہوتی بلکہ قوت حیات کو اس طرح سوک کیا جاتا ہے کہ وہ قوت جس نے اسے منتشر سے دوچار کیا ہوتا ہے وہی اسکو سدھارنے کا کام کرتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ مناسب حالات کے تحت قوت حیات بگاڑ پیدا کرنے اور بگاڑ کو درست کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ ہم اکثر ہومیوپیتھی کے قوانین کا اندھا استعمال کرتے ہیں ـــ گویا ہم ان قوانین کے عظیم تناظر سے اچھی طرح واقف نہیں ہیں۔ ایسے ہم نے ان قوانین کے اندھے استعمال کے لاتعداد تکلیف دہ کیسز بھی دیکھے ہیں۔

آپ [illegible] بیماری، بیماری اور بگاڑ کے ساتھ ان سادہ حقیقتوں کی جو ہمارے سامنے

مامنے میں ایک دوسرے سے ٹوٹا ہوا ہے اور ہمارے اس خیال کو ہومیوپیتھی کو سمجھنے میں بہت
کرنے کیلئے ناکافی ہے اور ان بنیادی قوانین کی پیروی کرنی ہوگی جو ہومیوپیتھی اور ایلوپیتھی
کو کنٹرول کرتے ہیں۔

ہومیوپیتھی کے قوانین۔

۱۔ شفاء کا قانون LAW OF CURE.

سمیلیا سمیلی بس کیورینٹر SIMILIA SIMILIBUS CURENTUR.

شفاء کا عمل اوپر سے نیچے کی طرف اندر سے باہر کی جانب۔ اور زیادہ اہم اعضاء رئیسہ
کی طرف ہوتا ہے اور علامات اپنے ظہور ہونے کی الٹی سمت میں غائب ہوتی ہیں

۲۔ عمل کا قانون LAW OF ACTION.

عمل اور ردعمل کے برابر لیکن سمت میں مخالف ہوتے ہیں۔

۳۔ مقدار دوا (خوراک) کا قانون QUANTITY AND DOSE.

(۱)۔ دوا کی مطلوبہ مقدار مشابہت کے بالعکس قانون سے طے ہوتی ہے۔ (یعنی جتنی زیادہ علامات ہوں گی
دوا کی مقدار اتنی ہی کم ہوگی)

(۲)۔ کسی بھی تبدیلی سے پہلے جس کی مقدار زیادہ ہوتی ہے اور جس مقدار ہمیشہ قلیل ترین
ہوتی ہے۔

معیار دوا کا اصول۔ QUALITY.

ہومیوپیتھک دوا کا معیار اثر کی مقدار سے سمت رکھتا ہے (یعنی کم مقدار زیادہ پُر
اثر ہوتی ہے)

استعمال کا قانون۔ USE.

دوا کی مقدار اور دوا کی خوراک جو کہ جسم میں جذب ہو کر تبدیلیات کو متاثر کرے وہ مقدار
ہوگی جو اس فرد کے افعال کو متاثر کر سکتی ہو۔

Scanned by CamScanner

زندگی کی نشوونما کا اصول :- OF BIOLOGICAL DEVELOPMENT.

اضداد ہی اعضاء کی پیدائش اور نشوونما کا باعث بنتے ہیں۔

بیماری پیدا ہونے کے کا اصول - OF DISEASE DEVELOPMENT.

قوتِ حیات، فعلی علامات ساختی تبدیلیوں سے پہلے پیدا ہوتی ہیں۔

ادویات کی آزمائش کے قوانین - OF PROVING.

(۱) - وہ دوا جو قدرتی حالت میں قوتِ حیات کو متاثر کرتی ہے۔ اس کی آزمائش اربنی پوٹینسیوں کی شکل میں کرنی چاہیئے۔

(۲) وہ دوا جو اپنی قدرتی حالت میں قوتِ حیات میں انتشار پیدا کرتی ہو جس کے نتیجے میں فعلی علامات نمودار ہوں تو ایسی دوا کو ڈائلوٹڈ شکل میں آزمائی جائے۔

(۳) - وہ دوا جو اپنی قدرتی حالت میں قوتِ حیات کو تباہ کن حالتوں تک متاثر کرے اُسے صرف پوٹینٹائزڈ شکل میں آزمانا چاہیئے۔

بیمار دنگ دہرانے کا اصول - OF REPETITION.

جب تک علامات نمودار ہو رہی ہو تو دوا کی خوراک مت دہرائیں۔

شفاء کے لیے دہرانے کا اصول۔ (شفاء کیلئے) OF REPETITION.

۱۔ اس وقت تک دوا نہ دہرائیں جب تک یہ عمل کرتی رہے۔

Scanned by CamScanner

ہماری ادویات پر اثر کیوں ہیں؟

OUR REMEDIES WHY THEY ACT ?

ہم اپنے مضمون میں بیان کر چکے ہیں کہ ہومیوپیتھی بنیادی طور پر سائنس ہے اور یہ سائنس قوانین فطرت پر مبنی ہے۔ اس سلسلے میں ہم نے اصلی سائنس کی دوسری شاخوں کی دریافتوں کے حوالے سے یہ ثابت کیا ہے کہ ہومیوپیتھی کے قوانین ان ادویات سائنسی شاخوں سے کس طرح مربوط اور ہم آہنگ ہیں۔ مختصر طور پر دوبارہ بیان کرتے ہوئے کہ یہ معلومات علم نجوم علم ریاضی اور حیاتیات سے متعلق ہیں۔ اور ان علوم کا مقابلہ ہومیوپیتھی میں استعمال ہونے والی ادویات کے بارے میں دریافتوں (معلومات) سے کیا گیا ہے۔

نمبر ۱:۔ کہ اگر طاقتور ادویات (صحت مند شخص) کو استعمال کرائی جائیں تو وہ بیماری کی سی علامات پیدا کر دیں گی۔

نمبر ۲:۔ اور بیمار شخص کو استعمال کرائی جائیں تو صحت بحال کر دیں گی۔

آئیے! ہم ان نتائج پر ذرا دوبارہ غور کریں جو ہم نے قوت حیات اور خاص طور پر ڈائنیمل انرجی کے عالمگیر استعمال کے بارے میں پچھلے باب میں اخذ کیے ہیں تاکہ قوانین ہومیوپیتھی اور اصول ہومیوپیتھی کا سائنس کی ان شاخوں کی تحقیقات و دریافتوں سے مقابلہ کر کے یہ بات کر سکیں کہ ہومیوپیتھی نے کس طرح سائنس کے دوسرے شعبوں کے قوانین سے سائنسی علم العلامات یعنی

Scanned by CamScanner

ہومیوپیتھی کی تشکیل کی ہے ——— یہ (ہومیوپیتھک ادویاتی) مادے (جنہیں پوٹینائزیشن کے عمل سے تیار کیا جاتا ہے)، عالم حیوانات، عالم نباتات اور معدنیات تمام ذرائع سے حاصل کئے جاتے ہیں ہم یہ بات حتمی طور پر نہیں کہہ سکتے کہ یہ معدنیاتی مادے اپنے اندر قوت حیات رکھتے ہیں۔ لیکن ہم یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ یہ مادے اس سیارے (زمین) کے حصے ہیں جس میں کسی شکل میں واٹیل انرجی موجود ہے یا پھر یہ سیارہ قوت حیات سے اس طرح متاثر ہوتا ہے کہ یہ اپنی حرکت ایک قانون کے تحت جاری رکھتا ہے لہذا ہمارے معالجات کو صحیح طریقے سے اس طرح تیار کرتے ہیں کہ ہم ان کا استعمال زندگی کی نقاہت کے لئے نہیں بلکہ زندگی کو متاثر کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں کہ زندگی اس سے سہ رخہ ترقی پائے یعنی جسمانی لحاظ سے ذہنی لحاظ سے اور جسمانی لحاظ سے اس کے نتیجے میں انسان موت اور بیماری سے محفوظ ہوجاتا ہے۔

ہم قوت حیات کی موجودگی کو مشاہدات کی شواہد کے مدد دیکھ سکتے ہیں اسلئے کہ شفا و نشو و نما کے متعلق اصول کے مطابق [illegible] قوت حیات مادے کے قوت کے طور پر موجود ہوتی ہے عالم حیوانات کے اندر اس قوت کی [illegible] سے کہہ سکتے ہیں۔

اگر [illegible] اس بات پر اعتماد رکھتا ہے کہ ہومیوپیتھی ایسے بنیادی قوانین پر مستقل ہے جس [illegible] اس کی ساخت اور نشو و نما کا انحصار ہے تو پھر [illegible] بیماری [illegible] تک بھی رسائی ممکن ہے۔

[illegible] (ACTIONS) [illegible] کے عمل بھی ہونا چاہیے [illegible] ہے کہ جس کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔

ملتی کان [illegible] (MELIKAN) [illegible] کے مصنف [illegible] کے کتاب "[illegible]" (Homeopathy and the New Energy Medicine) [illegible] کے سلسلے میں [illegible]

Scanned by CamScanner

اس بیان میں وہ اپنے بیان کو اس طرح لکھتے ہے:

"وہ تمام علوم بہت مفید ہیں جو ہمیں اس کائنات کو سمجھنے کا بہتر موقع دیں۔ کیونکہ ہمیں اس کائنات کے بارے میں علم کی ضرورت اب پہلے سے بھی زیادہ ہے اور یہ ضرورت آنے والی صدیوں تک موجود رہے گی۔ کیونکہ ہی ہمیں اس قابل بناتے ہیں کہ ہم اپنی زندگیوں کو زیادہ دانشمندانہ اور زیادہ بہتر طریقے سے گزارنے کے لئے کریں۔ کیونکہ ہم نے مسلسل ترقی پذیر رہنے والی دنیا میں یا پھر حسابی اور معاشی تماشوں کا بھائی بننے میں ضائع کریں۔"

اگر یہ بات ایک عام آدمی کے لئے اہم ہے کہ وہ سائنس اور ٹیکنالوجی سے متعلق تعلیم حاصل کرے تو پھر یہ بات اس شخص کے لئے کتنا زیادہ اہم ہوگی جو سائنس سے حاصل شدہ ایپلیکیشن کے عمل سے تیار شدہ ادویات کو دوسرے لوگوں تک پہنچانے کا کام کرتا ہے۔

آیئے ڈاکٹر سبیکن [illegible] سے بعد ادویات جو ہمیں سائنس کی مدد سے ملی ہیں ان پر غور کریں۔

تحریکی طور پر [illegible] ہم جانتے ہیں کہ کائنات کا پھیلاؤ [illegible]

نمبر ۱۔ [illegible] ہے مگر یہ ہائیڈروجن کی ہے محض یہ [illegible] نمبر ۲۔ علمیات کائنات وہ یہ بھی بتاتا ہے کہ سیسیم کی مقدار بہت زیادہ ہے اور [illegible] دور تک پھیلا ہوا ہے اس کے پھیلاؤ کی وجہ اس کا مکان اور دوسرے عناصر کے ساتھ یہ خاصیت ہے اس کی غیر عاملیت ہے اس حد تک بھی ہوئی ہے کہ اس کے ایٹم تیس میں ملاپ سے بھی غیر عامل ہیں۔ دنیا میں یہ عنصر بہت سونے کے بعد ہے لیکن اس کے باوجود یہ بات بہت اہم ہے کہ اس کے مرکز میں موجود بھارتی [illegible] ہے [illegible] بھی سیسیم کے ذرات پر مشتمل ہوتی ہے۔ لہذا سیسیم ریز کے بھاری عناصر کے مدر کچھ [illegible] کی مقدار

میں موجود ہے۔

کیلیفورنیا یونیورسٹی کے ڈاکٹر آئی لیس براؤن نے فیولیئم کا بھی اسی طرح حل کیا ہے یہ عنصر جو اجرام فلکی میں کثرت سے پایا جاتا ہے دراصل آکسیجن اور مائیٹروجن پر مشتمل ہے آکسیجن قشر زمین اور دیگر سیاروں کا ۵۰ فیصد حصہ ساتی ہے۔ اس لحاظ سے آکسیجن اور مائیٹروجن ملکر ہم اپنے موجودہ مقصد کے لئے یک واحد عنصر تصور کر سکتے ہیں دونوں ملکر تیسرے بڑے عنصر کی حیثیت اختیار کر لیتی ہیں۔ یہ بات یاد رہنی چاہیئے کہ سلیکیم اور آکسیجن کے درمیان کوئی اور عنصر جو کثرت سے پایا جائے۔ اگرچہ کاربن اپنے ایٹمی وزن کے لحاظ سے آکسیجن اور مائیٹروجن کے قریب تر ہے لیکن ہم اسکو آکسیجن کا ایک کمزور اور نہایت معمولی ساتھی کہہ سکتے ہیں۔

نمبر ۴:- تمام سیاروں کے وزن کا ۹۵ فیصد حصہ آکسیجن (۵۴ فیصد) میگنیشم (۱۴ فیصد) سلی کون (۱۵ فیصد) اور آئرن (۱۲ فیصد) پر مشتمل ہے۔ قشر زمین کا ۷۶ فیصد حصہ ان عناصر آکسیجن (۵۵ فیصد)، سلی کون (۲۶ فیصد) اور المونیم (۵ فیصد) پر مشتمل ہے۔ زمین میں ان کے علاوہ کسی اور عنصر کی مقدار ۲ فیصد سے بڑھے نہیں پاتی۔ لوہا ۱۲۵ فیصد، قشر ارضی میں پایا جاتا ہے اور زمین کے اندرونی حصے میں اس کی مقدار کچھ زیادہ ہے اپنے ایٹمی وزن کے لحاظ سے ایک درمیانے کے قریب ہونے کی حیثیت سے میگنیشم، سلیکیم اور سلی کون (۲۸-۲۷-۲۴) ہمارے موجودہ مقصد کیلئے یک واحد عنصر تصور کئے جا سکتے ہیں۔ ہائیڈروجن کے نقطۂ نظر کے لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ [illegible] ہے اور ان دونوں سے بڑا عنصر سلیکیم [illegible] سلی کون اور آئرن سے تشکیل پائی ہے۔ اگر بنی نوع انسان کو آئندہ یہ کھوج لگانا پڑے کہ سورج کب تک اپنی حرارت پہنچاتا رہے گا تو وہ اپنی ضرورت کے لئے ہی پوری کرنے کے قابل ہوگا جس طرح وہ اپنی ضروریات آج پوری کر رہا ہے۔ اور یہ عناصر یا تو چار عناصر ہائیڈروجن آکسیجن، سلی کون، اور آئرن سے کرے گا۔ یعنی ہوا، پانی، مٹی اور لوہے سے۔

اپنی ادویات کو سمجھنے اور انکے عمل کو سمجھنے کے لئے ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم ان ادویات کے

ماخذ کی طرف توجہ دیں۔ ورن کی قدرتی حالت میں ان کے جوہر کا مشاہدہ کریں۔

جیسا کہ ہم ادویات کے ماخذ کو تین قسموں جیوانی، نباتی اور معدنیاتی میں تقسیم کرتے ہیں یا پھر ہم ان کی درجہ بندی دوائم میں بھی زندہ اور بے جان میں کر سکتے ہیں۔

سر۔ جے سی بوس، اپنی کتاب " ٹاٹے ٹرانس اینڈ دیئر ریسپانس ویلیشن "Plants autographs and their revelation" میں لکھتے ہیں کہ:۔

" کسی زندہ اور بے جان چیزوں کے درمیان ہمیں تمام مادی، سیاہ کی حالت اور مستقل خصوصیات کے بارے میں نہیں بتاتے۔ کیا یہ دونوں گروپ میں مابین بنیادی بنیاد ڈالنے کی تحریک کا عمل زندہ اور بے جان چیزوں میں یکساں طریقہ سے رد عمل پیدا کرتا ہے اور ہماری کل عوامل خفی عوامل کے ساتھ اس طرح مربوط ہیں کہ ان سے الگ کسی بھی ان میں سے کوئی عمل نہیں ہوتا بلکہ وہ ایک ہی قانون کے مسلسل آگے بڑھنے کے مختلف مرحلے ہیں۔ [illegible] اور عالم تمام کے تمام احساسات رکھتے ہیں۔ [illegible] ان کو جو علاج کی دھنوں میں بجھے ہوئے ہیں، جانوروں کے طور پر ستہ دار ماں کے متبادل اجسام قرار دے سکتے ہیں۔ [illegible] ایک گہرا ستہ تاریخ ہے اور یک ارتقائی مستقبل۔

اور ایک مرتبہ کچھ طبیعات و کچھ فرما جی سے ہمیں حد بندی کے بارے میں تحقیق کے میری ابتداء نہ رہی جب میں نے اس حد بندی کو حائل ہوتے ہوئے پایا اور مجھے زندہ اور بے جان چیزوں کے درمیان رابطہ اور تعلق دکھائی دیا۔ دھاتیں بھی تخریب سے متاثر ہوتی ہیں مثلاً کئی ادویات ان کو بری طرح متاثر کرتی ہیں اور زہر دھاتوں کو ختم کر دیتے ہیں مارکیٹ میں

ہم اپنی آسانی کے لیے موسیو مچھلی کی ادویات کی تیاری کے لئے استعمال ہونے والے مادوں کو تین قسموں میں تقسیم کر سکتے ہیں مثلاً حیوانی، نباتی اور معدنی۔ [illegible] سب سے پہلی قسم کی تحریک ہمیں جانوروں میں دیکھنے کو ملتی ہے، ہمیں یہ بھی معلوم ہے جانوروں کی کئی اقسام [illegible] ہے دل کا درد [illegible]

نظام موجود ہے، لہٰذا ہم جانتے ہیں کہ سانپ کا زہر دوسرے جانوروں کے لئے بہت خطرناک ہے۔
ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ جب اس زہر کی بہایت تھوڑی تھوڑی مقدار بھی تیار کی جائیں تو پھر بھی
ان کا جانوروں کی زندگی پر گہرا اثر ہوتا ہے۔"

سرے سی ہوں نے کوبرا کے زہر (جسے NAJA کو سانپوں اور پودوں پر آزمایا ہے ہوں
نے دیکھا کہ اس کا زہر کا C.O.S محلول جس کی مقدار ہزار میں ایک تھی (۱:۱۰۰۰) جب سے ایک
پھلی کے جسم کے اندر ٹیکہ کے ذریعہ داخل کیا گیا تو ۲ منٹ کے اندر مچھلی کے دل کی حرکت رک گئی۔
یہی تجربہ پودوں پر آزمایا گیا اور محلول کی طاقت [illegible] استعمال کی گئی، پودے میں فوراً ہی
پھر پودے کے اندر [illegible] (Pulse beat came to a

[illegible]

[illegible]

ہماری ہو [illegible] موجبی [illegible] سے [illegible] کر [illegible] تھی کہ
زہر کی قلیل المقدار [illegible] خاص طور پر [illegible] ہوتے ہوں۔

[illegible]

[illegible]

بات سے وہ لوگ ہرگز [illegible] جنہوں نے [illegible]

لہٰذا ہم پودوں کی زندگی کو [illegible]
سے شدید ردعمل کی توقع رکھتے ہیں جو [illegible]
رکھتی ہیں۔ کہ رس جیسی [illegible]
کیا جائے یا پوٹیشیم [illegible]

ایسے تمام پودوں کی تعداد جو جسم انسانی پر [illegible]

Scanned by CamScanner

[illegible] میں ایسے افراد پودے شامل ہیں جو خصوصیات میں ایک حد تک مختلف ہوتے ہیں یعنی کیڑے کوڑے کھاتے ہیں مثلاً ڈیاسیرا (DROSERA) اور سارسینیا (SARRACENIA) جیسے پودے ہیں۔ اور دوسری طرف شاذ و نادر قسم کے پودے مثلاً سفنکٹا پٹوریا (SPHAGNUM PALUSTRE) اسفیگنم کی طرح پائے جاتے ہیں ان کی تعداد بہت کم ہوتی ہے۔

عالم نباتات میں سے ہر ایک جانور کے لئے پودوں کی ایک لمبی لسٹ ہے کہ کیا کھائے اس کے بارے میں لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسلئے ہم اپنی توجہ ان پودوں کے مشاہدے کے لئے مرکوز کرتے ہیں جو حقیقی معنوں میں بے جان ہیں۔ لیکن بے جان ہونے کے باوجود جاندار کی تشکیل میں حصہ لیتے ہیں اور جس میں ہم بھی شامل ہیں۔

زہروں سے بھی زیادہ گہرا اثر کرنے والے معدنی اور کیمیائی مادے ہیں۔ نباتاتی زندگی کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ ان مادوں کو سادہ تر اجزاء میں تبدیل کر کے معدنیاتی ذرائع سے بنایت قریبی رشتہ استوار کر لیتی ہے اور یہیں سے یہ مادے جانداروں کے جسم میں جذب ہوتے ہیں یا پھر ان مادوں کی شکل بن جاتی ہے جو زیادہ حاصل ہوتی ہے۔ پلسٹیلا کا جسم فسفانی پر زیادہ تر اسی قسم کی مثال ہے ڈن ہل لکھتا ہے کہ پلسٹیلا ایک جڑی بوٹی ہے جو کہ کھیتوں میں استعمال ہونے والی بنایت تیز اور طاقتور کیمیائی مادہ ہے زمین اپنے اندر موجود معدنیاتی مادوں کو کیمیائی کر کے یا ملا کے ان کی تعمیر کرتی ہے اور اس طرح وہ معدنیاتی مادے وجود میں آتے ہیں جن کا جانداروں کی زندگی پر بنایت گہرا اور بھیانک اثر ہوتا ہے۔

عام نباتاتی ادویہ پر اگر تنقیدی نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ تر کیمیائی مادوں سے بہت تعلق رکھتی ہیں اور ان کا تعلق نامیاتی عناصر سے کم ہی دیکھنے میں آیا ہے۔

جیمز ملی کن (MILLIKAN) لکھتا ہے:-

"عناصر کی بہت زیادہ تعداد جو ہماری زمین کا بیس سے زیادہ حصہ نہ ہے پہلے ہی سے ایک متوازن حالت میں ہیں"

اُن کے اندر طاقتور توانائی موجود نہیں ہوتی جو وہ تقریباً ایٹم توڑ کر اُس کے مرکزے کو توڑ سکیں۔ ملا اس کو ہم صرف اسی صورت میں مزید توڑ سکتے ہیں اگر ہم بیرونی طور پر ان کو توانائی سپلائی کریں ہو سکتا ہے کہ ان مادوں کو توڑنے میں کامیاب ہو جائے لیکن ایسا کرنے کے لئے اُسے سخت محنت کرنا ہوگی۔

جیسا کہ ایٹم کو توڑ کر توانائی حاصل کرنے کا ذریعہ ڈھونڈ لیا گیا ہے۔ مگر اس مقصد کے لئے استعمال ہونے والے مادے جو تابکار ہوتے ہیں ان کی مقدار بہت کم ہے لہٰذا ایک وقت آئیگا جب ایٹموں کو توڑنے کی بجائے ایٹموں کو جوڑنے سے توانائی حاصل ہوگی۔

ابھی کچھ مزید بحث کہ کونسی شعاؤں (COSMIC RAYS) پر حال ہی میں کام ہوا ہے اس نے اس کائنات میں ہونے والے عمل پر روشنی ڈالی ہے کیونکہ پہلے ڈاکٹر کیمیرن اور پھر میں نے حال ہی میں کونسی شعاؤں کی تین بیٹریاں دریافت کی ہیں جن کا تعدد نا ہے کہ ان کی قوت جاذبہ تابکار عناصر سے حاصل ہونے والی شعاؤں کی قوت جاذبہ سے ۱۰۰-۱۲۵ گنا زیادہ ہے۔ ان پٹی میں سے سب سے زیادہ تعدد رکھنے والے میڈ کی قوت جاذبہ اتنی ہے کہ ۴۰۰۰ فٹ گہرے پانی ۱۸ فٹ موٹے سیسے میں سے گزر کر پھر جذب ہوتی ہیں جبکہ گیما شعاؤں کو سیسے کی دو تین انچ موٹی دیوار جذب کر لیتی ہے۔ کونسی شعاؤں کے اندر شعاؤں کی اس پٹی کی دریافت سے یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ شعاعیں ایکسرے کی طرح وجود میں نہیں آتیں جبکہ یہ شعاعیں مسلسل ایٹمی تبدیلی کا عمل ہے اور اس کے نتیجے میں جو توانائی خارج ہوتی ہے وہ تابکاری کے عمل سے پیدا ہونے والی توانائی سے کہیں زیادہ ہے۔

آئن سٹائن کی مساوات اور آسٹن کے کرو (CROWE) کو اپنی رہنمائی کے لئے سامنے رکھتے ہوئے ہم دیکھتے ہیں کہ کسی بھی ایٹمی تبدیلی کے نتیجے میں اسقدر قوت جاذبہ رکھنے والی شعاعیں پیدا نہیں ہو سکتیں سوائے ان مادوں کی تخلیق کے جن کی مقدار زیادہ ہے مثلاً سیسہ آکسیجن، سلی کون اور آئرن کے۔ اب ہم اس مرحلے پر پہنچ گئے ہیں کہ ہمارے پاس کافی مواد

ثبوت ہے کہ وہ کائنات شناسی جو ہمارے مشاہدے میں آتی ہے وہ اس کائنات میں ارتقا کے نشریاتی سلسلے کی حیثیت رکھتی ہے اور بتاتی ہے کہ عام عناصر کس طرح بعد ترقی یافتہ اور پیچیدہ صورتوں سے وجود میں آتے ہیں۔

اسی سے ہمیں معلوم ہوا کہ کس طرح ہماری زمین کے دو عام عناصر آکسیجن اور سلی کون کی تاریخ ابتدائی زمانے میں بے پناہ قوتوں کے اظہار ہوتے ہیں (سلی کون اس مضمون میں ایٹم اور سیلیکون کے سلی کون کے نزدیک ترین کہتا ہے کیونکہ ان کے ایٹمی ذرات ایک دوسرے کے قریب ہیں) ہم جانتے ہیں کہ ان عناصر کی ٹرانسفارمیشن کے دوران اگر یہ عمل دیر تک جاری رکھا جائے اور حرارت بھی دیتے جائیں تو پھر کسقدر توانائی کا اخراج ہوتا ہے۔ عام بناوٹ اور ان کا کیمیائی تجزیہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں ایک دو زمینی مادے ملے ہوئے ہوتے ہیں اور پھر وہ ٹوٹ کر اسطرح سادہ اجزاء کی شکل اختیار کر لیتے ہیں کہ پودوں کی زندگی ان پر منحصر ہوتی ہے۔ لائیکوپوڈیم کلوروفلم کے مشاہدے سے پتہ چلتا ہے کہ اس کے اندر یہ عنصر موجود ہوتا ہے۔ اس عنصر کے بارے میں سوچیے جو جانداروں کی افزائش پر اثر انداز ہوتا ہے اور جب ہوسپر بیلک پوٹینشیاں بنانے کے دوران اس کی توانائی خارج ہوتی ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ جب پودا اسے ہضم کرتا ہے تو پھر اس کی توانائی کا کچھ حصہ تو پراثر عمل کے لئے خارج ہوتا ہے اور مزید توانائی کا اخراج اس وقت ہوتا ہے جب اسے ٹوکسیکوریشن کے عمل سے گزارا جائے۔

لائیکوپوڈیم کی تاریخ مزید دلچسپی کا باعث ہوگی اور ہمیں اس کے پراثر ہونے کی مزید داستان سنائے گی۔ زندگی کی قدیم شکلوں میں جو سب سے زیادہ عرصہ اس زمین پر قائم رہیں لائیکوپوڈیم ان میں سے ہے کیونکہ کائیاں MOSSES قدیم زندگی کی شکل ہیں جو آج بھی موجود ہیں اور لائیکوپوڈیم کا تعلق ان کا ثبوت ہے ان کائیوں سے۔ خانہ لائیکوپوڈیم زندگی کی قدیم ترین شکلوں میں سے ہے۔ (جو پانی اور زمین دونوں پر انحصار کرتی ہے) اس نے گزشتہ دور کی تمام تبدیلیوں اور حالتوں کو برداشت کیا اور ان بدلتے ہوئے حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنا حلقہ کم رکھ کر بچاؤ پیدا کیا اس برداشت کے مقابلے میں صرف ایک چیز آتی ہے اور وہ ہے یورینیم۔ آپ

([illegible]) زندگی کی بہ حسن اسے ملنے ہوئے حالات سے مقابلہ کرنے میں کام آتی ہے اور اس کی بھی کمتی اور توانائی اس وقت کام آتی ہے جب یہ کسی بھی ہارمون کی ہوتی ہے۔

اسی طرح Hormone Gonadal میں سیکس ہارمون موجود ہوتا ہے اور مگنیشیم بھی۔ تجزیئے کے دوران سیکس ہارمون کی مقدار ۰٫۱۵ فیصد سے لیکر ۲٫۱۴ فیصد تک ہوتی ہے اگر پیدائش کے دوران ماں میں جتنی توانائی موجود ہوتی ہے اسی کا سیکس شعاعیں ظاہر کرتی ہیں، تو کیا اس توانائی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے جو ماں میں اس وقت پیدا ہوتی ہے جب پودے انہیں جذب کرتے ہیں اور پھر جب پودوں سے دوائیں تیار کریں تو ان کی پوٹینشیز میں کتنے ہیں، پھر ان کے اندر جو توانائی کس قدر رہ جاتی ہے۔

جب ہم حیوانی، نباتاتی اور معدنی مادے کو پوٹینشیائز کرتے ہیں تو ان کے اندر ایٹمی ریشو کی وجہ سے مزید توانائی پیدا ہو جاتی ہے اور جب یہ ادویات استعمال کی جاتی ہیں تو پھر یہ توانائی جاندار پر براہ راست عمل کرتی ہے۔ یعنی ان مادوں کی ٹوٹ پھوٹ کے دوران ناکارہ توانائی کا اخراج ہوتا ہے جو جانداروں کی قوت حیات پر اثر انداز ہوتی ہے۔ اسی ناکارہ قوت کی وجہ سے پوٹینسی پر اثر پڑتا ہے۔

لہٰذا ہم ایسی دھاتوں اور مادوں کو جنہیں ہم بے جان تصور کرتے ہیں ان میں سے مختلف قسم کی شفاؤں کے اخراج کو پہچانتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ وہ مادے اسی قوت سے تحریک قبول کرتے ہیں جس طرح (زندہ اجسام) پودے اور جاندار کرتے ہیں۔ تحریک قبول کرنے اور ردعمل کا اظہار کرنے میں نہ صرف وہ اپنی سادہ ترین شکل میں اس خصوصیت کا اظہار کرتے، بلکہ جب ان کو ہم کچلا جائے یا ان کو ٹوٹ پھوٹ کا عمل ہو یا پھر ان کی تعمیر نو کا عمل مختلف جانداروں کے جسموں کے اندر ہوتا ہو یا پھر پودوں کے جسم کے اندر ان کی سادہ ترین اجزاء میں تبدیلی یا پھر پودے کے اندر ان کی دوبارہ پیچیدہ شکل میں تعمیر ہوتی ہو۔ تاکہ (پودے جب ادویات بنائی جائیں) پوٹینشیائزیشن کے عمل سے گزرنے کے بعد وہ تمام زندہ مادوں پر اپنا قوی اثر مرتب کر سکیں۔

ہمیں معلوم ہے کہ وہ عناصر جن کے ایٹمی وزن زیادہ ہیں وہ ناکارہ ہیں۔ وہ اپنی مختلف شکل

اور مختلف قوت جاذبہ رکھنے والی تعاملوں کا خرچ کرنے لگتے ہیں اور اپنے اس تعامل سے توانائی کے اخراج کے نتیجے میں وہ مدت عود تبدیل ہو جاتے ہیں

آئن سٹائن کہتا ہے کہ جب یہ عناصر تبدیل ہو کر دوسرے عناصر میں تبدیل ہوتے ہیں تو نئے بننے والے عناصر کی مقدار مادہ کم ہوتی ہے اور جتنا مادہ کم ہوتا ہے وہ توانائی میں تبدیل ہو جاتا ہے، لہذا یہ کہا جا سکتا ہے کہ تبدیلی سے پہلے والے عناصر اور تبدیلی کے بعد پیدا ہونے والے عناصر کی مقدار مادہ (کمیت) برابر ہوتی ہے۔

مندرجہ بالا مثال میں کمیت سے مراد جسم ہرگز نہیں۔ درحقیقت کمیت سے مراد وہ مادہ ہے۔ جس کے ابدل جانے) نتیجے میں توانائی پیدا ہوتی ہے یا وہ توانائی پیدا کرنے کے قابل ہوتا ہے یا توانائی اس کا حصہ ہوتی ہے، جیسا کہ حساب کے سوالوں میں اگر ایک مقدار میں سے دوسری مقدار کو منفی کیا جائے تو جواب ہمیشہ منفی کی جانے والی رقم سے چھوٹا ہوتا ہے اور تفریق کرنے کے عمل کو ہم اس وقت تک جاری رکھ سکتے ہیں جب تک وہ رقم ختم نہیں ہو جاتی جسمیں سے ہم دوسری رقم تفریق کر رہے ہیں۔

لہذا ہم جانتے ہیں کہ یورینیم اور تھوریم عرصہ دراز تک شعاعوں کے اخراج کے بعد وہ شکل اختیار کر لیتی ہے جسے ہم ریڈیم (Radium) کہتے ہیں اور ریڈیم اپنی ناسکاری کے بعد سیسہ (Lead) بن جاتا ہے۔ مثال کے طور پر یورینیم سب سے بھاری عنصر ہے اور اس کا ایٹمی نمبر ۹۲ اور ایٹمی وزن ۲۳۸٫۱۳ ہے، تھوریم کا ایٹمی نمبر ۹۰ اور ایٹمی وزن ۲۳۲٫۱۲ ہے۔ یہ یورینیم سے کسی حد تک مشابہ ہے اسلئے کہ یہ بھی یورینیم کی طرح ریڈیم بننے کا ذریعہ ہے ریڈیم کا ایٹمی نمبر ۸۸ اور ایٹمی وزن ۲۲۵٫۹۰ ہے۔ سیسے کا ایٹمی نمبر ۸۲ اور ایٹمی وزن ۲۰۷٫۲۲ ہے ان عناصر کے مختلف ایٹمی اوزان آئن سٹائن کے بیان کی تصدیق کرتے ہیں کہ ایٹمی وزن کی تبدیلی مساوی مادے کے توانائی میں تبدیل ہو جانے کے باعث ہے

ہم اس سے پیشتر بہس میں بیتھی بنیادی قوانین پر مشتمل ہے اور یہ بات دراصل اسی بنا کے

جنوت کیلئے مزید نتائج پیش کرنے کی ایک کوشش ہے۔

ہمیں مندرجہ بالا حقائق سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ہم قدرتی قوانین یا قوانین فطرت کو سمجھنے کے لئے جو قدم اٹھاتے ہیں وہ ہمیں کائناتی قوانین کا نہایت واضح اور صاف منظر دکھاتا ہے۔ اگرچہ کائناتی قوانین کا نہایت واضح اور صاف منظر دکھاتا ہے اگرچہ یہ کائناتی قوانین تعداد میں صرف چند ایک ہیں لیکن ان قوانین کے انظہار بے شمار ہیں۔ اگرچہ ہوسپیتھیس نے متعلقہ قوانین فلاہر سائنس کی دوسری شاخوں سے متعلق نظر نہیں آتے۔ لیکن ان قوانین کے علم سے ہم پر یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ یہ قوانین اپنے مظہر کے لحاظ سے تو مختلف نظر آسکتے ہیں لیکن اپنی اصلیت اور حقیقی اثر (ESSENCE) کے لحاظ سے ہرگز مختلف نہیں ہیں۔ ہمیں اس قابل ہونا چاہیے کہ ہم ان قوانین کی اصل روح اور اُن کے ظاہر اظہار میں فرق کر سکیں کہ سرسری نظر سے دیکھنے اور گہری نظر سے دیکھنے میں فرق ہے اور گہرا اور بغور مشاہدہ ثابت کرتا ہے کہ یہ قوانین باسکل ایک جیسے ہیں۔

سر۔ جے۔ سی۔ بوس جن کی قیمتی انکشافات کا ہم نے وقتاً فوقتاً حوالہ دیا ہے وہ قدیم ہندو فلسفہ سے ایک ہلچل مچا دینے والی حقیقت آشکارا کرتے ہیں جو ایک ایسی لازوال سچائی ہے جس کی جانب ہر سچے ہوسپیتھیسٹ معالج کو رجوع کرنا چاہیئے۔

"وہ لوگ جو اس بدلتی ہوئی کائنات میں سے صرف ایک چیز کی حقیقت کو پہچان لیتے ہیں وہ یہی لوگ ہیں۔ لافانی سچائی جن کی ساتھی ہے۔ ان کے سوا اور کسی کی نہیں۔ اور کسی کی نہیں۔"

کیس ٹیکنگ

CASE TAKING

(اس سلسلے میں آرگنین کے پیراگراف ۸۳ ، ۱۰۴ کا مطالعہ ضروری ہے)

کیس ٹیکنگ کے لئے ایک ہومیوپیتھک معالج کے سامنے دو مقاصد ہوتے ہیں۔

نمبر ۱۔ تشخیص کا مسئلہ اگرچہ تشخیص کا مسئلہ ہومیوپیتھک معالج کا مسئلہ نہیں بلکہ یہ مسئلہ تو ایلوپیتھی کے معالج کا ہے۔ جہاں تک ہومیوپیتھک معالج کا معاملہ ہے وہ مرض کی تشخیص کو معالجاتی مقاصد کیلئے استعمال نہیں کرتا بلکہ وہ علامات کی تشخیص کرتا ہے تاکہ وہ ان علامات کو ایک گروپ کی شکل دے کر ان سے دوا کا انتخاب کر سکے۔ ایک ہومیوپیتھک معالج کبھی بھی تشخیص مرض کو اپنے علاج کے لئے استعمال نہیں کرتا اور اسی بات میں وہ ایک ایلوپیتھی معالج سے مختلف ہوتا ہے۔ جو تشخیص مرض کو اپنے مطلوبہ علاج کے لئے راہنما سمجھتا ہے۔ کیونکہ ان کی تشخیص جن چند اجتماعی شرائط کی پابند ہوتی ہے اگر وہ اجتماعی شرائط پوری ہوں تو پھر وہ اس تشخیص کو اپنے علاج کے لئے استعمال میں لاتا ہے۔

ہومیوپیتھک معالج کسی گروہ بندی کو معیار علاج ہرگز نہیں بناتا بلکہ اس طریقۂ علاج میں انفرادیت کو اہمیت دی جاتی ہے۔ ہر فرد واحد علم تشخیص امراض کی رُو سے خواہ کسی بھی گروہ سے تعلق کیوں نہ رکھتا ہو اُسے فرد واحد کے طور پر مشاہدہ کی کسوٹی پر پرکھا جاتا ہے اور معالجاتی اقدامات اس کی علامات کے پیش نظر کیے جاتے ہیں۔

نمبر ۲۔ دوسرا اہم اور عظیم مقصد جو case taking سے متعلق ہے۔ وہ مریض کی حقیقی حالت

کا تخلیہ ہے اور ان علامات کو اس طرح ترتیب دینا ہے کہ مریض کی مکمل اور صحیح تصویر معالج کے سامنے آجائے۔

اگرچہ کیس ٹیکنگ کے دوران بہت سی باتیں ایسی بھی سامنے آتی ہیں جو غیر اہم ہوتی ہیں مگر ایک چیز جس پر ہومیوپیتھی بہت زیادہ انحصار کرتی ہے وہ کیس کے پس منظر کی جامع تصویر حاصل کرنا ہے جس کی مدد سے کیس کا تجزیہ آسان ہو جاتا ہے۔ کیس اس طرح سامنے آنا چاہیئے کہ کیس کی مکمل تصویر آنکھوں کے سامنے آجائے کیس ٹیکنگ کے لیے ہم اپنی یادداشت پر انحصار نہیں کر سکتے اور مریض کی تصویر کے اہم نقوش ہمارے سامنے ہونا چاہیئے اور ان نقوش کو اسطرح محفوظ ہونا چاہیئے کہ کسی اہم علامات کے نظر انداز ہونے کا خطرہ نہ رہے اور جب چاہیں کسی ایک علامت یا علامتوں کے گروپ پر غور کرنا چاہیں تو کر سکیں۔

اسلیئے کیس ٹیکنگ کی سب سے پہلی ضرورت یہ ہے کہ آپ کے پاس کیس کا ریکارڈ ہونا چاہیئے تاکہ آپ اپنے کیس کا اندراج کر سکیں، آپ کو اپنے ہی کیس کے ریکارڈ پر انحصار کرنا ہے۔ لہذا آپ کے لیئے ضروری ہے کہ آپ اپنے ریکارڈ کا اندراج ضرور کریں۔

دوا کے انتخاب کے لیئے یہ ریکارڈ بہت ضروری ہے۔ اور اسی طرح مزید دوائیں منتخب کرنا پڑیں یا کیس کو دہرانا پڑا تو پھر بھی اس ریکارڈ کی بہت ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح علامات کا تسلسل اور علامات کے غائب ہونے کا عمل اسی صورت میں صحیح طور پر پیش نظر رہ سکتا ہے اگر کیس کے ریکارڈ تک ہماری مکمل رسائی ہو۔

معالج کا رویہ نہایت پرسکون اور نرم ہونا چاہیئے اور معالج کے ذہن میں پہلے سے کوئی نظریہ نہیں ہونا چاہیئے اور نہ ہی دل میں کوئی حسد وغیرہ ہونا چاہیئے۔ معالج کو نہایت خاموشی سے سننے کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔ اور کیس ٹیکنگ کے دوران معالج کے ذہن میں پہلے سے کسی دوا کا فکر نہیں ہونا چاہیئے کہ مریض کو فلاں دوا دینا ہے۔ کیونکہ اگر وہ یہ سوچے گا تو اس سے اس کی قوت فیصلہ متاثر ہوگی۔

سب سے پہلے مریض کا نام نوٹ کریں۔ اس کے بعد عمر، جنس، پیشہ اور اگر ممکن ہو سکے تو اس کا مشغلہ

بھی معلوم کریں، ایک اور بات جو معالج کے لئے بہت معاون ہوتی ہے، وہ مریض کے خاندان کے بارے میں معلومات حاصل کرنا ہے۔ اس سلسلے میں مریض کے والدین کی صحت اور اگر وہ وفات پا چکے ہیں تو ان کی موت کا سبب جاننا ضروری ہے۔ خاندانی معلومات میں والدین کے علاوہ بھائی بہنوں کے متعلق معلومات بھی ضرور حاصل کریں اور ان کی بیماریوں کے بارے میں بھی پوچھنا چاہیئے۔ اس طریقے سے اکثر بہت خاندانی رجحانات کی تصویر سامنے آتی ہے اور اگر ممکن ہو سکے تو یہ بھی معلوم کرنے کی کوشش کریں کہ آیا خاندان کے دوسرے افراد کی رشتے موجود تھے۔ خونی رشتوں کے درمیان شادیاں درآنق رجحانات میں اہم مثال ادا کرتی ہیں، اس کے علاوہ دوا کے انتخاب میں معاون ثابت ہوتی ہیں۔

اس کے بعد مریض کے ذاتی ریکارڈ کی طرف پیشرفت کرتے ہیں کیوں نہ ہم مریض کی گذشتہ صحت اور علالت کی نوعیت کے بارے میں سوالات سے آغاز کریں۔ خاص طور پر اس بات کو نوٹ کریں کہ آیا مریض گذشتہ بیماری سے صحت یاب ہو گیا تھا یا وہ گزشتہ بیماری سے تاحال صحت یاب نہیں ہوا۔

اب مریض سے کہیں کہ وہ آپ کو خود بتائے کہ وہ کس طرح بیمار ہوا تھا اور اب وہ کیسا محسوس کرتا ہے اس کو باتوں کے دوران ہرگز نہ ٹوکیں کیونکہ ایسا کرنے سے آپ اس کے تسلسل کو توڑیں گے جب آپ کیس ریکارڈ کریں تو علامات کے درمیان جگہ چھوڑ دیں تاکہ جب آپ دوبارہ مریض سے علامات کی تصدیق کریں تو اس کے دوران اگر کوئی اور نئی بات مریض سے سنیں تو اسے خالی جگہوں پر لکھ سکیں۔ اگر علامات اور اپنی حالت بیان کرتے ہوئے مریض کچھ کہنے سے بچکچائے تو آپ اس سے دریافت کریں۔ اس کے علاوہ اور یہ سلسلہ اسی طرح جاری رکھیں۔ حتیٰ کہ مریض اپنی ہسٹری بتاتے بتاتے تھک جائے۔

اس کے بعد آپ کیس پر غور کرنے کیلئے تیار ہو جائیں، مگر آپ کو چاہیئے کہ ذیل میں بیان کی گئی باتیں آپ ہرگز نہ پوچھیں۔

جبراً۔ ہمیشہ راہنمائی کرنے والے سوالات سے احتراز کریں۔ مثلاً ایسے سوالات ہرگز نہ کریں جن سے مریض ایسے جوابات دینے کی کوشش کرے جن کا جواب آپ کے سوال کے اندر موجود ہو یعنی مریض اندازہ لگائے کہ آپ اس قسم کے جواب کی توقع کرتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

نمبر ۱۔ کبھی بڑے سخت سوال نہ پوچھیں (AVOID ASK DIRECT QUESTIONS)
یعنی ایسے سوالات جن کا جواب ہاں یا نہیں ہو۔

نمبر ۲۔ کبھی متبادل سوال نہ پوچھیں AVOID ASK ALTERNATE QUESTIONS

نمبر ۳۔ ۔ دوا کی سمت رہنمائی کرنے والے سوالات نہ کریں۔ بعض اوقات مریض سے بیان سے۔ معالج کے ذہن میں یہ بات آجاتی ہے کہ اس مریض کو فلاں دوا دینا ہوگی ایسا خیال ذہن میں ہو تو معالج کو اس سمت میں سوالات کا رخ ہرگز نہیں موڑنا چاہیئے بلکہ مریض کو اس کے سوالات کا رخ بیماری کی سمت میں موڑنے پر عبور نہ کریں۔

نمبر ۵:۔ جب آپ کسی ایک علامت کے بارے میں متوجہ ہوں تو اپنے آپ کو پوری طرح اس علامت کی طرف ہی رکھیئے، وہیں کہ ایک علامت کو چھوڑ کر تیسری کی طرف رجوع کریں کیونکہ ایسا کرنے سے ذہن پریشان ہو جاتا ہے، اُلجھ کے رہ جاتا ہے اور معالج کا خیالات کا تسلسل بھی بکھر جاتا ہے۔

اب آپ علامات کو اسطرح سمیٹیں کہ ان کی مکمل تصویر ریکارڈ میں آجائے۔ آپ دیکھیں گے کہ کئی علامات تو مکمل اور جامع ہوں گی، جبکہ بعض بہت نامکمل ہوں گی۔ ہمیں یہ علامات ہر ممکنہ طریقے سے مکمل کرنا ہوں گی اور اس مقصد کے لئے سوالات کا بنایت احتیاط سے پوچھا جانا ضروری ہے ہر علامت کو اسطرح مکمل کیا جائے کہ وہ علامت کس وقت اور کس جگہ پر نمودار ہوتی ہے۔ درد کس طرح کا ہوتا ہے اور مریض کے احساسات اس وقت کس طرح کے ہوتے ہیں۔ اس علامت کی کمی بیشی اور مریض کے خیال کے مطابق اس تکلیف کی وجہ معلوم کرنا بہت ضروری ہوتا ہے۔ کمی بیشی سے مراد یہ ہوگی کہ تکلیف میں اضافہ اور کمی کے بارے میں پوری پوری معلومات حاصل کی جائیں اور مریض کے جذباتی ردعمل کے بارے میں بھی سوالات پوچھنا ضروری ہیں۔

اگر ہم اس طریقے سے علامات کا ریکارڈ تیار کریں گے۔ تو ہمیں مریض کے پورے جسم کی علامات حاصل ہوں گی اور علامات کی مکمل تصویر ہمارے سامنے ہوں گی۔ یعنی ہمیں کوئی چیز مکمل معلومات حاصل کئے بغیر نہیں چھوڑنی چاہیئے۔ اس سلسلے میں ہو جائے کہ مریض کے خاندان والوں سے بھی

Scanned by CamScanner

کی تشخیص کرسکیں لیکن اس سلسلے میں ۔ [illegible] سے [illegible] قابل اعتماد اور مکمل ہونا ضروری ہے۔

[illegible] ہے کہ ہدایت احتیاط سے مارکے گئے رکارڈ اور ہدایت محت طلب سوالات سے [illegible] ہم اس قابل ہوسکیں کہ مریض کی مکمل تصویر حاصل کرسکیں اور صرف ایسا مکمل ہی حاصل کرنے میں کامیاب ہوسکیں، اس قسم کے حالات سوائے حاذق اطباء کے کیسے پتہ چل سکتے ہیں۔ ہم اس کے اگلے باب میں بیان کریں گے۔

حاد مرض کی صورت میں شدید علامات کا رکارڈ نہایت احتیاط سے کرنا چاہیئے تاکہ مرض کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کی جائیں۔ اسی طرح مزمن مرض کی صورت میں تمام گزشتہ علامات کا سراغ لگائیں اس سلسلے میں زیادہ سے زیادہ پرانی علامات کا کھوج لگائیں اور ان علامات کی مکمل تصویر حاصل کرکے اُن کو بنیاد بنا کر دوا منتخب کریں۔ لیکن اگر آپ ایک حاد مرض کا علاج کر رہے ہوں تو اپنے دائمات ہدایت کو صرف حاد علامات تک ہی محدود رکھیئے اور اس دوران مزمن علامات کا کھوج لگانے کی کوشش کریں، کیونکہ حاد مرض کا اظہار نہایت صاف اور واضح ہوتا ہے۔ اور اگر ہم ان علامات میں مزمن علامات کو بھی شامل کرلیں گے جو گزشتہ مختلف اوقات میں نمودار ہوتی رہی ہیں تو اس سے کیس کی تصویر واضح نہیں رہے گی۔

ہمیں یہ بات کبھی فراموش نہیں کرنی چاہیئے کہ ہمیں کلی علامات کی مکمل تصویر حاصل کرنا ہوتا ہے نہ کہ کسی ایک علامت کی حاد مرض کے پھوٹ پڑنے کی صورت میں مزمن تصویر مکمل طور پر پیچھے چھپ جاتی ہے ایسے وہ تصویر جو مکمل اور واضح نظر آرہی ہو (حاد مرض) اسی کا علاج کرنا ضروری ہوتا ہے اور اس دوران مزمن تصویر حاصل کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ حاد مرض کے خاتمے پر ہمیں مزمن کیس دوبارہ ہمیں اور ان علامات سے نپٹنے کا موقع اس وقت ہوتا ہے، حاصل مزمن علامات کا اس طرح واضح اور نمایاں ہو جانا حاد مرض کے خاتمے پر ہی ہو سکتا ہے۔ لہٰذا حاد مرض سے اچھی طرح نپٹ لینے کے بعد اور اس مرض کے ختم ہو جانے کے بعد ہی ہم اس قابل ہوتے ہیں کہ مزمن مرض کی مکمل تصویر دیکھ سکیں۔ حاد مرض کے خاتمے پر مزمن مرض کا ظاہر ہونا حاد مرض کے اثرات ہرگز نہیں ہوا کرتے جیسا کہ ہومیوپیتھی دینے والے

Scanned by CamScanner

بلکہ حقیقتاً یہ اظہار تو اس پرانے مرض کا ہوتا ہے جو عرصہ سے جسم کے اندر چھپا ہوا ہوتا ہے

تمام علامات " TOTALITY " پر غور کرتے وقت یہ ضروری ہیں کہ ہر علامت کے بارے میں مکمل معلوماتی تفصیل حاصل کی جائے مگر علامت کے علاوہ بعد، علامات کی نوعیت اور علامت کی کمی بیشی کے بارے میں معلومات اشد ضروری ہیں۔ کیونکہ کمی بیشی سے متعلقہ علامات نہایت اہم ہیں اس کے بعد اہم علامات کا تعلق مریض کے احساسات (SENSATIONS) سے ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ سب سے اہم معلومات جنرل علامات ہی ہوا کرتی ہیں کیونکہ ان کا تعلق مریض کے پورے جسم سے ہوتا ہے۔ اس کے بعد تکلیف میں زیادتی (AGGRAVATION) اور تکلیف میں کمی (AMELIORATION) سے متعلقہ علامات ہوتی ہیں۔ ذہنی علامات بے حد اہم ہیں کیونکہ دراصل یہی علامات اصلی انسان کا اظہار کرتی ہیں اور ان علامات کو بھی جنرل علامات میں شامل کیا جا سکتا ہے۔

مریض کا ہر زاویے سے مکمل معائنہ کرنا ضروری ہے، نہ کہ صرف اس نقطۂ نگاہ سے جس سے صرف تشخیص اور حفظانِ صحت کو ملحوظ خاطر ہوں۔ شفاء کے نقطۂ نگاہ سے ہمیں وہ تمام ممکن ذرائع استعمال کرنے چاہئیں جو دوا کے انتخاب میں مددگار ثابت ہوں۔ خاصی (SUBJECTIVE) اور معمولی (OBJECTIVE) علامات کا جاننا اور ان کا ریکارڈ رکھنا ضروری ہے۔ معالج کیلئے علامات کی مناسب تصویر پیش کرنے کیلئے اس کی عادت اور اس کا مجموعہ ہی سے کام آتا ہے۔ مکمل مریضوں کا مشاہدہ جلدی جلدی ہرگز نہیں کرنا چاہیئے۔ ہمیں ایک اچھے سننے والے (GOOD LISTNER) کا کردار ادا کرنا چاہیئے۔ ہوشیاری سے مریض کو ہر طرح باتوں میں لگائیں کہ وہ علامات کے بارے میں باتیں کرتا رہے اور ادھر ادھر کی فضول باتیں نہ کرے۔ پھر انتہائی [illegible] مجتمع کریں اور اپنی قوتِ مشاہدہ کو بھی طرح عمل میں لائیں تاکہ مریض کی بتائی گئی ہر چھوٹی بڑی تفصیل سے آپ مریض کی عادات اور علامات کی مکمل تصویر بنا سکیں۔ کہا جاتا ہے کہ ہومیوپیتھ کے دکھ کا شعبہ طب سے تعلق ہونا چاہیئے، یہ بات نہایت ضروری ہے۔ اس سلسلے میں ہومیوپیتھک معالج بہترین ماہر ثابت

Scanned by CamScanner

[illegible]

[illegible] ہے علاج
[illegible] ہے [illegible]
[illegible] ہے [illegible]
[illegible] ہے [illegible]

میں کمی بیشی آرام کی حالت یا حرکت سے تبدیلی پہلے سے بیماری میں [illegible]
درد دور کرنے سے علاوہ اور کھڑے ہونے یا لیٹنے اور [illegible] سے
سے علامات پر کیا اثر پڑتا ہے آیا کھانے سے تکلیف میں کمی ہوتی ہے یا بیماری کس کس علامت
سے تکلیف رکھتی ہے جسم پر ویکسین یا ایرم کے داخلے سے کیا اثر پڑتا ہے سانس سے کیا اثر پڑتا
ہے، عرض بلد کی تبدیلی کے کیا اثرات ہوتے ہیں ساحلی اور پہاڑی مقامات سے کیا اثر پڑتا ہے،
دن اور رات کے دوران کتنے گھنٹوں کی مفارقت پڑتی ہے رحم حامل ہونے کی رفتار کیا ہے آیا بعض سے
جسم میں خون ہوتا ہے یا نہیں۔ دوسرے لوگوں کی موجودگی مریض پر کیا اثرات مرتب کرتی ہے۔ آیا وہ
تنہائی پسند ہے یا پھر دوسروں کی کمپنی میں رہنا پسند کرتا ہے یا پھر تنہائی یا دوسروں کی کمپنی سے تکلیف میں
اضافہ کرتا ہے

مریض کے جسم کے درجہ حرارت کی کیا حالت ہے؟

آیا اس کا جسم عام یا خاص حالات یا بدلتے ہوئے ماحول سے گرم یا سرد ہو جاتا ہے یا پھر اس کے
جسم کے درجہ حرارت میں تبدیلی آتی رہتی ہے۔ یہ تبدیلی پورے جسم یا جسم کے مخصوص حصوں تک محدود
ہوتی ہے۔ اس کی جلد خشک رہتی ہے یا نمدار اگر اسے پسینہ آتا ہے تو کن حالات میں؟ پسینہ زیادہ آتا ہے
یا کم۔ پسینہ پورے جسم پر آتا ہے یا پھر چند ایک حصوں پر۔ کیا پسینہ سے ناگوار بو آتی ہے پسینہ سے تازگی
آتی ہے؟ پسینہ چپکنا۔ گرم یا ٹھنڈا ہے؟ آیا پسینہ آنے سے پہلے یا پسینہ آنے کے بعد وہ بہتر محسوس
کرتا ہے یا بدتر پسینہ سردی لگنے یا گرمی لگنے وقت کہاں تک رکھتا ہے۔ آیا سردی (یا گرمی) جسم کے
مخصوص حصوں تک محدود ہوتی ہے یا پھر پورا جسم اس سے متاثر ہوتا ہے۔ آیا کپکپی پورے جسم میں
محسوس ہوتی ہے یا صرف چند ایک حصے کانپتے ہیں؟ اور کیا یہ کپکپی سردی کے ساتھ محسوس ہوتی ہے؟
پیاس محسوس ہوتی ہے؟ پیاس کا سردی۔ گرمی یا کپکپی کے ادوار سے کیا تعلق ہے؟

مریض کن باتوں یا چیزوں سے نفرت کرتا ہے اور کن چیزوں کی خواہش رکھتا ہے؟

اس کی نیند اور اس کے خوابوں کی کیا حالت ہے سوتے وقت جسم کی کیا پوزیشن ہوتی ہے مریض بستر سے

کس طرح بیدار ہوتا ہے اور جاگنے پر کیا محسوس کرتا ہے۔ بعض دفعہ عورت، اناٹی ضمنی
انارمیلیٹیز ANOMALITIES، کو ضرور نوٹ کرنا چاہیئے اس کے علاوہ علامات نوٹ
کی جائیں جو مخصوص ہوں عجیب و غریب ہوں اور ناقابل توضیح ہوں۔

میں نے کیس ٹیکنگ کے بارے میں جتنی ضروری باتیں بتائی ہیں ان میں ایک آخری مگر اہم
بات ذہنی علامات کا مجموعہ تیار کرنا ہے۔ دراصل یہ وہ علامات ہیں جن کا مشاہدہ مریض سے
روبرو سے کیا جاتا ہے۔ ان علامات کو آخر میں زیر غور لانے کا مقصد یہ ہے کہ کیس ٹیکنگ کے
مکمل دور سے گزرنے میں آپ مریض کو اپنے اعتماد میں لا چکے ہوں گے اور مریض اس اعتماد کے زیر اثر
مکمل طور پر اپنے اعتماد کا اظہار کریگا۔ آپ یہ معلوم کرنے کی کوشش کریں کہ ذہنی علامات تصورات
کی پیداوار ہیں یا پھر کسی مخصوص نظریئے کی۔ مریض کے ڈر اور خوف کو نظر انداز نہ کریں خصوصاً ایسے ڈر
اور خوف جو مستقل ہوں۔ مریض کن باتوں سے خفا ہوتا ہے اور کونسی باتیں اس کے رویے کو تبدیل
کرتی ہیں۔ اگر آپ مریض کے جذبۂ حسد اور ذہنی غیر حاضری کو تلاش کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو
پھر ان باتوں پر بہت غور و خوض کریں۔ غم کے نتیجے میں پیدا ہونے والی افسردگی اور بیماریاں، خوشامد
اچانک خوشی یہ سب باتیں بہت اہم ہیں۔ کیا مریض زندگی سے متعلقہ چیزوں اور معمولی باتوں کی
زیادہ پرواہ کرتا ہے مثلاً حد سے بڑھی ہوئی صفائی یا اس کے برعکس اگر آپ ہوشیاری سے کام لیں تو
آپ کا مریض نہایت اہم باتوں کو آپ پر آشکار کریگا مگر شرط یہ ہے کہ آپ نہایت ہوشیاری سے اپنے
اعتماد میں لائیں۔

میں آپ کو ڈکسٹر پیٹرشمٹ کے حیرت انگیز سوال نامہ کو پڑھنے کی ہدایت کروں گا۔ یہ سوال نامہ آپ
کو مطلوبہ معلومات کے حصول میں بہت مدد دیگا۔ اگر آپ اس کا مطالعہ دھیان سے کریں گے تو یہ آپ
کے لئے نہایت قیمتی گائیڈ ثابت ہوگا اور جب مریض آپ کو اپنی تمام حالت بتا چکے گا تو یہ آپ کی مریض
سے سوالات کرنے میں راہنمائی کرے گا۔

میں اس ہدایت کو دوبارہ دہرا رہا ہوں کہ مریض کو اس وقت مت ٹوکیئے جب وہ آپ کو اپنی

حالت سے آگاہ کر رہا ہو سوائے اس وقت جب مریض موضوع سے ہٹ رہا ہو۔ معالج کے سوالات کرنے کا مریض کے بیان کے بعد شروع ہوتا ہے اور اسی دوران معالج کو مریض کی مکمل تصویر حاصل ہوتی ہے۔

سوالات

سوال :۔ کیس ریکارڈ کرنے کے لوازمات کیا ہیں ؟

جواب :۔ جنرل سسٹم وکی بیشی واحساسات اور CONCOMITANTS۔

سوال :۔ ہر کیس کا تحریری ریکارڈ رکھنا کیوں ضروری ہے ؟

جواب :۔ (۱)۔ تاکہ ہم کیس کو مکمل شکل میں دیکھ سکیں اور مطالعہ کر سکیں۔

(۲)۔ آئندہ علاج کے لئے کیس کا حوالہ ضروری ہے تاکہ ہم شفاء کے عمل میں ترقی کو دیکھ سکیں۔

سوال :۔ ایک حاد مرض کی صورت میں ہمیں کرانک مرض کی علامت کو کیوں اہمیت نہیں دینی چاہیئے۔

جواب :۔ ہمیں کیس کو مکمل توجہ دینا چاہیئے اور جب مرض حاد ہوگا تو کرانک مرض کی علامات عموماً پس منظر میں چلی جاتی ہیں، اسلئے ہمیں دوا کا انتخاب اُن علامات کے مطابق کرنا ہوتا ہے جو بحیثیت مجموعہ موجود ہوں۔

سوال :۔ کرانک علامات کب اور کس وقت صاف اور نمایاں طور پر نظر آتی ہیں ؟

جواب :۔ حاد حملے کے خاتمے پر جبکہ کرانک علامات نمایاں طور پر ظاہر ہوتی ہیں، اس دوران وہ جتنی دفعہ واضح ہوتی ہیں کسی اور وقت نہیں ہو سکتیں۔ لیکن ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ حاد حملے کے بعد پیدا ہونے والی حالتیں حاد حملے کا نتیجہ ہرگز نہیں ہوتیں بلکہ وہ دراصل یہ ہوتی ہے کہ قدرت حاد مرض کی وجہ سے مریض کو کم وبیش عرصہ تک بہت سی علامات سے صاف کر دیا ہوتا ہے اور پھر کرانک مرض کی صاف تصویر نظر آتی ہے۔

Scanned by CamScanner

باب ۹

کیس کا تجزیہ

ANALYSIS OF THE CASE —•

کیس کے تجزیئے کے لئے کئی لحاظ سے علامات کی اہمیت پیش نظر رکھی جاتی ہے۔ مریض کی شخصیت اور اس کی انفرادیت علامات کی تصویر میں سب سے نمایاں مقام رکھتی ہیں۔ اس مقصد کیلئے علم علامات کی مدد سے مریض کی مکمل شخصیت و انفرادیت کی جامع تصویر حاصل کی جاتی ہے اس تصویر کی مکمل تکمیل کے لئے، صرف مریض کی جسمانی خصوصیات بلکہ اس کی ذہنی اور جذباتی خصوصیات بھی شامل کی جاتی ہیں۔

جیسا کہ جنرل علامات کیس کے لئے بنہایت اہمیت کی حامل اور جنرل علامات کے لغیر — SIMILIMUM) تجویز نہیں ہو سکتی، ذہنی اور جذباتی علامات بھی بہت اہمیت کی حامل ہیں کیونکہ ان کا تعلق مریض کی حقیقی شخصیت کے عکس سے ہوتا ہے۔ فاعل علامات (SUBJECTIVE SYMPTOMS) کا تعلق مریض کی طبعی یا جسمانی خصوصیات سے ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں اُن تمام تکلیفوں سے ہوتا ہے جن کا انحصار مریض کی شخصیت سے ہو سکتا ہے۔ اسلئے یہ تمام علامات بھی اہم ہیں۔

مفعولی علامات (OBJECTIVE SYMPTOMS) کم از کم تغیر پذیر ہوتی ہیں۔ لیکن یہ اس لحاظ سے اہم ہوتی ہیں کہ یہ مریض کے اپنے ارادے سے تبدیل نہیں ہو سکتیں۔ اسلئے

احساس تک نہیں ہوتا کہ وہ اس علامات کا اظہار کر رہا ہے اس لئے یہ علامات کیس کے متعلق حقوق کی نہایت اچھی تصویر کشی کرتی ہے

ایک محتاط مشاہدہ کرنے والے شخص کے لئے مفعولی علامات ایک بچے کی زندگی میں ایک بالغ انسان کے مقابلے میں زیادہ اہمیت رکھتی ہیں - کیونکہ ان ہی علامات کی مدولت ہم بچے کی حالت اور اس کی خواہشات کا اظہار دیکھ سکتے ہیں - ایسے بہت سی علامات جو دیکھنے میں مفعولی نظر آتی ہیں لیکن انہیں فاعلی علامات تصور کیا جا سکتا ہے یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم علامات کو ان کی صحیح نوعیت کے لحاظ سے سمجھیں علامات کسی بچے کی صورت میں تو مفعولی علامات کے طور پر بھی ہو سکتی ہیں اگرچہ پروان کے دوران وہ فاعلی علامات کے طور پر ہی ظاہر کیوں نہ ہوئی ہوں -

کیس ٹیکنگ میں ہمیں بیماری کی نوعیت اور اس کی عام اقسام کو ضرور ذہن میں رکھنا چاہیئے - پُر اثر نظام پہنچانے کے لئے ہمیں صحیح طور پر بیماری کا علم ہونا چاہیئے - اگرچہ اتفاقیہ طور پر کبھی مریض صحتیاب ہو جاتا ہے لیکن صرف حادثاتی طور پر یعنی اتفاقاً ہی ہوتا ہے اسلئے ہمیں ہر فرد کے اندر بیماری کے مکمل اظہار کا علم ہونا چاہیئے اور ہمیں ہر فرد کی مکمل علامات کو کبھی بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے -

کیس ٹیکنگ کے علم کا تعلق ایک دوسری چیز سے بھی ہے یعنی ہمیں اس ذرائع کا علم ہونا چاہیئے اور ہمیں وہ طریقے اپنانے چاہئیں جو آرام و سکون پہنچانے کے قابل ہوں - اس علم کے بغیر علامات کے بارے میں کوئی دوسرا علم بیکار ہے -

زمانہ قدیم سے ہی تحقیق کرنے والوں نے بیماریوں کے بارے میں بہت سی معلومات حاصل کی تھیں اس علم میں شناختی علامات کے لحاظ سے ترمیمات ہوتی گئیں - اس طریقہ کار میں خامی یہ ہے کہ بیماریوں کو مختلف ناموں سے پکارا جانے لگا اور ان ناموں کے لحاظ سے علاج کیا جانے لگا جبکہ علاج دراصل علامات کا ہونا چاہیئے یعنی اس طریقے سے بجائے مریض کے علاج کرنے کے مرض کا علاج کیا جانے لگا چونکہ علامات کی کئی تصویر کے مطابق (Totality of the symptoms) ہی دوا تجویز کرنی چاہیئے - اسلئے ہمیں بہت سی معلومات درکار ہوتی ہیں تاکہ مریض کی انفرادیت کے مطابق اس کی تشخیص

کا مکمل اظہار کرتی ہوں

لہذا یہ تشخیصی علامات ایک ہومیوپیتھک معالج کے لیے دوا کے انتخاب میں کوئی اہمیت نہیں رکھتیں حقیقت تو یہ ہے کہ شناختی علامات سے دوسرے مماثل (SIMILIMUM) ہرگز منتخب نہیں ہو سکتی۔ دوا کے انتخاب کے لئے اگر ان شناختی علامات کو اہمیت دی جائے تو اسکا واحد عملی فائدہ یہ ہو سکتا ہے کہ اُن تمام ادویات کو زیر غور لسٹ سے خارج کر دیا جائے جو مرض کے اصل سبب سے تعلق نہیں رکھتیں بلکہ انسان کے جسم کے دوسرے حصہ سے اثر رکھتی ہیں۔

اگر ہم اپنے آپ کو تشخیص مرض کی طرف مائل کر لیں اور اس کو دوا کے منتخب کرنے میں استعمال کریں تو ممکن ہے کہ ہم الجھن میں پڑ جائیں اور اپنے مریض کی کوئی مدد نہ کر سکیں ہمارے سامنے نہایت خطرناک مرض کی شناخت کا معاملہ بھی ہو سکتا ہے مثلاً نمونیا کی خطرناک حالت گہرے پھوڑے اندرونی جریان خون یا پھیپھڑے کی بیماریاں تو ایسی صورت میں تشخیص مرض کی رُو سے منتخب شدہ دوا غالباً مکمل طور پر ناکام رہے گی مگر مریض کی علامات ایک قابل اعتماد راہنما کی حیثیت رکھتی ہیں اور مریض کی حالت جتنی نازک ہوگی یہ علامات اتنی ہی واضح ہوگی اور یہ دوا کے انتخاب میں راہنمائی کریں گی اگر ہم ان علامات سے راہنمائی حاصل کریں گے تو غالباً ہم مریض کو بچا لینے میں کامیاب ہو جائیں۔ خواہ علامات کی جامعیت کے پیش نظر منتخب کی گئی یہ دوا اس سے پہلے اسی قسم کی تشخیصی حالت کے لئے کبھی بھی منتخب نہ کی گئی ہو۔

مقامی علامات SYMPTOMS OF LOCATION

عموماً مخصوص قسم کی علامات ہوا کرتی ہیں اور ان پر خصوصی توجہ دی جانی چاہیئے کیونکہ ہر دوا فیصلہ کن طور پر بیمار کے خاص خاص حصوں پر اثر انداز ہوتی ہے۔ یہ اس قسم کے اختلاف اکثر مقامی علامات میں دیکھنے میں آتے ہیں۔ اور یہ توجہ طلب ہوتے ہیں مثلاً رسولیوں کا پیدا ہونا لیکن اس کا تعلق بھی اُن بیماریوں سے ہے جو جسم کے خاص حصوں میں نمودار ہوتی ہے مثلاً گنٹھیا باؤں کے انگوٹھوں میں نمودار ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود ان کی ابتدا ایک واضح نظام سے ہوتی ہے۔ ان تمام علامات کو اہم

خیال کرتے ہوئے اُن کے تمام اظہار کے باوجود برقرار رہتی ہے یہ علامات اور بھی اہمیت رکھتی ہیں اگر ان کا تعلق جسم کے دائیں یا بائیں حصے سے ہو۔ یہ علامات اگر پھیپھڑے سے تعلق رکھتی ہوں تو ان کی اہمیت اپنے جانے دقوع کی حیثیت سے اور بڑھ جاتی ہے مثلاً کیا وہ پھیپھڑے کی بیاد پھیپھڑے کے آخری حصے یا درمیانی حصہ سے تعلق رکھتی ہیں؟ اور پھر یہ بات بھی غور طلب ہے کہ تکلیف کس سائیڈ سے شروع ہوتی ہے اور کس سائیڈ کو منتقل ہوتی ہے، اور پھر کس مقام پر اپنے آپ کو محدود کر لیتی ہے، مثلاً گلے کی تکلیف کی صورت میں تکلیف بائیں طرف سے شروع ہو کر دائیں طرف کو جاتی ہے یا پھر دائیں طرف سے شروع ہو کر بائیں طرف کو۔ یا پھر مسلسل سمتیں تبدیل کرتی ہے ؟

یہ تمام چھوٹی چھوٹی باتیں ہومیوپیتھی کے لئے نہایت اہمیت کی حامل ہوتی ہیں۔ مگر ہومیوپیتھی طریقہ علاج میں ان کی کوئی اہمیت نہیں حتیٰ کہ زیادہ تر لوگ حیران ہو جاتے ہیں جب ہم اُن سے علامات کی (LOCALIZATION) کے بارے میں پوچھتے ہیں یہ تمام باتیں ہومیوپیتھی کے لئے ضروری ہیں اور دوا کے انتخاب میں بہت معاون بنتی ہیں۔ علامات کا جسم کے خاص حصہ یا حصوں تک محدود ہو جانا۔ بعض اوقات بیماری کے نتیجے میں پیدا ہونے والی حالتوں سے قبل نہایت واضح علامت کی شکل میں نمودار ہوا کرتا ہے اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ علامات اتفاقی طور پر نمودار ہوتی ہیں مثال کے طور پر گلے کے غدود کی بیماریاں میں جسے (TONSELLITES) کہا جاتا ہے یا پھر نمونیا کی حالت سے متعلق علامات کا مجموعہ ظاہر ہوتا ہے۔ اگر اسی وقت درست دوا استعمال کرادی جائے تو بیماری نمودار نہیں ہوتی۔ ان حالات میں علامات کی (LOCALISATION) ہومیوپیتھک معالج کے لئے نہایت اہم ثابت ہوتی ہے

ہومیوپیتھک معالج کا سب سے عظیم مقصد اسی یقینی دوا کا انتخاب ہے جو ہر افراد کی کیس پر مکمل اور پوری طرح جاوی ہو یا دوسرے لفظوں میں دوا [illegible] ہم اکثر (Treatment) کے بارے میں اتنا زیادہ سنتے رہتے ہیں کہ بعض اوقات ہم یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ یہ سب کیا ہے۔ ہومیوپیتھک معالج ایک ایسے آرٹسٹ سے مشابہ ہے جو ایک خوبصورت تصویر بنا رہا ہو۔ اس تصویر میں وہ تمام خصوصیات نمایاں کرتا ہے جو خصوصیات صاحب تصویر کے اندر [illegible]

ہوتی ہیں۔ علاوہ ازیں وہ تمام حصے بھی رہتا ہے جو ہر چہرے پر موجود ہوتے ہیں مثلاً آنکھیں، ناک ہونٹ
سر وغیرہ۔ اس لحاظ سے تو تمام افراد یکساں ہیں لیکن اس کے باوجود ہر فرد کی اپنی علحدگانہ خصوصیات
بھی ہوتی ہیں اور تصویر کی تکمیل کے لئے ضروری ہے کہ آرٹسٹ صاحب تصویر کی انفرادیت کو بھی مکمل طور پر
قائم رکھتے، لیکن آرٹسٹ کو چاہیئے کہ صاحب تصویر کی نادر خصوصیات کو نمایاں کرنے اور ان خصوصیات میں ہی
جانب سے کمی بیشی ہرگز نہ کرے۔ ایک ایسی تصویر جس میں صرف مخصوص چیزیں ہی بنائی گئی ہوں مثلاً صرف
ناک، آنکھیں وغیرہ اور باقی چیزیں نہ بنائی گئی ہوں تو وہ تصویر کس قدر عجیب لگے گی یعنی اگر وہ نقوش واضح نہ
کئے جائیں جو صاحب تصویر کو دوسروں سے منفرد بناتے ہیں۔ اس کے علاوہ اگر صرف مخصوص خصوصیات
ہی بنائی جائیں تو ایسی تصویر کے اندر بھی خاص رہے گی

(CONCOMITANT) مندرجہ بالا مثالوں کی مدد سے یہ واضح کیا گیا ہے کہ ہمیں
یعنی ساتھ ساتھ نمودار ہونے والی علامات کا علم حاصل کرنا چاہیئے اگر ہمیں ہومیوپیتھک طریقہ علاج سے
دوا منتخب کرنا ہے۔ تصویر نامے کیلئے ہمیں نادر، حیران کن اور مخصوص علامات کو اسطرح ظاہر کرنا ہے کہ
یہ الگ نظر نہ آئیں بلکہ دوسری علامات جو کہ تصویر کا بیس منظر بناتی ہیں کے ساتھ اس طرح ظاہر ہوں کہ ایسی
نادر اور مخصوص علامات کے اظہار سے اس مریض کی منفرد شخصیت ہمارے سامنے آجائے پھر اس کے مطابق
دوا منتخب کی جائے وہ علامات جو تمام بیماریوں میں یکساں طور پر نمودار ہوتی ہیں (COMMON SYMPTOMS)
اتنی اہم نہیں ہوتیں بلکہ نادر مخصوص اور غیر معمولی علامات اہمیت کی حامل ہوتی ہیں۔

ہمارے لئے یہ بات تقریباً ناممکن ہے کہ ہم ان تمام کیفیتوں کی مخصوص علامات کو نام دے سکیں لیکن
کچھ علامات حقیقتاً منفرد ہوتی ہیں وہ تمام علامات جو مختلف بیماریوں میں یکساں طور پر نمودار ہوتی ہیں
ان کو اپنی گنتی میں شمار نہ کریں جب تک وہ اپنا اظہار حیرت انگیز انداز میں نہ کریں یہی اصول ہر زیر غور کیس
پر صادق آتا ہے کہ وہ علامات اور تکلیفیں جو عموماً اس بیماری میں نمودار ہوتی ہیں۔ انہیں اس وقت تک
اپنی گنتی میں شامل نہ کیا جائے جب تک وہ خاص کسی خصوصیت کا اظہار نہ کریں۔ مثلاً بخار میں پیاس
کا نہ ہونا۔ سردی کے باوجود کپڑا اوڑھنا پسند نہ کرنا۔ اس کے علاوہ ذیل کی تمام علامات کو خاص علامات

Scanned by CamScanner

(الف) ۔ وہ علامات جو اصل بیماری کے ساتھ شاذ و نادر ہی ظاہر ہوتی ہیں، ایسی علامات ہوتی ہیں جو پرووِنگ کے دوران بھی شاذ ہی ظاہر ہوتی ہیں

(ب) ۔ ایسی علامات جو اصل اور ثرق بیماری کے علاوہ کسی اور تکلیف سے تعلق رکھتی ہوں

(ج) ۔ ایسی علامات جن کی خصوصیات کم و بیش دوا کی خصوصیات کم و بیش مشابہ ہوں لیکن انہیں اس پہلے اس موجودہ حالت کے لئے تقابلی اور سنجیدہ لحاظ سے بھی ہونا ضروری ہو۔

جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے ان کے ساتھ ساتھ نمودار ہونے والی علامات (CONCOMITANT SYMPTONS) میں ایسی علامات موجود ہونی چاہیئے جس میں دوا کی تمام خصوصیات نمایاں اور بعید کن انداز میں پائی جائیں ایسی علامات فوری طور پر نظر آئے گی، یہ علامات اس قدر اہمیت کی حامل ہوگی کہ یہ اپنے اظہار میں اصل بیماری سے بھی بڑھ کر ہوں گی اور اس کی بنیاد پر (SIMILIMUM) منتخب ہوگی یہی (SIMILIMUM) ہانیمن کے قول سے مشابہ ہوتی ہے اور یہ علامات نہایت پُراثر (STRIKING) اور حیران کن ہوتی ہیں ۔ یہ مخصوص اور غیر معمولی ہوتی ہیں اور جو تقریباً تنہا دوا کے انتخاب میں معاون ہوتی ہیں کیونکہ یہ تمام بیماریوں کی پوری تصویر میں اس علامت کو بہت ممتاز حاصل ہوتا ہے۔

ان ساتھ ساتھ نمودار ہونے والی علامتوں (CONCOMITANT) سے ایک مخصوص اندازہ لگایا گیا ہے کہ یہ علامات اکثر ایسی ادویات کو سامنے لاتی ہیں جن کے بارے میں اکثر اس سے پیشتر ایسے منفرد کیس کے لئے استعمال کرنے کے بارے میں نہیں سوچا گیا ہوتا۔ اصطلاح یہ ہمارے نظریات اور قانون بالمثل کے دائرہ کو وسیع کرتی ہیں۔

وہ علامات جن کو ہانیمن عجیب، نادر اور مخصوص خصوصیات علامات کا نام دیتے ہیں اور اُن کی اہمیت کے بارے بتاتے ہیں کہ کس طرح وہ دوا کے انتخاب میں معاون ثابت ہوتی ہیں اس سلسلے میں آرتھر کوئن ڈاکٹر کا یہ بیان جو وہ اپنے مشہور کریکٹر شرلاک ہومز کے منہ سے اکثر کہلواتے ہیں، یہ معزز شخص ایک مشہور کیس کے سلسلے میں ایک سائنسدان جارکس کا کردار ادا کرتے ہوئے بیان کرتا

استعمال رہتے ہیں

وہ تو عام لوگوں سے لگ تھلگ [illegible]

اور "وہ" جو علامتیں [illegible]

علامات کی ترتیب کو سمجھنے [illegible]

کہ ان باتوں کو [illegible] کہ وہ علامات جو ایک [illegible]

سمجھنے [illegible]

علامات کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے [illegible] ہوتا ہے۔ کچھ علامات [illegible]

ہیں اور یہ علامات بیماری کی علامات سے [illegible]

مثلاً سردی کا [illegible] یا بھینسے بلانا یا [illegible]

علامات ہی اس کی بیماری اور علامات کا سبب ہیں۔ یہ علامات بیماری کی تشخیص میں [illegible]

کرتی ہیں [illegible]

علامات میں یہ اتنی اہمیت نہیں رکھتیں جتنی [illegible] کے بارے میں علامات کی یہ گروہ علامات

کے اندر وہ تمام وجوہات شامل ہیں جن کا حوالہ [illegible] سے زیادہ [illegible]

اس قسم میں بیماریوں سے [illegible] کا خاصہ بھی شامل ہے۔ اس کے علاوہ [illegible]

حالات اور بہت زیادہ ادویات استعمال کرنے [illegible] کے نام سے [illegible]

حالات و تعلیقات بھی اس قسم سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان حالات کی پیدا کردہ علامات میں [illegible]

پیدا کردہ بیماری، گیس یا [illegible] کے سلسلے میں [illegible]

بعض اوقات ابتدائی علامات معالج کو [illegible] بنا دیتی ہیں کہ وہ [illegible] کی [illegible]

کو صاف اور نمایاں طور پر پہچان سکتا ہے، ایسی علامات کو [illegible]

اس کے ساتھ ہی چھوت والی بیماریوں کی [illegible] (SYMPTOMATOLOGY) [illegible]

سے پھیلنے والی بیماریوں سے بچنے کا معلومات ہے۔ معالج کا یہ فرض ہے کہ وہ [illegible]

والی چھوت دار بیماری کے ہونے پر کس کا بہت احتیاط اور غور سے معائنہ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے
(SYMPTOMATOLOGY) دوسری دوا سے زیادہ ہوتی ہے جو سکتا ہے بعد میں ہونے والی زیادتی
دوا سے تعلق مختلف علامات رکھتی ہو مریض سے علاوہ [illegible] سکتی ہے [illegible]
بورمت بدا کریں اور دوائی دوا کا [illegible] سے آمار میں [illegible]
استعمال کریں اس لحاظ سے دوائی [illegible] علامات کا علم [illegible]
معالج کے لئے بہت اہم ہے۔ مریض کے تقریباً سے سب سے تمیز علامات کی وحشی کی علامات کی
کیونکہ تکلیف میں زیادتی و تکلیف میں کمی قدرتی طور پر بیماری کی حالت میں رہنے والے مریض میں ان
خصوصیات کے اسے زیادہ اظہار ہیں۔ ہمیں اس بات کا دھیان رکھنا ہے کہ ہر علامت کے ساتھ
منسلک کی کوئی خصوصیت موجود ہوتی ہے اور اس کا تعلق وقت کے مختلف دھبوں سے ہوتا ہے۔ مثلاً دن کے
خاص موسم کے ساتھ بخار بڑھنے کے وقت کے ساتھ حرارت سے اثر سے کمی بیشی حرکت، سکون سے۔
جسم کے متاثرہ حصے پر ہی تکلیف میں کمی بیشی یا سارے جسم کی تکلیف میں جاگنے اور سونے کی حالتوں سے
کمی بیشی اور اسی قسم کی دوسری حالتوں اور حالات سے کمی بیشی حرکت کے دوران جسم کی مختلف حالتوں سے
خواہشات میں اضافہ یا کمی۔ کھانے پینے کی خواہش یا کھانے پینے سے نفرت خاص طور پر عام حالت
میں۔ مخصوص غذاؤں یا مشروبات سے تکلیف میں اضافہ۔ یہی وہ تمام تراکیب ہیں جو بے انتہا اہمیت
کی حامل ہیں۔

جیسا کہ ہمیں معلوم ہے کہ ہم کسی مریض کو ہر قسم کی مختلف علامات کے لئے شفایاب ہوتے دیکھتے لیکن
پھر بھی تکلیف میں زیادتی اور کمی کی حالتیں، علامات خود مختار علامات میں آجاتی ہیں اور یہ علامات جسم
کے مختلف حصوں سے متعلق ہوں تو پھر وہ سب مل کر بیمار کے پورے جسم کی مانیٹرنگ [illegible] میں اور مختلف
علامات کی شکل اختیار کر لیتی ہیں اگرچہ وہ اپنے اظہار کے لئے مختلف حصوں سے تعلق رکھتی ہیں۔
مثلاً اگر سر درد کو حرکت سے آرام محسوس ہو اسی طرح گھٹنے کے درد کو حرکت سے سکون ملتا ہو اور کمر کے
درد کو حرکت سے آرام محسوس ہو تو پھر حرکت سے کمی جنرل خصوصیت کی شکل اختیار کر لیتی ہے یہ علامات

جس کے مختلف حصوں سے تعلق رکھتی ہے

مصداد علامات ہمیں [illegible] اس صورت میں [illegible] حصہ [illegible] ہوا [illegible] ہوا [illegible] ہوا

سوالات

سوال:- کون سی علامات کیسز کے تجزیئے کے دوران سب سے اہم تصور کی جاتی ہیں اور ہم اُن کو کس طرح پرکھتے ہیں؟ یعنی جنرل، ذہنی، جذباتی - فاعلی اور مفعولی علامات اور CONCOMITANT SYMPTOMS.

سوال:- ہم مفعولی علامات کو کن حالات میں زیادہ اہمیت دیتے ہیں اور کیوں؟

سوال:- کوئی واقعہ بیان کریں جہاں ایک مفعولی علامت کو فاعلی علامت سمجھا جاتا ہے؟

سوال:- ایک خاص علامت کب، ایک عام (جنرل) علامت بن جاتی ہے؟

سوال:- ہمیں کیس ٹیکنگ میں تشخیص مرض کو کہاں تک اہمیت دینا چاہیئے؟

سوال:- مکمل کیس کی آؤٹ لائن دیجئے (یا مکمل کیس کا حاکہ بیان کریں)

سوال:- کب بہت سی علامات خاص اہمیت کی حامل ہو جاتی ہیں؟

سوال:- دوائی دوا سے کیا مراد ہے اور ہمیں یہ دوا کیسے منتخب کرنا چاہیئے؟

Scanned by CamScanner

باب ۱۰

قانونِ شفاء

THE LAW OF CURE

قدرتی قانون کی بنیاد قوانین پر ہوتی ہے اور یہ قوانین محدود نہیں ہوتے بلکہ عالمگیر ہوتے ہیں۔ اس بات کی وضاحت کے لئے گذشتہ نقل کے قانون کی مثال دی جا سکتی ہے۔ یہ قانون نہ صرف زمین سے متعلق ہے بلکہ اس کا اثر پوری کائنات کے اندر موجود ہے۔

یہ بھی اعلیٰ ذات اور باریک بینی در منطقی استدلال کی وجہ سے قانونِ شفاء سے متاثر ہوئے یعنی SIMILIA SIMILIBUS CURENTUR اور ہوں سے اس قانون کو فروغ کیا اور اسکی عالمگیر ہمیت کو دوسروں پر جاگر کرتے ہوئے نئے طریقہ علاج کا بنیادی قانون قرار دیا

اگر شفاء کا کوئی قانون موجود ہے تو اسی قانون کو مرض اور دوا کے درمیان کسی تعلق کو ظاہر کرنا چاہیئے اور یہ تعلق تجرباتی طور پر استعمال کرنے کے لئے اس تعلق کا اظہار ضروری ہے اور ہمیں اس قابل ہونا چاہیئے کہ ہم بیماری اور اس کی دوا کے درمیان تعلق معلوم کریں کہ بیماری کے مشاہدے سے دوا کا انتخاب ہو سکے ہم بیماری کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں کر سکتے جب تک علامات کا سہارا نہ لیا جائے علامات ہمارے مشاہدے اور احساسات کے ذریعہ اختیار میں آ سکتی ہیں لہذا ان کی مدد سے ہم مرض کی نوعیت

باب ۲۲

بیماریوں کی درجہ بندی

سائنسی میدان میں ترقی دراصل منظم ترقی کا ایک دور بن گئی ہے۔ سترھویں صدی کے آخر میں سویڈن کے سائنسدان لینیئس (LINNAEUS) دنیا کی نباتات کا مطالعہ کیا۔ اس وقت تک علم نباتات کی گروہ بندی نہیں ہوئی تھی۔ اس نے نہایت محنت اور جانفشانی سے علم نباتات کی گروہ بندی کی۔ اور گروہ بندی کے لئے ایسے اصول وضع کئے جن کی بنا پر آئندہ دریافت ہونے والے پودوں کو بھی اس گروہ بندی میں شامل کیا جا سکے۔ اس گروہ بندی نے (BOTANY) یعنی علم نباتات کو سائنسی بنیادوں پر استوار کر دیا۔

۱۸۱۷ء — ۱۸۱۸ء میں کوئیر نے عالم حیوانات کا مطالعہ کیا۔ اس وقت عالم حیوانات کو آپس میں ربط اور لغیر کسی گروہ بندی کے تھا۔ انتہائی محنت سے اس نے حیوانات کو چار بڑی سلطنتوں (KINGDOMS) یا گروہوں میں تقسیم کیا یعنی ورٹیبریٹ (ہڈی دار جانور)۔ مولسکس (MOLLUSCS) یعنی نرم جسم والے۔ آرٹیکولیٹس (Articulates) اور ریڈی ایٹس (Radiates) ان چار بڑی ضیلیز یعنی خاندانوں میں تمام جانوروں کو تقسیم کیا جا سکتا تھا۔

کوئیر (Cuvier) جدید سیرئل انیمل تھا۔ اور اس زمانے میں بیماریاں صرف چند ناموں سے پہچانی جاتی تھیں اور ان کی درجہ بندی یا گروہ بندی کا کوئی طریقہ کار نہ تھا۔ میڈیکل پریکٹس بہت بڑے غلط سے گزر رہی تھی اور ابھی تک برسوں کی فرسودہ توہم پرستی کا شکار تھی۔ ابھی تک یہ تصور قائم تھا کہ بیماریاں بدروحوں کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ بیماریوں کی حالت کے بارے میں کوئی جامع کام نہیں ہوا تھا جبکہ کی مدد سے بیماریوں کو سائنسی بنیادوں پر استوار کیا جا سکے۔ بیماریوں کی ابتداء اور ان کا آپس میں تعلق معلوم

[illegible] طریقہ علاج [illegible]

علامات میں مرض کی علامات کو اہمیت دیتے ہیں اور ان ہی علامات کے [illegible]

لیکن یہ بات ضرور کہ ہمیں کبھی کبھی [illegible]

ہیں بعض بیماری دوا ہوتے ہیں مثلاً کالی حالتیں یہ بات ہمیں [illegible]

میں ہیلاہم تدم بیماری پیدا کرنے سب کو دور کرتا ہے اور اس [illegible]

موت بھی ہو سکتی ہے دوا کا استعمال کمزوری کی حالت [illegible]

تکلیف پیدا کر رہے ہیں یا ہوا ماحول میں تبدیلی لانا پڑتی ہے اور ہر وہ چیز [illegible]

سے مریض کو ہر ان طریقے سے مکمل نجات کا جا سکے اور نجات اصل [illegible]

خود کو دوا حاصل ہو سکے ہانیمن نے اسی دوا دیسی اور مثال سے مرض سے اصل سبب کی [illegible]

کے لئے کی گئی کوشش اور سوچ کی قدر و قیمت نمائی اور پھر اسی مناسبت سے اس کا علاج [illegible]

ہانیمن کو اپنے مریضوں کے مشاہدہ اور بیماری کی [illegible] حالتوں کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ

باوجود ہومیو پیتھک طریقہ علاج استعمال کرنے کے غیر جنسی بیماریوں کا دوا [illegible]

ہانیمن ایسے امراض کا جو عادی نظر آتے تھے اپنی خیال میں کامیاب علاج کرتے لیکن کچھ مدت کے بعد

اسی بیماری کی علامات یا تو جوں کی توں دوبارہ لوٹ آتیں یا پھر ان علامات زیادہ شدت سے یا بھرپور شدت

اختیار کر کے دوبارہ لوٹ آتیں۔ اس کیفیت (Case) کا بغور مطالعہ کرنے سے ہانیمن پر

گیا کہ اس قسم کی حالتوں میں کوئی زبردست کے اندر زیادہ گہرے اثرات ڈالے ہوئے ہے اور یہ ان

علامات کے بار بار نمودار ہونے کا باعث بن رہا ہے۔ اور جو آہستہ آہستہ جسم کی صحت کو زیادہ نقصان

ہے اگرچہ ایسے کیسز (Cases) کی عادی تکلیف دہ ہر حد تک دوا کے استعمال سے مغلوب ہو

ہے۔ اس پر یہ بات پوری طرح واضح ہو گئی کہ وہ ان عادی کیفیتوں کے علامات میں اصل [illegible]

بلکہ اس کے ایک حصہ (عادی) کو مٹا رہے ہیں وہ دوا [illegible]

Scanned by CamScanner

اگرچہ مستقل علامات اصل بیماری کا پتہ عموماً دیتی ہیں تو بھی اس بیماری کو عضویاتی بیماری تو تب ہوگی جبکہ اس کی وجہ سے ہونے والی علامات کے پیچھے دی ہوئی ہوگی اور جس کی موجودگی علامات سے ظاہر ہونے کی شدت کے متناسب ہوتی ہے۔ مثلاً میں نے ہزاروں میں موجود ان حالتوں کا علاج کرتے کرتے جن سے عادی مریض پناہ طلب کرتے تھے اور جو دو تجربہ کرنے کے بعد میں ایک عدد کی معاون ثابت ہوتی تھیں۔ میں نے اب اس کوشش میں تھے کہ ایسی دوا منتخب کریں جو عارضہ کے ساتھ چھپے ہوئے پوشیدہ مرض کو بھی شعاب کر سکے۔ اس مسئلہ کام کی تکمیل کے لئے بہت سے کیسز کا مطالعہ درکار تھا اور بہت سی ادویات کو زیر استعمال لانے اور آزمانے کی ضرورت تھی اور پھر ایسی دوا کی ضرورت تھی جو عارضہ کے ساتھ اندر چھپے ہوئے کرانک مرض کو بھی شعاب کر سکے۔

اس سلسلے میں دو مختلف طریقوں پر تحقیق کرنے کی ضرورت تھی ایک قدرتی کرانک بیماری کے اور دوسری مصنوعی بیماری کے لئے جو کہ دوائی علامات میں قدرتی بیماری سے مشابہ ہوتی ہے۔

اپنے بیماروں کے مشاہدے میں میں نے تمام بیماروں کو چار بڑے گروہوں میں تقسیم کیا جن میں سے مکمل گروپ تو آسانی سے نظر آنے والی بیماریوں کا گروہ تھا۔ مائی کی تین قسموں کو ہانمن نے بیماریم کا نام دیا۔

کرانک امراض کا اظہار جن کو ہانمن نے بیماریم کا نام دیا تھا۔ دراصل یہ نام کسی بہتر لفظ کے نہ ملنے کی وجہ سے استعمال میں لایا گیا۔ دراصل جرمن زبان میں ہانمن کے لئے میں یہ نام اس جہاں سے ہٹ کر طرح سے بھی تھا جو ہانمن کے ذہن میں تھا۔ لیکن جدید شخصی ناموں کے ارتقاء اور انگریزی زبان میں [illegible] یہ نام مناسب معلوم [illegible] اسلئے اس مقصد کی تکمیل کے لئے اس لفظ کی جگہ کسی مناسب لفظ کا استعمال [illegible] بیماریم کی عام تعریف یہ ہے کہ کسی بگڑے ہوئے سے پیدا ہونے والے تاثرات یا جوہر میں کار فرما [illegible] انگریزی میں لفظ بیماریم (miasm) ہانمن کے مطلب کی پوری طرح صحیح ترجمانی نہیں کرتا۔ لہذا مختلف اور سوراک کے زیر اثر جن کو ہانمن نے بیدرم تک محدود رکھا اور سوراک کا نام دیا ہے اور اسکو مختلف سوراک کے شیئین کہنا زیادہ مناسب ہے۔ ان دونوں بیماریوں کے دائمی نشوونما [illegible]

جسے بیماری کہا جاتا ہے اگر وائرس کو جسمانی نظام سے باہر نکال کر پھینکا جائے۔ لفظ سائیکوسس اس لفظ سے ماخوذ ہے جس کا مطلب زندگی، انگریزی میں موجودہ ڈکشنری میں اس کی کئی تعریفیں ہیں اور ان میں سے ایک تعریف مندرجہ ذیل ہے۔

" ہانیمن کا دیا گیا نام جو سورک سے دائرہ کا جسم پر شاندار ہوتا ہے۔ لہذا لفظ سائیکوسس کی ایک متوقع تعریف ایسی بھی ہے جو ہانیمن کے خیال کے عین مطابق ہے اور جسے ہانیمن نے ایک متبادل نام لانگ ورسٹ ڈیزیز (LONG WAY DISEASE) کا نام دیا تھا۔

بہت سے کیسز میں ہانیمن بیماری کی حالتوں کا جذبات کے ساتھ تعلق اور رابطہ معلوم کیا اور اس طرح اس کے لئے ان بیماریوں کی قسم یا صنف معلوم کرنا آسان ہو گیا۔ پہلے ہانیمن نے ان بیماریوں کو ایک ہی گروپ میں رکھا لیکن بعد میں اس نے جنسی بیماریوں کو دو کلاسز میں تقسیم کیا سفلس اور سائیکوسس یا سورک

سورا۔ PSORA

بہت سی بیماریوں کی کلاسیفیکیشن کے ذریعے گروپ بندی نہ ہو سکی تھی۔ دس سال تک مریضوں کا مطالعہ کیا گیا اور ان سے پوچھ گچھ کی گئی۔ یہ کوششیں اس حد تک کی گئیں کہ بیماریوں کا سراغ لگانے کے لئے ان کی گذشتہ صدیوں پرانی ہسٹری کی تفتیش کی گئی۔ بے انتہا دشواریوں سے گزر کر ہانیمن ان بیماریوں کا سراغ لگانے میں کامیاب ہوئے اور یہ وہ بیماریاں تھیں جن کی گروپ بندی ابھی نہ ہوئی تھی۔ ہانیمن نے انہیں سورا PSORA کا نام دیا تھا۔ جدید سورا جسے ہانیمن نے نسیلڈ کی تیسری بیماری کا نام دیا تھا جدید میڈیکل ڈکشنری میں اس (PSORA) کی تعریف مندرجہ ذیل الفاظ میں کی گئی ہے۔

۱ کھجلی۔ SCABIES ۲ جلدی مرض PSORIASIS

۳ خارش کی بیماری۔ ITCH DYSCRASIA

ہانیمن اس مرض کو قدیم زمانے کے مریض کی ماں کے نام سے پکارتے تھے۔ خارش، کھجلی، جلدی مرض، کوڑھ وغیرہ تمام اسی بیماری سے متعلقہ بیماریاں ہیں۔

Scanned by CamScanner

لفظ PSORA اور LICHEN ڈکشنری میں PSORA کو دیا گیا ہے
لفظ PSORA جو کھجلی ITCH یا اس سے مشابہ جلدی مرض ہے لفظ "TENAC" (کھجلی پیدا کرنے والا کیڑا) یہ الفاظ یونانی اور لاطینی ہیں اور ان کا آغاز عبرانی ہے یہ عبرانی لفظ TSORAT عام یونانی اور لاطینی میں منتقل ہوتے ہوتے PSORA بن گیا۔

عبرانی لفظ TSORAT کا مطلب ہانیمن کے مفہوم کے قریب تر ہے TSORAT کا مطلب گرہ، ایک غلطی، ایک عفونت POLLUTION، ایک سٹگما STIGMA (داغ) ہوکر اکثر کوڑھی لوگوں کے لئے استعمال ہوتا ہے اس کے علاوہ خارش پیدا کرنے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے

ان حالتوں کو جو ہانیمن نے درجہ بندی کی ہے اور سورا کا نام دیا ہے۔ اس کے عبرانی مطلب بھی اہمیت کے حامل ہیں کیونکہ عبرانی زیادہ سے زیادہ ہانیمن کے خیال کے ہم معنی ہیں۔ آج کل، بڑھتے ہوئے علم کی بدولت ہمیں خدائی کی یا جسم کے اندر کسی اور عنصر کی کمی سے لاحق ہونے والی بیماریوں کا پتہ چلا ہے اور اس حقیقت کا انکشاف ہوا ہے کہ جسم کا خدا کو بھی طرح ہضم نہ کر سکنا یا پھر کچھ غذا کو جراثیم سے جب کرنے کے قابل نہ ہونا تمام سوزائی حالتوں کے لئے بہت زیادہ وجہ بنتا ہے اور ساتھ ہی جسمانی حالت میں عدم توازن پیدا کرتا ہے جس کے نتیجے میں جسم کا بہت حساس ہو جانا یا پھر جسم کے افعال میں گڑبڑ ہو جاتی ہے اور یہ گڑبڑ جسم کی شعوری حالت اور احساسات میں بھی ہوتی ہے جس کو محسوس ہو سکتی ہیں۔ کی سورا کے تحت آنے والی بیماریوں کی بہت تعداد ہے اسلئے اسے ام الامراض کہا جاتا ہے ہانیمن نے تسلیم کیا کہ ان کی اور مزاج کی طاقتوں کے درمیان ایک ایسا رشتہ موجود ہے جس کو بیکٹیریا کے ذریعے رسائی ممکن ہے مزاج کی یہ خرابی بیماریوں کی کئی طریقوں سے اپنا اظہار کرتی ہے مثلاً پرانے زمانے میں وہ پلیگ جو مصر میں پھیلی تھی (ایک کوڑھ کا مرض جس نے سب لڑکیوں میں نازل لوگوں کو کوڑھ میں مبتلا کر دیا تھا) اور خارش کا زہر جس نے کچھ عرصہ بعد یورپ کو ایک مصیبت میں ڈال لیا تھا۔

بہت سی مثالیں ایسی ہیں جن میں ہانیمن نے دیکھا کہ ان چھوت والے امراض کا ان لوگوں میں جن کی اندرونی تشکیل ہے جن میں خارش جیسی علامات بار بار ہوتی ہیں۔

ہانیمن نے تسلیم کیا کہ یہ بار بار ہونے والی علامات کا تعلق اس کے کہ کیا ہم ہے،

سے ہوا کیتے ہیں اور یہ حالت خود کو کبھی بھی تعایات میں نہیں ہوتی اگرچہ مرض کا شدید اظہار ختم ہو جاتا ہے اور ہو سکتا ہے مرض کافی دیر تک قائم نہ رہے لیکن وہ کرانک حالت جو اس حاد شدید مرض کا ماحت بنتی ہے اس وقت تک ختم نہیں ہو سکتی جب تک دوائے بالمثل سے اس کا علاج نہ کیا جائے

ماہرین کو معلوم ہوا کہ یہ مرض سب سے پہلے اپنا اظہار جلد پر کرتا ہے، یہ اظہار کسی بھرتی مرض یا جلدی امراض کی صورت میں ہو سکتا ہے کیونکہ اس مرض کا تعلق مقام جلد ہی ہے۔ لیکن جلد پر بار بار دھنے دے اس مرض کو کئی قسم کے بیرونی علاج معالجوں مثلاً لوشن، کریموں، معدنی غسلوں یا سرجیکل پریشن کے ذریعے دبا دیا جاتا ہے علاوہ ازیں ہر وہ طریقہ اپنایا جاتا ہے جس سے مرض کا بیرونی اظہار ختم ہو جاتا ہے اور اسے شفا سے موسوم کیا جاتا ہے۔ جلد ہی وہ مقام ہے جہاں یہ مرض اپنا بہترین اظہار کر سکتا ہے، اور کم سے کم خطرناک ثابت ہوتی ہے، لیکن دبا دینے سے یہ جسمانی حالت زیادہ تکلیف دہ علامات کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور جب اس کا اظہار جلد پر نہیں ہو سکتا تو پھر یہ جسم کے کسی بھی حصے کو متاثر کر سکتا ہے

ماہرین نے معلوم کیا کہ بہت سے کرانک مادے جن کو پیتھالوجی کی زبان میں مختلف نام دیئے گئے ہیں۔ ان کی اکثریت سوائے چند ایک کے سورا سے ہی ابتداء کرتی ہے۔ تمام جلدی امراض اور خارش، الرجیاں تمام کی تمام خارجی خارشیں مثلاً خسرہ کی سوجن، کرنیکٹو شوراکی [illegible] رسولیاں اور کینسر پیدا کرنے والی رسولیاں ہڈیوں میں گلٹیاں، جریان خون کا رجحان پیپ پڑنا اعضاء گلٹیاں انبضاطی گلٹیاں تمام حاد امراض، ان تمام امراض کا ماہرین نے ایک گروپ میں رکھا ہے اس نے سورا [illegible] کا نام دیا۔

جلد کی یہ خصوصیت ہے کہ ان خارشوں کی موجودگی میں جلد کے اندر کھبلی ہوتی ہے۔ صرف اہم ان امراض ہے بلکہ تمام سبجیکٹو سمپٹمز (SUBJECTIVE SYMPTOMS) [illegible] علامات جو مریض بتاتا ہے کہ اسے یہ محسوس ہوتا ہے [illegible] باہر سے تک جو ہمارے حواس کو متاثر کرتی ہیں اور جنہیں ہم نے حسیات کا نام دیا ہے [illegible] وہ جنسی ہارمونز کے گروپ سے تعلق رکھتی ہیں۔ یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ ان کا عمل بہت تیز [illegible] مرضوں پر بہت تباہ کن ہوتا ہے کیونکہ علامات اس مرض میں موجود ہوتی ہیں [illegible] سے [illegible] ہوتا ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

باطنی عمل کے ساتھ ہی اس بلا کو جسم سے دور کر لیں گے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ دوا نے باطنی طور تک
صحت ہی اس قسم کے معالجہ میں کام آئے گی کیونکہ یہ تو تک مرض مریض کے جسم کے ساتھ
اس قدر مربوط ہو جاتا ہے کہ مریض کے جسم کا خاتمہ ہو جانے تک حیات منتشر ہو جاتی ہے۔ دوا کی طاقت
مرض کی طاقت سے خواہ کتنی ہی شدید کیوں نہ ہو، یہ دوا اس وقت تک اثر نہیں کرے گی جب تک
یہ ڈائنمک شکل میں تبدیل نہ ہو کیونکہ ڈائنمک شکل میں ہی یہ سٹنگما پر اثر انداز ہو گی۔

باب ۲۳ بیماریوں کی گروپ بندی۔ سورا (جاری)

سورا میں کئی قسم کے چکر آنے کا احساس پایا جاتا ہے (VERTIGO OR VARIETY)

(۵) یہ چکر کئی قسم کے ہو سکتے ہیں اور ہر قسم کی حرکت اور عدم توازن کی وجہ ان چکروں میں زیادتی کا باعث بنتا ہے۔ ہائیمن سورا کے چکروں کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ان کی کئی قسمیں ہیں اور یہ چکر چلنے پھرنے، حرکت کرنے، اوپر دیکھنے، بیٹھنے یا لیٹنے کے بعد اٹھنے، صفراوی چکر آتے ہیں۔ ابتدائی خرابی سے آتے ہیں آنکھوں کے آگے دھبے نظر آئیں۔ خاموش لیٹ جانے کی خواہش بھی پائی جاتی ہے۔ لیٹ جانے سے کمی اور لیٹ جانے سے تکلیف میں کمی ہو جاتی ہے۔

تشنجی دوران سر، تیز اور سخت درد جو صبح کے وقت شروع ہوتے ہیں اور سورج کے اونچا ہونے کے ساتھ ساتھ شدت میں اضافہ ہوتا ہے اور ان میں سورج کے ڈھلنے کے ساتھ ساتھ کمی آتی ہے۔ یہ سر درد دھماکہ خیزی۔ کنپٹیوں یا سر کے اوپر والے حصے میں واقع ہوتے ہیں۔ ایسا سر درد جس کے ساتھ چہرے کی رنگت سرخ پڑ جائے۔ سر میں بھاری پن میں کمی آرام کرنے اور سونے سے گرم اشیاء کے استعمال سے بھی کمی ہو تو یہ حالتیں سورائی ہوں گی۔

صفراوی قسم کے مریض باقاعدہ وقفوں کے بعد ان میں گہرا آرام کرنے اور سونے سے کمی آجاتے تو سورائی علامات ہیں۔ سورائی حالتیں تقریباً تمام بیماریوں کے ساتھ منسلک ہوتی ہیں اور ان میں کمی جسمانی گرمی یا حرارت سے بخار میں مبتلا ہے جو تپ رہے کی خواہش کریں اور خاموش لیٹ پسند کریں سوائے ملک ہوتے ہیں۔

سورا اگر تنہا جسم پر اثر انداز ہو تو یہ کبھی بھی جسمانی ساخت میں تبدیلیاں نہیں لاتا اور سورائی مریضوں کے سر جسامت اور شکل میں نارمل ہوتا ہے۔ بال اور کھوپڑی کی جلد خشک ہوتی ہے اور اس میں ٹھنڈا پسینہ آتا ہے۔ [illegible] جگہ سے مردہ اور خشک ہو کر گر جاتے ہیں۔ ان کو سورا نا سمجھ لیا

بال

ہے یہ بہت خطرناک ہوتے ہیں باہر سرخ سفید دانے نکلتے ہیں اور خارش ہوتی ہے
ان کے ساتھ ساتھ کئی اور علامات بھی ظاہر ہوتی ہیں بخار میں سخت گرمی اور خشکی اور
درد سر بھی ہلکے پھلکے یا شدید ہوتے ہیں ان بھسیلوں کی شکل و ہیئت مختلف ہوتی ہے
ہوتی ہے۔ کبھی ایسے کہ بیک وقت ان میں صاف و شفاف پانی بھرا ہوتا ہے
نہیں نکلتے بلکہ یہ خشک چھلکوں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔

سورائی آنکھوں کی بھی بہت سی علامات ہوتی ہیں لیکن سورک کے مریض میں یہ علامات نہیں
آتیں اسلئے کہ یہ بیماریوں کے وقت میں پیدا ہونے والی خصوصیات ہیں آتیں ان تمام علامات کا تعلق
زہروں سے ہوتا ہے۔ سورائی آنکھوں کی روشنی اور دھوپ برداشت نہیں کر سکتی آنکھ ایک عجیب
سی کیفیت سے دوچار ہوتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ سوجن اور پانی بھی ہوتا ہے
ہے۔ آنکھوں کے گرد حلقے دکھائی دیتے ہیں اور یہ سب علامات کی خاص خاص علامات ہیں۔

آنکھوں کے اوپر والے ہونٹ کا پپوٹا کبھی سورک نہیں ہے۔ سرخ ہونٹ سورائی اور سفلیٹک علامات
حالتوں کے ملاپ سے ہوتے ہیں اور اس قسم کا مریض تپدق کی طرف مائل ہوتا ہے۔

کانوں کی علامات۔ آنکھوں کی علامت کی طرح اصلی اور اصطباغی ہوتی ہیں کان بظاہر بیمار دکھائی
دیتے ہیں، کان چھوٹے یا بڑے سائز کے ہوتے ہیں درد بھی میں شدت نہیں ہوتی کان کے اندر
یا اردگرد سوجن نہیں ہوتی جس طرح دوسری بیماریوں میں ہوتی ہے۔ کان کی اندرونی جلد
ہے سورائی کان کے اندر شادو ملدی ابھار ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں اصطباغی تبدیلیاں شدید ہونے کے
باعث سورک لوگ تیز قوت سماعت رکھتے ہیں۔

سورک چہرے دیئے گئے مخروطے سے مشابہ ہوتے ہیں لیکن سرخ اور چہرے پر سفلیٹک مریضوں کا طرح
پھیلا نہیں ہوتا اسطرح چہرہ تپدق کی علامت بھی ہے لیکن یہ حالت بھی سورائی اور سفلیٹک
حالتوں کے ملاپ سے پیدا ہوتی ہے۔ بہت اکثر سرخ دھبے چہرہ پر ہوتے ہوئے اور خشک سرخ
کی حالت میں چہرہ سرخ چمکیلا اور گرم ہوتا ہے اور خشک کیل اور مکھی پیدا کرنے والے مادے
ہیں جلد خشک اور میل چہرہ کی طرف خون کا دوران ہاتھ یا پاؤں جلتے ہوئے اور گرمی کی بیشی

محسوس ہوتی ہیں۔

ناک کو سونگھنے کے لئے بہت حساس ہوتا ہے غیر معمولی سوراخی فرد بوسیدہ سے پیدا کرتی ہے۔ دماغ سر کو شعوذوں میں سو نہیں سکتا۔ خوشبو میں اس کی طبیعت کو خوب کر دیتی ہیں، بیہوش بھی کر سکتی ہیں۔ ناک کی سیپٹم (Septum) اندرونی دیوار نتھنوں کے درمیان، پردہ کرتے دے چھوٹے لیکن کوئی زہریلا چھوٹا نہیں ہوتا۔

ایوسس (Polyps) جلدی تپ دق کی وجہ سے ناک کی جلد کا متاثر ہوتا ہے ایک مرکب سنگلا کے نتیجے میں ہوتے ہیں۔

منہ کے ارد گرد میلا پن محسوس ہونا بھی سوزک حالتوں میں سے ہے۔ ہونٹوں کا سوج جانا اور ہونٹوں پر داڑھیں پڑنے کی بجائے ہونٹوں کا سوج جانا اور ہونٹوں کے ارد گرد جلن، منہ کی جھلی کی سوزش۔ سوزک مریض کے منہ کے اندر کئی بُرے ذائقے موجود ہوتے ہیں۔ یہ بگڑے ہوئے ذائقے منہ کو میٹھا کڑوا یا کھٹا بنا سکتے ہیں۔ معدہ سے خدا کا ذائقہ منہ میں محسوس ہونا۔ یہ مریض ذائقہ کے لئے بہت حساس ہوتے اگرچہ تمام میانم کئی بگڑے ہوئے ذائقوں کا سبب بنتی ہیں لیکن سوزاک صدیانم ہے جس میں چیزوں کے جلے ہونے کا مزہ آتا ہے۔

سوزاک کا مریض ہمیشہ بھوکا رہتا ہے اور سوزاکی حالت والے افراد بہت کی چیزیں کھانے کی خواہش رکھتے ہیں۔ وہ اس وقت بھی بھوک محسوس کرتے ہیں جب پیٹ بھرا ہوا ہو اور کھانے کے دوران بھی وہ کبھی سیر نہیں ہوتے ان کو کھٹی، میٹھی اور تیز چیزوں کی خواہش رہتی ہے۔ وہ صفرا کے مریض ہوتے ہیں لیکن وہ کمزور اور نحیف ہوتے ہیں، وہ اکثر چیزوں کی خواہش کرتے ہیں لیکن جب ان کی خواہش پوری کی جائے تو پھر وہ ان چیزوں کی خواہش مسترد کر دیتے ہیں۔ حاملہ عورتیں خاص خاص چیزوں کی خواہش کرتی ہیں لیکن حمل کے بعد اُن چیزوں کو ناپسند کرتی ہیں۔ حمل کے دوران جن کی وہ خواہش کرتی تھیں صفراوی حملوں سے پہلے وہ میٹھی چیزوں کی خواہش کرتے ہیں لیکن صفراوی حملہ میٹھی چیزوں کے استعمال سے نہیں ہوتا بلکہ میٹھی چیزوں کی خواہش اس حملے سے پہلے ایک میشوکی حیثیت رکھتی ہے۔ دوپہر کے درمیانی وقفے میں معدہ کے اندر گرمی اور خارش کا احساس رات کے وقت بھوک لگنا

Scanned by CamScanner

Scanned by CamScanner

Scanned by CamScanner

خالی پن یا بھاری پن کا احساس ہوتا ہے، ایسا احساس بھی ہوتا ہے گویا دل کے اوپر پٹی یا بینڈیج بندھا ہوا ہے یہ میاہم یا معدہ اپنے اثرات کا معدے اور جگر کی تکلیفوں کے ساتھ اظہار کرتی ہے اور ساتھ ہی دل کی حرکات تھوڑے کی مانند شدید ہو جاتی ہیں۔ دل کی علامات کے ساتھ ہمیشہ بے چینی اور خوف نمایاں ہوتا ہے۔ سورا کا مریض ہمیشہ ڈرتا ہے کہ اس کی موت دل کی تکلیف سے ہوگی، لیکن دل کا اسٹرچ کا مریض کم ڈرتا ہے اور دیر تک زندہ رہتا ہے اور معالج کی آمد کا ذریعہ بنتا ہے کیونکہ وہ بہت سے ناخوشگوار احساسات کا شکار ہوتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اسے بہت توجہ کی ضرورت ہے اور ہمیشہ اپنا دھیان کسی ایک اندام یا عضو کے بگاڑ کی طرف رکھتا ہے۔ اس کی بے چینی اور تکلیف اسے مسلسل معالج کی ضرورت کا احساس دلاتی ہے اگرچہ اسے حقیقت میں بھی کئی تکلیفیں ہوتی ہیں شدید کاشنڈ الاعصبی درد دل کے بائیں محسوس ہوتا ہے یہ مریض سمجھتے ہیں کہ وہ مرنے لگے ہیں اور خاموشی سے لیٹ جاتے ہیں مگر فطرے کی کوئی بات نہیں ہوتی، کیونکہ وہ سورا کے بعض ملیں، بلکہ سفلس اور سائیکوسس کے مریض جو دل کی تکلیف میں مبتلا ہوں اس طرح مرتے ہیں اور اچانک بغیر کسی وارننگ کے مر جاتے ہیں۔ سورا کے دل کی حالتیں جذبات کی شدت غم خوشی اور خوف سے بہت متاثر ہوتے ہیں تکالیف کھانے پینے سے بڑھتی ہیں۔ دل دھڑکتا ہے اور ڈکاروں سے بہت کمی حاصل ہوتی ہے۔ بعض وقات دل کی تیز دھڑکن سارے جسم کو ہلا ڈالتی ہے۔ سورا کا مریض اپنے دل کے بارے میں ہمیشہ فکر مند رہتا ہے اور ہر وقت اپنی نبض محسوس کرتا رہتا ہے۔

سورا، اسٹیفے اور جلنڈر سائیکوسس کے مقابلے میں کہیں زیادہ بدا کرتا ہے۔ سائیکوسس کا مریض جلد ہی مبتلا ہونے سے پہلے بہت مرجھا جاتا ہے اور مغلوب ہو جاتا ہے لیکن جب سورا اور سائیکوسس آپس میں مل جاتے ہیں تو ڈراپسی یعنی جلندر کی شدید صورت پیدا ہو جاتی ہے۔

پیٹ کھانا کھا لینے کے بعد ہمیشہ افسوس ہوتا ہے پیٹ تنا ہوا محسوس ہوتا ہے جس کے وقت تکلیف تناؤ میں زیادتی، عضلات ڈھیلے اور پلپلے اور پیٹ کی تمام تکلیفوں میں کمی ہوتی ہے۔

سورا کے اسہال اکثر زیادہ کھانے سے پیدا ہوتے ہیں کیونکہ مریض ہر وقت بھوکا محسوس کرتا ہے اور ضرورت سے زیادہ کھاتا ہے اور اسٹرچ اپنے انہضام کو خراب کر لیتا ہے۔ زیادہ کھانے سے قوے کا درد ہونے لگتا ہے۔

Scanned by CamScanner

اور پانی کی طرح پتلے اسہال آنے لگتے ہیں خاص طور پر بیدست ہیضہ کے وقت آتے ہیں۔ بیدست مزمن ذیل اور بات کی علامات سے حائلت رکھتے ہیں۔

ایلو ۔۔۔ یوروفائیلم اور سلفر اور اسی طرح کئی دوسری دوائیں۔

تپدق کی صورت میں جب بے وقت اسہال زیادہ آتے ہیں اور تپدق کی حالتیں زیادہ تر سردی سے شدید ہو جاتی ہیں۔

سورا کا اسہال تپدقی جس پیدا کرنے والا لغیر دردکے ہوتا ہے اور عموماً تکلیف کو کم کر دیتا ہے لیکن یہ اسہال مستقل نہیں رہتے یہ کسی خاص حالت میں نکلے یا گرفتار ہونے کے نتیجے میں پیدا ہوتے ہیں فسلاً سردی لگ جانا، سردی سے اس تکلیف میں اضافہ ہوتا ہے اور گرم چیزوں کے استعمال یا گرمی سے تکلیف کم ہوتی ہے۔

جس نسیلی مستقل قبض ہوتی ہے یا نادر کم سخت اور مسلسل سے ساتھ قبض اور یا خانے کی حاجت ہی نہیں ہوتی یا پتلے قبض اور اسہال باری باری بھی ہوتے ہیں قبض کے ساتھ عموماً کئی اور قسم کی تکلیفیں انسان کے جسم کے دوسرے حصوں میں ہوتی ہیں یہ علامات اصل مرض سے غیر متعلق معلوم ہوتی ہیں لیکن درحقیقت یہ معاون یا ضمنی علامات Concomitant ہوتی ہیں۔

سورا عرف دیگر مرض کی جڑ ہے اور اس مرض سے جو بہت قسم کی معاون علامات پیدا ہوتی ہیں سورا کا مریض ان سب کا شکار ہوتا ہے اور ہمیشہ [illegible] پیدا ہوتی ہیں۔ سورا کا مریض دوسرے مریضوں کی بہ نسبت زیادہ تکلیف محسوس کرتا ہے اور اس کی تکلیف کا احساس کم ہوتا ہے۔

وہ مریض جس میں سورا کا مرض پوشیدہ ہو اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ سردی لگ جانے کے بعد جلاب شروع ہو جاتا ہے یہ حالت بڑے بوڑھوں میں بھی پیدا ہو جاتی ہے اس کی ایک خاص حالت جھٹکے کے ساتھ پیشاب کا نکل جانا ہے یہ بھی سورا کی علامات میں سے ہے پیشاب لوٹنے سے حلق اور لبلبہ میں ورم ہو جاتا ہے مگر یہ حالت بیماری کی وجہ سے نہیں ہوتی۔

سورا کی بہت سی علامات جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے کبھی کبھی آتی ہیں خاص طور پر یہ جنسی اعضا پر اس کا حملہ ہوتا ہے مثلاً یہ فعلی انکار خصیوں اور حیض کی تکالیف خصوصاً حیض کے رک جانے اور اسی طرح کے [illegible]

Scanned by CamScanner

بھی پیدا کرتا ہے۔ ماہرین بتاتے ہیں کہ خم اور نکر مثلاً ناخوشگوار شادی اس قسم کی خطرناک صورتحال سوزاک مریضوں میں زیادہ پیدا ہوتی ہے۔ جبکہ دیگر شکایات جن میں ماحول سے متعلقہ شکلیں بھی شامل ہیں اتنی زیادہ تکلیف کا باعث نہیں بنتیں۔ یہ بات آسانی سے دیکھی جا سکتی ہے کہ نظام اعصاب سے نزدیکی رشتہ رکھنے والے اعضاء کے افعال اس سے بری طرح متاثر ہوتے ہیں۔

سوزاک کے مریضوں میں جلد خشک۔ کھردری۔ میلی اور غیر صحت مند دکھائی دیتی ہے۔ حقیقت میں سوزاک اختیاری عضو اعلیٰ ہے، اگرچہ یہ نہیں سمجھ لینا چاہیئے کہ سلفر اس طرح کے تمام کیسز کو شفا دے گی اور نہ ہی سلفر کے دائرہ کار میں استعمال کو صرف سوزاک مریضوں تک محدود کرنا درست ہے لیکن اگر ہمیں صرف ایک دوا کے لئے محدود ہونا پڑے تو یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ اس قسم کی سنگماکی تصویر سلفر سے بے حد مشابہ ہے اور یہ مشابہت اس قدر زیادہ ہے کہ بہت سے حالات میں سلفر اور سوزا ایک دوسرے کی ہو بہو تصویر بن جاتی ہیں۔ دیکھنے میں سوزائی مریض سلفر زیادہ میلے بنا مایوسانہ کونے اور نہلانے سے جلد کھردری اور حساس ہو جاتی ہے

تمام سوزائی حالتوں میں خارش ایک مستقل علامت کی حیثیت رکھتی ہے۔ عیب بڑھنے کا رجحان بہت کم ہوتا ہے کھرنڈے موجود ہو سکتے ہیں لیکن عموماً موجود ہوتی ہیں۔ سوزائی دانے عام طور آنے والے رنگ کے نہیں ہوتے صرف کھردرے ہوتے ہیں جب تک بہت زیادہ سوجن نہ ہو وہ جلد کی رنگت کے ہوتے ہیں جب تک جلدی وجہ سے [illegible] دانے خشک ہو کر چھلکے نہ جاتے ہیں اور جلد سے اتر جاتے ہیں۔

سر خبیلہ کا طاعون اور ناسور سوزاک کے ملنے سے پیدا ہوتے ہیں

اگر بنیادی طور پر سوزاک کے مرض کے ساتھ سفلس سے مرض کا اثر بھی ہو جائے تو مریض آبلہ دار جلد کی طرف مائل ہو جاتے ہیں کیونکہ ان دونوں امراض کا ملاپ ایک ایسی زمین فراہم کرتا ہے جس پر آبلے آسانی سے پیدا ہو جاتے ہیں۔ ان دونوں کے ملاپ سے پیدا ہونے والی سوزائی جلدی امراض (IMPETIGO) کا شکار نہیں ہوتا۔

سوزاک کے مریض میں معمولی بیماری کے ساتھ بھی سردی کی علامات پیدا ہو جاتی ہیں۔ سردرد کے ساتھ جسم برف کی طرح سرد ہو جاتا ہے جو سردرد سے بھی زیادہ تکلیف دہ ہے اور اس تکلیف میں کام کرنے سے اضافہ ہو جاتا ہے جبکہ خاموش بیٹھنے اور گرم ہونے سے تکلیف کم ہو جاتی ہے۔

Scanned by CamScanner

جدید طبی تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ آدھے سر کا درد (MIGRAINE) جذباتی بحران کی وجہ سے ہوتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ ہائین کے قوانین اور اصولوں کی تصدیق ہے کہ سر کے مریضوں میں غم، فکر اور ہر قسم کے دوسرے جذباتی احساسات سر درد کا باعث بنتے ہیں۔

سر کے مریضوں کے لئے ساکن کھڑے رہنا موت ہوتا ہے۔ انہیں کھڑے رہنے کی بجائے حرکت میں رہنا چاہیئے خواہ وہ قلیل مدت کے لئے ہی پاؤں پر کھڑا کیوں نہ ہوا ہو۔ لیکن وہ کھڑا اس صورت میں ہو سکتا ہے اگر وہ کسی چیز کا سہارا لیکر کھڑا ہو اور پاؤں پر وزن نہ پڑے۔ ایسا جسم کے اعضاء میں غدودیوں کی وجہ سے ہوتا ہے اور اس کی بے چین معلوم ہی اس چیز کی وجہ بنتی ہے۔ ٹخنوں کے موڑ کی کمزوری سیاہ یا بینی توت ہوتی ہے جو سر کے ساتھ مسلسل مسئلہ بھی بن چکی ہے۔

باب ۲۴

سورا یا ڈیفی شینسی

ہامس کے سورا کے بارے میں نظریہ کے بارے میں تھوڑا عرصہ تک صدی تک طاری
ہامس کے دور دل میں کی ساپر اس نے سورا کا نظریہ پیش کیا اس پر سختی سے قائم رہتے ہوئے ہامس
کی ہر وی کرنا ممکن نہیں لیکن ہمارے پاس ہامس کا یہاں موجود ہے کہ "وہ چیز جس سے سورا
کا کام ہوا اُس کی گرا پہ ہندی پر برسوں صرف ہوتے ہیں" ہامس سے دانوں کی صفائت کے بارے
میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے، لیکن جدید علم کی روشنی میں جو سے دانوں بارے ہے اس کا اُس
نظریہ پر حملہ آور ہونا کوئی عجیب بات نہیں ہے آیئے جدید علم کی روشنی میں اس بارے کی جائے
پڑتال کریں۔

ان تمام حلامات کے بارے میں ذکر کیا ہے جو سورا گرا پہ سے متعلق ہیں ہر مگھس کی اپنی
سورک ادویات کی لسٹ کو دیکھتے ہوئے آپنے اپنے مسائل کا حل اس طرح ڈھونڈنے کی کوشش کریں
جس طرح حسب کا سوال حل کیا جاتا ہے ادویات کی لسٹ بچاس دواؤں پر مشتمل ہے اور یہ ہامس کے
زمانہ میں ہی شائع ہو گئی تھی اور اس وقت سے یہ ادویات ہمیشہ کا سوال سے سورا کی حالتوں کے علاج
کے لئے استعمال ہو رہی ہیں۔

۱۔ ایگریکس ۲ ایلومینا ۳ امونیم کاب ۴ امونیم مور۔ ۵۔ ایمانا روبیم ۶ آرسینک البم۔
۷۔ آرم ۸۔ بیریٹا کارب ۹۔ بیلاڈونا ۱۰۔ بورکس ۱۱۔ بورسٹا ۱۲۔ کلکیریا کارب ۱۳ کیلکیریا فلورس
۱۴ کارباونیم ۱۵۔ کاسٹیکم ۱۶۔ کیمیفس ۱۷۔ کاوستھ ۱۸۔ کریم ۱۹۔ ڈیجیٹیلس ۲۰ ڈلکامارا ۲۱۔
یوفوربیم ۲۲۔ گریفائیٹ ۲۳ گوئیکم ۲۴۔ جیپر سلفیورٹ ۲۵۔ آیوڈین ۲۶ کالی کارب ۲۷ لیکیسس کارب
۲۸۔ لیکیسس میور ۲۹ میگنیشیم ۳۰۔ میزریم ۳۱۔ میوریٹک ایسڈ ۳۲ نیٹرم میور ۳۳۔ کالی نٹ

Scanned by CamScanner

۲۴ - نائٹرک ایسڈ ۲۵ - نیون ۲۶ - سلفر ۲۷ - فاسفورک ایسڈ ۲۸ - پلاٹینم ۲۹ - لوڈ (سیسہ) ۳۰ - مارگریٹا ۳۱ - سلیکا ۳۲ - سیپیا ۳۳ - سلیشیا ۳۴ - سینیم ۳۵ - سٹرونٹیم ۳۶ - سلفر ۳۷ - سلفیورک ایسڈ ۳۸ - زنک ۳۹ - زائیکونیم ۴۰ - یٹریم۔

ان ادویات میں سے سولہ (۱۶) ادویات یقینی طور پر عالم نباتات سے، ایک عالم حیوانات سے اور باقی کی ۲۳ ادویات یا تو کیمیائی عناصر یا پھر غیر نامیاتی عناصر یا پھر ان عناصر کے ملاپ سے بنتی ہیں (یا پھر اسٹرانشیم بیڈکشن کے عمل سے گزر کر بنتی ہیں کہ وہ تنہا عنصر کی حیثیت اختیار کر لیتی ہے مثلاً کاربو ویجی ٹیبلز)

ان میں سے تین ادویات (برٹیا، پلاٹینم اور آرم) یعنی جو ایسے کیمیائی عناصر کے زمرے میں آتی ہیں جو جسم کی ترکیب میں استعمال ہونے والے ضروری عناصر سے زیادہ ایٹمی وزن رکھتی ہیں یہ تینوں ادویات جو عناصر کے اس گروپ سے تعلق رکھتی ہیں جن کا ایٹمی وزن جسم کی ساخت میں استعمال ہونے والے عناصر سے زیادہ ہے۔ ایٹمی سٹرکچر کلاس سے تعلق رکھتی ہیں، یہ سائنٹی سوک کیسز ہیں جو جنسی اعضاء کے ساتھ نہ مل گئے ہوں ان کے لئے اگر ان ادویات کا استعمال کیا جائے تو ہم یہ سوال کرنے میں حق بجانب ہوں گے کہ کس طرح ان ادویات کو ایٹمی سٹرکچر کے مطابق ڈھالا گیا؟

آیئے کچھ وقت کے لئے ان تین ادویات کو ایک طرف رکھتے ہوئے ہم باقی ادویات کے بارے میں اپنے نظریئے کی صداقت کو جانچیں۔

ان میں سے تیس یا کچھ کم و بیش عناصر ایسے ہیں جن کے بارے میں مختلف محققین نے تصدیق کی ہے کہ وہ جسم انسانی میں پائے جاتے ہیں۔ اسبات کی بھی یقینی طور پر تصدیق ہو چکی ہے کہ ان میں سے بہت سے عناصر تو ایسے ہیں جو جسم انسانی کیلئے انتہائی ضروری ہیں۔ آیوڈین جس کا ایٹمی نمبر ۵۳ ہے اعضاء ضروری عناصر میں سب سے کم وزنی ایٹمی نمبر والے عنصر تصور کیا جاتا ہے اور جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے صرف تین عناصر ایسے ہیں جو آیوڈین سے زیادہ ایٹمی وزن رکھتے ہیں انہیں کے بارے میں ہم سوال اٹھا رہے ہیں۔

ذیل میں دیئے گئے عناصر کی لسٹ جو جسم انسانی میں پائے جاتے ہیں عناصر کی اس لسٹ کی بنیاد پر کی گئی ہے جو عام استعمال ہوتے ہیں۔ یہ بات قابل غور ہے کہ محققین کی نظر میں یہ تمام کے تمام عناصر جسم

[illegible] ہیں [illegible] ہیں یا بھرپور کی موجودگی [illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible] ہیں

اور جگر میں ۵۰۰۰۰۰۰ فیصد ہے، جسم سے خارج پائے جانے والے کئی عناصر کے ساتھی یا تغیر پذیر عمل
بیان کرنا آسان ہے مثلاً میگنیشیم مگر عناصر تعمیر کرنے کیلئے سلفر، سیلیکن اور لوہے کی ضرورت ہوتی ہے بھی
کئی چیزیں دکھائی دیتی ہیں مثلاً سیلینیم جو جسم کے تمام حصوں میں پایا جاتا ہے مثلاً دل میں پھیپھڑوں میں جگر
میں عضلات میں اور دماغ میں اس کی مقدار بھی نہایت درستگی کے ساتھ معلوم ہو چکی ہے لیکن اس
باوجود اگر ایک انسان کی خوراک میں سیلینیم بالکل نہ ہو تو انسان تشنج اور اینٹھن میں مبتلا ہو جاتا ہے اس
(Sn) جو نہایت خفیف مقدار میں جگر اور دماغ میں پایا جاتا ہے۔ اس کا تعلق بھی طور پر نشوونما کی تیزی
کے ساتھ ہے۔ کوبالٹ اور نکل جو جگر اور پتے میں پائے جاتے ہیں اگر ان کی کمی ہو جائے تو دیا بیطس پیدا
ہو جاتا ہے۔

میگنیز آہن کے ساتھ مل کر جسم انسانی کی تقریباً تمام بافتوں میں پایا جاتا ہے سائنسدانوں نے
معلوم کیا ہے کہ مادروں کے دودھ میں میگنیز کی مقدار جو اگلے دنوں میں کم ہو جاتی ہے اور ماہ میں بچوں کی نشوونما
ناپید کرتی ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مادر اپنے بچوں کی طرف کم توجہ دیتی اور اسطرح بچے جلد ہی
گمشدوں میں مر جاتے ہیں۔ میگنیز (Mn ۵۴.۹۳۸۰۴۹) کہتا ہے کہ جب احتیاط سے تیار کی گئی
میگنیز سے مبتدا میں اگر ایک فیصد کا پانچ ہزارواں حصہ میگنیز شامل کر دی جائے تو وہ تمام ٹماٹر میں
داخل ہو جاتی ہیں۔ لیکن رینن (RENEN) اور بیٹ (BEET) کہتے ہیں کہ میگنیز کی بہت
مقدار خام حالت میں جو حصہ ہزار تک کتوں کو کھانے سے بیماری کے جراثیم کے اجسام بافتوں میں میگنیز
کی مقدار تبدیل نہ ہو سکی اور نہ ہی اس سے کوئی بیماری کی حالت پیدا ہوئی۔

اس غیر نباتی عناصر کے تعمیری فعال کی حد بندی کرنا آسان ہے لیکن پڑھنے اور دیکھنے میں
رکھنے والے اثرات (جیسا کہ میگنیز کے مشاہدے سے پتہ چلتا ہے) بہت دیر کے ساتھ دیکھے جا
سکتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ کسی مادے کی بہت تھوڑی مقدار کھانے یا اس مادے کے
مرہم استعمال سے سوزش کی شکایت پیدا نہیں ہوتیں بلکہ بہت سے اجسام اور انتہائی اہم غذائی مادے
کا باعث بنتے ہیں۔ اس غریب دیہاتی کے دماغ میں جو انتہائی خوبی تعمیری فعال اور اثر رکھتا ہے
اہمیت کے درمیان رابطہ کا پتہ چلتا ہے۔ چونکہ سوزشی حالتیں اکثر اوقات بے شک ہوتی ہیں ایسے
سب سے پہلے جسم کے تمام اجسام اور بافتوں میں کوشش کرتی ہیں۔ ان تمام کے عمل نگرانی

کہتے ہیں جن جانب سمیں میں کمی تا عالموں کی وجہ ان عناصر کا جسم میں عدم توازن اور ان کا حد
سے زیادہ ہونا ان کا جسم میں موجود نہ ہونا ہے۔ ۹

ان عناصر کے تجزیاتی عمل (جیسا کہ تجربہ گاہوں کے طریقہ کار سے معلوم ہوتا ہے) اور ان کے اہم
اظہار علامات (جو کہ ہومیوپیتھک ادویات کی پروٹنگ کی بدولت سے حاصل ہوئیں) آئیے ایک
مرتبہ پھر سرسری نظر ڈالیں۔

ریمن (Reiman) اور مائنٹ (Minot) نے بائیولوجیکل کیمسٹری (Biological Chemistry) میں لکھتے ہیں کہ کوبالٹ جسم کی تمام باقتوں میں پائی جاتی ہے اور جگر کے علاوہ اس کی مقدار دوسرے اعضا کے مقابلے میں زیادہ ہے۔ جے۔ ایچ کلارک ڈکشنری آف دی پریکٹس میڈیسن میں لکھتے ہیں کہ (میگنیشیم) سوزش پیدا کرتی ہے اور جگر کی چکنائی کو ختم کر دیتی ہے خون میں ہم آہنگ کے ساتھ اس کا تعلق پہلے دیکھ چکے ہیں اور ہومیوپیتھی میں اسکا کمی خون کے ساتھ بھی ظاہر کیا گیا ہے۔ ہم نے تجرباتی طور پر اس کی عدم موجودگی میں ملتا کے جسم کا تعلق دیکھا ہے کلارک ہمیں اس کی بہتر ذہنی حالات بتاتے ہیں کہ اس کی کمی چڑچڑا پن اور کم گوئی، اپنی ذات میں گم رہنا جیسی حالات پیدا کرتی ہے۔ اگرچہ یہ تمام جسمی علامات ثابت شدہ نہیں ہیں لیکن تحقیق کہتا ہے کہ جسمی اعضاء میں کمزوری کا احساس پیدا کرتی ہے۔

غذائی کارپی ٹیڈ ٹیس کی خوبیت کے بارے میں میکرم (Macallum) نے جو تحقیق اپنائی ہے میں لکھتا ہے کہ سیلوں کی دیواروں میں خلا کے انہضام اور انجذاب کے دوران تمام قسموں کے کاربوہائیڈریٹ گلوکوز میں تبدیل ہو جاتے ہیں اور گلوکوز وہ شکر ہے جو ہمیشہ خون کے اندر موجود رہتی ہے۔ اگرچہ خون میں اس کی مقدار خون کے ۱۰۰ (ایک سو) حصوں میں ایک حصے کے برابر ہوتی ہے، یہ شکر وہ ایندھن ہے جو عضلات کے عمل کے (oxidation) توانائی کا اخراج کرتی ہے جو جسم کو حرارت پیدا کرتی ہے جس سے عضلات کام کرتے ہیں۔

خمیر وہ جن کی عام شکل جو جسم انسانی میں پائی جاتی ہے کاربوہائیڈریٹ ہیں اور اسی شکل میں اس کا انہضام بھی ہوتا ہے۔ بیکار بوہائیڈریٹ عمل ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ اس کیمیون کمپاؤنڈ جو اعضا میں شکر کی مقدار میں اضافہ کرتا ہے۔ یہ گلیکوجن کی شکل میں کارپی، اور جسم

Scanned by CamScanner

اور سیپیا۔ ان تمام ادویات میں کاربن موجود ہے مگر یہ دوسرے عناصر کے ساتھ مرکب کی صورت میں ہوتا ہے سوری جائز دینے والے میٹریا میڈیکا کے مطالعہ سے سیپیا کو اس لسٹ میں [illegible] لیکن دراصل سیپیا میں جو فی کاربن ہے۔

اگرچہ ہارا نیس ہے کہ بیریم (BARIUM) واقع طور پر اسٹی سفلیٹک دواؤں کے گروپ سے تعلق رکھتی ہے لیکن سرپنا کا رب کی صورت میں اس کا تعلق کاربن گروپ سے ہے جس وجہ سے یہ دوا انتی موک یا ڈلیٹی جیسی گروپ سے بھی تعلق رکھتی ہے کاربن ایمیلس اور کاربونیٹ کی بہت سی قسمیں کی بہایت مفید ثابت ہوئی ہیں کا اظہار کرتی ہیں۔ ان کی خصوصیات صرف ایک نقطے سے بیان ہو سکتی ہیں اور وہ نقطہ ہے [illegible] (OUT) جل ہوئی یعنی جل بھنی تو نائی اور اس کے نتائج جسم میں حرارت کا فقدان اور عصبی نظام [illegible] جو دماغی سلسلہ کو بھی متاثر کرتی ہے۔ خواہ اسکی وجہ حیوانی مائع کا ضائع ہونا یا حرارتی رطوبتی یا سوال ہو ہے۔ یہ دوا سرخ فیتا ہے جو کاربن کے کیمیات کی پہلوڈ (PERIOD) شدید علامات کی بجائے یہ علامتی فیتا کاربن خاندان کی دواؤں میں ہر ایک دوا کے دائرہ عمل سے گنا ہے یہ دائرہ عمل ذہنی اخلاقی اور تمام جسمانی فیلڈز میں قابل عمل ہے بالکل اسی طرح جیسے کہ کیمیات جو بار سیلی نکس میں ہے کے پہلے مقام میں موجود ہیں لہذا ان کی علامات بھی ہیں تمام جسم کے اندر دکھائی دیتی ہیں۔

کیلشیم جو کہ ہڈیوں کی ساخت کا اہم حصہ ہے۔ اس کی قلیل مگر مستقل مقدار کا خون سے نہ ہونا ہے ہڈیوں کے میٹریا میڈیکا میں کلکیریا اوب نمایاں خصوصیات کی نمائندگی کرتی ہے۔ بچوں میں ریکٹ کی بیماری، بڑے سر اور کھوپڑی کے جوڑ کھلے ہوئے اور اسی طرح کی بہت سی علامات جن کو کہ ان علامات کے سلسلے میں ہو چکا ہے۔ جو سوداکی سیپان کی طرف رجحان کرتی ہیں۔ لیکلر (NECKLACE) بتاتا ہے کہ غذا کے اندر کیلشیم کی کافی مقدار نہیں پائی جاتی نفسانی شیر خوار بچے بکثرت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ ان کو کیلشیم کی مناسب مقدار میسر ہو رہی ہوتی ہے مگر فاسفورس ڈی اور سورج کی روشنی نہ ملنے کی صورت میں ریکٹ پیدا ہو جاتا ہے۔

اس ہیڈنگ کا آخری نقطہ (کرب انیس صحت کی روشنی ملنے) ظاہر کرتا ہے کہ انسان نے غیر فطرتی اور نامناسب ماحول کو قوت حیات کے لئے انتہائی خطرناک قرار دیا خالص حیات ہوتا ہے۔

سونے کے اظہار کا یہ رجحان خولہ (عناصر) کے جذب ہضم نہ ہونے کی وجہ سے ہو یا پھر جسم ہی اس قابل نہ ہو کہ یہ عناصر جسم کا حصہ بن سکیں، دونوں صورتوں میں نتیجہ ایک ہی ہوگا اور یہ سونا اسی طرح موجود رہے گا اگر اس کو تدریجی طریقوں سے علاج، ورزش اور پوٹینائزڈ ادویات کے استعمال سے نہ نکالا جائے۔

باب ۲۵

پوشیدہ سوزاک کے چند مظاہر

پچھلے باب میں آپ نے سوزاک کے شدید اظہار کے بارے میں کچھ معلومات حاصل کیں۔ اکثر مریض جو جلد پر اپنا اظہار کرتے ہیں، ان کا سراغ لگانا آسان ہے۔ مگر متعدد حالات سوزاک کے جراثیم کو اندر ہی چھپائے رکھتے ہیں اور یہ زہر بغیر کوئی تکلیف پیدا کئے برسوں تک جسم میں پوشیدہ رہتا ہے اور اس کی موجودگی سوائے ماہر معالج کے کوئی نہیں جان سکتا۔ سوزاک کا پوشیدہ حالتوں میں رہنے کی صلاحیت رکھنا خود اور دوسرے مریض کو [illegible] کوئی تکلیف نہ ہو۔

اس پوشیدہ حالت سے سوزاک کے جراثیم کے لئے قوت حیات کا حصول بھی دوبالا ہو جاتا ہے۔ یہ شدید جراثیم مختلف وجوہات میں سے کسی بھی ایک وجہ سے ہو سکتا ہے مثلاً کسی علاج کی وجہ سے۔ وہ جراثیم سے متاثر ہونے یا پھر کسی بھی اور وجہ سے۔ شدت کے ساتھ اپنے شکار پر حملہ آور ہوتا ہے۔ اب یہ معالج کا کام ہے کہ وہ اپنے ساتھ اس کی پوشیدہ حالتوں کے بارے میں بھی آگاہ رکھے تاکہ وہ پوشیدہ مرض کو بھی اس کے شدید مرض کے ساتھ ہی ختم کر سکے۔ مگر معالج یہ طریقہ کار استعمال کرنے کا اہل ہوتا ہے جب وہ سوزاک کی مختلف حالتوں کے ماہر ہونے کے علاوہ سوزاک کا علاج کرنے میں بھی کامیاب ہو۔

سوزاک کی نمایاں خصوصیات میں سے ایک خصوصیت پوشیدہ حالت ہے۔ سوزاک ذہنی طور پر بہت چست و چالاک ہوتے ہیں۔ وہ اپنی حرکات و سکنات سے ہر شخص کو دھوکا دیتے ہیں۔ یہ خصوصیت ہر جگہ اپنی جگہ قائم رہتی ہے اور اس پر دوائی کا [illegible]

[illegible]

سوزاک کے تعلق میں یہ بات پائی جاتی ہے کہ اس قوت کے تعدد کے لئے [illegible]
ہوتی ہے جو دیگر علامات میں اس سے زیادہ ہو اور جو اس [illegible]
عملوں سے سکون ملتا ہے شفا دست آتے ہے۔ [illegible]
کمی ہو جاتی ہے۔

"سائیکوسس میں بھی، خوشی بخاروں کے جسم سے نکل جانے سے تکلیف کم ہو جاتی ہے مگر کمی پیشاب، اسہال یا پسینے کے اخراج سے نہیں ہوتی بلکہ اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ زہریلے مادے کے اخراج یا اس کے ہضم ہونے کی ہو جاتی ہے۔"

خاص سوزاکی حالتوں میں جن میں شاذ و نادر ہی نشو نما پاتے اور مریض کی نشوونما صرف اس صورت میں ہوتی ہے جب یہ دوسری سٹریپٹو کے ساتھ مخلوط کر دیے جائیں اس طرح یہ دو یا تین سٹریپٹو کی قسمیں کے اندر موجود ہیں تو جسم کے عمل حالت خود اور جراثیم کی قوت حیات اس قابل نہیں ہوتی کہ وہ جراثیم پیدا ہونے دے۔ اس طرح سٹریپٹو کو بہت زہریلا بنا دیتا ہے اور اسی وجہ سے ان حالتوں کا علاج مشکل ہوتا ہے اور انہیں جیتی نہیں ہو سکتی جب تک قوت حیات جراثیم سے مغلوب نہ ہو جائے اور دوسری خطرناک حالتیں بھی ان سٹریپٹو کے مکمل ہونے سے وجود میں آتی ہیں۔ یہ حالتیں بھی اکثر و بیشتر تپدق کی صورت میں ظاہر ہوتی ہیں اور سخت اور سوزاک کی شکل سے وجود میں آتی ہیں۔

ماہرین کی رائے ہے کہ قوت حیات زیادہ دیر تک اس زہریلے جراثیم کا مقابلہ نہیں کر سکتی جب کہ یہ جراثیم سٹریپٹو کی شکل سے وجود میں آتا ہے [illegible]
[illegible]

[illegible] ہوتا ہے اور [illegible] آسان ہو جاتا ہے۔ اس
ہوتا ہے [illegible] حرکت میں لاتی ہے اور پھر [illegible] کی
[illegible] ہے۔ اس
پہلے اپنا اظہار کرتی ہیں۔

مرکب [illegible] علاج [illegible] پہلے علامات کی حالت کا علاج کرنا چاہیے جو وہ [illegible]
کی دیگر علامات کی مشابہت رکھتے ہیں اور اگر ہومیوپیتھ ہو گی تو تمام علامات میں سے سب سے
نمایاں ہوں گی ان علامات کا علاج کرنا چاہیئے اس کو ختم کرنے کے بعد باقی رہ جانے والے
دوسری نمایاں علامات کی طرف توجہ دی جائے جب تک یہ بھی مکمل طور پر ختم نہ ہو جائیں
اسی طرح جاری رکھا جائے حتیٰ کہ تمام نمایاں علامات ختم ہو جائیں اور شفا حاصل ہو جائے۔ بدقسمتی
خوش قسمتی ہے کہ ہومیوپیتھی بہت سی مرکب ادویات رکھنے والی ادویات میں یہ خصوصیت پائی جاتی ہے
کہ وہ ایک سے زیادہ پیچیدہ امراض کو شفایاب کرنے کی خصوصیت رکھتی ہے۔ ایک ماہر ہومیوپیتھ
منتخب کی گئی ہو اور وہ آٹھ دس دوائوں سے کیس کو شفایاب کرے تو اس سے فرق نہیں پڑتا جاتا ہے
علاج کی بنیاد ان علامات کے مجموعے پر ہے جن کا اظہار ہوتا ہے۔

امین اعظم کی وفات یعنی سوا یا نسیاری مشابہ اس کے علاوہ ایسے طریقہ علاج جس
جس پر سو فیصد مریض معالجین تباہ کن اثرات کے بارے میں پہلے سے معلوم کر لیتے ہیں اور اصلاح جبت کی کوشش
کسی بیماری کی نشوونما کو روکنے کے بعد اثرات سے مریض کو بچا لینے کا کامیاب ہو جاتے ہیں ان باتوں کا علم
اور مطالعہ ہی معالجین کو اس قابل بناتا ہے اور وہ کیس اور دوائی کے غلط انتخاب کی وجہ سے بیماریوں کو شفایاب
یاب کرنے کے بجائے ان کو اس قابل بناتے ہیں کہ وہ مستقبل میں اپنی پوری قوت اور دائمی زندگی کی مکمل صحت کے
ساتھ زندگی بسر کر سکیں۔

باب ۲۸

سقراط

۹۶

ہم یہ بیان کر چکے ہیں کہ سورک بیماریوں کا ڈیلیکی نسنیس ڈیزیز [illegible]
کے ساتھ قریبی تعلق ہے، اب ہم اٹیپی درد کی بیماری کی علامات سے تعلق کی تشریح [illegible]
مغلس اور سائیکوسس کا مطالعہ کرتے ہیں، جیسا کہ ہم جانتے ہیں نمایاں اٹیپی موروثی،
اٹیپی وزن دوسرے عوامل پر مشتمل ہیں یعنی ان کے اٹیپی نمبر ۲۲ سے کم ہیں اور یہ عناصر جسم میں [illegible]
عناصر جسم کی نشوونما نافرتوں کی تعمیر کے ساتھ منسلک ہیں۔ اسی طرح اوپر کے اٹیپی اور کھٹے
عناصر تباہ کن قوتوں کے ساتھ ملتے ہوئے ہیں۔

ٹیلی کان (Tillie Kahn) کے بیان کے مطابق ہمیں یہ بات یاد رکھنی چاہیے
تعمیری عناصر پہلے سے ہی بنیادی قیام پذیر [illegible] کی حالت میں ہوتے ہیں
وہ اپنی ٹوٹ پھوٹ کے نتیجے میں توانائی کا اخراج نہیں کرتے اور انہیں صرف اسی حالت میں آزاد
کیا جا سکتا ہے اگر کوئی توانائی فراہم کی جا سکے لیکن جب ہم تابکار عناصر [illegible]
کے بارے میں غور کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ان کا مستقل مختلف نوعیت کا ہوتا ہے اسٹرانشیم
کا سو چھیاسی سال آدھی عمر ہوتی ہے، ریڈیم کی ہزار سال ہوگی۔ ہم تابکار قوتوں سے اس وقت تک فائدہ
نہیں کر سکتے جب تک وہ اپنی تعمیری حالت (عناصر) میں ہوں۔

ٹیلی کان ہمیں بتاتا ہے کہ تابکاری کے عمل کے نتیجے میں صرف چند ایک عناصر ہیلیم [illegible]
ہیلیم (HELIUM) [illegible] عمل ہے:

عمل تباہ کن ہے کیونکہ اس عمل کی ابتدائی عنصر تبدیل ہو جاتا ہے اور اس کے نتیجے میں بنیادی عنصر
کھو دیتا ہے کہ تابکاری کی خصوصیت رکھتا ہے۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ ریڈیم اسی عمل کے نتیجے میں ایک
خاص وقت تک جب اپنی توانائی خارج کر لیتا ہے تو یہ صورت اختیار کر لیتا ہے جو [illegible]

ورن والے عناصر کو بھی بیکار بنا لیا ہے اس مقصد میں کامیابی کے لئے انہوں نے ایکس کرنے موجود اجناس فاسفورس کاربونیٹ پر غلبہ پایا اس کام کے لئے انہوں نے خصوصی آلہ اسی مقصد کے لئے بنایا تھا اس میں ہوں سے کم از کم عناصر کے ایسٹوپز (آئسوٹوپ) اور دریافت استعمال کئے۔ اس سے انہوں نے نامیاتی مرکب (سوڈیم کلورائیڈ) ہوں کو مصنوعی طور پر تابکار بنایا سوڈیم کلورائیڈ محلول کی صورت میں تابکار رہتا ہے حتیٰ کہ جب اس کو فاسفورس کے ذریعے جذب کیا جائے تب بھی تابکار رہتا ہے۔

ان ہی سائنسدانوں کے حوالے سے یہ کہا جاتا ہے کہ پانی کا ایک قطرہ اس قدر توانائی کا حامل ہوتا ہے کہ وہ ایک سال تک ۲۰۰ ہارس پاور طاقت مسلسل خارج کر سکتا ہے۔ لیکن یہاں صورت میں ممکن ہے کہ اگر اس کے ایٹموں کو توڑا جائے لیکن اس وقت ان ایٹموں کو توڑنے کے لئے جتنی توانائی درکار ہے وہ اس سے خارج ہونے والی توانائی سے زیادہ ہے اور اگر کسی طریقے سے یہ شرح الٹ دی جائے یعنی توڑنے کے لئے کم از کم درکار ہو اور توڑنے کے بعد زیادہ توانائی خارج ہو تو توانائی حاصل ہو سکتی ہے۔

ملیکن (MILLIKAN) کہتا ہے کہ ان عناصر مثلاً (سوڈیم) کے بارے میں کہتا ہے کہ "خلائی نظام اگر توڑنے میں کامیاب ہو جائے گا لیکن اس کے لئے اسے بے انتہا محنت کرنا ہوگی"۔

یہاں پر ہم یہ دیکھتے ہیں کہ تابکاری RADIO ACTIVITY اور نیوٹرون ریپورٹ NEUTRON REPORT (FISSION) ایک ہی چیز ہے جس کو ہم پہلے COMMON TOUCH کہہ چکے ہیں اور اس پر سابقہ صفحات میں بحث کی جا چکی ہے۔

ہم اگر مرکزوں کو توڑنے کے لئے بہت سارا پانی جو کہ نیوٹرون کی شکل میں ہوتا ہے استعمال کریں تو ہمیں ایک ایسی طاقت حاصل ہوتی ہے جس میں توانائی کا اخراج ہوتا ہے۔ اس طاقت جسکے مرکز کے ٹوٹنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اس طاقت کے ذریعے ہی ایک ایٹم کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے کہ کسی ذرات ملا دیئے جائیں تو ایٹم ٹوٹ جاتا ہے جب اس عنصر پر مسلسل بمباری کی جائے تو اس کا اخراج ہوتا ہے۔ یہ عنصر تبدیل ہو کر ریڈیم (تابکار) بن جاتا ہے اس کی یہ خاصیت ہے کہ یہ بہت ہی تیزی سے تابکاری خارج کرتا ہے۔ لہٰذا اس طرح بہت سے عناصر ایسے ہیں جو تابکار ہوتے ہیں۔ انہیں ہم ٹوٹنے کے عمل سے حاصل کر سکتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

باب ۲۹

بیماریوں کی گروہ بندی

سائیگوسس

سائیگوسس کو عموماً سوزاک کے زہر (Gonorrhoeal Poison) کا نام دیا جاتا ہے لیکن ہمیں سائیگوسس اور سوزاک کا فرق اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے سوزاک دراصل سوزاک کے بڑے گروہ کرائی (Gonococc) کی شدید چھوت سے پیدا ہوتا ہے۔ اس کا مادہ سرایت پانے سے دس روز ہے اس انکیوبیشن پیریڈ کے دوران سوزاک حالت "ایک جراثیمی اثر (چھوت) کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور پیشاب کی نالیوں میں سوزش پیدا کر دیتا ہے اس کے بعد یہ تمام جراثیمی اثرات کی قوت کے زیر اثر جسم اپنا اظہار کر دیتا ہے۔ اس بیرونی اظہار میں قوت حیات کا جراثیمی حملے کے خلاف ردعمل بھی ہوتا ہے۔ اگر سوزاک مکمل طور پر علاج ہو جائے تو عملی طور پر سائیگوسس پیدا نہیں ہوتا لیکن اگر سوزاک کو دبا دیا جائے تو سائیگوسس ہو جاتا ہے۔ جب بیرونی دوا کے دبا دینے والے اثرات سے مرض اندر صاف کی جانب دھکیل دیا جاتا ہے تو اس سے قوت حیات متاثر ہوتی ہے اور پھر یہ سسٹیمک سنگ (Systematic Sting) کی حیثیت اختیار کر کے جسم کے اندر پھیل سیل کے اندر دھس جاتا ہے اور مرض میں مبتلا شخص کی نسلوں کو متاثر کرتا ہے یہ دراصل مریض کے جسم کی اپنی تباہ کاریوں کو جاری رکھتا ہے اپنے کی مل کے اندر ہی یا اثر منتقل کرتا ہے

سوزاک کو دبا دینے سے عموماً پہلی چیز جو ظہور پذیر ہوتی ہے اس سے نہایت نمایاں کنجیکٹائیوائٹس (Conjunctivitis) پیدا ہو جاتی ہے اور ایسا ہوتا ہے عموماً سوزش پیدا کرنے والا مادہ خون میں داخل ہو جاتا ہے۔ یہ سوزش نرم بافتوں میں [illegible] جس تبدیلی پیدا کر دیتی۔ حقیقت میں [illegible] ہلاکت خیز ہے۔ کچھ [illegible]

فعال دب جاتے ہیں اور برائمری گلینڈز کوچ جاتے ہیں۔

یہ وہ علامات ہیں جو سوزاک سے مرض کے دب جانے کے بعد نمودار ہوتی ہیں۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ پورا جسم اس بیماری کے شکنجے میں آچکا ہے اور اس کی تباہ کن گرفت میں آچکا ہے۔ اگر اسہالی سوزاک کا ہومیو پیتھک طریقہ سے علاج کر دیا جائے تو جسمانی نگاڑ کی حالتیں پیدا نہیں ہوتیں اور اگر ہوں بھی تو بہت معمولی۔

سوزاک کے زہر یا سائیکوسس کے زہر کو مریض جوں کا توں آگے منتقل کر دیتا ہے۔ کہ خالص سوزاک ہے تو اسی صورت میں آگے منتقل ہوگا لیکن اگر یہ دوسری شکل پر پیش کیا ہوا یہ حالت ہوگا جیسی شکل کے ختم ہو جانے کے تین مہینے کے اندر خروج ہو جاتی ہے یا پھر ایک سال تک لیٹ ہو سکتی ہے۔

سائیکوسس کی دوسرے اندر تیسرے درجے کی علامات ہومیو پیتھک طریقہ علاج سے مکمل طور پر ختم کیا جا سکتی ہیں۔

سائیکوسس کے دوسرے درجے میں خواہ کوئی بھی بیماری پیدا ہو یہ کسی نہ کسی نوعیت کی سوزش ضرور پیدا کرتی ہے یا شدید۔ کم درجے کی شدید یا اگر تک ہو سکتی ہے اور اس کے نتائج معمولی سے لیکر انتہائی خطرناک ہو سکتے ہیں۔

ہمیں کئی کیسز دیکھنے میں آتے ہیں کہ ایک مکمل صحت مند لڑکی شادی کے فوراً بعد کمزور ہونے لگتی ہے اور جب حاملہ ہو جاتی ہے اور شدید بیمار ہو جاتی ہے اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ سائیکوسس کی سیکنڈری علامات اور اخفائے تولید کی سیکس میسرین کو متاثر کرتی ہیں۔ اکثر نوعمر ایک معصوم جاہلیں اس سے متاثر ہوتا ہے۔ مثلاً لڑکی میں سسٹ کی پیدائش یا پھر فیلوپین ٹیوب میں سوزش ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ ان میں ایسا پیدا ہو جاتا ہے جو اس کے جسم کے ہر حصے کو متاثر کرتا ہے۔ جس [illegible] آہستہ آہستہ اس کے پورے نظام کو متاثر کر دیتا ہے۔ [illegible] اور مریضہ کے صفات کی بربادی [illegible] ہو جاتا ہے۔ اس شکایت ایسا اس بچے پیدا ہوتا ہے کہ یہ غدود کے ترشح قوت کو غدد کی نامکمل نشوونما کے باعث ناقص کر دیتا ہے۔

علاوہ ازیں یہ حالت اس کی جھلی یا رحم کے کینسر کی پیش رفت ثابت ہو سکتی ہے یا پھر یہ جاہلیں بانجھ پن پیدا کرنے کی وجہ کئی بیماریوں کا باعث بن سکتی اور یہ تمام علامتیں مریضہ کے جسم

پہلے سے موجود اثر کی بنا پر پیدا ہوتی ہیں۔ سائیکوسس سے متعلق تکالیف کو بہت آہستہ آہستہ آتا ہے۔ سائیکوسس کا مریض بہت تنگی مزاج ہوتا ہے اور شک کی یہ حالت اس حد تک پہنچ جاتی ہے کہ وہ خود پر بھی یقین نہیں رکھتا اور اپنا کام اور اپنی بات پھر نئے سرے سے شروع کرتا ہے اور پھر حیران ہوتا ہے کہ جو کچھ اس نے کہا یا کیا کیا وہ ایسا ہی کرنا یا کہنا چاہتا تھا یا نہیں۔ وہ بات کرتے کرتے پیچھے کی طرف لوٹ جاتا ہے اور پھر نئے سرے سے آغاز کرتا ہے۔ اسے شبہ ہوتا ہے کہ اس کی بات کو سننے والے اس پر یقین نہیں کریں گے یا پھر اس کی باتوں کا غلط مطلب نکالیں گے۔ یہی شک و شبہ جب دوسروں پر کیا جاتا ہے تو اس سے بدترین قسم کا حسد جنم لیتا ہے اور یہ حسد وہ اپنے دوستوں سے کرنے لگتا ہے اور اسے اس بات کا پورا علم ہوتا ہے کہ اس کی بات کبھی نہیں گئی۔ سائیکوسس کا اثر بدترین قسم کا نسلی بگاڑ پیدا کرتا ہے اور اس مرض میں مبتلا شخص اس بنیادی شبہ اور حسد کی بنا پر ہر طرح کا غلط کام کرنے کو تیار ہو سکتا ہے۔ اس کے نتیجے میں بدترین قسم کے ظالمانہ مکار اور چالباز قسم کی دیوانگی پیدا ہو جاتی ہے۔

سائیکوسس کا مریض بہت جلد ناراض ہو جاتا ہے اور غصہ میں آ جاتا ہے۔ وہ کئی باتوں میں غیر حاضر دماغی کا مظاہرہ کرتا ہے اور صحیح الفاظ منتخب کرنے میں دقت محسوس کرتا ہے۔ وہ تحریر جو اس نے خود لکھی ہو وہ جتنی بار اس پر نظر ڈالتا ہے تو اسے اپنے لکھے ہوئے الفاظ عجیب نظر آتے ہیں اور اسے ان الفاظ کے درست نہ ہونے میں شبہ نہیں بلکہ یقین ہو جاتا ہے اس کو تازہ واقعات بھول جاتے ہیں لیکن پرانے واقعات بہت اچھی طرح یاد رہتے ہیں۔ سائیکوسس بھی سفلس کی طرح مریض میں اپنی ذات کی زبردست ناں علامت پیدا کرتا ہے جو کہ اس بیماری کے اخلاقی پہلو کا لازمی حصہ ہوتا ہے۔

سفلس کی طرح یہاں بھی ہمیں بنیادی نظریات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور جب یہ دونوں مرض (سفلس اور سائیکوسس) اکٹھے ہو جائیں تو یہ خصوصیات اور بھی نمایاں ہو جاتی ہیں۔ سفلس کی طرح سائیکوسس میں بھی ذہنی حالت پست ہوتی ہے۔ سائیکوسس کے مریض کو غصے کے دورے پڑتے ہیں اور سفلس بھی ساتھ شامل ہو تو یہ لوگ سرکش اور جلے بھنے رہنے والے لوگوں کی مکمل تصویر ہوتے ہیں جنکی یہ حالت کسی وقت بھی خطرناک صورت اختیار کر سکتی ہے۔ سائیکوسس

Scanned by CamScanner

سفلس کے ساتھ مل کر جرثومِ پیشہ گندی ذہنیت کے لوگ پیدا کرتا ہے خودکشی کی طرف رجحان اور مجرم ہونے لوگ سائیکوٹک یا سفلیٹک ہوتے ہیں یا پھر ان دونوں سٹگمیٹا کا حامل ہوتے ہیں۔

جب بیماری بیرونی طور پر اپنا اظہار کرے۔ جسم سے مادوں کا اخراج ہو رہا ہو۔ مثلاً ناک کا لکورہا یا حیض کا شروع ہونا تو ان دنوں میں مریض اپنی حالت میں بہتری محسوس کرتا ہے وہی حالت میں بھی بہتری ہوتی ہے جب گومڑ یا ریشہ دار مدگوشت نمودار ہوں تو ذہنی حالت بگڑ جاتی ہے اسی طرح پرانے السر اور پرانے پھوڑے پھٹ جانے سے بھی تکلیف بڑھ جاتی ہے سوراک کی بری حالت کے نمودار ہونے سے تکلیف بڑھ جاتی ہے اور تشدد ہو جاتا ہے۔ مارفس اور لیکوریا کے بعد دگر سے واقع ہوتے ہیں۔ یعنی مار مار (مارفس سے) تکلیف میں کمی ہوتی ہے لیکن اسہال۔ کثرت پیشاب اور پسینہ میں کمی نہیں ہوتی۔

تمام بیماریاں سفلس کی بہت کی علامات سے متعلق ہوتی ہیں۔ سر کی چوٹ میں درد سائیکوسس سے متعلق ہوتا ہے۔ یہ درد سر کی اگلی حالت بھی ہو جاتا ہے [illegible] درد میں [illegible] سے صاف ہوتا ہے

اسی طرح رات کے وقت خاص کر آدھی رات کو درد [illegible] سے متعین ہوتا ہے اور اپنے آپ کو حرکت میں رکھنے کی کوشش کرتا ہے جس سے سفلس کی علامات [illegible] سے اسطرح ثابت ہیں کہ یہ رات کو تشدد ہو جاتی ہیں [illegible] سے [illegible] دیتے ہیں

بال گول گول دائروں کی شکل میں [illegible] ہیں کے بال بھی گر جاتے ہیں۔ سائیکوسس میں سر پسینہ آتا ہے لیکن ایسے سفلس کی مدار پیشانی میں ہوتی ہیں۔

سائیکوسس سے کبھی حالص زخم پیدا نہیں ہوتے [illegible] کے برعکس ان کے نتیجے میں ہاتھوں کی غیر ضروری نمود ہوتی اور ہاتھیں تباہ نہیں ہوتیں۔ بہت سے گومڑ اور اسقرح کے دوسرے مدگوشت پیدا ہوتے ہیں اور یہ سائیکوسس کی بجائے [illegible] منفرد سائیکوسس کی وجہ سے ہو سکتے ہیں۔

جوڑوں کے درد کی وجہ سے آنکھوں کی تکالیف سورا اور سائیکوسس کے ملاپ سے پیدا ہوتی [illegible]

Scanned by CamScanner

ہیں جو مچھلی کی جسم حرکت ہوتی ہے، ناک میں جانے والے (Smelling) اکثر سلسلک یا سائیکوٹک ہوتے ہیں۔ سائیکوسس میں ناک میں جانے والے زیادہ تر بیمار دیکھے جاتے ہیں لیکن ان کی ناک میں رکاوٹ یا بھرا پن نہیں ہوتا۔ ناک میں سے بہنے والا مادہ پتلا اور مقدار میں کم ہوتا ہے اور اس میں سے مچھلی کے پانی کی بو آتی ہے۔

مچھلی کی سی بو سائیکوٹک مریض کی مخصوص علامت ہے۔ یہ بو تمام اوقات میں آسکتی ہے لیکن عام طور پر تولیدی مادوں کے اخراج سے آتی ہے۔ سائیکوٹک عورتوں کے اخراج نسبتی کے مردوں کے اخراج کی طرح سریا سری مائل ہوتے ہیں۔

ناک کا بند ہونا سے اور اس کی وجہ ناک کی جھلی کا موٹا ہونا ہے۔ ناک کی اندرونی بیماری حالت میں سوائے شدید زکام کے ناک میں سے اخراج بہت کم ہوتا ہے لیکن ناک میں سے کم اخراج بھی ہو تو تکلیف دہ ہو جاتی ہے۔

بے شعور (Unconscious) کی تمام حاسیں جن کو عام علاج سے شفا کرنا نہایت مشکل ہوتا ہے لیکن اگر ہمیں معلوم ہو جائے کہ یہ حس سے متعلق ہیں یا بے شعور سائیکوسس سے تعلق رکھتی ہیں، پھر اکثر سورکار ملک بھی مالک و نوں کو کھلا حال ہوتا ہے۔ اچھے ہو جاتے ہیں اور سائیکوسس کا شکار ہوتے ہیں۔

سائیکوٹک [illegible] ہے اگر ان کو [illegible] کی کوشش کی جائے تو یہ [illegible] ہوتے ہیں اور ان میں بھوک لگنے کی طرح کی بھوک محسوس ہوتی ہے۔

سائیکوسس [illegible] کی حالت [illegible] جاتا ہے۔ [illegible] ان کے [illegible] ہوتے ہیں۔ [illegible]

ہے بھی اور دل کی دیگر علامات ظاہر نہیں ہوتیں مگر وہ اچانک بغیر حملہ کے اس کے جاتے ہیں

اگر دل میں درد ہو رہا ہو اور دم گھٹ رہا ہو تو اس حالت میں معمولی ورزش یا حرکت سے ٹھیک ہو جاتا ہے۔ سائیکو سس کے مریضوں میں دل کی تکلیف ہو تو اکثر دم گھٹتا ہے اور جب دل کی تکلیف ریاضی نوعیت کی ہو تو پھر شدید قسم کا درد ہوتا ہے اور یہ درد بھی حرکت کرنے سے شدید تر ہو جاتا ہے ان مریضوں کی نبض نرم اور آہستہ آہستہ چلنے والی ہوتی ہے اور اس نبض کو آسانی سے دبایا جا سکتا ہے دل کے دائمی درد کے مریض عضلات کے اعتبار سے پٹھے ہو جاتے ہیں اور ان کی حالت عرصہ دراز تک درست نہ ہو تو ان میں طاقت نہیں رہتی۔ عموماً یہ لوگ دبلے اور پتلے ہوئے جسم کے مالک ہوتے ہیں۔ ان کا مزاج بادم گھٹنے کی وجہ بن جاتا ہے

گلے کے عدد تورم (Cyanosis) اکثر چہرے کی رنگت نیلگوں ہو جاتی ہے اور گلے کے غدودوں کا سوجنا، وریدوں میں خون کی گردش رک جانا ہے۔ گلے کے عدد کا بھول جانا تکلیف نہیں دیتا استثناء بالعکس (Anaesthesia) کے بڑھنے سے پہلے کی موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں، اور موت کی وجہ سانس [illegible] ان حالتوں میں اعصابی دل حملہ کرتے ہیں اور [illegible]

مرگی امراض پر شدید اثر [illegible] سے مرگی ہو جاتا ہے سائیکو سس کے مریضوں کو خوشگوار [illegible] کھانا چاہیے اور ان کے لئے بہتر ہے کہ وہ بادام [illegible] (Nuts) [illegible] دم گھٹنے کے [illegible] کو تسکین بخش نہیں سکتے [illegible] رکھتے ہیں اور چونکہ دل [illegible] کی غذا اور [illegible] ترکیب [illegible] (Blood) [illegible] کی نسبت کم تکلیف پیدا کرتی ہے [illegible] کھانے کے بعد [illegible] ہے اور بعد کے لئے یا دوسرے تکلیف دہ کی کرتی ہے۔

اگر کسی کا دانہ یعنی [illegible] یا پھیپھڑوں کی [illegible] ہو تو [illegible]

Scanned by CamScanner

تکلیف کرتی رہتی ہیں۔ کبھی کبھی اسہال کی شکایت بھی ہو جاتی ہے۔ لیکن ان سے پہلے ہمیشہ قبض کا دور ہوتا ہے اور یہ دور بہت شدید ہوتا ہے۔ بالخاصہ تیسری اور آخر سے دم توڑتا ہوتا ہے۔ ریم (Rheum) کیموملا (Camo) بیگنیشیم (Mag) ہیلیبور (Helleb) کے قولنج اور پاخانے سے ساتھ ہوتے ہیں۔ قولنج رفع کرورد ہو جاتا ہے تمام قسم کے بادلوں اور انتڑیوں کی تکلیفیں جو سائیکوسس کی وجہ سے ہوں ان کی شکایت تمام علامت کی بگڑتی (Worse) ہے۔ جو یہ علامات اسہال کی جلد بازی (Hastiness) کی یا کوئی اور ابھاتی تکلیف جو ان تمام علامات کے ساتھ جڑواں ضرور موجود ہوتا ہے

سائیکوٹک بچے میں سے کھٹی بو آتی ہے حتی کہ ماں سے بھی کھٹی بو آتی ہے۔ وہ مسلسل رفع حاجت ہے اور یہ بھی چاہتا ہے کہ اسے اٹھا کر پھرا جائے۔ اس کی پیٹ کی تکلیف پیٹ کے مل لٹانے اور دبانے سے کم ہوتی ہیں۔ ڈلکارا ایسی خصوصیت کے ساتھ سائیکوٹک دوا ہے کہ اسہال کھٹی بو دے اور مل سیاہ کہنے دے ہوتے ہیں۔ حوائج اور حبس پیدا کرے وہ اسہار دستوں میں سے بھی کے پانی کی سی مدد آتی ہے۔ پیشاب کی مالی میں بہت سی تکلیفیں ہوتی ہیں جواب کرے رستہ دست ہوتی ہے۔ بچے کو دورے ہلاتے ہیں۔ یہ تکلیف پیشاب کی ماں کی تشنجی سکڑن سے پیدا ہوتی ہے۔ پیشاب کی بہت سی تکلیفیں اکٹھی ہو جاتی ہیں۔ سٹور سفلس اور سائیکوسس اکٹھی ہو جاتی ہیں اور ان میں زیادہ تر سفلس اور سائیکوسس کے ملاپ کی وجہ سے تکلیفیں پیدا ہوتی ہیں۔

دماغی بخار کے بعض مریض شروع دن میں بھی مبتلا ہوتے ہیں لیکن اگر سائیکوسس کا اثر بھی موجود ہو تو حالت بہت خطرناک ہو جاتی ہے۔ برٹش ڈیزیز Brain Disease میں جس طرح کہ [illegible] بعض دفعہ [illegible] بعض مریضوں پر بعض طور پر سائیکوٹک اثر نمایاں ہوتا ہے۔

[illegible] سے متعلق علامات میں مثلاً تشنج، گھگھی، سکاف اور ہاتھ [illegible] سائیکوٹک شکل میں ظاہر ہوتے ہیں۔ حالیں شدید صورت اختیار کرتی ہیں۔ [illegible] سے متعلق علامات ظاہر ہوتے ہیں کیونکہ تب ان کی علت کا سائیکوٹک کے ساتھ ملاپ کیسر کے اثرات کو ختم دیتا ہے۔

برسٹ عدد کی حاصل شدہ سائیکوٹک حالتوں میں بھی تیسوں سٹیکیٹا کا ملاپ ہوتا ہے۔

Scanned by CamScanner

عورتوں کے جسم میں سائیکونک تکلیفوں کی عام جگہ پیلوک میں واقع اعضاء ہیں۔ پیلوک کی سورسس مثلاً سیضہ دانیوں (Ovaries) کی سوجن یا فیلوپین ٹیوب کی سوزش وغیرہ دراصل ماہ کے جسم میں پیلوک کی تمام سورسس سے متعلقہ بیماریاں سائیکوسس سے متعلقہ ہوتی ہیں۔ یہ اثر ہو نہ ہو ہم حتمی تک کہہ سکتا ہے جس کے نتیجے میں عام پیری ٹونائٹ (Peritonitis) اور سیلولائٹس (Cellulitis) پیدا ہو سکتے ہیں۔ اندرونی اعضاء کا سائیکوسس سے براہ راست تعلق ہے۔ پیٹ میں سائیکوسس کی تکلیف کو سمجھنے کے لئے قولنج، تشنج اور کینسر کے دردوں کو ذہن میں رکھیں۔ تو دراصل دردوں کا اخراج جو حلقہ پر حل پیدا کرتا ہے جسم سے خارج ہونے والے مادوں میں مانع جھلی کی سوزش یا سوکرس سیرین کی شکل صفحہ دی (Carcinoma) جیسی

(Abdominal Region) میں سائیکوسس کی تکالیف اور اخراجی مادوں کو عام طور پر پایا جاتا ہے۔ لیکن ان دردوں کے طریقوں کے پیچھے میں یہ سنگینی کی درجہ بندی شکل میں سامنے آتی ہے۔ ان طریقوں کے بارے سے سماجی کی ماہ کس سطح پر ہوتا ہے اور اکثر بڑی حد تک (Emergency) کی صورت اختیار کرتی ہے۔ اس کے جسمی حصوں کی تکلیفوں میں دیکھنے کو ملتے ہے اور [illegible] کو [illegible] سے متعلق ہے کہ اگر کسی مریض کو تکلیف سے بچانا [illegible] صورت کے [illegible] کے [illegible] کے [illegible] ہوتا ہے۔

سائیکوسس [illegible] سے [illegible] تکالیف [illegible] ہوتا ہے [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible]

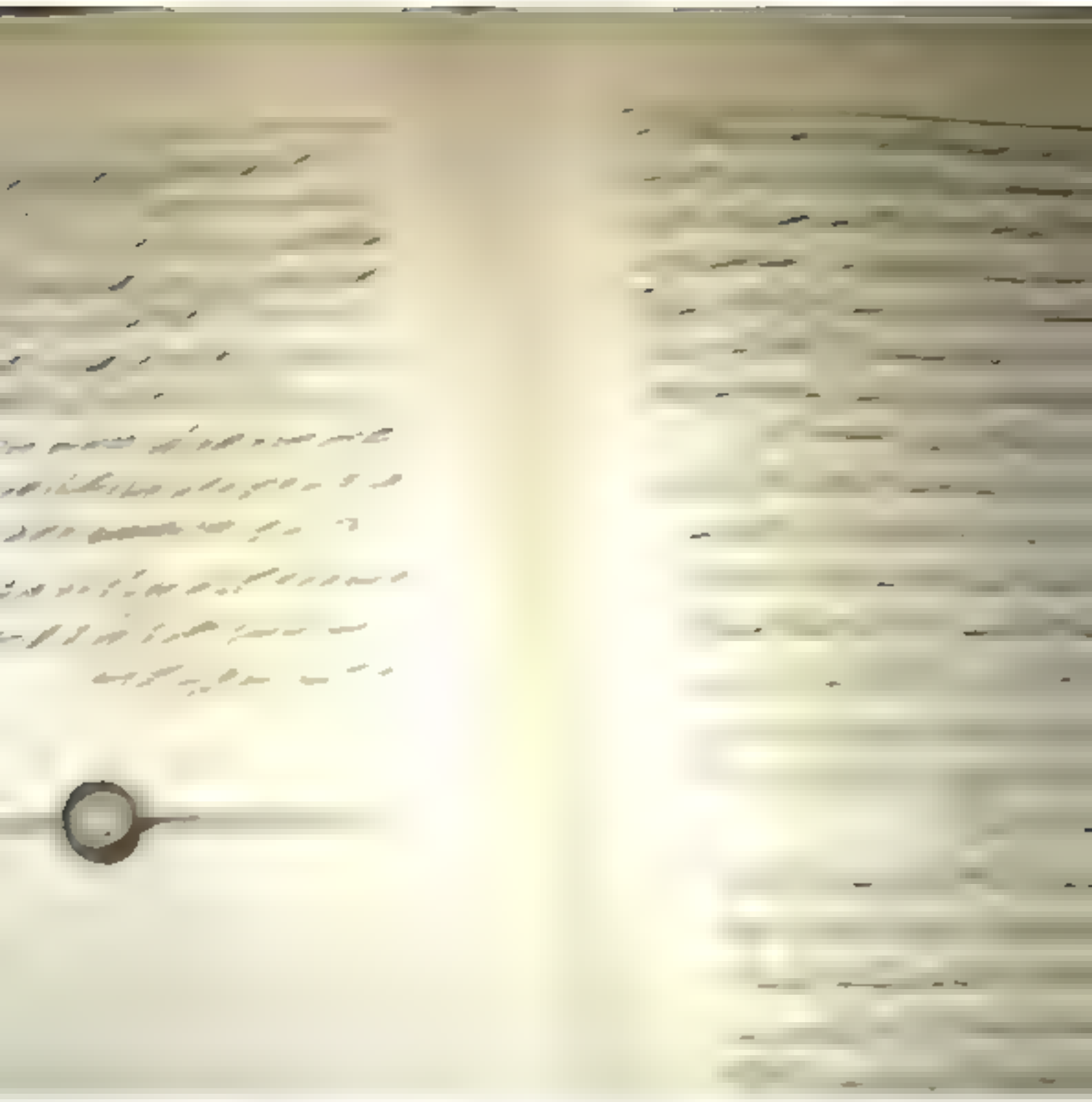

Scanned by CamScanner

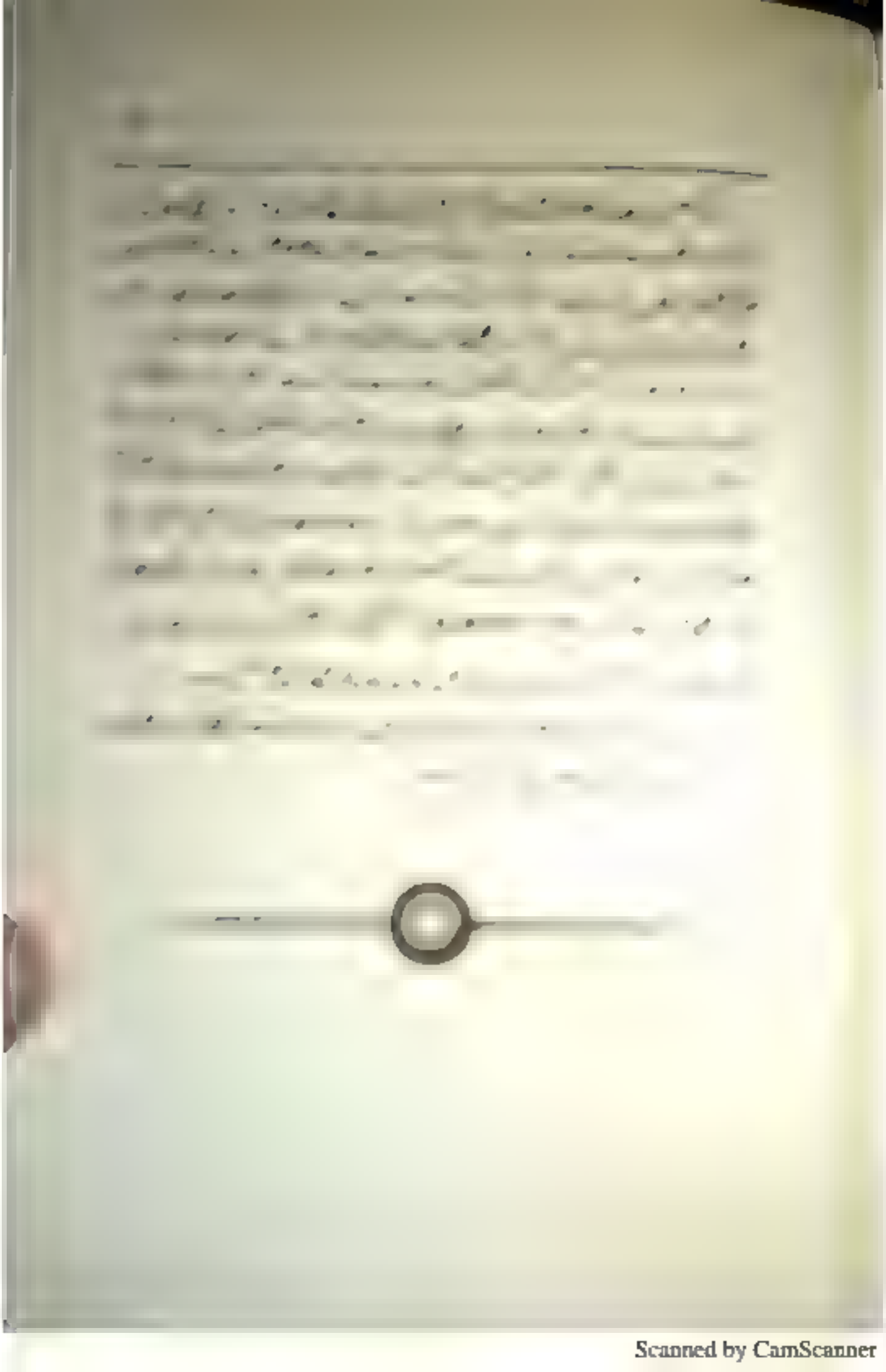

Scanned by CamScanner

عورتوں کے جسم میں سائیکوٹک تکلیفوں کی عام جگہ پیلوک میں واقع اعضاء ہیں۔ پیلوک کی سوزش مثلاً بیضہ دانیوں (ovaries) کی سوجن یا فیلوپین ٹیوبز کی سوزش وغیرہ دراصل ماں کے جسم میں پیلوک کی تمام سوزش سے متعلقہ بیماریاں سائیکوسس سے متعلقہ ہوتی ہیں۔ یہ اثر پیری ٹونیم جھلی تک پہنچ سکتا ہے جس کے نتیجے میں عام پیری ٹونائیٹ (Peritonitis) اور سیلولائٹس (Cellulitis) پیدا ہو سکتے ہیں۔ اپینڈے سائٹس کا سائیکوسس سے بڑا راست تعلق ہے۔ پیٹ میں سائیکوسس کی تکلیف کو پہچاننے کے لئے قولنج، قشنج اور اکثر کے دوروں کو ذہن میں رکھیں۔ بُودار مادوں کا اخراج جو جلد پر جلن پیدا کرتا ہے۔ جسم سے خارج ہونے والے مادوں میں ہاضمی پھلی کی سی بُو اور میوکس ممبرین کی شکل پھپھوندی (Monilia) جیسی

(ایڈیشنل) میڈیکل پریکٹس میں سائیکوٹک کی تکالیف اور اخراجی مادوں کو عام طور پر دبا دیا جاتا ہے۔ لیکن ان دبا دینے والے طریقوں کے نتیجے میں یہ سنگینی اور طاقتور شکل میں اپنا اظہار کرتی ہے۔ ان طریقوں کے اپنانے سے بیماری کی تباہ کن نشوونما تیز ہو جاتی ہے اور اکثر بڑی جلدی خطرناک (Malignancy) صورت اختیار کر لیتی ہے۔ ایسا اکثر جنسی اعضاء کی تکلیفوں میں دیکھنے کو ملتا ہے اور جس کا آخری حل سرجری کو تصور کیا جاتا ہے۔ فرٹیلیشن آپریشن کے بعد یہ سمجھتا ہے کہ اس نے مریض کو تکلیف سے بچا لیا۔ لیکن مرض انتہائی خطرناک صورت میں نمودار ہو کر مریض کو موت کے منہ میں دھکیل دیتا ہے۔ جب اسطرح کی صورتیں نمودار ہوتی ہیں بلاشبہ یہ سائیکوسس ہوتی ہے۔ اکثر اوقات زخمی ہو جانے کے بعد بھی اس قسم کی علامات نمودار ہوا کرتی ہیں۔

سائیکوسس اپنی کرانک شکل میں سوزاک کے زہر کو آگے منتقل کرتی رہتی ہے اور اسطرح اکثر ریاحی تکالیف پیدا ہو جاتی ہیں۔ جوڑوں میں پھاڑنے والا درد پیدا ہو جاتا ہے جو آرام کی حالت میں شدید ہو جاتا ہے اور سرد اور نم دار موسم میں بھی بڑھ جاتا ہے۔ اس درد میں حرکت سے اور کھینچنے سے کمی ہوتی ہے خشک موسم تکلیف میں کمی کرتا ہے، چھوٹے جوڑوں میں درد ہوتا ہے اور ان جگہوں پر ورم بیتیں اور دوسرے مادے اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ جوڑ اکڑ جاتے ہیں۔ درد کرتے ہیں اور لنگڑا پن ہو جاتا ہے۔ یہ تمام خصوصیات سائیکوسس کی اہم علامات ہیں۔ جوڑوں کی ایسی تکالیف جہاں چونے کا نمک اکٹھا ہو جاتا ہے اسطرح گھٹیا میں ہوتا ہے۔ نقرس کی حالتیں سائیکوسس سے تعلق رکھتی ہیں۔

Scanned by CamScanner

سائیکوسس کی جلدی حالتوں میں بیرونی جسم غیر ضروری نشوونما اور زائد مادے اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ ناخن لکیردار کھردرے اور موٹے ہوتے ہیں۔ تل اور گومڑ اور مسے اس کے علاوہ صحت مند رنگ کے نشانات اور جلد کا غیر فطری طور پر پڑا ہو جانا سائیکوسس کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس بیماری کی جلدی اضافہ دائروں کی صورت میں نمودار ہوتے ہیں اور اس میں چھلکے اترنے والی چنبل ہوتی ہے۔ سورائے سس (PSORIASIS) جو کہ تینوں سنگیٹا کے ملاپ سے پیدا ہوتا ہے۔ اس میں سورا اور سائیکوسس زیادہ نمایاں ہوتے ہیں۔ مچھلی کی طرح جسم پر چھلکے پیدا ہونا بھی تینوں سنگیٹا کے مشترکہ عمل سے ہوتا ہے جس میں سورا کی خشکی۔ سائیکوسس کی دافر نشوونما (بدگوشت) اور کھردری موٹی جلد اور مغلس کے چھلکے نمایاں ہوتے ہیں، جلدی آبلوں (HERPES ZOSTER) کی بنیاد بھی سائیکوسس ہے۔ جلد کی خطرناک حالتیں سائیکوٹک اثر کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ ناقابل بیان حد تک بڑھ جاتی ہیں۔ حجام کی خارش (BARBERS ITCH) سائیکوٹک مریضوں میں بہت جلد پیدا ہو جاتی ہے جبکہ سائیکوسس کی عدم موجودگی میں شاذ و نادر ہی پیدا ہوتی ہے۔

ہم نے آپریشن کے کئی مریضوں میں ٹانگوں میں پھوڑے پیدا ہوتے دیکھے ہیں یہ پھوڑے سائیکوسس کے اثر کے بغیر پیدا نہیں ہوتے۔

Scanned by CamScanner

باب ۳۰

سائیکوسس کے تعمیری اثرات

جب ہم سائیکوٹک میٹریل کا تجزیہ عناصر کے ایٹمی وزن کی ترتیب کے لحاظ سے کرتے ہیں تو ہمیں علامات کا ایک ابتدائی نیا گروپ ملتا ہے۔ ہم نے میٹابولک سسٹم میٹالوجی (Symptomatology) کے خلاصے میں یہ بیان کیا تھا کہ سوراب سے زیادہ فعلی علامات پیدا سفلس اپنا اثر ہڈیوں، زخموں اور ہاتھوں کی تباہی سے دکھاتی ہے، حتیٰ کہ ہڈی دار، قشر کو بھی سفلس تباہ کر دیتی ہے جبکہ سائیکوسس کا اظہار اس سے بالکل مختلف ہوتا ہے۔ یہ جبلی مادیات کو باہر نکالتی ہے اور جسم میں زائد ہاتھیں پیدا کرتی ہے۔

لہٰذا ہم دیکھتے ہیں کہ سائیکوٹک سنگما جسم کی ساخت میں تکلیف پیدا کر دیتی ہے جو کہ سورک تکلیف کے بالکل مخالف ہے اس سے ہمارے نظریے کو پختگی ملتی ہے جیسا کہ سورا کے مریض۔ سورج، ہوا، پانی اور غذا سے ضروری مادوں کے انجذاب کے ناقابل ہوتا ہے جب کہ یہ چیزیں نارمل جسم و دماغ کی ساخت کے لئے ضروری ہوتی ہیں۔ دوسری طرف سائیکوسس کا مریض ان چیزوں کے لیے اتنا حساس ہوتا ہے کہ وہ تعمیری مادے جو اسے مہیا ہوتے ہیں ان میں سے یہ جسمانی ضرورت سے زیادہ جذب کر لیتا ہے کہ اس کے نتیجے میں غیر ضروری نشوونما (Overgrowth) ہوتی ہے۔ اور یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ یہ غیر ضروری نشوونما جسم کے لیے خطرناک ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ جسم کے مواد کا ہاتھوں سے نکلنا بھی خطرناک ہے۔ اور یہ دونوں چیزیں سائیکوسس کے اثرات کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ قدرت نے جسم انسانی کے لئے ضروری مادوں کو جس فیاضی سے نوازا ہے مثلاً تازہ ہوا۔ دھوپ، تازہ پھلوں، سبزیوں، مغز (NUTS) اور سمندری تازہ غذا اور گوشت میں جمع کیا ہوا ہے ان میں ان کی قلیل مقدار جسم انسانی

Scanned by CamScanner

کو درکار ہوتی ہے اور صرف تجرباتی عمل کے لئے ان مادوں سے پاک غذا تیار کرنا بہت مشکل ہے ایسی غذا بنانا بہت مشکل ہے جس میں ان ضروری مادوں کی وہ چھوٹی سی مقدار نکال دی جائے جس کی جسم کو ضرورت ہوتی ہے۔ صحت مند جسم غذائی مادوں سے صرف اپنی ضرورت کے مطابق ادرے جذب کرتا ہے۔

میٹریا میڈیکا پر کئے گئے نہایت معیاری کام کے نتیجے میں اہمی سورک ادویات کی لسٹ تیار کی گئی ہے ہم اس لسٹ میں سے صرف منتخب ادویات کی لسٹ دیں گے یعنی صرف ان ادویات کی لسٹ جو ابتدائی کیمیائی تعلق رکھتی ہیں ہم دیکھیں گے کہ تقریباً یہ تمام ادویات جسمانی ساخت میں استعمال ہونے والے عناصر پر مشتمل ہونگی اور اس کی خاص اہمیت یہ ہے کہ ان میں دوسرے نمکیات (Double Salts) والی ادویات زیادہ غالب ہیں۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ ان میں کاربن گروپ تقریباً مکمل طور پر غائب ہے جبکہ کلکیریا کی کثرت ہے پہلے اہمی نمبر رکھنے والے عناصر کے کیمیائی تلاپ سے بننے والی ادویات بھی کافی ہیں، جیسا کہ فلورک ایسڈ۔ نائیٹرک ایسڈ اور مریم میور میں یہ بات بھی دلچسپ ہے کہ جہاں کالی ادویات کی کافی تعداد موجود ہے وہاں کالی کارب موجود نہیں۔ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ جہاں آئیوڈم برومیٹا میور۔ سیپیا میرس۔ مرکری اور پلمبم اس لسٹ میں شامل ہیں۔ ان میں سے پہلے تین نمکیر ادویات میں تبدیل ہوتے ہیں اور ان کے ساتھ نچلی اہمی وزن رکھنے والے عناصر ملے ہوئے ہیں جبکہ آخری دو نمکیر ادویات ہی سائیکوسس کے لئے تحریر ہوتے ہیں۔ سوائے ان حالتوں کے جس میں سفلس بھی ساتھ شامل ہو گیا ہو اور یہ ادویات صرف اسی حالت میں استعمال ہوتی ہیں جبکہ بیماری کی تباہ کاریوں سے بافتیں تباہ ہونے لگیں اور بیماری کی آخری علامات نمودار ہونے لگیں۔ آیئے ان ادویات کا مطالعہ ان کے اہمی وزن کے تعلق کے لحاظ سے کریں۔

الیومینا ۱۲ ۔ امریم میور ۱۶-۷-۱ ۔ ارنیکا مونٹی ۵۱ ۔ آرجنٹم ۴۷ ۔ آرسینک ۲۲ ۔ آرم میور ۱۷۰۷۹ برٹیا میور ۵۹ ۔ ۱۷ ۔ بورکس ۱۱ ۔ ۱۸ ۔ ۵ ۔ ۱ ۔ بسمتھ ۲۲ ۔ برومیم ۳۵ کلکیریا ماس ۲۰ ۔ ۱۵ ۔ بنابیرس ۸۰ ۔ ۱۶ ۔ کلورین ۱۷ ۔ کیرم آیوڈ ۵۲ ۔ ۲۶ ۔ فیرم ماس ۲۶ ۔ ۱۵ ۔ فلورک ایسڈ ۹ ۔ ۱ ۔ گرفائیٹ ۲۶ ۔ ۱۲ ۔ ۶ ہیپر سلف ۲۰ ۔ ۱۶ ۔ کالی بائی ۲۴ ۔ ۱۹ ۔ کالی آیوڈائیڈ ۵۲ ۔ ۱۹ ۔ کالی میور ۱۹ ۔ ۱۷ ۔ کالی سلف ۱۹ ۔ ۱۶ لیتھیم ۲ ۔ مرکری ۸۰ ۔ مرک کار ۸۰ ۔ ۱۷ ۔ مرک آئی ڈر ۸۰ ۵۲ ۲ ۔ ۱ ۔ مرک سال ۸۰ ۔ ۸ ۔ ۷ ۔ نیٹرم میور ۱۷ ۔ ۱۱ ۔ نیٹرم سلف ۱۶ ۔ ۱۱ ۔ نائیٹرک ایسڈ ۸ ۔ ۷ ۔ ۱ ۔ فاسفورس ۱۵ ۔ پلمبم ۸۲ ۔ سلیکا ۱۲ سلفر ۱۶ ۔ یہ کچھ لمبا درست نہیں کہ اوپر بیان کی گئی ادویات اور ان میں کچھ جوڑی اور تہائی جوڑ

Scanned by CamScanner

سے حاصل شدہ ادویات بھی شامل کر دی جائیں تو یہ صرف ادویات سائیکوٹک حالتوں میں ہی استعمال ہو سکیں گی بلکہ یہ حقیقت ہے کہ یہ ادویات دوسری ادویات کی نسبت سائیکوٹک حالتوں کے لئے زیادہ خصوصیات رکھتی ہیں۔ یہ تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ تمام نباتاتی ادویات میں تعمیری مادے پائے جاتے ہیں اور یہ تعمیری مادے مختلف مرکبات کی صورت میں پودوں کی ہر نوع کے اندر پائے جاتے ہیں، اسی طرح حیوانی ذرائع سے حاصل شدہ ادویات اسلئے فائدہ مند ہیں کہ ان کے اندر موجود مادے جانوروں نے غذا کی مادوں کی مدد سے تعمیر کئے ہوتے ہیں اور انہضامی عمل سے تعمیر شدہ مادوں پر ہی ان کی قوت کا انحصار ہوتا ہے۔

زیر غور ادویات کے ساتھ ان مادوں کے تعلق سے معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ تر ان مادوں کے ساتھ کلورین (۱۷) ملی ہوئی ہوتی ہے جبکہ اس قسم کے ملاپ میں دوسرے مادے کم ہیں۔ اس کے علاوہ برومین (۳۵) اور آرجنیم (۱۸) کے درمیان ایک علاقہ ہے۔ ایٹمی وزن کے لحاظ سے اس میں مندرجہ ذیل عناصر واقع ہیں۔ کرپٹان (۳۶) روبیڈیم (۳۷) سٹرونشیم (۳۸) یٹیریم (۳۹) زرکونیم (۴۰) کولمبیم (۴۱) اور مولیبڈینم (۴۲) ان ڈیٹرمنڈ (۴۳) اتھینیم (۴۴) روڈیم (۴۵) پلڈیم (۴۶)۔ ان عناصر میں سے صرف سٹرونشیم اور یلاڈیم کی پروونگ ہو چکی ہے اور یہ دونوں عناصر سائیکوٹک حالتوں میں فائدہ مند ثابت ہوئے ہیں، لیکن سٹرونشیم قدرتی طور پر کیلشیم کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور ہومیوپیتھی میں اس کا سب سے قوی اثر ای لائن میں حاصل ہوتا ہے۔ پلاڈیم اور ریھوڈیم (رھوڈیم کی بھی کسی حد تک Provings) دونوں پروونگ ہوئی ہے) یہ دونوں قدرتی حالت میں پلاٹینیم کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ رھوڈیم کا ایٹمی نمبر بہت زیادہ ہے۔ اسلئے اس کا تعلق تباہ کن عناصر کے گروہ سے بھی ہے لیکن کیڈمیم (۴۸) ایسا عنصر ہے جسے اینٹی سائیکوٹک گروپ کی دوا تصور کیا جا سکتا ہے۔ خاص طور پر بیماری کے پیدا شدہ اثرات کے لئے۔

عناصر میں سے کچھ جو تعمیری گروپ میں آتے ہیں لیکن جن کے فعل کو تعمیری نہیں سمجھا گیا ہے کیونکہ یہ عناصر دودھ میں پائے جاتے ہیں اور ان کی موجودگی سپیکٹوگرافی spectographic کی مدد سے معلوم کی گئی ہے۔ یہ عناصر مندرجہ ذیل ہیں۔

یٹیریم (۵۶) بوروں (۵) یتھیم (۴) روبیڈیم (۳۷) سٹرونشیم (۳۸) ٹی ٹینیم (۲۲) زنک (۳۰)۔ اس کے علاوہ کچھ محققین نے دودھ میں مندرجہ ذیل عناصر بھی دریافت کئے ہیں۔

Scanned by CamScanner

اگرچہ ان کی مقدار نہایت قلیل ہوتی ہے۔

البومیسیم (۱۲) کرومیئم (۲۴) لیڈ (۸۲) سیلی کون (۱۴) ٹن (۵۰) وینڈیم (۲۳) بسمتھ (۲۵) یہ تمام الگ الگ عناصر دودھ میں نہایت خفیف مقدار میں پائے جاتے ہیں لیکن ان کے تعمیری افعال کے بارے میں کچھ نہیں کہا گیا۔

ان عناصر کی دریافت اس لحاظ سے فائدہ مند ہے کہ ان کی دریافت سے ہمیں ایسے عناصر کے افعال کے بارے علم ہوا ہے جو اس پہلے تعمیری عناصر کی لسٹ میں موجود نہ تھے۔ مثلاً بسمتھ اور لیڈ۔ ان میں سے لیڈ (۸۲) ایسا عنصر ہے جس کا ایٹمی وزن بہت زیادہ ہے لہٰذا تعمیری عناصر کی لسٹ میں شامل نہیں کیا جا سکتا۔

لیکن غذا میں ان کی موجودگی، اس کا تعلق جسم کے طبعی افعال سے ظاہر کرتی ہے اور ہمیں یہ سوچنے پر مجبور کرتی ہے کہ کتنے اور کیسے ایٹمی وزن رکھنے والے عناصر غذائی افعال میں کیسے شامل ہیں؟ کیونکہ اوپر بیان کیے گئے نظریے کے مطابق اتنا اور کیسا ایٹمی وزن رکھنے والے عناصر تعمیری ہوتے۔ لیکن غذائی مادوں میں ان کی موجودگی ذہن میں سوال پیدا کرتی ہے کہ یا تو تحقیق کا کام نامکمل ہے ابھی۔ یا پھر ہمارا موجودہ علم اتنا ناقص ہے جس کی وجہ سے ہم اپنے نظریے کی بنیاد پر اس قسم کے عناصر کی موجودگی کا جواز پیش نہیں کر سکے۔

Scanned by CamScanner

باب ۳۱

بیماریوں کی گروپ بندی کا خلاصہ

آیئے تمام سنگمیٹا کا خلاصہ پیش کریں اور یہ بات یاد رکھتے ہوئے کہ کس طرح یہ تمام سنگمیٹا اجتماعی طور پر بھی ہمیں اپنے مریضوں میں دیکھنے کو ملیں گی۔ لیکن ان کے اس اجتماعی گروپ میں ایک سنگما باقی سنگمیٹا پر غالب نظر آئیگی۔ تمام سنگمیٹا اپنی اپنی جداگانہ خصوصیات رکھتی ہیں مثلاً سورا کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اپنا اظہار افعالی علامات میں کرتی ہے (یا جسم کے افعال کو متاثر کرتی ہے) سفلس کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ ورم یا السر پیدا کرتی ہے اور سائیکوسس کی خصوصیت یہ کہ وہ جسم سے مائعات خارج کرتی ہے اور ان مادوں کو جسم کی دوسری جگہوں پر اکٹھا کر دیتی ہے یعنی اسکا نظریہ (Dyscrasia and Adenopathy) ہے۔

جب سفلس کو دبا دیا جائے تو سفلسی سنگما اپنا اثر دماغ کی جھلیوں (Meninges) پر کر دیتی ہے یہ گلے ہوئے ہڈی کے ٹکڑے (Sequestrum) اور آواز صورت کو متاثر کرتی ہے۔ اسی طرح آنکھوں، ہڈیوں اور جوڑوں کو بھی متاثر کرتی ہے۔

سورا اپنا اثر دسیع پیمانے پر نظام اعصاب پر کرتا ہے اور اعصاب کے مراکز متاثر کرتا ہے۔ اس طرح جسمانی افعال متاثر ہوتے ہیں۔ ان تکالیف میں کمی (د) جسم پر نکلنے والے (دانے، ابھار، وغیرہ) سے ہوتی ہے۔

سائیکوسس اندرونی اعضاء پر اثر کرتی ہے۔ خاص طور پر پیلوک (کولہے) اعضاء اور جنسی اعضاء متاثر ہوتے ہیں۔ اس سنگما میں بدترین جسم کی سوزش بافتوں سے ردی قسم کا اخراج اور اور پھوڑے پیدا ہونا، بدگوشت سست اور اعضا کا بگڑ جانا وغیرہ۔ حالتیں پائی جاتی ہیں۔ اور جب سائیکوسس کو دواؤں کے اثر سے دبا دیا جائے تو یہ جسمانی نظام کے اندر گھس کر مریض کے اندر کردار کی بڑائیاں پیدا کرتا ہے مثلاً بے ایمانی اخلاق پستی اور پاگل پن (Mania) ۔ وہ مریض جو ان امراض میں مبتلا ہوں، ان کا علاج کرنے

کے لئے ان بیماریوں کی درجہ بندی نہایت اہم ہے کیونکہ اس گروہ بندی کی بنیاد پر دوائے بالمثل کا انتخاب دواؤں کے اس گروپ سے کرنا آسان ہوتا ہے جس میں اجتماع کی سب سے نمایاں سنگما موجود ہو۔ اور اس نمایاں سنگما کے پیش نظر اس کو علامات کے مجموعے میں فوقیت دینا چاہیئے۔ اس سے اس سے دوائے بالمثل کا انتخاب آسان ہوجاتا ہے۔ یعنی وہ دوا جو اس مخصوص کیس کے لئے استعمال ہوگی اور اسی کیس کی نشوونما کی حالتوں میں بھی استعمال ہوگی۔

جب بھی ہم کسی ایسے کیس سے نمٹ رہے ہوں جس میں یہ تمام سنگمیٹا اکٹھی حملہ آور ہوئی ہوں تو ہمیشہ ایسے کیسز میں ایک سنگمیٹا دوسری سنگمیٹا سے زیادہ نمایاں ہوگی اور اسی نمایاں سنگما کا علاج سب سے پہلے ضروری ہے۔ جب اس سنگما کا سدباب ہوجائے تو پھر اس کے بعد کی نمایاں سنگما کی طرف توجہ دینی چاہیئے اور یہ سلسلہ اسی طرح جاری رکھا جائے حتیٰ کہ مریض وراثت کے ان نسلی لگاڑوں سے نجات حاصل کرلے۔

Scanned by CamScanner

باب ۳۲

بغیر نالی کے غدودوں (اینڈوکرائن گلینڈز) فعل کے

میدان میں ہومیوپیتھک طریقۂ علاج!

دورِ جدید کے فزیالوجیسٹس (Physiologists) کا نظریہ ہے کہ انسان کی بہت سی بیماریوں کا سبب بغیر نالی کے غدودوں کے فعل میں نقص اور تعطل ہے یعنی نشوونما سے متعلق زیادہ تر مسائل انسان ضرورت سے زیادہ اور ضرورت سے کم نشوونما سے متعلق ہیں۔ ہر بچے کا اپنے ماحول کے مطابق نہ ڈھل سکنا اور بڑے لوگوں کا اپنے عزیزوں اور اپنے مسائل کے ساتھ مطابقت نہ رکھنا۔ ان سب باتوں کا کسی نہ کسی حد تک اینڈوکرائن گلینڈز کے فعل میں عدم توازن سے تعلق ہے۔ دورِ جدید کے ہر ہومیو طلباء نے بھی ہانیمن کے نظریات کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنانا سیکھ لیا ہوگا مگر اس کے باوجود اینڈوکرائن گلینڈز کے ماہرین کی دریافتیں ہانیمن کے فرمودات کے بہت قریب ہیں۔ جیسا کہ انسان جسم ذہن اور روح کا مجموعہ ہے، اور یہ تینوں ایک دوسرے کے ساتھ بہت مربوط اور ہم آہنگ ہیں مگر اس کے ساتھ ہی بغیر کسی رکاوٹ کے اپنا آزادانہ فعل بھی انجام دیتے ہیں اور اس فعل میں اس وقت تک کوئی بگاڑ پیدا نہیں ہوتا جب تک وائٹل فورس (قوت حیات)، یا روح یا ڈائنمس توازن میں رہتی ہے، لیکن جس توازن میں (ان تینوں میں سے کسی ایک رکن کے فعل میں گڑبڑ کی وجہ سے عدم توازن پیدا ہو جائے تو پورا جسم کم و بیش اس بگاڑ سے متاثر ہوتا ہے۔

بغیر نالی کے کچھ غدودوں کا فعل یہ ہے کہ وہ نہایت قلیل مقدار میں مخصوص قسم کے مادوں یا رطوبتوں کا اخراج کرتے ہیں اور یہ خارج شدہ رطوبتیں جسمانی نظام میں داخل ہو جاتی ہیں۔ یہ رطوبتیں جسم کی صحت اور زندگی کے لیے نہایت اہم رول ادا کرتی ہیں۔ بعض اوقات ان غدودوں

Scanned by CamScanner

کی رطوبتیں اس قدر قلیل المقدار ہوتی ہیں کہ ان کی مقدار ہومیوپیتھک پوٹینسیوں (Dilutions) کی مقدار کے برابر ہوتی ہے۔

ہومیوپیتھک قلیل المقدار دوا کے استعمال کے نظریہ کے مطابق اینڈوکرائن گلینڈز کی قلیل المقدار رطوبتوں کا جسم کی صحت کو برقرار رکھنا ہومیوپیتھک نظریہ کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے اور یہ بات آسانی سے سمجھ آجاتی ہے کہ ان غدودوں کے فعل کی اصلاح کیلئے ہومیوپیتھک دوا کی کیا اہمیت ہے اور ان کے فعل کو توازن میں لانے کیلئے کس طرح اہم رول ادا کر سکتی ہے۔

اس وسیع موضوع کو سمجھنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ آگسٹ اے وارنر۔ ایم ڈی۔ ایف اے سی۔ پی کی کتاب "اینڈوکرائنولوجی" (ENDOCRINOLOGY) (LEAK FEBIGER) کا حوالہ دیا جائے۔ موصوف لکھتے ہیں کہ "عام معالجین یہ شکایت کرتے ہیں کہ اینڈوکرائنولوجی کے متعلق لٹریچر تکنیکی اور مشکل اور عام فہم نہیں یعنی آسانی سے سمجھ نہیں آتا۔ ان بظاہر مشکلات کی کئی ایک وجوہات ہیں جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:۔

نمبر ۱:۔ اس مضمون کا نیا پن (Newness of the subject)۔

نمبر ۲:۔ ہارمونز کی ممکنہ تعداد اور ان کے فعل کے بارے یقینی معلومات کا نہ ہونا۔

نمبر ۳:۔ بغیر نالی کے غدودوں کی رطوبتوں کا الجھا ہوا پیچ دار تعلق۔

نمبر ۴:۔ جانوروں پر کئے گئے تجربات کا انسانوں پر اطلاق کرنے میں مشکلات۔

نمبر ۵:۔ ادویات استعمال میں لائی جانی والی ہارمونز کی پوٹینسیاں تیار کرنے میں تضاد۔

نمبر ۶:۔ ہر خوراک کی مقدار اور تعین کرنے میں مشکل، جو کہ مریض کے غدود کے فعل کی شرح سے متاثر ہوتی ہے۔ ہر مریض کی مخصوص اثر پذیری سے خلیات کی قبولیت، دوسری اینڈوکرائن رطوبتوں کا عمل اور مریض کے جسم کے دیگر میٹابولک (METABOLIC FACTORS) عوامل اور بیماری کے عوامل وغیرہ سے پیدا کردہ مشکلات قابل ذکر ہیں۔ ایک اچھا اینڈوکرائنولوجسٹ (ماہر اینڈوکرائنولوجی) بننے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ معالج اندرونی جسم کا ماہر ہو (INTERNIST) اور اب وہ وقت دور نہیں جب ایک اچھا ماہر اندرونی جسم بننے کے لئے یہ ضروری ہوگا کہ وہ شخص ماہر کرائنولوجی بھی ہو۔ ایک معالج کے لئے ضروری ہے کہ اسے اناٹومی کے لحاظ سے جسم کے اعضاء کی ساخت اور ہسٹولوجی

Scanned by CamScanner

نظامِ عصبی (خود مختار نظامِ اعصاب) کا مکمل علم ہو، علاوہ ازیں اس نظام کی دونوں شاخوں یعنی سمپیتھیٹک (Sympathetic) اور پیراسمپیتھیٹک Parasympathetic کا پورا پورا علم ہو۔ اور ان دونوں شاخوں کے فعل اچھی طرح معلوم ہوں کہ تحریک کے زیرِ اثر یہ دونوں شاخیں کس طرح ایک دوسرے کے متضاد ردِ عمل کا اظہار کرتی ہیں (ایک اچھا اینڈوکرائنولوجسٹ بننے کے لئے معالج میں مندرجہ ذیل خصوصیات کا ہونا بھی ضروری ہے)

(۲) ۔ وہ اینڈوکرائن گلینڈز کے افعال کے بارے میں نہایت جامع معلومات رکھتا ہو۔

(۳) ۔ اُسے یہ علم ہونا چاہیئے کہ زندگی کے انتہائی اہم اور پیچیدہ افعال جن پر ہمارا کنٹرول نہیں ہوتا، مثلاً نارمل نشوونما، انہضام، عمل انجذاب، غذا کا جزوِ بدن بننا اور صدا کا غدائی ذخیرہ مثلاً جگر اور عضلات سے نکل کر توانائی بہم پہنچانا۔ دل کے فعل کو جاری رکھنا۔ نارمل تنفس اور تندرست ہونے کا احساس، وغیرہ کا انحصار آٹونومک نروس سسٹم Autonomic Nervous System کی دونوں شاخوں کے افعال میں موجود نازک توازن پر ہے۔

(۴) ۔ اُسے اس بات کا علم ہونا چاہیئے کہ پیراسمپیتھیٹک اور سمپیتھیٹک نروس سسٹم (آٹونومس نروس سسٹم کی دو شاخیں) کے افعال میں جو توازن موجود ہوتا ہے اس کا انحصار بغیر نالی کے غدودوں کی رطوبات پر ہے یا دوسرے لفظوں میں اینڈوکرائن گلینڈز کی رطوبات پیراسمپیتھیٹک اور سمپیتھیٹک نظامِ اعصاب کے فعل کے توازن کو قائم رکھنے کے لئے گورنر کی حیثیت رکھتی ہیں۔

اینڈوکرائین حالتوں کے علاج کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کیلئے میڈیکل لائن میں بہت جوش و خروش پایا جاتا ہے۔ کسی بھی اینارمل حالت کا کامیابی سے علاج کرنے کیلئے ضروری ہے کہ ہمیں علامات کے اجتماع اور بیماری کے آغاز کا سبب (Etiology) معلوم ہو (یہاں ایٹیولوجی نظریہ کے مطابق) اور اس کے ہمارے پاس حامل ادویات علاج کے لئے موجود ہونی چاہئیں۔ حامل گرانٹین علاج سے پہلے ہی اینڈوکرائن غدودوں کے فعل سے متعلقہ بہت سی معلومات دریافت ہو چکی تھیں۔ یہی حالت اب بھی موجود ہے اور حامل ہارمون میسر ہونے کے باوجود یہ یقین دہانی کرائی نہیں جاتی کہ بیماری کی حالت کو سکون بخشا جا سکتا ہے۔ اینڈوکرائن سے متعلقہ حالتوں کی شفایابی کے لئے تمام ذرائع استعمال کر کے اینڈوکرائن

Scanned by CamScanner

ادویات تیار کر کے استعمال کرائی گئی ہیں، لیکن ان میں سے بہت کی ادویات غیر حال (inert) ہوئیں خاص طور پر اس وقت جبکہ ان کا استعمال منہ کے ذریعے کرایا گیا۔

اپنے دیباچے کا اختتام کرتے ہوئے ڈاکٹر ورنر (DR. WERNER) اس پیشے سے تعلق کئی افراد کو اس مدرسے کے رجحانات تحسین پیش کرتا ہے جن لوگوں نے موصوف کو ایڈورڈ کرائینوڈ کے بنیادی علم کو سمجھنے میں کی۔

اپنی کتاب کے پہلے باب میں مصنف بیان کرتا ہے کہ جذبات کے اثرات اور مختلف ادویات کے ردِ عمل کس طرح مختلف جسمانی افعال کو متاثر کرتے اور اس کا اثر جسم کے عصبی نظام کے افعال منکہ کے ذریعے (Reflex action) غدودوں تک منتقل ہوتا ہے۔ ڈاکٹر موصوف نے بیماری اور صحت کی حالتوں میں اعضاء کے بارے میں جو بیانات دیئے ہیں وہ ہانیمن کے شہادات کی یاد دلاتے ہیں۔ مگر ڈاکٹر ورنر اپنے ۱۹۲۷ء کے شہادات کی بنا پر ڈاکٹر ہانیمن کی تعلق اور فلسفہ کے عمل پہلوؤں تک رسائی حاصل نہ کر سکا، اگرچہ ہمارے لئے ہانیمن کے فلسفہ اور منطقی پہلوؤں کو سمجھنا نہایت آسان ہے۔

بہر حال اگر ہم ڈاکٹر ورنر (WARNER) کے کام کا مختصر سا جائزہ بھی لیں تو ہم یہ دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں کہ اس نے علامات کے اجتماع کے ایک ایسے وسیع سلسلے کا ذکر کیا ہے جو یا تو ان غدودوں کے فعل میں خرابی کے باعث پیدا ہوتا ہے یا پھر ان غدودوں سے تیار شدہ ادویات کے استعمال کے نتیجے میں، ان علامات میں کیل مہاسے سے لیکر ہیموفیلیا اور انیمیا سے لیکر بچوں اور بڑوں میں ہڈیوں کے نقائص تک کی علامات موجود ہیں۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ علامات کی اہمیت نہ سہی مگر ان کا یہ سلسلہ وسیع جس کا تعلق جسمانی عوارض سے ہوتا ہے وہ ان غدودوں کے فعل میں نقص کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ اس لئے ہم یہ سمجھ سکتے ہیں کہ ہومیوپیتھک تعبیری دوا ہے جدید علم کی روشنی میں اپنے ایسے مفید نظریات و اثرات کا اظہار کرے گی جیسا کہ وہ ماضی میں کرتی رہی ہے۔ اور جبکہ ہمیں ایڈورڈ کرائینوڈ کا کوئی علم نہیں تھا اور دوا کے انتخاب کا انحصار صرف علامات کے مجموعے پر تھا۔

اس بات میں ذرہ بھر شک کی گنجائش نہیں کہ اعضاء اور ہارمونز کی ضرورت سے زیادہ اور عدم

Scanned by CamScanner

سے کم نشوونما مثلاً ایڈی پوز بافتوں سے موٹاپے کا پیدا ہونا، جنسی اعضاء کے فعل اور خصوصیت کے نمودار ہونے میں رکاوٹیں یا پھر جنسی اعضاء کی خصوصیات کا وقت سے پہلے اظہار ہو جانا، (خواہ اس کا تعلق پٹیوٹری یا تھائیرائیڈ گلینڈز کی جنسی غدودوں سے ہو) علاوہ ازیں ہڈیوں کے ڈھانچے کی بناوٹ میں تبدیلیاں پیدا ہو جانا جن کی وجہ پیرا تھائیرائیڈ گلینڈز کے فعل میں خرابی بھی ہو سکتا ہے، یہ سب ہائمین کی زیادتی یا ماحول سے لی گئی، اکتسابی (Acquired Miasma) بیماری کے مظاہر ہیں۔

بیماری کے نظریئے کے بارے میں یہ بات اتفاقی ثبوت کی حیثیت رکھتی ہے کہ کچھ مخصوص قسم کی بیماریوں کا اظہار مخصوص قسم کے لوگوں میں ہی ہوتا ہے، مثال کے طور پر موٹاپے کی وہ اقسام جو خاندانی نسل میں پائی جاتی ہیں اور اس بارے میں ہر شخص یکساں وزنی دلیل دے سکتا ہے۔ کہ غالباً اس قسم کے موٹاپے کی وجہ صدیوں تک منتخب قسم کی غذا کا استعمال ہے۔ اسی طرح بہت سے لوگوں میں غدودوں کے فعل میں نقص کی وجہ سے پیدا ہونے والی بیماریاں ایک ہی خاندان کی فیملی ہسٹری میں دیکھنے کو ملتی ہیں۔ بعض اوقات ہمیں کوئی ایسا کیس بھی دیکھنے کو ملتا ہے جس میں ہمیں اس قسم کا ثبوت نہیں ملتا۔ لیکن اس کیس کی فیملی ہسٹری میں ایسا ثبوت ضرور ملے گا۔ اور یہ ثبوت جنسی اعضاء کی سرگرمیوں سے اثر پذیری بھی ہو سکتا ہے ایسی بیماری بھی ہو سکتی ہے، جس کے بارے میں عمومی تاثر یہ دیا گیا ہو کہ اسے سائنسی طریقے سے شفا بخش دی گئی تھی۔

ہائمین کے پیروکار ہومیوپیتھی کے لئے تجربہ گاہوں کی تصدیق کوئی اہمیت نہیں رکھتی کیونکہ وہ اس حقیقت سے آشنا ہوتے ہیں کہ بیماری ادویات کے استعمال سے بیماری کو دبانے کم کر دینے یا تباہ کر دینے کے باوجود باقی رہ سکتی ہے اور متاثرہ انسان اس کو نسل در نسل منتقل کر سکتا ہے

کسی بھی کیس کے لئے ایوجینک طریقہ کے حامل معالج مفعول علامات (Phenomenal Symptoms) کو اپنے کام کی بنیاد سمجھتے ہیں اور ذاتی علامات (Self-edited symptoms) کو وہ صرف معاون علامات (Concomitant) تصور کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کلینکل

Scanned by CamScanner

مقاصد کے لئے ایسی علامات کوئی اہمیت نہیں رکھتیں بلکہ غیر ضروری ہیں (حالانکہ وہ اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ غدودوں سے نکالا گیا ہارمس غیر عامل ہوتا ہے) مگر ہومیو پیتھک معالج اپنی تمام تر توجہ مریض کی فاعلی علامات (Subjective Feelings) پر مرکوز رکھتا ہے کیونکہ ہاہنمن کے منطقی معالجاتی اصولوں کا یہی تقاضا ہے۔

ڈاکٹر وارنر (Dr. Warner) کی پیش کردہ کتاب ہمیں میتھالوجی۔ اٹیالوجی اور علم تشخیص الامراض پر جدید ترین معلومات تو فراہم کر سکتی ہے لیکن معالجاتی میدان میں اس کی خدمات صفر ہیں، آیئے ان معلومات کے لئے کسی ایسی کتاب کا انتخاب کریں جسے ہم دور جدید کے مصنفین اور ریسرچ ورکروں کی کتب سے منتخب کریں لیکن جب ہمیں اپنے مریض کو شفایاب کرنا ہو تو ہمیں اپنے میٹریا میڈیکا اور نلاسفی کے عظیم خزانوں سے مدد لینا ہوگی۔

اپنے میٹریا میڈیکا کے فہیم اسٹڈیکس کے لئے ہمیں اپنا رجحان ٹریز کی طرف توجہ دینا ہوگی، اور اس کے لئے ہمارے ذہن میں مریض کی جملہ جسمانی ساخت سے متعلقہ معلومات واضح ہونی چاہئیں۔ یہاں ہمیں مریض کے اس عضو کے سراغ کی کوئی جستجو نہیں جو مریض کے جسم میں بیماری کے باعث بنا ہے۔ اس کے برعکس ہم وہ علامات نوٹ کرتے ہیں جو مریض کے اندر مخصوص طور پر موجود ہوتی ہیں — یعنی ذہنی، جسمانی اور فزیکل علامات اور مریض کی علامات سے مشابہ دوا کی علامات کو پیش نظر رکھنے سے ہم مرض کو جڑ سے اکھاڑنے کا کامیاب ہو جائیں گے۔ ہم ہومیو پیتھک قوانین کو اس قسم کے کیسز اور دوسرے کیس میں نہایت یقینی اور مدلل طریقے سے جانچ سکتے ہیں۔

اس قسم کے کیسز (انڈر کرائن گلینڈز سے متعلقہ) میں جیسا کہ دوسرے تمام کیسز کی صورت میں ہوتا ہے ہمیں ہاہنمن کے فرمودات کی روشنی میں شفا کے عمل کو سمجھ جانے کے بارے سوچنا ہوتا ہے۔ اس سے متعلقہ تفصیل کو نہایت خوبصورت انداز میں اکتوبر ۱۹۲۸ء کے برٹش ہومیو پیتھک جنرل میں پیش کیا گیا ہے۔ اس کا حوالہ ذیل میں دیا گیا ہے۔

ڈیفی شینسی ڈیزیزز (Deficiency Diseases) کی مکمنہ شفایابی کا اندازہ لگانے کے لئے ہمیں یہ حقیقت فراموش نہیں کرنی چاہیئے کہ ادویات کے عمل کے نتیجے میں زندہ خلیات ردعمل کا اظہار کرتے ہیں لیکن اس قسم کا ردعمل مردہ خلیات میں پیدا نہیں ہو سکتا

اور نہ ہی اوزیات ان مُردہ خلیات کو زندہ کر سکتی ہیں اور وہ بات یا کام جو ناممکن ہو اُسے کرنے کی کوشش سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ لیکن ہمیں یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ کوئی عضو یا بافت آنِ واحد میں تباہ نہیں ہو سکتی (سوائے زخم کے نتیجے میں) اور کسی عضو کے فعل میں ناکامی کے بھی کئی درجے ہوتے ہیں اور اگر فعل کی یہ ناکامی حدّوں سے تجاوز نہ کر گئی ہو تو ہمارا اثبات پر یقین ہے کہ اس عضو کے فعل کو سیلنیم کے استعمال سے دوبارہ بحال کیا جا سکتا ہے لیکن اس مقصد میں کامیابی کے لیے ہمیں اپنی دواؤں کا گہرا علم ہونا چاہیئے۔ ہم عملی طور پر آج سے پچاس ساٹھ برس پرانا میٹریا میڈیکا استعمال کر رہے ہیں، اگرچہ اس میں کسی تبدیلی کی ضرورت نہیں، لیکن اس میں اضافے کی ضرورت شدید ہے اور یہ اضافہ نئی اوزیات کی دریافت سے نہیں بلکہ پہلے سے موجود اوزیات کی تازہ ترین پروِنگ سے ہوگا اور یہ پروِنگ جدید فزیالوجی کل ریسرچ سٹیٹ میں درکار ہے، خاص کر اوزیات کے اینڈوکرائن گلینڈز پر عمل کے بارے میں اگر ہم اپنی اوزیات کی خصوصیات میں اضافہ نہیں کریں گے تو ہومیوپیتھک آرٹ جمود کا شکار ہو جائے گا اور یہ آرٹ ترقی نہیں کر سکے گا۔

ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہم کینیٹ اور لوگھسن کی رہبر ٹیزسے وہ کئی ایک سرخیاں منتخب کریں جو اُن حالتوں کے مطالعے کے لیے فائدہ مند ہوں جس کا مطالعہ ہم کر رہے ہیں لیکن جب ہم ان مریضوں میں پائی جانے والی انتہائی مختلف قسم کی علامات کو دیکھتے ہیں تو ایسا لگتا ہے کہ ہمیں اپنے آپ کو بذاتِ خود ان رپرٹریز کے سپرد کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہتا اور معالج کو بھی بصیرت کے بارین نہیں پاتی کہ اگر وہ اپنے مریضوں کو شفایاب کرنا چاہتا ہے تو اس کو ان قیمتی اضافوں کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ دوسرے لفظوں میں جب اینڈوکرائن نظام میں بگاڑ کے بارے میں جدید تحقیقات پر سرسری نظر ڈالیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ ہمیں علامات کا ایسا وسیع سلسلہ موجود ہے کہ ان علامات کو چند گروہوں میں محدود کرنا ناممکن ہے۔ اور ہمیں بار بار یہ بات تعلیم کرنا پڑتی ہے کہ ہمارا تعلق ان جسمانی ساخت کی علامات سے ہے جن کے بارے میں ہم پہلے جانتے ہیں اور ہم ان بے سند مفید سرخیوں کو اپنی نظر میں اسٹرے نہ رکھتے ہیں کہ ان سے بھی اہم سرخیاں ہماری نظروں سے اوجھل نہ ہو جائیں۔ لہٰذا ہم اس عمل کو بار بار دہراتے ہیں۔ اپنی رپرٹری کی

Scanned by CamScanner

قدر و قیمت کو حوالے کی مناسبت سے نظر انداز نہ کریں۔ اگر ایسا نہیں کریں گے تو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آپ کو اس کا صلہ ضرور ملے گا۔

غور کرنے کیلئے مختصر کاغذ پر ہم وہ تمام علامات نہیں لکھ سکتے ہیں جو ہمیں اپنی روزمرہ پریکٹس میں ملتی ہے اور جن کو ایڈورکرائن نظام سے رابطے کی بنا پر سمجھا جانتے ہیں۔ ان حالتوں (علامات) میں سے صرف چند ایک علامات کے حلقے کو ایک محدود لیکن مناسب معالجاتی طریقہ اپنا کر ہم مختصر طور پر چند اہم اذیات کی نشاندہی کر سکتے ہیں جو غدودوں کی ساخت کو متاثر کر سکتی ہیں۔

ہمیں غدودوں کے فعل میں عدم توازن سے پیدا ہونے والی جس حالت سے سب سے زیادہ واسطہ پڑتا ہے وہ ذیابیطس میلی ٹس ہے (ذیابیطس شکری)، اس سلسلے میں تسلیم شدہ نظریہ انسولین کے بارے میں ہے اور اس کا شکر کی کارکردگی سے یقینی تعلق ہے۔ تاہم شاید کوئی معالج یہ سوچتا ہو کہ یہ طریقہ علاج شفا بخش ہے یا صرف مرض کو دبا دیتا ہے۔ یا پھر نعم البدل قسم کا علاج ہے، جدید تجربات نے ثابت کر دیا ہے کہ انسولین کی بڑی بڑی خوراکیں اگر مسلسل استعمال کی جائیں تو ان کے نتیجے شکر کی مقدار پہلے کی نسبت بڑھ جاتی ہے اور جب تک انسولین کا استعمال جاری رہتا ہے شکر کے لیول میں کمی نہیں ہوتی حال ہی میں ایک کیس سے نہایت دلچسپ معلومات کا اظہار ہوا کہ جب ایک مریضہ کو چند روز تک انسولین نہ دی گئی تو اس کے شکر کے لیول میں حاطر خواہ کمی ہو گئی اور جب اس کو انسولین کی قلیل المقدار خوراک دی گئی تو اس کی شکر لیول بڑی خوراک دینے کے نتیجے میں پیدا ہونے والی شکر لیول سے کہیں کم رہی ہومیو پیتھک طریقہ علاج کے زیر اثر مریضوں کا مشاہدہ اس سلسلے میں بڑی امادیت رکھتا ہے

اگر ایک مرتبہ انسولین کا علاج شروع کر دیا جائے تو انسولین مریض کے لئے اتنی ضروری بن جاتی ہے کہ وہ اس کے بغیر نہیں رہ سکتا اور پھر مریض کی اول حالت کے بحال ہونے کے امکانات نہیں رہتے لہٰذا یہ بات زیادہ عقلی اور مناسب ہے کہ پہلے ہومیو پیتھک طریقہ علاج کیا جائے کیونکہ اگر ضروری سمجھا گیا تو انسولین کے علاج کی طرف تو کسی وقت بھی رجوع کیا جا سکتا ہے رہبر ٹربر میں پنجاب میں شکر کی موجودگی کے لئے مناسب ادویات موجود ہیں۔ اس لسٹ کی اذیات نہایت گہرے اثرات کی حامل ہیں اور ان کا جذباتی حالتوں سے نہایت گہرا تعلق ہے۔ ذیابیطس کے مریض عموماً ماضی علامات کا اظہار کرتے ہیں جن سے سیلیشم کے انتخاب کا واضح اشارہ ملتا ہے۔ عموماً یہ بھی ہوتا ہے کہ ایسا مریض جذباتی

Scanned by CamScanner

صدمات کی ایسی ہسٹری سے تعلق رکھتا ہے جو کہ اس کی موجودہ بیماری سے پہلے وقوع پذیر ہوئے ہوتے ہیں، اس سے بھی دوا کے انتخاب کے لیے واضح راستہ ملتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس کی علامات اس قدر واضح ہوں کہ جسمانی ساخت سے متعلق دوا کو نظر انداز نہ کیا جا سکے خواہ منتخب دوا کی شکر کے عدم توازن کے لیے پروونگ نہ کی گئی ہو۔ ان حالات میں اگر منتخب دوا کے نتیجے میں مریض کی حالت بہتر ہو رہی ہو تو ہم اس دوا کو دواؤں کی اس لسٹ میں شامل کر سکتے ہیں جو شکر کے عدم توازن کے لیے استعمال ہوتی ہیں۔ اگر شکر کی لیول میں تو کمی نہ ہو مگر مریض کی جنرل حالت سدھر رہی ہو تو ہم اس دوا پر اعتماد کر سکتے ہیں جو جنرل ہیلتھ میں بہتری کا باعث بن رہی ہو اس صورت میں ہمیں شکر کی کمی کے بارے میں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

جدید ریسرچ نے معدے کے السر میں بیکٹریا (بلیبہ) کے اثر کی اہمیت اجاگر کر دی ہے۔ اگر اس تکلیف کا بروقت علم ہو جائے تو تمام سرجیکل حالتیں (آپریشن) ہومیوپیتھک دوا اور مناسب غذا کے آگے گھٹنے ٹیک دیتی ہیں کیونکہ ہومیوپیتھی میں اس کا شافی علاج موجود ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ تکلیف اس قدر شدت اختیار نہ کر گئی ہو کہ آپریشن زندگی بچانے کے لیے ناگزیر ہو جائے۔ اس قسم کی حالتیں اکثر کافی فاعلی علامات کا اظہار کرتی ہیں جن سے سیلیکیٹ یعنی دوائے بالشل کا انتخاب کیٹ کی مناسب ادویات کی لسٹ سے کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ اس لسٹ میں غالباً دو بولی کرائیٹ ریمیڈیز شامل ہیں جن میں کالی ادویات (Kali) لائیکوپوڈیم اور ہائیوسکیمس سرفہرست ہیں۔

اکثر تحقیقی آپریشنوں میں یہ چیز دیکھنے کو ملتی ہے کہ معالج کو مریض کے جسم کے اندر موجود السر معالج کی استعمال کرائی گئی دوا کے نتیجے میں شفائی حالت میں نظر آتا ہے، دوسرے الفاظ میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہومیوپیتھک دوا نے بیماری پر اپنا اثر دکھا دیا ہوتا ہے۔

ایسے کرانک نظام کے عدم توازن سے پیدا ہونے والا ایک اور عام سنگار "سن یاس" ہے۔ ان مریضوں میں بہت سی علامات دیکھنے کو ملتی ہیں حقیقت میں ان میں سے اکثر عورتیں اس قدر چرب زبان ہوتی ہیں کہ ہم اس عارضے سے متعلقہ ادویات میں سے ان کے لئے اس علیم البرودا لیکسس (Lachesis) کو فراموش نہیں کر سکتے۔ لیکن علامات کا اچھی طرح تجزیہ کرنے کے بعد ہمیں کسی ایسی دوسری دوا کا سراغ بھی مل سکتا ہے جو اس سے بھی بڑھکر کارآمد ہو سکتی ہے۔

Scanned by CamScanner

ہائپر گلیسیس گرسے وی ڈزیز (Hypoamecia Gravidarum) ایک ایسی خطرناک حالت ہے جس سے اکثر ہمارا واسطہ پڑتا رہتا ہے۔ اگر شروع میں ہی اس عارضے کی طرف توجہ دیجائے تو اس کے لئے مطلوبہ دوا منتخب ہو سکتی ہے اور پھر کسی سرجری اور اینڈوکرائن گلینڈز سے تیار شدہ دوا کی ضرورت نہیں رہتی۔ جولائی ۱۹۲۸ء کے ہومیوپیتھک ریکارڈ میں ڈاکٹر ایلن۔ ڈی۔ سدرلینڈ ہیں آرسینک، برائی اونیا، کوکولس اور کالی کارب کے لئے علامات بتاتے ہیں (اکثر اچانک تیلی جو چلتے وقت محسوس ہو اور اچانک نیند کا غلبہ اس وقت ہونے لگے جبکہ ایک دو نوالے کھانا کھایا جائے۔) نیٹرم میور۔ پیٹرولیم۔ سلفوریس۔ سلفر۔ ورٹیرم البم وغیرہ بھی مندرجہ بالا حالتوں کے لئے ہیں۔

ہم میں سے بہت سے اکثر الیٹرن فیری نوما کے بارے میں نہیں سوچتے جو کہ علامات کی کمزوری اور کلوروٹیک ہسٹری (Chlorotic Disease) کی حالت رکھتی ہے۔ ڈاکٹر سدرلینڈ کی اس لسٹ میں ہم مندرجہ ذیل قابل قدر ادویات کا اضافہ کر رہے ہیں، یہ ادویات نوسوڈز سے تیار شدہ ہیں مثلاً سورانجم۔ سفلینم۔ اور لیوبر کولینم۔ ڈاکٹر سدرلینڈ بتاتے ہیں ہمارا معالجانہ رویہ اختیار کرتے ہیں کہ گو ممکنہ ادویات کی یہ مختصر سی لسٹ ہے لیکن خطرناک حالتوں میں یہ بیش بہا مدد فراہم کرتی ہے۔

انتہائی تکلیف دہ حالتوں میں سے ایک حالت تھایامس (Thymus) غدود کے بڑھ جانے سے پیدا ہوتی ہے (مگر خوش قسمتی سے ایسی حالت شاذ و نادر ہی دیکھنے میں آتی ہے)۔ دوسرا اسی حالت کے بیان میں لکھتے ہیں کہ تھایامس غدود کے بڑھنے سے موت واقع نہیں ہوتی لیکن حالت ویگس نرو (VEGUS NERVE) کے دل پر گہرا برا اثر ڈالنے کی وجہ سے ہے۔ ایسی بیماری میں مبتلا معصوم بچے کے لئے تعمیری دوا کی (Constitutional Remedy) ضرورت بہت زیادہ ہوتی ہے اور معالج کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ بچے کی نشوونما پر نظر رکھے کیونکہ یہ مرض بغیر خطرے کے الارم کے اچانک حملہ آور ہو جاتا ہے جبکہ بچے کی بظاہر حالت صحت اچھی معلوم ہوتی ہے لہٰذا جب بھی جلد کی رنگت نیلی پڑ جائے (Cyanosis) یا جب دم گھٹنے کے دورے پڑتے ہوں یا پھر اسی طرح دوسری علامات ظاہر ہوں خواہ یہ علامات معمولی ہوں تو دوا کا انتخاب ہو سکتا ہے جو بچے کو نارمل صحت کی طرف لوٹاتا ہے۔ اگر علامات میں دمہ کی طرف رجحان ہو تو پھر ہمیں تعمیری دوا کے انتخاب کے لئے یقین ہوتا ہے۔

Scanned by CamScanner

اپنی پریکٹس کے دوران ہمیں اکثر ایسے بچے بھی ملتے ہیں جن کی ذہنی اور جسمانی حالت پست ہوتی ہے یہ ایسا میدان ہے جس میں ہم اپنی ادویات کے جوہر دکھانے کا موقع ملتا ہے۔ اس کے لئے بیریم کے ٹکیات کچھ زیادہ قابل تعریف نہیں جبکہ کلکیریا گروپ، سیپیا اور سلفر گروپ وغیرہ زیادہ اہم ہیں۔ اسکے علاوہ اگر علامات موجود ہوں تو کالی ادویات (Kali Group) اور بیزم ادویات (Natrum) حیرت انگیز طور پر کامیاب ثابت ہوتی ہیں۔ اگر تعمیری ادویات درست منتخب ہو جائے تو پھر دیکھنے والا حیرت زدہ رہ جاتا ہے کہ یہ نامکمل نشوونما والے کند ذہن، احمق اور کچھ نہ سیکھنے والے اور ایک قسم کے رکی سے بندھے ہوئے بچے کس طرح نارمل حالت اختیار کر لیتے ہیں۔ عموماً یہ بچے نہایت بیمار مگر ساتھ ہی جاہل اور گھوار ہوتے ہیں۔ اگر یہ علامات ہوں تو ہمیں بیان کی گئی لسٹ میں ارجنٹم نائٹریکم اور عاباً بفو (Bufo) بھی شامل کر لینا چاہئے، اگرچہ ان بچوں میں تشنج کی علامات مائی جائیں تو پھر یہ ادویات اور بھی زیادہ مماثل ثابت ہوتی ہیں۔

دوائے ہائنسل کے انتخاب کے لئے ذہنی اور جذباتی علامات کا سمجھنا سب سے اول ہے۔ یہ صرف غدودوں سے تیار شدہ ادویات استعمال کرانے کی حد تک سادہ بات نہیں ہے مگر یہ دوسرے غدودوں کے فعل یعنی ان کی رطوبتوں کے اخراج کو غیر متوازن نہیں کرتیں اور نتائج عموماً بہتر ہوتے ہیں اور کوئی بھی شخص جس نے ہماری دواؤں کا عمل دیکھا ہوا ان کی جامعیت سے انکار نہیں کر سکتا۔

وہ ادویات جنہیں ہم تعمیری ادویات کی حیثیت دیتے ہیں اور جو غدودوں سے متعلقہ حالتوں میں ان کی ساخت اور اعصابی علامات کے مطابق نہایت گہرے اثرات کی حامل ہیں، ان ادویات میں سے اکثریت ایسی ادویات کی ہے جو ان مادوں سے بنی ہوئی ہیں جو جسم کے اندر پائے جاتے ہیں اور یہی ادویات ہماری عظیم بولی کریسٹ ریمیڈیز کہلاتی ہیں۔ مثلاً سلفر سیپیا۔ فاسفورس۔ کالی انٹیرم۔ اور کاربن وغیرہ۔ ایسی ادویات بھی ہیں جو اہم نوسوڈز ہیں اور ان حالتوں کے لئے بہت کارآمد ہیں۔ اس کے علاوہ لائیکوپوڈیم اور ٹائیرک ایسڈ بھی اس سلسلے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ کسی بھی بیماری کی حالت کے لئے اہم ادویات کا نام لینا ممکن نہیں اور نہ ہی خطرے سے خالی ہے خاصکر اس وقت جبکہ جسم کے فعل متاثر ہوئے ہوں۔ ہماری روزمرہ پریکٹس میں استعمال ہونے والی بہت

Scanned by CamScanner

کئی ادویات ہیں گروہ ادویات ان حالتوں (خدوروں) کے لئے موزوں نہیں ہوتیں۔

خدوروں سے متعلقہ حالتوں کے لئے سب اہم اور مناسب علامات (Indications) پر نظر ڈالتے ہیں تو یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ بہت سی علامات کے گروہوں میں پلسٹلا موجود نہیں ہوتی اور اگر یہ موجود ہو بھی تو نہایت پچھلے درجے میں ہوتی ہے لیکن یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ لائیکوپوڈیم راہنما دوا کی حیثیت میں موجود ہوتی ہے۔ لائیکوپوڈیم زمانہ قدیم کے زندہ بچ جانے والے پودوں میں سے اور اس کی شکل و صورت میں (وقت کے ہاتھوں) بہت کم تبدیلیاں آئی ہیں یہ پودا اسلئے زندہ بچ گیا کہ اس کے اندر وہ تمام وراثتی خصوصیات موجود ہیں جو زندگی کی نشوونما کے لئے ضروری ہیں اور اسی لئے زندگی کے افعال پر اس کا گہرا نفی اثر ہوتا ہے۔

شاذ و نادر ہی کوئی فعل یا عضو ایسا ہو جو عظیم ترین پولی کریسٹ ریڈی سلفر سے متاثر نہ ہوتا ہو۔ ہیرنگ کے زمانے میں خدوروں سے متعلقہ جتنی حالتیں معلوم تھیں۔ ہیرنگ نے سلفر کے اثر کو ان حالتوں کے لئے مفید پایا۔ ہم پیمانہ فرق کے بچوں کی نشوونما کے لئے اس کا ذکر کر چکے ہیں یہ دوا ان گہرائیوں میں پرشیدہ تکالیف کے لئے تیر بہدف کی حیثیت رکھتی ہے۔ جو ظاہری علامات کے دب جانے سے رونما ہوتی ہیں۔ اس کی افادیت ذیابیطس نکری میں مسلمہ ہے سلفر کی افادیت کو مختصر طور پر بیان کرتے ہوئے ہم اس کے ایک نہایت اہم فعل کی نشاندہی کرتے ہیں اور وہ فعل یہ ہے کہ سلفر ان حالتوں کے اظہار کے لئے اور ان علامات کے پیدا ہونے کے لئے نہایت اہم کردار ادا کرتی ہے جبکہ بہت سی بظاہر بالمثل ادویات ناکام ہو چکی ہوں اور جبکہ شدید اور کم شدید قسم کے عارضے بار بار عود کر آتے ہیں اور جہاں ہر مریض شفاء کی جانب گامزن ہوتے وقت بار بار پرانی تکالیف کی طرف لوٹ جاتا ہے۔

فاسفورس اپنی بہت سی علامات میں افادیت کے لحاظ سے سلفر سے مشابہ ہے لیکن اپنی کیمیکل ساخت کے لحاظ سے یہ سلفر سے قطعی مختلف ہے۔ سلفر اپنے عمل میں سست ہے جبکہ فاسفورس انتہائی سریع العمل ہے اور بہت سی جنسی علامات (Genitals) پیدا کرتی ہے اور اسی طرح جنس سے متعلقہ علامات کے اظہار میں بے قاعدہ بھی ہے۔ یہ علامات گندے اور فحش خیالات سے لیکر حیض کے نعم البدل (Vicarious - Menstruation)۔ انتہائی ناتوانی اور اعصابی

Scanned by CamScanner

دردزہ کی علامات کی شکل اختیار کر سکتی ہیں۔ فاسفورس بچے کی جسمانی نشوونما کرتا ہے اور بچے کو اپنی ذہنی صلاحیتوں کے مرکوز کرنے میں معاون و مددگار بنتی ہے اور سلفر کی طرح بڑے لوگوں کے جسمانی افعال کو نارمل بنانے میں مدد دیتی ہے۔ جسم سے مائعات سے اخراج اور جذباتی اور جسمانی دباؤ کے تحت توانائیوں کا تباہ ہو جانا، فاسفورس کی مخصوص علامات ہیں، اسطرح عام جسمانی طاقت کا سلب ہو جانا سلفر کے دائرہ عمل میں آتا ہے۔

پیشاب میں شکر کی موجودگی اور دیگر غدودی تکلیفوں کے لئے فاسفورس اور فاسفورس ایسڈ کے استعمال پر غور کرنا ضروری ہے ـــــ نائیٹرک ایسڈ غدودوں کے فعل میں نقص کے لئے نہایت سریع العمل دوا ہے۔ خاص کر جب تکلیف کی بنیاد سفلس ہو، اگرچہ نائیٹرک ایسڈ انتہائی سورک اور ایٹی سفلیٹک بھی ہے۔ اس دوا کی سب سے اہم علامت انتہائی برہمی ہوئی حس ہے۔ یعنی سر اور متاثرہ حصے چھونے جھٹکا لگنے۔ اچانک حرکت کرنے یا حرکت کی رفتار تبدیل ہونے سے بے انتہا متاثر ہوتے ہیں ایسے لوگوں میں ٹھنڈ لگنے کی خصوصیت عام ہوتی ہے۔ سردی اور موسم کی تبدیلی بھی ان کو متاثر کرتی ہے خون کے نظام دوران میں بہت زیادہ خلل واقع ہو جاتا ہے۔ انگلیاں اور ناخن سیاہی مائل نیلے ہو جاتے یا پھر اکثر زرد اور ٹھنڈے مُردوں کی طرح ہو جاتے ہیں، متاثرہ حصوں میں پھانس کی سی چبھن (خاص کر گلے کے غدودوں میں) محسوس ہوتی ہے۔ یہی حالت ارجنٹم نائیٹریکم میں بھی پائی جاتی ہے اور اس کے علاوہ ہیپر میں بھی، نائیٹرک ایسڈ میں جنسی اعضاء میں خلل اور ان کے فعل میں فتور، فاسفورس سے مشابہ ہوتا ہے۔ اور بعض اوقات تو فاسفورس کی حد تک کے نحش خیالات بھی پائے جاتے ہیں۔ عام طور پر تحریک شدید مگر جلد ختم ہو جانے والی ہوتی ہے۔ وہ عمر رسیدہ لوگ جنہیں اس دوا کی ضرورت ہوتی ہے ان میں توانائی شدید حد تک تباہ ہو گئی ہوتی ہے۔

وینجیٹیبل سلفر یا لائیکوپوڈیم تین عظیم ادویات کی تکون (TRIO) (سلفر۔ کلکیریا اور لائیکوپوڈیم) سے تعلق رکھتی ہے۔ اس دوا کے بارے میں کلارک (Clarke) کہتا ہے کہ باقی کے تمام سیٹریا میڈیکا کی گروہ بندی اس دوا کے لحاظ سے کی جا سکتی ہے انکون کی باقی ادویات کی طرح اس میں بھی غدودوں کی سوزش موجود ہوتی ہے اور یہ دوا خصوصی طور پر ان چند ادویات میں شامل ہے جو گلہڑ کے لیئے دی جا سکتی ہیں۔ انتہائی شدید غدودوں کی

Scanned by CamScanner

تکلیف دہ میں طرف سے شروع ہو کر بائیں طرف کو جاتی ہے۔ یہ میٹریا میڈیکا میں بیان کی گئی ان چند ادویات میں سے ہے۔ جس میں ہڈیوں کی بافتوں کے بڑھانے کی خصوصیات موجود ہوتی ہے جبکہ فاسفورس کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ ہڈیوں کی بافتوں کو توڑا کرتی ہے۔

لائیکوپوڈیم کے مریض کے چہرے اور پیشانی پر سلوٹیں ہوتی ہیں، چہرہ، سینہ اور گردن پتلے ہوتے ہیں جبکہ جسم کا نچلا حصہ موٹا ہوتا ہے یا پھر اوپر سے نیچے کی جانب تدریج کے ساتھ بالی جاتی ہے۔ بہت زیادہ تھکان اور تھکاوٹ خاص طور پر ذرا سی محنت سے ٹانگوں میں اور جسمانی حرارت میں کمی۔ نائیٹرک ایسڈ کی طرح انگلیاں اور ہاتھ مُردہ مریض محسوس کرتا ہے جیسے دوران خون رُک گیا ہو۔ ذہنی طور پر وہ فاسفورس اور کالی (Kalis) کی طرح خوفزدہ نائیٹرک ایسڈ اور ہیپر کی طرح غمزدہ ہوتا ہے۔ جلن والے درد میں سلفر اور فاسفورس کی خصوصیات کی جھلک دیتے ہیں، غالباً لائیکوپوڈیم بہترین ریاحی دوا ہے لیکن اگر سینے میں جلن زیادہ ہو (Heart Burn) تو پھر کاربو ویج کی دوا ہوگی۔

ذہنی یاس اور عام غمزدہ حالتوں کے لئے تو میٹرم گروپ مخصوص اہمیت کا حامل ہے اور ذہنی یاس اور غم کی کرانک حالتوں کے لئے تو یہ اور بھی اہم ہے۔ ایسے لوگ دوسرے لوگوں کی زندگی کا ایک پہلو دکھا کر غمزدہ کر کے خود خوشی محسوس کرتے ہیں۔ تنہائی و تنہائی سے نفرت کرتے ہیں لمحاتی خوشی اور غم کی حالتیں یکے بعد دیگرے طاری ہوتی ہیں۔

یہ نمکیات ہوٹینا ٹیزیشن کے عمل سے پیدا شدہ طاقت کا خزانہ کہنا اظہار کرتے ہیں کیونکہ اس شکل میں یہ نمکیات مائعات کیمیٹری، ذہنی حالت، جسمانی افعال اور اعضاء کی پیچیدگی پر انتہائی گہرے اثر ڈالتے ہیں۔ اچانک طاقتوں کا سلب ہو جانا۔ جسم سے اچانک مائعات کا غیر ضروری اخراج۔ جنسی اعضاء کا اچانک خالی ہو جانا (Nocturnal Emissions) جس کی وجہ بڑھی ہوئی تحریک ہوتی ہے۔ خون میں تیزی سے تبدیلی آنا۔ اچانک بہت زیادہ لاغری ہو اکثر موٹاپے کے بعد واقع ہوتی ہے۔ نیٹرم میور کے مریض کی گردن کمزور ہوتی ہے خواہ وہ بہت زیادہ خوراک کھاتا ہو۔ ادویات کا یہ گروپ تھائیرائیڈ غدود کو بہت زیادہ متاثر کرتا ہے اور اکثر دباؤ کا احساس پایا جاتا ہے گویا حلق میں کوئی چیز پھنسی ہوئی ہے نیٹرم میور میں ایسا محسوس

Scanned by CamScanner

ہتوائے گویا تھائیرائیڈ غدود کو انگلیوں اور انگوٹھے کے درمیان رکھکر دبایا جارہا ہے نیٹرم کارب میں گلے کے اندر سخت سوزش ہوتی ہے۔ اپنی ڈکشنری میں کلارک ہمیں بتاتا ہے کہ نیٹرم کارب فیملی گروپ کی خصوصیات کا اظہار کرتی ہے جبکہ اس گروپ کی سب سے اہم دوا نیٹرم میور ہے جو کہ پولی کریسٹ رمیڈیز میں شامل ہے۔

یہ ادویات سردی سے بہت زیادہ حساس ہوتی ہیں۔ ان میں نیٹرم کارب ایسی دوا ہے۔ جو سردی کے لیے سب سے بڑھ کر حساس ہے۔ اس دوا کا مریض خشک سالی اور سرد ہوا برداشت نہیں کرسکتا۔ سردی محسوس کرنے کے باعث کپڑے تبدیل کرنا برداشت نہیں کرتا اور سردی کے باعث ٹھنڈے مشروب اور ٹھنڈا پانی استعمال نہیں کرسکتا۔ اس کے باوجود نیٹرم کارب کا مریض دھوپ برداشت نہیں کرسکتا اور آسانی سے ہیٹ سٹروک کا شکار ہو جاتا ہے (یعنی اُسے آسانی سے لُو لگ جاتی ہے)۔ اس کے اندر جسمانی قوت برداشت نہیں ہوتی۔ وہ ذہنی اور جسمانی کام کرکے بہت جلد تھکان محسوس کرتا ہے۔ اس دوا کے خاندان کی خصوصیات کی مانند وہ تھوڑا سا پیدل سفر کرنے سے تھک جاتا ہے نیٹرم کارب زیادہ مطالعہ کرنے کے بعد کمزوری محسوس کرتا ہے اگرچہ اس کا اعصابی نظام کمزور ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود اسے ہسٹیریا ہوسکتا ہے۔ اسی طرح جنسی اعضاء کے حد سے بڑھکر محرک ہونے کے باعث نامردی اور بانجھ پن ہوسکتا ہے۔

اسکی اور اہم علامات نظام اعصاب کا حد سے بڑھا ہوا احساس موسیقی ہے جو شدت اختیار کرلیتا ہے اور ایسے طوفان جن میں برق کی چمک بھی ساتھ ہو، اُن سے پہلے اور ان کے دوران بھی تکلیف بڑھ جاتی ہے۔ تمام نیٹرم کی طرح انمیں بھی خون کی کمی سُرخ ذرات کی تعداد میں کمی اور سفید ذرات کی تعداد میں زیادتی ہو جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی لاغری اور سوزش ہو جاتی ہے بچے آسانی سے چلنا نہیں سیکھتے کیونکہ اُن کے ٹخنوں میں سلفر سے بھی زیادہ کمزوری ہوتی ہے وہ پڑھائی کی طرف ایسے توجہ نہیں دیتے کہ یاد کو بہت تھکا دیتی ہے۔ وہ اعصابی مزاج اور تقریباً ہسٹیرک ہوتے ہیں۔ جسم کی رنگت زرد کمزور اور جلد تھک جانے والے آسانی سے ٹھڈے کھا جانے والے یہ بچے اپنی انگلیاں، ناک اور کانوں میں ڈالتے رہتے ہیں کیونکہ اسطرح انہیں

سکون ملتا ہے۔ نیٹرم کارب کے بالغ مریض بھی اسی قسم کی خصوصیات کے حامل ہوتے ہیں اگر مریض مرد ہو تو اس کے عضو مخصوص میں مسلسل استادگی (Priapism) پائی جانے کا رجحان ہوگا اور اگر عورت ہے تو مباشرت کے بعد میوکس اور سیمن (Semen) خارج ہوں گے اور اس کے نتیجے میں بانجھ پن پیدا ہوگا۔ اگر وہ حاملہ ہے تو دردِ زہ نہایت ہلکی اور بے اثر ہو جاتی ہے۔ اور مریضہ اکثر التجا کرتی ہے کہ اس کا مساج کیا جائے۔ نیٹرم کارب کے مریض میں اکثر ٹخنے اور کلائی اور گھٹنے میں سوج آجاتی ہے۔ یا پھر جوڑ اپنی جگہ سے ہل جاتا ہے۔ اسی طرح کمر کا کوئی پٹھا بھی کھچ جاتا ہے۔

نیٹرم ہائیپوکلوروسم (Natrum Hypochlorosum) اس فیملی کے دوسرے ارکان سے اس طرح مختلف ہے کہ اس میں پانی بھری بوٹری کی وجہ سے تیزی سے جسم لاغر ہو جاتا ہے۔ بوٹری پیریٹونیم کے پچھلے حصے میں اس طرح پانی میں ڈوبی ہوتی ہے گویا یہ ابھی جسم سے باہر نکل کر گر پڑے گی۔ اس کے ساتھ ہی ایک بار گولا بوٹری سے سینے کی جانب اٹھتا محسوس ہوتا ہے۔ بھوشی۔ کمزوری اور تکان کے باعث مریض جب بھی بیٹھتی ہے سو جاتی ہے۔ مریضہ کا جسم پانی کی وجہ سے پلپلا ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اس دوا کی نمایاں علامت (Leucorrhoea) یعنی حوض کے سفید رطوبات کی ٹرٹ پھوٹ بھی ہے۔

نیٹرم میور کی مختصر تعریف تک محدود ہونا بہت مشکل ہے۔ کلارک بتاتا ہے کہ نیٹرم میور (اس قسم کی قبض جس میں خون کی کمی ہو) مریض سردی محسوس کرے (عام طور پر کمر سے نچلے حصے میں) پاؤں سرد۔ غذا ہضم نہیں ہوتی۔ قبض کے ساتھ اداسی اور غم اسی طرح جس طرح نیٹرم سلف میں غم اور قبض ساتھ ساتھ ہوتے ہیں۔

آنسو، نیٹرم میور کی نمایاں علامات میں سے ہیں، جذباتی مایوسی کے نتیجے میں آنسوؤں کا آجانا، ہنسی کے ساتھ بھی آنسوؤں کا نکل آنا کیونکہ وہ ان باتوں پر روتی ہے جو بالکل مذاحیہ نہیں ہوتیں۔ کالی کھانسی اور زکام کے ساتھ بھی آنسوؤں کا نکل آنا۔ چھوٹی کی طرح میلا اور چکنا، حاملہ کی قے اور متلی میں نمک کی زبردست خواہش۔ بالغوں میں خصوصوں کے فعل میں عدم توازن ملیریا کی بیماری کے ساتھ اور کونین کے استعمال کے بعد نیٹرم میور کیس کی گتھی سلجھا سکتا ہے۔

Scanned by CamScanner

اور شفایاب بھی کر سکتا ہے۔ نیٹرم میور کا بچہ باتیں کرنے اور چلنے میں سستی کا مظاہرہ کرتا ہے، اناملک اسطرح کھاتا ہے جس طرح دوسرے بچے میٹھا کھاتے ہیں اور جب بھی گھر سے باہر جاتا ہے تو مٹی کھاتا ہے۔ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ نیٹرم میور اگنیشیا کا کرانک ہے۔ یقیناً نیٹرم جذباتی خاندان (انیرام گروپ) جذباتی دباؤ اور جذباتی صدمات کا اسی طرح اظہار کرتا ہے جسطرح اگنیشیا اور کلینیم ایک ایسی دوا ہے جسے ہم اکثر جذباتی صدمات کے نتیجے میں پیدا ہونے والی شکر (ذیابیطس) میں اکثر نظر انداز کر جاتے ہیں۔

نیٹرم فاس کے مریض بچے نشوونما کے لحاظ سے کمزور رہتے ہیں کیونکہ ان کے غذا میں لیکنگ ایسڈ کی زیادتی ہوتی ہے اس دوا کو جتنا استعمال کیا گیا ہے اس کی نسبت اس کے حلقۂ استعمال کو اور وسیع ہونا چاہیئے، فاسفورس کی طرح ذیابیطس میں اس کا استعمال پُراثر ہے لیکن یہاں پر یہ اپنا تعلق نیٹرم گروپ سے ظاہر کرتی ہے، کیونکہ ذیابیطس جگر کے فعل کی خرابی کا نتیجہ کسی ہے نیز کاس کے مریض کے جنسی اعضاء میں بہت خلل واقع ہو جاتا ہے، کمر کمزور ہو جاتی ہے، ہاتھ پاؤں کانپتے ہیں، خاص طور پر گھٹنے اور کانپنے کا عمل مباشرت کے بعد یا پھر رات کے وقت غیر شعوری طور پر اخراج ہونے سے ہوتا ہے۔ نیٹرم کاربہ کے کمزور جگر ڈیسلے خصلات کی بجائے انہیں خصلات پختے ہوتے ہوتے ہیں۔ مریض اپنے آپ کو کتابوں کی طرف مبذول نہیں کر پاتا اور کوشش کرے بھی تو ناکامی ہوتی ہے۔

نیٹرم سلف کا مریض انتہائی غمگین ہوتا ہے۔ یہ مریض پانی سے حساس ہوتا ہے۔ پانی اور نمی سے تکلیف میں اضافہ ہو جاتا ہے، پانی سے اس قدر حساس ہوتا ہے کہ وہ ایسی چیز نہیں کھا سکتا جو فصل زمین پر اگائی گئی ہوں۔ وہ کسی قسم کے پانی کے قریب سکون سے نہیں رہ سکتا۔ نیٹرم سلف گلوٹر پر کم اثر رکھتا ہے لیکن اسمیں بھی گلے میں گھٹن کی محسوس ہوتی ہے جو اس کا اس میدان میں استعمال ظاہر کرتی ہے، یہ جگر اور تلی کے بڑھ جانے میں بڑی افادیت رکھتی ہے اور پرانے ملیریا میں نیٹرم میور کی طرح فائدہ مند ہے، سر میں چوٹ آجانے سے خلیوں کے فعل میں عدم توازن کے لیے بہت اہم ہے۔ دراصل یہ سر کی چوٹوں میں مخصوص دوا ہے حتیٰ کہ صدمے سے کافی دیر بعد تک بھی اسکا استعمال مفید ہے، جوں پر اس کا بہت نمایاں اثر ہوتا ہے اور لیکوریا اندام نہانی میں اس کی بہت افادیت ہے۔

اپنی ڈکشنری میں کلارک نے ایکسیز[12] کا لیز (ونلہ K) کا ذکر کیا ہے اور اُن میں سے اکثریت کی پروٹنگ بڑی اچھی طرح ہو چکی ہے۔ ٹی۔ ایلیٹ۔ ایلیٹ کہتا ہے کہ کالی نکیات بہت گہرے اندرونی اثرات کے حامل ہیں اور ہر عضو کو تباہ کر سکتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ خودکشی کے فعل میں خرابی کے لئے انہیں استعمال کیا جاتا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اس گروپ کی ادویات کا غالب ترین اثر اینٹی سفلیٹک ہے۔ یہاں سفلس کے ابتدائی درجوں کی علامات کا اظہار ہوتا ہے، لعاب دار جھلیوں میں زخم بن جاتے ہیں، کئی ہڈیاں مثلاً ناک کی ہڈی تباہ ہو جاتی ہے اور اسی طرح اس میازم کی اور علامات بھی ملتی ہیں۔ اس کے علاوہ نمایاں سائیکوٹک رجحان بھی پایا جاتا ہے ناک اور دیگر لعاب دار جھلیوں سے نزلہ کی اخراج اس کے علاوہ شدید قسم کا سوراک بھی اس میدان میں پایا جاتا ہے۔

کالی کے کرانک مریض سائیکوسس کے مخصوص ڈیل ڈول کا اظہار کرتے ہیں، یہ مریض قد میں لمبے نہیں بلکہ چھوٹے گٹھے ہوئے جسم سے موٹاپے کی طرف مائل اور خون کی کمی کا شکار ہوتے ہیں۔ اینڈوکرائن غدودوں کے فعل کے عدم توازن کے لئے ہم مکمل ہومیوپیتھک میدان کی طرف رجوع کر سکتے ہیں، کیونکہ یہاں پر ذہنی علامات بہت کثرت سے ملتی ہیں جو کند ذہنی اور یادداشت کے کھو جانے سے لیکر یہاں تک شدید قسم کی ذہنی علامات ہوتی ہیں کہ مریض اپنے ذہن کا استعمال ہی نہیں کر سکتا اور دماغ نرم ہوتا ہے، اور اعصاب میں شدت کی تحریک کی تمام حالتیں پائی جاتی ہیں (جن میں ذانت کی موجودگی یا عدم موجودگی ہو سکتی ہے۔ اس میں انتہائی قسم کی محدود بندھی ہوئی شخصیت کے لوگ موجود ہوتے ہیں جو پاگل اور خبطی ہوتے ہیں۔ یہ لوگ تھوڑے سے شور سے چونک جاتے ہیں۔ خوفزدہ اور اندیشوں میں گھرے ہوئے موت سے ڈرتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ جلد مر جائیں گے۔ یہ کبھی تو نیٹرم میور کی طرح خوفزدہ لیکن اکثر نیٹرم سے زیادہ خوفزدہ ہوتے ہیں، نیٹرم کے مریضوں میں ذہنی محنت سے تکلیف بڑھتی ہے لیکن کالی کے مریض تو اپنا ذہن ہی اتنا مرکوز نہیں کر سکتے کہ مریض میں شدت آئے۔

علاج کے لئے مندرجہ ذیل مختصر خلاصہ غدودوں کے فعل میں نقائص کے لئے مفید ہے اور یہ مزید مطالعے کی ضرورت کا اظہار بھی کرتا ہے

کالی اسٹیکم ذبایطس۔ کالی آرسینیکم۔ دیگر تھیلک گائیٹر کے لئے [illegible] آنکھیں، سر، گردن

آتی ہیں) یہ مریض جھگڑالو غیر ملنسار اور حاسد ہوتے ہیں۔ ان کے ذہنی علامات ہر تیسرے دن لوٹ آتی ہیں۔

کالی برومیٹم اور کالی فاس ـــــ دونوں کالی گروپ کی ذہنی تنزل کی دوائیں ہیں۔ ان دونوں کی کلینکل تصویر میں دماغ کا نرم ہو جانا پایا جاتا ہے۔ ان دونوں ادویات نے پسماندہ ذہن کے بچوں اور بڑوں میں بہترین نتائج پیدا کیے ہیں۔ لڑکپن کے زمانے میں نکلنے والے کیلوں کے لئے کالی برومم اکثر مفید رہی ہے۔ کالی برومم، ذیابیطس میں بھی مفید ہے۔ مادوں کے اخراج میں (Emissions) عضو مخصوص کی بیکاری (Impotence) اور اپنی تباہی اپنے ہاتھوں (Masturbation) کے گئے حالات میں اور عورتوں کے خصیۃ الرحم کے عارضوں میں بھی استعمال ہوتی ہے۔ کالی برومم کی مخصوص ذہنی علامات میں یہ علامت نمایاں ہوتی ہے کہ مریض سمجھتا ہے کہ چلنے کے دوران ایک مخصوص مقام سے آگے نہیں گزر سکے گا۔

کالی فاس میں نمایاں طور پر چہرہ کا سرخ ہو جانا پایا جاتا ہے۔ (خاص طور پر جوانوں میں) اور یہ لوگ کبھی تو سرخ اور کبھی زرد ہو جاتے ہیں اس کی وجہ گھبراہٹ ہوتی ہے اور یہ گھبراہٹ، اعصابی دباؤ کو بڑھا دیتی ہے۔

اس میں نمایاں خون کی کمی اور حیض کے فعل میں خرابی ہو جاتی ہے۔ مردانہ جنسی اعضاء میں کمزوری۔ عورتوں میں زبردست جنسی خواہش (Nymphomania) جنسی جذبات میں ہلچل جس کی وجہ یا تو کثرت مباشرت ہو سکتی ہے یا پھر جذبات کو دبانا۔

کالی کارب وہ پولی کرسیٹ ریمیڈی ہے کہ اس کے بیان کو اگر مختصر کر دیا جائے تو اہم نکات نظر انداز کر دیے جائیں گے۔ بہر حال اس کی مریضہ اس قدر تکان محسوس کرتی ہے کہ وہ فوری طور پر لیٹ جانا چاہتی ہے خواہ جگہ گلی ہی کیوں نہ ہو۔ یہ ستی یاس میں بہت مفید ہے۔ زمانۂ حمل اور حیض کی خرابیوں کے لئے مفید ہے اس کی مریضہ میں خون کی کمی ہوتی ہے اور وہ موٹی ہوتی ہے اور اس کے عضلات کمزور ہوتے ہیں۔

کالی نیرو سائنیٹم (Kalmia Angustifolia) جنسی استعمال ہوتی ہے اس سے کہیں بڑھ کر اس کو استعمال کیا جانا چاہیئے۔ جیسل (Bell) نے اس کی پروونگ بڑے اچھے طریقے سے کی تھی، اس نے معلوم کیا کہ یہ پیشاب کے دائرہ عمل میں سیپیا کی رقیب ہے۔ جو مریض بیری مائل زرد

Scanned by CamScanner

رنگت والے (Chlorotic) (ہیضہ کے دورے پڑنے والے) اور نہایت کمزور ہوتے ہیں۔
ان میں (Dysmenorrhea) تکلیف دہ حیض پایا جاتا ہے۔ بدہضمی (Dyspepsia)
اور دل کی جریان کے ڈھل جانے کی تکلیف بھی پائی جاتی ہے یعنی ایلین کے اس خاندان کی ادویات
کے بارے میں لگائے گئے اندازے کے عین مطابق علامات موجود ہوتی ہیں۔

کالی آیوڈائیڈ — ہماری ان عظیم ادویات میں سے ہے، جو گلٹہ کے لئے استعمال ہوتی ہیں۔
اکیس مردانہ خصیے (TESTES) اور عورتوں کے پستان سوکھ (ATROPHY) جاتے ہیں۔ ایسے
مریض کے لئے زندگی کو سنبھالنا مشکل ہوتا ہے، وہ رات کو بیدار ہو جاتا ہے اور صبح ہونے کے خوف میں
مبتلا رہتا ہے۔

اس خاندان کی اہم ترین دوا کالی میور ہے جو سڑے ہوئے خلیوں میں استعمال ہوتی ہے،
خاص طور پر سوزش اس کی نمایاں علامت ہے یہ جوڑوں کے بعد پیدا ہونے والی سوزش، کٹے ہوئے زخموں
اور دوسرے زخموں کے لئے اہم ہے۔ یہ ڈیکسی نیٹس (ٹیکہ لگوانے) اور جوزخ کن (HOSPITAL
DISEASE) کی بیماری کے مابعد کے اثرات کے نتیجے میں خلیوں کی تکلیف میں استعمال ہوتی ہے۔
کالی ادویات کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ لعاب دار جھلیوں کو سفید کرتی ہے اور اس علامت کی اہم ترین دوا
کالی میور ہے۔

سلیشیا — جسم کے ڑھنے، اس کی نشوونما اور جسمانی اور ذہنی افعال کے لئے اس قدر اہم ہے۔
کہ اس کے بیان کو مختصر کرنا بڑا مشکل ہے۔ یہ دانتوں اور ہڈیوں کی نشوونما کو متاثر کرتی ہے اور
آپریشن اور زخم کے بعد ہاتھوں کے پنپنے میں مدد دیتی ہے۔ اس کے علاوہ جسم سے اجنبی ہاتھوں
کے اتارنے میں کام آتی ہے۔ اس کا خون پر بڑا گہرا اثر ہوتا ہے اور غدودوں کی سوزش پیدا کرنے
کی خصوصیت کے ساتھ یہ پیپ پیدا کرنے کی کلید ہے۔ ریڑھ کی ہڈی کی کمزوری، دماغی تھکاوٹ
کمزور دوران خون، ہڈیوں کا گلنا سڑنا۔ پھوڑے اور ناسور، ہر نیا حتیٰ کہ نوطوں میں پانی بھر جانا۔
(HYDROCELE) جیسی علامات اس دوا کے گہرے اور وسیع عمل کی ترجمان ہیں۔ یہ اُن
ادویات میں بھی شامل ہے جو فیل پا میں استعمال ہوتی ہیں۔ یاد رکھئے کہ ڈیکسی نیٹس اور پاؤں
کے پسینے کے دب جانے سے آپ میں سلیشیا کی علامات پیدا ہو سکتی ہیں۔ اور آپکا سلیشیا کا

Scanned by CamScanner

مریض بچہ ہمیشہ آپ کے لیے مسئلہ بنا رہتا ہے۔

ان حالتوں میں کلکیریا گروپ کا مطالعہ بھی ضروری ہے کیونکہ کلکیریا کارب میں سلیشیا کے بچپن کی تمام خصوصیات موجود ہیں جہاں سلیشیا کی خصوصیات میں غدودوں میں ہیپ پیدا کرتا ہے وہاں کلکیریا کارب میں غدودوں کو سخت کرنے کی خصوصیات ہے۔ کلکیریا میں پیٹ موٹا ہوتا ہے۔ لیکن اکیس سلیشیا جیسی گھڑی ہوئی بھوک ہوتی ہے۔ (Behaved Appetite) ہڈیوں اور دانتوں کے بڑھنے اور نشوونما کی خصوصیات سلیشیا جیسی ہیں، اس کے علاوہ کلکیریا میں خون اور عام کررپڑھ کی ہڈی کی تکلیفیں سلیشیا سے مشابہ ہیں، اکیس بھی بچوں کے گھٹنے کمزور ہوتے ہیں، اور بچہ دیر سے چلنا سیکھتا ہے۔ بچہ موٹاپے، راکٹ کی علامات لیے ہوئے زرد موٹا ہوتا ہے۔ اس کے سر پر پسینہ بہت زیادہ آتا ہے۔ کلکیریا کے جنسی اعضا کا نشو و نما رک جاتا ہے جبکہ سلیشیا کے ریفی جنسی اعضا (جنسی اعضا) سے متاثر ہوتے ہیں۔ کلکیریا میں بالغ مریض موٹاپا (Corpulent) ہوتا ہے اور اس کا پیٹ بہت موٹا اور نیچے کی طرف لٹکا ہوتا ہے۔ اسی طرح اس مریض میں گلہڑ اور گردے کی پتھریاں بھی نیچے کی طرف لٹکی ہوتی ہیں۔

غدودوں کی تکلیفوں میں ہمیں کارسن ادویات کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے۔ مثلاً کارباورنیم، کارباینیلس گریفائیٹ اور سیپیا اہم نوسوڈز اس سلسلے میں مزید مطالعے کے متقاضی ہیں۔ درحقیقت ہماری بہت سی پولی کریسٹ اور کئی ایک نزدیکی پولی کریسٹ اینڈ وکرائن کے بگاڑ میں بہت معاون ہو سکتی ہیں لیکن یہ اسی صورت میں ممکن ہے اگر ہم ان کو تلاش کریں۔

ہومیوپیتھک معالج کی حیثیت سے ہم نے ایک ایسے کام کا بیڑا اٹھایا ہے جو انتہائی دلچسپ ہے۔ لیکن ہم اس کام میں کامیابیاں اسی شرح سے حاصل کرتے ہیں جس شرح سے ہم ان کا کھوج لگاتے ہیں۔ ہمارے رسائل ایلوپیتھی معالجین سے کہیں زیادہ وسیع ہیں۔ ہم نے اس سلسلے کی ادویات کی پروونگ کی ہے اور انہیں پوٹینسیوں کے حل سے فعال بنایا ہے۔ یہ پوٹینسیاں مختلف طاقتوں میں اسطرح تیار کی گئی ہیں کہ ہر شخص انہیں اپنی ضروریات اور تجربے کی بنا پر استعمال کر سکتا ہے۔ ہماری مشابہ ادویات اینڈوکرائن نظام کی رطوبتوں کے افراز کو متاثر نہیں کرتیں، کیونکہ یہ ادویات

Scanned by CamScanner

جسم انسانی کے اُن اعضاء کو نہیں چھیڑتیں جن کے عمل میں توازن موجود ہو۔ دوسرے لفظوں میں ہماری ادویات براہِ راست قوت حیات کو متاثر کرتی ہیں جو بذاتِ خود ان اعضاء میں توازن رکھتی ہے جو حساس ہوتے ہیں اور جسم کے دوسرے حصوں کے بگاڑ سے متاثر ہوتے ہیں تاکہ جسم میں نارمل اور صحت مند افعال پورے جسم کی صحت کو توازن میں لائیں۔

آئیے! ہولسٹک سسٹم کے بارے میں کی گئی دریافتوں کو دلچسپی سے زیرِ غور لائیں۔ اور آئیے ایک محقق کی پُرامید نظروں سے اپنی ہومیوپیتھک ادویات کو دیکھیں جن کی مدد سے ہم اُن حالات کا مقابلہ کرنے بلکہ ان کو شفایاب کرنے کی بھی صلاحیت رکھتے ہیں جن کے بارے میں ابھی معلومات نہ ہونے کے برابر ہیں۔

Scanned by CamScanner

باب ۳۳

مظاہراتی عوامل کے بارے میں نظریات

ادلیور۔ایل۔ریزر (Oliver L. Reiser) جو کہ پٹیزبرگ (Pittsburgh) یونیورسٹی میں فلاسفی کے ایسوسی ایٹ پروفیسر تھے، ۱۹۳۵ء میں اپنی کتاب "فلاسفی اینڈ دی کنسیپٹ آف ماڈرن سائنس" (Philosophy and the concepts of Modern Science) میں ہمیں بتاتے ہیں کہ:۔

"سائنس کے وسیع اور بھاری حجم کو حقائق کو باہمی اور ایک مجسم شکل میں دیکھنے کا ایک طریقہ مظاہراتی نظریات (Phenomenological Viewpoint) کہتے ہیں۔"

فینومینولوجی (Phenomenology) سے مراد کسی ایسی چیز کا مطالعہ ہے جو اپنے عمل کا اظہار کر سکتی ہو۔ یہ ایک ایسا بیانی نقطۂ نظر ہے جو کسی چیز کے مکمل مشاہدے کے بارے میں ہے جبکہ خوردبین سے حاصل ہونے والی تفاصیل کو زیادہ اہمیت دینے کے نتیجے میں بہت مشکل پیش آتی ہے۔ خوردبین کی مثال تو کچھ ایسے ہے کہ ہم اسکے ذریعے، درخت تو دیکھ سکتے ہیں لیکن جنگل کو نہیں دیکھ سکتے۔ (یعنی خوردبین میں ایک ——— چھوٹا سا حصہ بہت بڑا دکھائی دیتا ہے اور پورے جسم کو دیکھنا مشکل ہوتا ہے۔)

موجودہ دور کی عظیم دریافتوں میں سے ایک دریافت ابھرتی طبقات الارض کا وضع کردہ اصول یکسانیت (Principle of Uniformitarianism) ہے۔ اس نظریے کی رُو سے وہ قوتیں جو آج برسرِ پیکار ہیں (سرگرمِ عمل ہیں) زمانہ ماضی کی ان قوتوں جیسی ہیں جن کے نتیجے میں ماضی میں تبدیلیاں پیدا ہوئیں۔

اگر ہم سائنس کے مظاہراتی نظریے (Phenomenological Viewpoint)

کو درست تصور کریں تو ہمیں برزر (Risser) کے اس بیان پر بھی یقین کرنا پڑتا ہے جو اس نے خود بین کے ذریعے حاصل شدہ تفاصیل کے بارے میں دیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ خوردبین کے ذریعے کسی چیز کے ایک حصہ کی اتنی زیادہ تفصیل دکھائی دیتی ہے کہ یہ جز اس پورے جسم کے لحاظ سے غیر متوازن دکھائی دیتا ہے۔ اس سے ایک ایسی نفسیاتی اور ذہنی کج نظری پیدا ہوتی ہے جس کی وجہ سے جسم اور اس کے حصوں کے درمیان توازن کا تصور باقی نہیں رہتا۔

دوا ایک ایسی چیز ہے جس کے مکمل علم کی ضرورت ہوتی ہے اور ساتھ ہی یکسانیت کے اصول کو بھی مدنظر رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایلوپیتھی طریقۂ علاج کی اہم شخصیتوں نے بھی اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ صرف ہومیوپیتھی طریقۂ علاج نے وہ اجتماعی نظریہ پیش کیا ہے جو مندرجہ ذیل تمام باتوں کا احاطہ کرتا ہے۔

یعنی بیماری کی حالتوں کا سبب۔ بیماری کے دور ہونے اور بیماری کی پہچان اور اس کے ساتھ ہی دوا تک رسائی حاصل کرنے کا طریقہ۔ دوا کا مریض پر اثر اور اس اثر کی پہچان کا انحصار مریض کی بیان کردہ معلومات پر ہوتا ہے۔ دوا کا علم۔ قوانین ہومیوپیتھی کا استعمال اور ان قوانین کی بیماری اور صحت میں اہمیت۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہومیوپیتھی میں بیماری اور شفا کا نظریہ، مظاہراتی نظریات (Phenomenological viewpoints) سے نکلا ہے کیونکہ اس نظریہ کی رو سے پورے جسم کی اہم حالات حاصل کی جاتی ہیں نہ کہ اس کے ایک نہایت چھوٹے حصے کی تفصیل جو کہ خوردبین مہیا کرتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس کے دائرے کار میں وہ چھوٹا حصہ بھی شامل ہوتا ہے جس کی تفصیل خوردبین فراہم کرتی ہے۔ یہ کہہ دینا فائدے کی بات ہے کہ سائنس کے انکشافات آئندہ کے انکشافات موجودہ انکشافات سے بھی بڑھ کر فوری اور اہم ہو سکتے ہیں۔ میڈیکل تحقیق کی مخصوص شاخوں کے ماہرین ہمیں ایسی وسیع اور تفصیل معلومات فراہم کر سکتے ہیں جن کی بنیاد خوردبینی مشاہدات پر ہو۔ لیکن ایک ہومیوپیتھ کی حیثیت میں ہم خود اس بات کی اجازت نہیں دے سکتے کہ ان تفصیلات کے بندھنوں میں جکڑے جائیں اور پورے جسم کو نظر انداز کر دیں۔ ہم ان دریافتوں سے اسی صورت میں فائدہ حاصل کر سکتے ہیں اگر ہم ان کو اپنے اس عالمگیر قانون کے تحت پرکھیں جس کے زیر اثر ہم کام کرتے ہیں کیونکہ ایک اکائی کی کوئی حیثیت نہیں اگر اس کا تعلق اس کائنات اور اس کے قوانین کے ساتھ نہ ہو۔

اس کا فنان اور اس کے فوا

Scanned by CamScanner

چونکہ انسان کی مطابقت (Adaptation) اپنے (ماحول) کے ساتھ انتہائی مخصوص ہے اور ہم اس قابل ہیں کہ کائنات کے بنیادی قوانین کے تحت ایک انسان کے بارے میں حاصل کی گئی معلومات سے یعنی شخصی حدود سے اجتماعی حدود تک کی معلومات حاصل کر سکیں۔

جانوروں کی زندگی بھی پودوں کی زندگی کی طرح اپنے ماحول سے مطابقت کی زبردست قوت رکھتی ہے اور اس طرح یہ ہمارے لئے ایک ایسی تجربہ گاہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ جہاں ہم مشاہدات کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ معدنیات کی دنیا ہمارے نوابد کی زنجیر میں ٹک و شب سے ماورا رابطہ قائم کرتی ہے لہٰذا قانون شماریات اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ کسی واحد جاندار کا ردعمل اور ردعمل اس گروپ کے تمام دوسرے جانداروں کے رویے اور عمل کو ظاہر کرتا ہے (سوائے ان خصوصیات کے جو ہر جاندار کی اپنی طبیعت کا خاصا ہوتی ہیں) اور وہ اوامرات جو جانداروں کے ایک گروہ کے لئے ضروری ہوتی ہیں وہی باتیں اسی ماحول میں رہنے والے دوسری قسم کے جانداروں کے لئے ضروری ہوتی ہیں۔ نتائج میں یکسانیت بلاشبہ اس توانائی کی بدولت ہے جسے کائناتی توانائی (Universal Energy) کہا جاتا ہے جسے دور جدید کی اصطلاح میں الیکٹرون پروٹون اور نیوٹران کہتے ہیں جن سے شعاعیں خارج ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ وہ برقی اور مقناطیسی شعاعیں خارج کرتے ہیں جسے ہم مخفی توانائی (Potential Energy) کا نام دیتے ہیں۔

جس طرح توانائی کے ردعمل میں مخصوص توازن ہوتا ہے اسی طرح اس کا مخصوص عمل بھی ہوتا ہے۔ جسم انسانی کے ہر حصے کے افعال میں ایک مخصوص عمل ہوتا ہے۔ یہ عمل کئی اثرات کے لئے اثر پذیری کی خاصیت رکھتا ہے اور اپنا مخصوص ردعمل بھی رکھتا ہے۔ جسم انسانی کے ہر اٹم میں ارتعاشی اثر پذیری موجود ہوتی ہے اور یہ اثر پذیری مخصوص قسم کی حرکت سے متعلق ہوتی ہے اور یہ اثر پذیری یکسانیت کے اصول (Uniformitarianism) کے تحت پیدا ہوتی ہے یعنی (اصل مطابقت کے لحاظ سے) معیشت کے لحاظ اور جسمانی لحاظ سے ہم اسطرح محور کا نشانہ بنتے ہیں جس طرح کے زمین کے طبقات بننے کا عمل آج کل محور کا نشانہ ہے۔ اگرچہ انسان اور حیوانات دونوں اس محور کا نشانہ نظر آتے ہیں۔

درحقیقت ہم مسلسل ڈائنامیکل (Dynamical) قوانین اور شماریات کے قوانین (Statistical Laws) کے توازن کے درمیان رہ رہے ہیں جن کے بارے میں ریڈ رائے

نے مندرجہ ذیل تفصیل بتائی ہے۔

ڈائی نیمیکل اور شماریاتی قوانین کے آپس میں تضاد کو قوانین قدرت کی دوسری خصوصیت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ پہلی قسم یعنی ڈائی نیمیکل قوانین یا وجوہاتی قوانین (causal laws) ہیں۔ یہ قوانین ہمیں مضبوط قوت فیصلہ اور پیشروی عطا کرتے ہیں۔ جبکہ قوانین کی دوسری قسم، یعنی شماریاتی قوانین ہمیں قیاس آرائی اور قوت فیصلہ کے فقدان سے دوچار کرتے ہیں۔ ڈائی نیمیکل قانون عارضی اور اتفاقیہ عملوں کو اہمیت نہیں دیتے اور وہ قائمیت اور بصیرت عطا کرتے ہیں جو طویل مدتی عمل کے مطالعے کے لئے اہم ہوتی ہے۔ لیکن شماریاتی قوانین، جن کا تعلق عوامل کی اوسط قیمتوں سے ہوتا ہے۔ عناصر کی انفرادی خصوصیت کا شمار ہرگز نہیں کرتے ... خود دینی عوامل کے ایٹمی عمل (atomic processes) جو ہوتے ہیں، یعنی اپنی ابتدائی شکل میں لوٹ سکنے کے قابل ہوتے ہیں) (اور بعض اوقات ایک دو قدموں و قدموں سے ہوتا ہے۔) اور یہ سب وجوہاتی قوانین کے تحت ہوتا ہے، جبکہ بڑے عوامل (Macroscopic Status) بہت سے انفرادی عوامل کی اوسط قیمتوں کا اظہار کرتے ہیں اور یہ بات شماریاتی قوانین کے زمرے میں آتی ہے۔

ڈائی نیمیکل اور شماریاتی قوانین کے درمیان اس تفریق سے ہم اپنی وہ غلطی پکڑ سکتے ہیں جو ہم اپنے لاشعور میں بھی ٹھیک قوانین کا اطلاق کرتے ہوئے نظر آتی ہے۔ (Law of least action) اور اس کم سے کم مقدار کا استعمال، ڈائی نیمیکل قوانین میں سے ایک ایسا قانون ہے جس پر ہوئیجنس کی بنیاد رکھی گئی ہے اور اسی سے ہوئیجنس کی تصدیق ہوئی، ہم اس قانون کو قانون بالشی کے ساتھ ہی تسلیم کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہم ان تمام وجوہاتی عناصر کو (causal elements) جنکا تعلق قدرتی اور بنیادی عوامل سے ہے تسلیم کرتے ہیں اور یہی عوامل ہوئیجنس عوامل کی تشریح کرتے ہیں۔

یہ بات دلیل سے کہی جاتی ہے کہ ہوئیجنس دراصل قوانین فطرت کا استعمال ہے۔ ہماری ادبیات کے نتائج یکساں ہونے چاہئیں۔ ادبیات کی پروڈکٹ کی تفصیل میں کم سے کم تضاد ہونا چاہیئے۔ کسی بھی پوٹیشیسی کا مختلف سرکلوں پر دوران اثر یکساں قوت کا ہونا چاہیے۔ ایک معالج جو دکتنا ہی محتاط کیوں نہ ہو وہ اپنی ناکامیوں کے تلخ تجربات سے سیکھتا ہے اور خواہ اس نے دوا کے انتخاب میں کتنی ہی احتیاط کیوں نہ برتی ہو، صرف یہ کہہ دینا ہی کافی اور تسلی بخش نہیں ہے کہ یہ تو معالج کی نااہلی ہے اور یہ تسلیم کرنا بھی قانع تسلی نہیں کہ مریض جس کے حالات اس تضاد کا باعث ہیں۔ اس

Scanned by CamScanner

سلسلے میں صرف وراثتی خصوصیات، نفسیاتی خصوصیات اور وہ قوتیں جو ہماری زندگی کا تعین کرتی ہیں اور جن کے بارے میں ہم کچھ نہیں جانتے تضاد کی کچھ گنجائش ہے۔ علاوہ ازیں دوا کے عمل کے بارے میں بھی کچھ عوامل ایسے ہیں جنھیں تعداد کی گنجائش ہے اور جنہیں ہم سمجھنے کے قابل نہیں ہوتے۔ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ شماریاتی قوانین ہمیں یہ حق دیتے ہیں کہ ہم ڈائی نیمیکل قوانین کے استعمال کے بعد ان سے چند نتائج کی امید رکھیں جبکہ شماریاتی قوانین ایسے حالات کا مفروضہ دیتے ہیں جو پہلے سے موجود ہوتے ہیں اور جن کی موجودگی سے ہم بے خبر ہوتے ہیں لیکن سچی بات تو یہ ہے کہ ہم ڈائی نیمیکل قوانین کو اچھی طرح نہ جاننے کی وجہ سے شماریاتی قانون کے مفروضوں کو استعمال کرنے لگتے ہیں اور ہمارے لئے یہ ایک معقول اور پرسکون بہانہ بن جاتا ہے اور شماریاتی قوانین پر عمل کرتے ہوئے یہ مفروضے ہمارے لئے خطرہ بن جاتے ہیں۔

بلاشبہ ہم یہ جانتے ہیں کہ ہمارے پاس ایک تغیر پذیر قوت ہے جسے ہم مریضوں کے علاج کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ ادویات کے استعمال کے لئے اسی قسم کی تغیر پذیر قوت موجود ہے یا نہیں۔ اگر کسی قوت کی تحریک اس قوت سے پیدا شدہ موثر کی تبدیلی کے برابر ہے (جیسا کہ علم طبیعیات سے پتہ چلتا ہے)۔ ہم اپنی ادویات کا استعمال اس کلینیکل ثبوت کے مطابق کراتے ہیں جس سے ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ اس دوا نے تندرست انسانوں میں کون سی حالت پیدا کی تھیں۔

بدقسمتی سے ہمارے پاس صحت کے معیار کا کوئی قابل پیمائش ریکارڈ موجود نہیں۔ اور نہ ہی صحت کے معیار کی حتمی صورت موجود ہے۔ ہمارے نامکمل حواس نقائص سے پاک اور علامات کی ہو بہو ترجمانی کرنے کے قابل نہیں ہوتے اور ہماری عقلوں کے امکانات دوگنے ہو جاتے ہیں جب ہم مریض کے کیس کو حل کرتے ہیں۔ ہم اپنے نتائج کو کیمیائی فارمولے کی مدد سے جانچتے ہیں ——— یعنی

(دوا کے) ردِ عمل کی رفتار = $\frac{\text{قوت عامل (Driving Force)}}{\text{مزاحمت (Resistance)}}$

اور بدقسمتی سے ہم نہایت درستگی کے ساتھ نہ ہو تو حقیقی قوتِ عامل اور نہ ہی مزاحمت کے بارے میں جانتے ہیں۔

تاہم کئی محدود میدانوں میں ہم مادوں کے ردِ عمل کی پیمائش کرنے کے قابل ہو گئے ہیں۔ مثلاً ایسے حیوانی، نباتاتی اور معدنیاتی مادے جو ہماری پوٹنسیوں کی بنیاد ہیں، اس سلسلے میں ابتدائی قسم کی کوششیں تو کی جا رہی ہیں لیکن ابھی تک یہ کوششیں جامعیت کی حدوں سے بہت دور ہیں۔ صرف اتنی

Scanned by CamScanner

بات یہ جان لینا کافی ہے کہ مختلف پوٹینشیلوں کے رد عمل کے مسائل کا حل ایٹم کے اندر موجود ہے۔ اس بات کو اسطرح کہا جا سکتا ہے کہ ایٹم اپنی بناوٹ کے لحاظ سے اس کائنات کی بناوٹ سے مشابہ ہے جبکہ اس کائنات کے نظام شمسی میں سورج کے گرد مخصوص مداروں میں سیارے گردش کرتے ہیں (اسی طرح ایٹم کے مرکزے کے گرد مخصوص مداروں میں الیکٹران گردش کرتے ہیں) اس مطابقت سے ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ یہ کائنات بذات خود ہمارے مسائل کو سمجھنے میں معاون بنتی ہے اور ایٹم کائناتی فرکس کے لئے حل پیش کرتا ہے۔

تاہم ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ خصوصی مناسب قسم کے سوالات فزکس یا کیمسٹری کے ابتدائی علم سے متعلق نہیں ہیں بلکہ یہ سوالات تو انتہائی وسیع معنوں یعنی کائنات کی وسعتوں کا حصار کئے ہوئے ہیں اور ساتھ ہی ہمارے تعارف کی وجوہات کو بھی سمیٹے ہوئے ہیں۔

آیئے، پوٹینشی کے سوال پر دوبارہ غور کریں کیونکہ جب سے ہائیمن نے پوٹینشیائی زیشن کے طریقے کو ترویج دی ہے، یہ چیز بہت سے لوگوں کے لئے راستے کا روڑا بنی ہوئی ہے۔ جدید سائنس بتاتی ہے کہ توانائی خود بخود ایٹم کے وزن کی نسبت سے خارج ہوتی رہتی ہے اور وہ ایٹم جن کا ایٹمی وزن زیادہ ہوتا ہے۔ اور جن کو تابکار (Radioactive) ایٹم کہتے ہیں وہ اپنے زیادہ ایٹمی وزن کی وجہ سے مخصوص قسم کی زیادہ توانائی کا اخراج کرتے ہیں اور اس عمل کے نتیجے میں خود اپنی تباہی کا موجب بنتے ہیں۔ اگر ایٹم کا وزن کم ہو تو ان سے اشعاع کا اخراج کم ہوتا ہے اور پھر ان سے توانائی خارج کرنا مقصود ہو تو ان ایٹموں پر قوت صرف کرنا پڑتی ہے۔ اسطرح ایسے ایٹم جن کے ایٹمی وزن بہت کم ہوں تو ان سے توانائی کے اخراج کے لئے اور بھی زیادہ توانائی صرف کرنا پڑیگی پھر کہیں ان کی مخفی توانائی کو خارج کرنا ممکن ہوگا۔ لیکن شعائی مقاصد کے لئے خام ایٹم ہمارے لئے بالکل بے فائدہ ہوگا۔ اور اس ایٹم کو توڑ کر اس کی برقی مقناطیسی اور مقناطیسی توانائی کے حصول کے لئے بہت سی توانائی صرف کرنا پڑے گی اور پھر یہ تمام توانائیاں ایک پیچیدہ شکل اختیار کر کے ہمارے مقصد پر پورا اتریں گی۔ اس طرح وقت اور کوشش صرف کر کے ہم مستقل فائدہ حاصل کر سکیں گے۔

آیئے! چونے (Lime) اور اس کے کثیر استعمال پر غور کریں۔ اس بات پر غور کیجئے کہ خام حالت میں چونا جسمانی افعال اور نشوونما کے لئے کس قدر بے اثر ہے مگر اسی چونے کا پانی (Lime water)

Scanned by CamScanner

اکثر بچوں میں رکٹ کی بیماری کو شفا بخشتا ہے یعنی جب غذا میں چونے کے پانی کو بھی شامل کر لیا جائے ، رکٹ کے علاوہ بے شمار حالتیں ایسی بھی ہیں جن کے لئے ہومیوپیتھک معالج شفائی خصوصیات صرف اسی صورت میں بخشنے کی امید رکھ سکتا ہے جبکہ وہ چونے کو پوٹینشائیزڈ شکل میں استعمال کرائے کیونکہ اس طرح دوا میں چونے کی انتہائی کم مقدار (ایٹمی حالت) حیرت انگیز شفائی نتائج برآمد کرے گی۔

دورِ جدید میں وٹامن کے بارے میں کی گئی تحقیق سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ان کی نچلے درجے کی ٹرچوریشن سے یہ وٹامن غیر عامل ہو جاتے ہیں لیکن جب ان وٹامنز کو مائع شکل کی اونچی پوٹینسیوں میں تبدیل کیا جاتا ہے تو ان کے پوشیدہ اثرات حیرت انگیز حد تک بڑھ جاتے ہیں۔

یہ بات ہمیں یہ تدبیر اختیار کرنے کی طرف راہبری کرتی ہے کہ ہم ٹرچوریشن اور رگڑنے (جھٹکے دینے کے عمل) کو ایٹم کی خوابیدہ توانائی کو بیدار کرنے اور ایٹم سے توانائی خارج کرنے کیلئے استعمال میں لائیں۔ اور بلاشبہ چونے کے ایٹم سے توانائی کے حصول کے لئے جو طریقہ استعمال ہوتا ہے وہ طریقہ کسی پودے کے مالیکیولوں سے توانائی کے حصول کے لئے استعمال کرنا ممکن نہیں کیونکہ کئی مادوں سے توانائی کے حصول کے لئے ٹرچوریشن کا طریقہ استعمال کیا جاتا ہے۔ اور کئی مادے بآسانی حل ہو کر ایسی حالت کو پہنچ سکتے ہیں جن سے توانائی نہایت آسانی سے خارج ہو سکتی ہے۔ اگر ہم ایٹم کی حقیقی بناوٹ کو سمجھنے کے قابل ہو سکیں اور یہ تصور کر سکیں کہ ایٹم میں نفوذ (جذب کرنے کی صلاحیت) کی قوت موجود ہے تو پھر ہم نہایت آسانی سے مختلف طریقوں کے تحت ایٹم سے توانائی کے اخراج کو سمجھ سکتے ہیں۔ یہ مسئلہ ایٹم کی ساخت اور ایٹم کی تباہی سے یکساں طور پر منسلک ہے جس کے نتیجے میں ایٹم کے اندر سے مخصوص قسم کی بے پناہ توانائی کا اخراج ہوتا ہے۔

اپنی پوٹینسیوں پر نظر ڈالنے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ہمارا میٹریا میڈیکا شماریاتی قوانین کے تحت کام کرتا ہے اور وہ دوا جو نچلی پوٹینسیوں میں آزمائی گئی ہو وہ اسی لحاظ سے بغیر کسی تضاد کے اونچی پوٹینسیوں میں بھی آزمائی جا سکتی ہے۔ اس کے علاوہ کوئی بھی پوٹینسی فرض کیجئے ۲۰۰ طاقت کی پوٹینسی سے حاصل ہونے والے نتائج یکساں قسم کے ہوں گے خواہ ان کی تیاری کتنے ہی مختلف اور ترقی یافتہ طریقوں سے کی گئی ہو۔ یہ بات یقینی ہے کیونکہ تجربات نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ کچھ ادویات اپنی مخصوص علامات کا اظہار کرتی ہیں اور یہ علامات تقریباً تمام پوٹینسی کے لئے کم و بیش معین ہوتی ہیں۔

Scanned by CamScanner

۱۹۔ جب ان کو کلینیکل استعمال میں لانا مقصود ہو، یہ علامات شماریاتی شہادات کی بنیاد کے لیے کافی ہوتی ہیں۔ اور یہی وہ مقام ہے جہاں ہومیوپیتھی کا فن پوشیدہ ہے اور یہی وہ مقام ہے جس پر سائنس دان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور لوگوں کی کھلی تنقید کا سامنا کرتے ہیں

ہلیکمن کہتا ہے کہ ایک عنصر پر الفاشعاعوں کی بمباری کر کے اسکو بھاری عنصر میں تبدیل کیا جاسکتا ہے اور ساتھ ہی مصنوعی تبدیلی سے بننے والے نیوکلس سے نیوٹران خارج ہوتے ہیں۔ نیوٹران پر کوئی برقی چارج نہیں ہوتا لیکن ان کو ایٹم کے انشقاق (اوریکلنے) کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔ ایٹم اس طرح ٹوٹ کر غیر قیام پذیر ہو جاتا ہے، اسی غیر قیام پذیری کے نتیجے میں ایٹم کے وزن کا ایک درجہ کم ہو جاتا ہے لہذا اس سے ایک پروٹون خارج ہوتا ہے۔ ہلیکمن بتاتا ہے کہ نیوٹران کو کسی نیوکلس میں داخل ہو کر اسے توڑنے کے لیے زیادہ توانائی درکار نہیں ہوتی اور اگر کسی نیوکلس کے ساتھ شدت سے ٹکرائے تو اس کے نتیجے میں یہ نیوکلس کے پرخچے اڑا دیتا ہے اور نیوکلس کو کئی چھوٹے چھوٹے کم ایٹمی وزن کے ٹکڑوں میں تقسیم کر دیتا ہے۔ دوسری صورت میں یہ نیوٹران، نیوکلس کے اندر داخل ہو جاتا ہے اور اسطرح داخل ہونے کیلئے اسے کم رفتار درکار ہوتی ہے اور شدید قوت اور تیزی درکار نہیں ہوتی۔ اس داخلے کے نتیجے میں یہ نیوکلس کی کمیت میں اضافہ کرتا ہے اور اس عمل کے نتیجے میں ایک بھاری ایٹم وجود میں آجاتا ہے۔

ابھی تک کوئی ایسا طریقہ کار وضع نہیں ہوا جس سے یہ معلوم کیا جاسکے کہ ٹرکیورلیشن اور جھٹکے دینے کے عمل کا توانائی کے اخراج سے جو تعلق ہے اس کی ہومیوپیتھک دواؤں کی تیاری میں کیا اہمیت ہے؟ آیا ہم حقیقتاً (ان عوامل سے) اس عنصر کو تبدیل کر دیتے ہیں؟ اور اگر ایسا کر دیتے ہیں تو کیا یہ ایک مقررہ شرح سے ہوتا ہے یا نہیں؟ یہی باتیں ہومیوپیتھک ٹرکسٹ کیلئے مسئلہ کی حیثیت رکھتی ہیں یہ وہ میدان ہے جس میں ابھی ترقی نہیں ہوئی، لیکن یہ ایسا میدان ہے جو ہومیوپیتھی کے لئے ایک چیلنج بنا ہوا ہے یہی وہ کھلا سوال ہے جو سائنسدانوں کے ذہن میں غلط سوچ پیدا کرتا ہے لیکن یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ اگر یہ اپنے ابتدائی مراحل میں بھی حل ہو جائے تو یہ ہومیوپیتھی کو ایسی مضبوط بنیادوں پر کھڑا کر سکتا ہے جیسی بنیادوں پر زمانہ قدیم کے طبیعیات کے رضاکار سائنسدان کھڑے ہیں۔ طبیعیات میں ہمارا ایک مسئلہ واحد دوا یا مرکب دوا کی فارمیسی بھی ہے۔ واحد دوا کے بارے

ہیں تو ایک دلیل ہائیزن اور اس کے ہمپیر وکاروں کے عملی مشاہدے سے بھی زیادہ طاقتور ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک واحد ردا کی محدود پروڈکٹ سے ہم جان سکتے ہیں کہ یہ واحد ردا کیا عمل کرتی ہے۔ ہم اس کی یکسانیت پر (ایک حد کے اندر رہ کر) انحصار کر سکتے ہیں، لیکن اگر ردائیں ایک سے زیادہ استعمال میں لائی جائیں تو کوئی بھی شخص ان کے عمل کی پیشین گوئی نہیں کر سکتا کہ وہ ملی ہوئی حالت میں ایک دوسرے کی جگہ یا ایک دوسرے کے نہایت قریب آ کر کس عمل کا اظہار کریں گی۔ اور یہ بات ایک مشاہدہ ہے صرف تفصیل نہیں ہے۔

جدید فزکس (طبیعیات) ہمیں آوارہ نیوٹران میں اس چیز کا حل بتا سکتی ہے اور نیوٹران یقینی طور پر اس وقت آزاد ہوتے ہیں جب کم ایٹمی وزن رکھنے والے عناصر کو زیادہ ایٹمی وزن والے عنصر کی انتہائی معمولی وزن رکھنے والی شعاؤں سے ملا دیا جائے تو اسطرح یہ خارج ہونے والے نیوٹران فوراً دوسرے عناصر کے ساتھ ملاپ کر لیتے ہیں۔ اگرچہ یہ تیسری قسم کے عناصر کو ضروری نہیں کہ تبدیل ہو جائیں، مگر یہ غیر قیام پذیر ضرور ہو جاتے ہیں اور مزید تبدیلیاں کرنے کا باعث بن سکتے ہیں۔

مینکن ایک کیس کا حوالہ دیتا ہے کہ کس طرح بیری لیئم Beryllium کی تھوڑی سی مقدار کو ریڈیم سے خارج ہونے والی شعاؤں کی خفیف مقدار سے ملانے کے نتیجے میں .... ایک نیوٹران خارج ہوتا ہے اور چاندی کے ایٹم کے نیوکلس میں داخل ہو کر چاندی کے اس ایٹم کے ایٹمی وزن کو ایک یونٹ بڑھا دیتا ہے۔ اسطرح چاندی کا ایٹم بھاری ہو جاتا ہے، اگرچہ اس کی کیمیائی خصوصیات تو برقرار رہتی ہیں مگر یہ ایٹم غیر قیام پذیر ہو جاتا ہے اور اس میں سے ایک منفی الیکٹرون خارج ہوتا ہے اور وہ چاندی کا ایٹم کیڈمیئم کے ایٹم میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اس بات میں تو کوئی شبہ نہیں کہ یہ نتائج تجربات سے حاصل ہوتے لیکن ہمارے پاس اس بات کی یقین دہانی بالکل نہیں کہ جب بھی کسی قسم کے ایٹموں کو ایسی میں ملایا جائے تو ان کے ملاپ سے اس قسم کی تبدیلیاں پیدا نہیں ہوں گی خواہ یہ تبدیلیاں تعمیری ہوں یا تخریبی۔ یہ بات خاص طور پر ان طریقوں پر صادق آتی ہے جو ہم ادویات سے خواہیدہ توانائی کے حصول کے لیے اختیار کرتے ہیں اور اگر ہمارے طریقہائے کار اس قابل ہیں کہ وہ توانائی کا اخراج کر سکیں تو یہ یقین نہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں کہ وہ ادویات کو تبدیلیوں سے دوچار نہ کرتے ہوں گے۔ (یعنی ادویات میں تبدیلیاں لاتے ہوں گے)۔

Scanned by CamScanner

ہمارے تحقیقی ذہن کے لیے ایک اور مسئلہ بھی پوسٹ ماڈرن ازم سے منسلک ہے۔ اگرچہ ہمارے طریقے کافی حد تک عمل میں جن کے نتیجے میں توانائی کا اخراج ہوتا ہے (اور ہمیں یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ہائی پریسیژن کی بدولت کی پوشیدہ توانائیاں اکثر ہمیں حیرت زدہ کر دیتی ہیں) تو ہم اس چیز کی بھی طرح تحقیق کر سکتے ہیں کہ ان عناصر کے ایٹم کس حد تک ٹوٹتے ہیں۔ بلاشبہ توانائی ایک خاص شرح سے ضرور خارج ہوتی ہے۔ مگر ریڈیو ایکٹو اور پھٹکے دینے کا عمل ایٹم کی ساخت کو کہاں تک متاثر کرتا ہے؟ یہ بات ہمارے علم نہیں ہے۔ اگر ہم یہ معلوم کر لیں کہ ان عناصر کے لئے جو قوت ہم استعمال کرتے ہیں وہ حقیقتاً ایٹموں کو توڑ دیتی ہے تو پھر ہم واقعی طور پر کہہ سکیں گے کہ کون عنصر کے ایٹموں کی تباہی سے پروٹون اور نیوٹرون الگ ہو کر نئے طاقت سے نئے عناصر تشکیل کرتے ہیں۔ جن کی ایٹمی ساخت مختلف ہوتی ہے اور اس نئے عناصر کی اپنی توانائیاں ہوتی ہیں جو کچھ حالات کے تحت متوازن یا غیر متوازن طاقت کی حالتیں پیدا کر سکتی ہیں۔

مندرجہ بالا وضاحت کی بنا پر مرکب عناصر مثلاً پودوں سے حاصل ہونے والی ادویات کے بارے میں زیادہ مطالعے کی ضرورت ہے اگرچہ یہ ثابت نہیں ہوا کہ زندہ مادوں میں تابکار عناصر موجود ہوتے ہیں۔ مگر جب ہم ان تجربات کے استعمال پر غور کرتے ہیں جو ہیلیکن نے بیان کئے ہیں تو پھر ہم اس ردعمل کے بارے میں سوال کر سکتے ہیں جو مختلف ایٹمی وزن رکھنے والے عناصر جن کی ایٹمی وزن والے عناصر کی ٹوٹ پھوٹ اور ان کے ایک دوسرے کے ساتھ عمل سے پیدا ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں ان بدلتی ہوئی توانائیوں کا انسان کی مولیکیولز (MOLECULAR) ساخت پر ردعمل ایسی باتیں ہیں جو غور طلب ہیں۔

بظاہر تو یہ مسائل ایک معالج کے دائرہ اختیار سے باہر لگتے ہیں اور ہم اپنی میٹریا میڈیکا کو ان چند آسان اصولوں کو جاننا ہی کافی سمجھتے ہیں جو ہمیں دوا کے استعمال میں مدد کرتے ہیں، دوسرے لفظوں میں ہم حقیقتاً اپنے کام کا نزدیکی جائزہ ہی لیتے ہیں، اگر ہم اس چیز کا وسیع جائزہ لیں یعنی ظاہراتی جائزہ — تو ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ ہمیں اپنے کام کے لئے مکمل سوجھ بوجھ کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ سوجھ بوجھ ہی اس آرٹ اور سائنس کی مناسب مقدار قیمت جان سکتی ہے۔

اب تو یونائیٹڈ سٹیٹس امریکہ کا بلیک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ اس بات کو تسلیم کرنے لگا ہے کہ جہاں سیلینیم (Selenium) سطح زمین کے قریب پایا جاتا ہے (جو کہ اس ملک کے صرف چند حصوں میں ہی ملتا ہے) وہاں کے لوگوں کی خراب صحت وہاں نئی آبادیاں بسانے کے راستے میں حائل ہوتی ہے۔

سیلینیم کا ایٹمی وزن ۷۹ ہے اور سلفر سیلک اور ٹیلوریم کے درمیان واقع ہے اور تابکار عناصر سے بہت نچلی سطح کا عنصر ہے جو کہ خطرناک ریڈیو ایکٹو عناصر ہیں

۱۹۲۶-۲۷ء کے بہت سے ہوائی جہازوں کے حادثات جو بحر ہند بحیرہ عرب اور بحیرہ قلزم پر پیش آئے ان کی وجہ یورینیم فیلڈ رکی اس علاقے میں موجودگی خیال کی جاتی ہے کیونکہ کیلیفورنیا میں کئی مقامات پر یورینیم سطح زمین کے اوپر آگئی ہے۔ یورینیم ایک بہت بھاری عنصر ہے۔ اس کا ایٹمی نمبر ۹۲ ہے اور یہ بہت زیادہ تابکار ہے اور یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یورینیم سے خارج ہونے والی شعاعیں جہازوں کے حساس اور نازک آلات کو بیکار کر دیتی ہوں گی جس کی وجہ سے یہ المناک حادثے رونما ہوئے۔

دل کے مریض کی حالت پر غور کریں جو ملغمہ مقامات کو برداشت نہیں کر سکتا۔ ہم اس اہم موڈیلیٹی اور اس کی وجہ سے بھی واقف ہیں۔ ہمیں یہ بھی پتہ ہے کہ کوبلٹ شعاعیں ۱۲ سنٹی میٹر کی گہرائی پر سطح سمندر کے مقابلہ میں ساڑھے پانچ گنا زیادہ خطرناک ہوتی ہیں یہ کوبلٹ شعاعیں تمام عناصر کے لئے خطرناک ہیں خاص طور پر تابکار عناصر کے لئے۔ لہٰذا ایسا شخص جس دوران عون پہلے ہی گزر چکا ہو اور اس کا داخلی توازن پہلے ہی گڑبڑا ہوا ہو تو اس کو اس قسم کی تباہ کن قوتیں آسانی سے خطرے سے دوچار کر دیتی ہیں اور یہ وکر بے محل نہ ہوگا کہ دل کی اس قسم کی حالتوں کی استدار سطحیک ایسائیکونک حالتوں سے ہوتی ہے (سطحیک اور سائیکونک کے الفاظ اسلیئے استعمال کئے گئے کہ دل کی یہ کیفیتیں ماحول کی پیدا کردہ بھی ہو سکتی ہیں اور وراثتی بھی) ان حالتوں کے لئے جو دوائیں منتخب کی جاتی ہیں، جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں، ان کی اکثریت تابکار عناصر کے گروپ سے تعلق رکھتی ہے۔

دوسری طرف وہ شخص جس پر جاکا زیادہ دباؤ اور بوجھ ڈالتے ہیں، وہ ملغمہ مقامات پر بہتر محسوس کرتا ہے ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ سائیکوسس کے مریض میں اکثر جسمانی سیل کی نشوونما گھٹنے کی صورت میں ہوتی ہے اور اگر ایسے شخص کو کوبلٹ شعاعوں کے زیر اثر رکھا جائے تو پھر اس کی بیماری کی حالت کنٹرول میں آنے لگتی ہے اور وہ شخص ایک متوازن زندگی کے لطف اٹھا سکتا ہے۔

لہٰذا ایٹم کے میدان ہی میں ہماری صحت اور بیماری کے سوال کا جواب موجود ہے۔ اس کے علاوہ سوچ بوجھ کے مسائل، نشوونما، زندگی کے توازن اور بیماری کے مسائل بھی ایٹم سے منسلک ہیں، ہماری نسل کے مسائل کے سوالوں کے جواب سے نارمل نشوونما کی بقاء اور توازن کی بحالی اور وقت سے پہلے

Scanned by CamScanner

فرسودگی وغیرہ بھی اسی میدان سے منسلک ہیں۔

لہٰذا ہومیوپیتھک قوانین پر چلنے والوں اور دیگر سائنسدانوں کے لئے یہ ایک چیلنج ہے کہ وہ کائنات کی بناوٹ اور مظہر کے بارے میں مکمل معلومات رکھیں اور کسی واحد بیماریسیل کا ہی مطالعہ نہ کریں بلکہ اس کائنات اور اس کے قوانین کا مشاہدہ کریں کہ کس طرح یہ کائناتی (عالمگیر) بناوٹ ایک ایٹم کی بناوٹ میں منعکس ہوئی ہے۔ اگر ہم ایسا کریں گے تو ہمارے نظریات واضح ہو جائینگے۔

Scanned by CamScanner

باب ۳۴

منحرف کرنٹ

کہا جاتا ہے کہ روشنی کی لہریں خاص سمت میں اس وقت تک چلتی رہتی ہیں جب تک اُن کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہ آجائے اور جب کوئی رکاوٹ اُنکے راستے میں آجائے تو وہ ایسے زاویے سے اپنا راستہ بدلتی ہیں جو رکاوٹ کے زاویے کے برابر ہوتا ہے۔ ہمیں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہماری ادویات جن حالتوں اور علامات کے لئے شفائی خصوصیات رکھتی ہیں ویسی ہی علامات یہ ادویات تندرست انسانوں میں پیدا کرتی ہیں۔

مناظری سائنس ہمیں روشنی کی لہروں کی پیمائش اسطرح فراہم کرسکتی ہے کہ اسمیں غلطی کا امکان بہت کم ہوتا ہے۔ مناظری سائنس ہمیں روشنی کی لہروں کے مڑنے کے زاویے کی صحیح پیمائش فراہم کرتی ہے اور اس کے علاوہ یہ بصارت کو درست کرنے اور کئی دوسرے عمل کاموں کیلئے روشنی کے استعمال اور پیمائش کی معلومات فراہم کرتی ہے، دوسرے لفظوں میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ روشنی کے مشہور قوانین کے ذریعے ہم اپنی جدید ضروریات کے لئے روشنی کے استعمال کیلئے یقینی اور قابلِ پیمائش حد تک رسائی حاصل کرسکتے ہیں اور ہم یہ بات بھی وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ ہماری ضروریات کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ اور قوانین روشنی اور پیمائشوں کو بہتر طور پر سمجھ کر ہماری مستقبل کی نسلیں روشنی کی لہروں کا استعمال موجودہ دور کے لوگوں سے کہیں بہتر طور پر کرسکیں گی۔

ہومیوپیتھک قوانین بنیادی خصوصیات کے حامل ہیں ہم ان میں سے کئی ایک کو بخوبی سمجھتے ہیں اور انہیں استعمال بھی کرتے ہیں۔ بدقسمتی سے ہمارے پاس کوئی عمدہ اور درست آلہ موجود نہیں جسکی مدد سے ہم اپنی ادویات کی شفائی لہروں کے راستے میں حائل ہونے والی رکاوٹوں کی پیمائش کرسکیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمیں اپنی ادویات کے یکساں نتائج حاصل نہیں ہوتے جیسا کہ ہمیں اپنی ادویات کی کثیر تعداد

Scanned by CamScanner

کے میسر ہونے اور ہاتھ کے وقت سے آج تک کے ہومیو پیتھک کامیاب طلباء کے علم اور تجربات سے حاصل شدہ معلومات سے یکساں نتائج حاصل ہونے کی اُمید ہونی چاہیئے۔

اس سلسلے میں ہمارے بہت سے بھائی یہ کہیں گے کہ اس قسم کے عمدہ اور درست آلات موجودہ دور میں کئی ہومیو پیتھک معالجین استعمال کر رہے ہیں اور روز بروز اس کام میں ماہر ہو رہے ہیں اور ان آلات کے نتائج نہایت تسلی بخش ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ بات بالکل درست ہے لیکن پھر بھی یہ ایک اوسط ہومیو پیتھک طالب علم کے لئے یہ ذرائع میسر نہیں ہیں اور اگر میسر ہوں بھی تو ان کے استعمال کے طریقہ کار میں مہارت حاصل نہیں کی جاتی اور اسطرح ایک اوسط معالج ان آلات کو درستگی کے ساتھ استعمال میں نہیں لا سکتا یا پھر ان آلات کی بہترین کارکردگی (یا بدترین کارکردگی) استعمال کرنے کی قابلیت پر منحصر ہوتی ہے۔

درجہ کچھ بھی ہو ہمارے مقالے کا مقصد ایک اوسط ہومیو پیتھک معالج سے منسلک ہے۔ قصہ مختصر ہمیں اس مشہور سوال کا جواب دینا ہے کہ "ہمارے نتائج یکساں طور پر تسلی بخش کیوں نہیں ہیں؟" اور ایک بظاہر بالمثل دوا ہمیشہ کے لیے فعال ثابت کیوں نہیں ہوتی؟"

ان میں ایک ظاہری وجہ تو مریض کی تشخیص سے متعلق ہے۔ سرجن اور رینجلوجسٹ (ایکسرے کے ماہرین) ایک ہومیو پیتھک معالج کے مقابلے میں مرض کی تشخیص کے راستے میں رکاوٹوں کو سمجھنے کے لئے زیادہ مناسب ہوتے ہیں۔ لیکن ان لوگوں کے پاس مریض کو شفایاب کرنے کا طریقہ نہیں ہوتا کیونکہ ان کا علم ان کو صرف متاثرہ حصہ کو جسم سے الگ کرنے کا طریقہ بتاتا ہے اور یہ کہ شاید مریض قدرت کے فیض سے صحت یاب بھی ہو جاتا ہو۔ یہ بات پرانی سہی مگر حقیقت پر مبنی ہے کہ انجانے میں اتنی غلطیاں نہیں ہوتیں جتنی غلطیاں بغیر سوچے سمجھے کام کرنے سے ہوتی ہیں۔ ایسی حالتیں بھی ہوتی ہیں جن کی وجہ سے کوئی میکانی مزاحمت یا رکاوٹ ہوتی ہے اور جس کا سبب کوئی بیماری نہیں ہوتی بلکہ کوئی بیرونی چیز ہوتی ہے جو کہ ریفلیکس (Reflex) قسم کی انتہائی تکلیف دہ علامات پیدا کر دیتی ہے۔ تو اس قسم کے حالات میں دوا تکلیف کو ہرگز رفع نہیں کرے گی خلاً بچوں کے کان میں مسلسل درد یا ناک کا بہنا اس کی وجہ یہ ہو کہ بچے نے ناک یا کان میں کوئی چیز ٹھونس دی ہو۔ اسی قسم کی تکالیف بڑی عمر کے لوگوں میں معمولی قسم کے حادثات کے نتیجے میں پیدا ہو سکتی ہیں۔

Scanned by CamScanner

نفسیاتی صدمات، جذباتی ہیجان و دباؤ کی مختلف حالتیں ایسے عوامل ہیں جن کی طرف ایک ہومیو پیتھک معالج کو توجہ دینی چاہیئے اور ان چیزوں کو مریض کی علامات میں اہم جگہ دینی چاہیئے۔ اگرچہ اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ بہت سے مریض اپنی نجی زندگی اور ذاتی معاملات کو کسی غیر شخص حتیٰ کہ ڈاکٹر کو بھی بتانا پسند نہیں کرتے اور اسطرح وہ اہم باتوں کو صرف اپنی ذات تک محدود رکھتے ہیں یا پھر وہ اپنے ان معاملات کو برداشت کرنے کے اتنے عادی ہو چکے ہوتے ہیں کہ وہ ان معاملات کا کیس سے کوئی تعلق ہی نہیں سمجھتے یا پھر مریض (ارادی یا غیر ارادی) طور پر اپنے کیس کی تصویر کو اتنا بگاڑ کر پیش کرتا ہے کہ خواہ وہ اس تکلیف کو بھی بیان کر دے جس میں وہ مبتلا ہوتا ہے تب بھی اسکی بیان کردہ تفصیل کیس کے تجزیئے کیلئے معالج کی کوئی مدد نہیں کر پاتی۔

یہ ہانیمن کی ذات تھی جس نے اس بات پر بہت زیادہ زور دیا کہ ناخوشگوار گھریلو حالات سے بڑھکر صحت کے لئے کوئی چیز اتنی خطرناک نہیں کیونکہ اس قسم کی حالتیں اکثر و بیشتر شفا کے راستے میں ناقابل تسخیر رکاوٹیں بن سکتی ہیں اور بنتی ہیں۔

یلیم

یہ خوش قسمتی ہے کہ سمیلیم اکثر اوقات مریض کے ذہنی دباؤ کو دور کر دیتی ہے یا پھر علامات کے ایک سلسلے کو ختم کر دیتی ہے۔ لیکن جب تک یہ دباؤ جسم کے اندر چھپے رہیں شفا کی امید نہیں ہو سکتی اور اسکے علاوہ جب تک معالج یہ محسوس نہیں کرتا کہ اس قسم کے دباؤ مریض کے اندر پوشیدہ ہیں تو ہومیو پیتھک مریض کو شفایاب کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا اور نہ مریض اپنے یقین کو ہومیو پیتھک شفایابی کی ممکنات سے متزلزل کر لیتا ہے بلکہ مریض کے اعتماد کو بھی ٹھیس پہنچاتا ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ ضرورت سے زیادہ بے چینی، تفکرات، مسلسل پریشانیاں اور کسی بھی کام کی رفتار کو برقرار رکھنے کے لئے ذہنی دباؤ، مخصوص کاروباری ضروریات۔ اسی طرح کی اور کئی پریشانیوں نے گزشتہ کئی برسوں سے ہمارے مریضوں پر غیر معمولی اثر ڈال رکھا ہے اور نتیجۃً شفائی عمل کی فیصد مقدار کو بہت کم کر دیا ہے۔ ان تمام عوامل نے شفاء کے کرشمے کے راستے کو مکمل یا جزوی طور پر بلاک کر دیا ہے۔ مگر ان حالات کے پیدا کردہ نتائج کیلئے ہم ہومیو پیتھک طریقہ علاج کو موردِ الزام نہیں ٹھہرا سکتے کیونکہ جب تک یہ حالات مریض کی روح (وائٹل پارٹ) کا حصہ بنے رہیں گے۔ شفایابی کا راستہ

ایسے حالات میں معالج کو تسکین آور ادویات، درد کی شدت کو کم کرنے والی دواؤں برومائیڈ منشیات اور اسی قسم کی دوسری ادویات کے خلاف جنگ کرنا پڑتی ہے۔ مریض اس قسم کی دوسری ادویات دورِ جدید کے بڑھتے ہوئے ذہنی اور جسمانی دباؤ میں کمی کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں کیونکہ یہ ادویات بظاہر کچھ سکون فراہم کرتی ہیں۔ مگر معالج کو اسباب کا علم نہیں ہوتا کہ ادویاتی کمپنیوں کی اشتہار بازی سے متاثر ہو کر مریض خود بغیر معالج کی ہدایت کے ایسی دوائیں استعمال کر رہا ہے اور یہ بات شفایابی کے راستے میں بہت بڑی رکاوٹ ہے۔

ان حالات میں معالج کو شفا کی راہ میں حائل رکاوٹ کے بارے میں علم ہونا چاہیئے اگر وہ حقیقی معنوں میں مریض کی مدد کرنا چاہتا ہے اگرچہ ہومیو پیتھک طریقۂ علاج کی بہت بڑی نعمتوں میں سے ایک نعمت یہ بھی ہے کہ بہت کی ہومیو پیتھک ادویات بذات خود کثرت سے استعمال کی گئی ادویات کے لئے تریاق کا کام بھی دیتی ہیں اور قوتِ حیات کو صحت مندانہ انداز میں جسم کے اندر سرگرمِ عمل کر دیتی ہیں اور مریض کو شفا کی سمت میں لے آتی ہیں۔

سامانِ زیبائش بھی عملِ شفایابی کی راہ میں اسی طرح رکاوٹ بن سکتا ہے جس طرح منشیات اور کول تار کے مرکبات۔ بہت سی آرائشِ حسن کی مصنوعات کی اشتہار بازی، پسینے کو روکنے والے ڈیوڈرنٹ کو ختم کرنے یا پھر بالوں کی نشوونما ختم کرنے کے لئے کی جاتی ہے۔ اکثر معالجین بہت سے کیس میں ان ہی مصنوعات کے اثر کا سراغ لگا لیتے ہیں۔ پھوڑے پھنسیوں کا دبا دینا دراصل ان کے دائمی اثر سے پیدا ہونے والے انجام سے دوچار کر دیتا ہے۔ ہم نے ایک نوجوان عورت میں فالج کی حالت کو مسلسل بڑھتے ہوئے دیکھا اور اس عورت نے خود اپنی اس بیماری کی وجہ کا سراغ لگایا کہ کس طرح وہ بالصفا دو کے استعمال سے فالج میں مبتلا ہو گئی۔

میرے ایک مشہور ہمعصر ڈاکٹر نے کوکس کیکٹائی کی کھانسی میں مبتلا ایک نوجوان مریضہ کے بارے میں بتایا جس کی کھانسی دائمی صورت اختیار کر گئی تھی اور اُسے آرام نہیں آ رہا تھا۔ مگر جب ڈاکٹر نے اس نوجوان مریضہ کو سختی سے لپ اسٹک کے استعمال سے منع کر دیا تو اس کی کھانسی کو آرام آ گیا

اب ایلوپیتھی کے فارماسوٹیکل جریدوں نے بھی مختلف اقسام کے بہت سے کیسوں کے بارے

میں رپورٹیں تیار کرنا شروع کر دی ہیں کہ یہ کیسں خوشبوؤں اور خوشبودار سامانِ آرائش و زیبائش کے پیدا کردہ ہیں۔ ان رپورٹوں میں ان مصنوعات کے اجزائے ترکیبی کے فزیالوجیکل عمل کو بھی بیان کیا جاتا ہے۔ یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ ایسے ہی چند کیسں ایسے لوگوں میں بھی دیکھے گئے جنہوں نے سامانِ زیبائش (COSMETICS) کا استعمال تو نہیں کیا تھا مگر جن کا ان مصنوعات کے ساتھ واسطہ یا رابطہ رہا تھا۔ ہومیو معالج عنبر اور مشک وغیرہ کی توانیوں سے اچھی طرح آگاہ ہیں کہ کس طرح یہ چیزیں پوٹنسی کی شکل میں علامات پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ ہانیمن نے بتایا ہے کہ کس طرح حساس مریضوں پر سرنگھنے سے بھی اثر ہوتا ہے۔ جدید طبی علم مریضوں کی مختلف اشیا سے الرجی میں مبتلا ہو جانے کے بارے میں معلومات سے بھرا پڑا ہے کہ کسطرح مریض اکثر بہت سی چیزوں سے الرجک ہوتے ہیں، خواہ یہ چیزیں کتنی ہی خفیف مقدار میں استعمال کیوں نہ ہوتی ہوں۔ اب جبکہ غالب نظریئے کے حامی (ایلوپیتھک لوگ) بھی اس چیز سے آگاہ ہیں تو پھر ہومیو پیتھک معالجین کو کرنٹ کے راستے میں تبدیلی (یعنی شفا کے عمل میں رکاوٹ) کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔

اس کے علاوہ ایک مسئلہ غذا سے بھی منسلک ہے وہ اشیاء جو سوفٹ ڈرنکز (یعنی ہلکے پھلکے سرور بات) کہلاتی ہیں ان کے استعمال سے پیدا شدہ بگاڑ مریض کی خود منتخب کردہ ادویات کے نتیجے میں پیدا ہونے والے بگاڑ سے قریبی تعلق رکھتا ہے۔ دورِ جدید کی دلی تبلی حساس حالت کے حصول کا جنون اور غیر متوازن غذا کا استعمال جو کہ دنیا دار لوگوں کے مشورے سے کیا جاتا ہے شفا کے راستے میں رکاوٹ بن جاتا ہے۔ یہ رکاوٹ ایسے برقرار نہیں رہتی کہ معالج مناسب غذا کے استعمال سے رکاوٹ کو دور کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا بلکہ اس کی وجہ سے فزیالوجیکل یعنی اعمالِ بندش ہے۔ اور مریض کا مناسب غذا استعمال کرنے کی بصیرت کو قبول نہ کرنا ہے کیونکہ مناسب غذا کے ساتھ اسی نسبت سے دوا میں بھی نارمل اضافہ ہوگا۔ دوسرے لفظوں میں ایک ایسا مریض جو اپنی مرضی سے غذا کی کمی کا شکار ہوتا ہے وہ اسی صورت میں نارمل زندگی کی طرف لوٹ سکتا ہے اگر وہ معالج کے ساتھ تعاون کرے یا پھر اس کی حالت اسقدر خراب ہو گئی ہو کہ اس کے جسم میں فزیالوجی کل تبدیلیاں آچکی ہوں۔ اس کے برعکس غذا کی کمی سے پیدا شدہ ایسے عوارض بھی ہوتے

Scanned by CamScanner

ہیں جن کی وجہ سے کم آمدنی ہوتی ہے اس قسم کے حالات سے نبرد آزما ہونے کے لئے نہ صرف ہر ایک طریقہ علاج ضروری ہوتا ہے بلکہ مریض کے معاشی توازن کو بحال کرنا اور مجوزہ غذا کا استعمال بھی شفاء کے لئے درکار ہوتا ہے۔ یہاں پر ہمارا واسطہ ایسی معاشی رکاوٹ سے ہوتا ہے جس پر معالج کا کوئی بس نہیں چلتا۔

مناسب ورزش ایسی چیز ہے جو معالج کے دائرہ اختیار میں نظر آتی ہے۔ ہمیں ایک ایسا کیس یاد ہے جو کہ ایک درمیانی عمر کی عورت کا تھا۔ اس کو یہ ہدایت کی گئی تھی کہ وہ جنگلی پھولوں میں وقت گزارے اور کھلی فضاؤں، تازہ ہوا اور دھوپ میں اپنا وقت گزارے۔ ہم سمجھ سکتے ہیں کہ ہماری ہدایت پر عمل ہوتا ہے کیونکہ جب بھی اس خاتون کو دیکھنے جاتے تو ہمارے استقبال کو تازہ جنگلی پھول موجود ہوتے، لیکن اس عورت کی حالت میں کوئی فرق نہ آتا تھا۔ نہ تو اس میں طاقت پیدا ہوئی اور نہ ہی اس کی رنگت تبدیل ہوئی، کچھ مدت بعد اس عورت نے ہماری جگہ کسی زیادہ ہمدرد معالج کی خدمات حاصل کر لیں)۔ تو ہمیں علم ہوا کہ اس عورت کا خاوند بڑی وفاداری سے ہر روز کھیتوں میں جاتا اور جنگلی پھول لا کر گھر والوں میں سجا دیتا تھا اور وہ خاوند کی اس ہم کی آڑ میں آرام سے گھر میں لیٹی رہتی تھی۔

کچھ ایسے مریض بھی ہوتے ہیں جو شدید قسم کی ورزش بعض بیماریوں کی پیدا کردہ وجوہات یا رکاوٹوں کی وجہ سے نہیں کر سکتے اور کچھ مریض ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنے حالات کے ہاتھوں اس قدر مجبور رہتے کہ ان کو کھلی ہوا میں ورزش کرنے کے مواقع حاصل نہیں ہوتے۔ اور ایسے ہی مریض عموماً کرانک قسم کے عارضوں میں مبتلا ہوتے ہیں جن کی بیماری کی ہسٹری لمبی ہوتی ہے اور جن کے مرض کی تشخیص صحیح طرح نہیں ہو سکتی۔ ہم ایسی حالتوں کو عموماً جوں کا توں قبول کرتے ہوئے اپنی بہترین کوششوں سے ہو سکے بہتیک پیلی ایشن کی طرف آجاتے ہیں اور یہ بات حیران کن ہے کہ بعض اوقات مشکلات کے باوجود ہم شفاء کے عمل تک پہنچ جاتے ہیں۔ لیکن ایسا مریض جو تعاون کر تو سکتا ہے مگر حقیقت میں نہ کرے۔ اور ہمیں یہ بھی باور کرا دے کہ اس نے ہماری ہدایت پر عمل کرنے کی کوشش کی تھی تو ایسا مریض خود اپنے ہاتھوں شفاء کے راستے کا رخ غلط سمت میں موڑ دیتا ہے اور جب ہم اپنی مجوزہ دوا کے عمل کے بارے میں اس سے پوچھتے ہیں تو یہ سنکر حیران رہ جاتے ہیں کہ مجوزہ دوا نے کام کیوں نہ کیا۔

ہمارے مشکل ترین مسائل میں سے ایک مسئلہ ایسے مریضوں کا ہوتا ہے جن کی علامات کا کوئی

سرپرست نہیں ہوتا۔ ایسے پرانے کرانک امراض میں مبتلا لوگ جن کی بیماری کی ہسٹری یوں تو خاصی لمبی ہوتی ہے مگر ان کی یہ حالت بہت زیادہ مغلوب کرنے والی نہیں ہوتی اور نہ ہی ایسے مریض کی علامات کسی واضح دوا کی طرف اشارہ کر رہی ہوتی ہیں۔ یہیں کسی نہ کسی جگہ شفایابی کے راستے کی رکاوٹ موجود ہوتی ہے۔ اسلئے یہ ضروری ہے کہ ہم مریض کی ہسٹری کے جسمانی، ذہنی اور جذباتی پہلوؤں کا بخوبی جائزہ لیں تاکہ اس رکاوٹ کو دور کیا جاسکے۔ یا پھر اس کا اندازہ لگایا جاسکے۔ اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ ہم اپنی مجوزہ دوا اور اس کی پوٹینسی کا اچھی طرح اندازہ لگائیں اور یہ فیصلہ کریں۔ کہ آیا وہ دوا سمیلیم ہے یا نہیں اور مریض کی علامات اور توانائی کے مماثل ہے یا نہیں۔

شفا کے راستے میں ایک اور رکاوٹ یہ بھی ہے کہ معالج کی رائے اور قوت فیصلہ کس آسانی سے مریض کی پسندیدہ علامات سے مغلوب ہو جاتی ہے اگرچہ یہ بات نہایت معمولی نظر آتی ہے مگر ایک تکلیف دہ علامت کا بار بار ذکر معالج کے ذہن سے کیس کی اصل تصویر کو مٹا دیتا ہے اور ایسی علامات ایک بالکل مختلف دوا کے انتخاب کی ترغیب دیتی ہیں جبکہ حقیقی مگر کم نمایاں علامات جو وہاں موجود ہوتی ہیں نظر انداز ہو جاتی ہیں مریض ایسا غیر ارادی طور پر کرتے ہیں، کیونکہ وہ زیادہ تکلیف دہ علامتوں کو تو یاد رکھتے ہیں اور ان بظاہر چھوٹی چھوٹی علامتوں کو بھول جاتے ہیں جو دوا کے انتخاب میں معاون ہو سکتی ہیں۔

ہم ان رکاوٹوں کا ذکر تو کر چکے ہیں جن کا سامنا معالج اور مریض کو کرنا پڑتا ہے۔ آیئے اب مسئلے کے دوسرے پہلو یعنی دوا کے بارے میں بحث کریں۔ یہاں اس سلسلے میں پہلی رکاوٹ یا پہلا مسئلہ دوا کے حصول کا ذریعہ ہے یعنی ہمارا ذریعہ کس حد تک ہمیں کی دوا کے معیار تک پہنچتا ہے دوسرے لفظوں میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ ایک جوہر پیتھک فارماسسٹ دوا کی پہچان کے لئے کس قدر احتیاط برتتا ہے کہ جو دوا اسے سپلائی کی جارہی ہے آیا وہ دوا (پودا) اس نباتاتی ذریعے (پودے) سے کس قدر مشابہت رکھتی ہے جس کی پروونگ کی گئی تھی؟ کیونکہ ہم کسی رسٹاکس کے کیس کو اسی خاندان کے کسی اور پودے سے شفایاب نہیں کر سکتے، یہ وہ مقام ہے جہاں پر ہم مشابہ (سمیلیم) کی بجائے بالکل اسی (Similar) ذریعہ کے متلاشی ہوتے ہیں اور آیا یہ حقیقی سپلائی تازہ اور اچھی تھی یا نہیں؟ کیونکہ گھٹیا معیار کے مادوں سے اچھی دوائیں تیار نہیں ہوتیں۔ اس کے علاوہ غلط

Scanned by CamScanner

مہارت کے کس درجے تک ادویات کی پوٹینسیاں بنانے میں ہائینمن کی تقلید کرتا ہے؛ اور ادویات کی آزمائش کرنے والے جامعیت کی کس حد تک ہدایات پر عمل کرتے ہیں۔

ہمیں ادویات کے حصول کے ذرائع پر مکمل انحصار کرنے کے قابل ہونا چاہیئے اور اگر اصلی دوا کے حصول یا پھر دوا کی تیاری کے کسی مرحلے کے دوران، پوٹینسی کو ہینڈل کرنے کے دوران، اس میں آلودگی شامل ہونا یا دوا کی پروونگ کے دوران تفاوت ان تمام مراحل کے دوران برتی گئی بد احتیاطی کے نتیجے میں شفائی کرنٹ سے منحرف ہونے کے سوا اور کیا حاصل ہو سکتا ہے؟

اگرچہ ایک ہومیوپیتھک معالج ان تمام تفاصیل سے آگاہ ہوتا ہے۔ مگر ہم یہ بات کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ ان تفاصیل کی مدد سے صحت اور حیات کے درمیان فرق اور اسی طرح شفا اور ناکامی کے درمیان فرق کا پتہ چلتا ہے خاص کر ان کیسز کی صورت میں جہاں شفائی عمل کے اپنی اصل راہ سے منحرف ہو جانے کی کوئی وجہ موجود نہ ہو۔

ہم سوال کرتے ہیں کہ آیا یہ آزمائش یا پروونگ مناسب کنٹرول کے تحت کی گئی تھی اور کتنے لوگ پروونگ کے لئے استعمال کئے گئے اور کس قدر احتیاط اور صحت کے ساتھ ادویاتی مادے اور پوٹینسی پر لیبل لگائے گئے تھے۔ غلط لیبلنگ کی وجہ سے شفایابی کی راہ میں ناقابل تسخیر رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے۔

مریض کی علامات کا دوا کی علامات سے مقابلہ کرنا ہمارا بہت بڑا مسئلہ ہے مگر اس سے بھی بڑا مسئلہ دراصل پروونگ کی علامات کا اندازہ لگانا ہے ہم سب سے زیادہ ان علامات کو اہمیت دیتے ہیں جو اکثر و بیشتر یا پھر کبھی کبھار پروونگ کے دوران پیدا ہوتی ہیں۔ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ کالی کارب کا تکلیف میں زیادتی کا وقت جو کہ اس دوا کی راہنما علامت ہے جو صرف ایک پروور میں پیدا ہوئی تھی تاہم یہ خصوصیت کلینکلی ثابت ہو چکی ہے۔ اسی لیئے اس علامت کو اکثر و بیشتر ہم اس دوا کی لیڈنگ علامت سمجھتے ہیں یعنی جب ہمیں مریض کی تکلیف میں اضافے کا خیال آئے تو ہمیں فوراً کالی کارب کا خیال آتا ہے اگرچہ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ کینٹ کی ریپرٹری میں اس موڈیلیٹی سے رکھنے والی کئی ادویات کی لمبی لسٹ ہے۔ انتہائی اہم بات تو یہ ہے کہ ہمیں ہر وسیلے سے یہ بات معلوم کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے کہ یہ کبھی کبھی نمودار ہونے والی علامات دوا کی انفرادیت کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں یا پھر دوا کی طاقت کے انحراف سے یا پھر یہ مریض کی طبیعت کا خاصا ہیں یا اس کام کا نتیجہ ہیں جو مریض کرتا ہے یا پھر اس چیز کا نتیجہ

Scanned by CamScanner

میں جو مریض استعمال کرتا ہے اور یہ چیز دوا کے ردِ عمل کو بگاڑ دیتی ہے۔ مثال کے طور پر ایک ایسا مریض بھی ہے جو بیپر سلفر استعمال کرتا ہے تو اسکو یوں محسوس ہوتا ہے گویا انگوٹھے اور انگلی سے اس کے آلہ صوت کو دبایا جا رہا ہو۔ یہ ایک ایسی علامت ہے جو ہماری بیپر سلف کی پروونگ کے دوران کبھی بھی نمودار نہ ہوئی تھی۔ کیا یہ کوئی اہم علامت ہے یا پھر کوئی غیر اہم انفرادی ردِ عمل ہے؟۔

ہانیمن ہمیں پروونگ کے لئے بہت واضح ہدایات دیتے ہیں اور ہمیں یہ نصیحت کرتے ہیں کہ ہر کیس میں پرووِر کی عادات اور غذا پروونگ کے دوران عام دنوں کی طرح ہونی چاہیئے تاکہ ہمیں معلوم ہو سکے کہ علامات دوا کی وجہ سے پیدا ہو رہی ہیں یا پھر پرووِر کی روزمرہ کی عادات میں تبدیلی کے باعث پیدا ہو رہی ہیں۔ تاہم یہ بات قابلِ غور ہے کہ غذا اور اس قسم کی دوسری چیزیں خواہ ان کا مریض عادی کیوں نہ ہو گیا ہو علامات کے رُخ میں تبدیلی پیدا کر سکتی ہیں، یعنی غذائی مادوں میں جسقدر تبدیلی کی جائے گی اسی لحاظ سے علامات تبدیل ہونگی۔ جس طرح کے ہمیں معلوم ہے۔ غذائی اشیاء مثلاً کافی، کئی ادویات کے عمل پر اپنا اثر دکھاتی ہے۔ جب کبھی شفائی مقصد کے لئے ادویات تجویز کی جائیں، اسی طرح یہ دوا کی پروونگ کے دوران بھی دوا کے اثر کو تبدیل کر سکتی ہے اور اسی طرح یا تو تمام علامات کو یا جزوی علامات کو تبدیل کر سکتی ہے یا پھر علامات کو بالکل مختلف شکل دے سکتی ہیں، لہٰذا ہمیں پروونگ کے دوران پوری احتیاط برتنی چاہیئے۔ ہانیمن نے اپنی پروونگ میں ان عناصر کو حسابی فارمولا کی حد تک کم کر دیا۔ وہ بڑے محتاط انداز میں پرووِر کیلئے منتخب ہونے والی شخصیت کی عادات کا مشاہدہ کرتے تھے اور اس کے علاوہ اس کی عام حالتِ صحت کا بھی بغور مشاہدہ کرتے اور اسکی صحت کی حالت میں پیدا ہونے والی تمام علامات کا مشاہدہ کرتے پھر کہیں اُس شخص کو پروونگ کے لئے منتخب کرتے تھے۔ اُن کی حالتِ صحت کی تمام علامات کو وہ پروونگ کے دوران پیدا ہونے والی علامات سے منفی کر دیتے تھے اور باقی بچنے والی علامات کو دوا کی پیدا کردہ علامات تصور کرتے تھے علاوہ ازیں اس طریقہ کو کنٹرول کرنے کے لئے ہر دوا کے لئے پرووِرز کی تعداد مقرر ہوتی تھی۔ ان نتائج کو ہانیمن اپنی مخصوص درستگی کے ساتھ نوٹ فرماتے تھے۔

کی نوٹس (KEY NOTES) یعنی اہم علامات کے بارے میں بھی کچھ الفاظ کہہ دینا بے جا نہ ہوگا کہ کسطرح یہ علامات بھی شفاء کے راستے میں رکاوٹ بنتی ہیں۔ یہ اہم اعلامات یکساں طور پر صحت

Scanned by CamScanner

اور زحمت دونوں کی حیثیت میں ثابت ہو چکی ہیں۔

ادویات کی وسیع ترتیب سے ایک ہومیوپیتھ یوں کریسٹ ریپرٹری کے بارے میں اچھی طرح جانتا ہے لہٰذا اُن ادویات کے ساتھ ایک دوسرے کے تعلق پر اُس کی پریکٹس منحصر ہوتی ہے اور اس کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ ادویات کی مختصر آؤٹ لائن یا خاکہ کو یاد کرلیں اور بہت سی ادویات کے تو وہ صرف کی نوٹس (KEYNOTES) ہی جانتا ہے۔ اگر تو اُن کی نوٹس کو سٹیریا میڈیکا کے مطالعے کے لئے حوالہ جات کے طور پر استعمال کیا جائے تو یہ بالکل ٹھیک بات ہوگی لیکن دوا کے انتخاب کے لئے ان کو بنیاد بنا لینا خطرناک ہے۔ اگر وہ صرف کی نوٹس پر انحصار کر لیتا ہے اور ان کی بنیاد پر دوا تجویز کرتا ہے تو وہ صرف نمایاں علامات ہی کو دُور کر سکے گا اور یہی بات شفاء کے راستے میں رکاوٹ بن کر علامات کا رُخ بدل دے گی۔ اور اس طرح مریض کی علامات کی تصویر ہی گڈمڈ ہو جائے گی۔

لہٰذا ہر معالج کو مندرجہ ذیل باتیں اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہئیں کہ۔

امراض میں عمومی طور پر کونسی چیز قابلِ علاج ہے اور انفرادی طور پر کونسی چیز قابلِ علاج ہے۔

خصوصاً ــــ اُسے یہ بھی صاف طور پر جان لینا چاہیئے کہ ادویات میں شفایابی کی کونسی خصوصیات عمومی طور پر پائی جاتی ہیں اور کسی منفرد دوا کی خصوصی علامات کون سی ہیں ..... اُس کا طریقۂ کار واضح دلائل پر مبنی ہونا چاہیئے تاکہ شفایابی کا عمل یقینی بن سکے اور وہ ادویات کو اُن کی شفایابی کی خصوصیات کے لحاظ سے استعمال کرانے کے قابل ہو سکے اور یہ سمجھ سکے کہ مریض کے اندر بلاشبہ کونسی چیز خطرناک ہے ..... اور آخر میں جب معالج کو شفاء کی راہ میں حائل رکاوٹوں کا علم ہو جائے اور اُسے اُن رکاوٹوں کو دُور کرنا بھی آتا ہو تو پھر وہ مکمل تیاری کے ساتھ آرٹ آف ہیلنگ (فنِ شفایابی) کے ماہر کی حیثیت سے اپنا کام شروع کر دے۔

Scanned by CamScanner

باب ۲۵

جدید طب اور ہومیوپیتھک قوانین

دیگر اصولوں کی طرح ہومیوپیتھی کے اصولوں بھی تجربات، بڑھتی ہوئی علم کی روشنی، اور وقت کی بھٹی سے کندن بن کر ارتقاء کو پہنچے ہیں۔ دیگر قوانین کی طرح یہ بھی قائم و دائم ہیں۔ قطع نظر اس کے کہ یہ اصول ان اصولوں کے ساتھ کوئی تعلق رکھتے ہیں یا نہیں یعنی جو اصول ان کے ساتھی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ یہ اصول اُن لوگوں کے لئے ہیں جو ان کی قدر و قیمت پہچانتے ہیں اور ان کا استعمال کرتے ہیں اور فوائد حاصل کرتے ہیں۔ یہ ایسے اصول ہیں جن میں علاج کے بدلتے ہوئے فیشن کوئی تبدیلی نہیں لا سکتے۔ اسلئے کہ اصولوں کے لئے وقت کی کوئی قید نہیں اور قوانین فطرت کے لئے قدیم و جدید کے الفاظ بے معنی ہیں۔ وقت تو صرف اس لحاظ سے اہم ہوتا ہے کہ یہ ان اصولوں کے استعمال کے نتائج پرکھنے کا موقع فراہم کرتا ہے ورنہ قوانین فطرت اور ارتقاء دونوں چیزیں فیشن کے نام سے ناآشنا ہیں۔

لفظ جدید ہمیشہ تقابلی معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور اس لفظ (جدید) کی جتنی اہمیت میڈیکل پریکٹس میں ہے اور کہیں نہیں اور آج کی پریکٹس کے وہ اجزاء جو وقت کی بھٹی سے بچ نکلے ہیں وہی اس فن (ART) کے اصول کہلاتے ہیں۔

ادویات جو ہمیشہ سے بیماریوں کے علاج کے لئے استعمال ہوتی ہیں اور ان کو ہمیشہ جدید دریافتوں کے ہیرا تلے سے گزرنا پڑتا رہا ہے۔ جسمانی افعال کی تحقیق کے لئے زیادہ امکانات اور مواقع میسر آجانے سے زندگی کے عوامل اور زندگی کے ماحول کے بارے میں ہمارا علم وسیع ہو گیا ہے اور علم کی یہ وسعت انسان کی تکالیف سے نپٹنے میں بہت ممد و معاون ثابت ہو رہی ہیں۔ لیکن علم العلاج جیسا کہ طب جدید سے ظاہر ہے آج بھی ماضی سے مشابہ ہے کیونکہ آج کے دور کی دریافتوں اور ترقی کو بھی علم العلاج

Scanned by CamScanner

کے تمام مسائل کا حل تصور کیا جاتا ہے۔ گویا یہ ویسی ہی بات ہوئی کہ جسم کے افعال کے بارے میں زیادہ معلومات حاصل ہو جانے کے باوجود ابھی تک علاج نے کوئی ایسے اصول وضع نہیں کیے جو علم العلاج کے میدان میں حقیقتاً یقینی نشانات کی حیثیت رکھتے ہوں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ دوا کی جانچ اور آزمائش تو نہیں کیجاتی صرف ذاتی تجربہ کی بنا پر دوا استعمال کرادی جاتی ہے۔ یعنی جدید طب اپنی دریافتوں کے باوجود صرف ذاتی تجربہ کی بنیاد پر قائم ہے اور اصل سائنسی معیاروں پر ہرگز قائم نہیں ہے۔

تالیفی ادویات (Synthetic drugs) کی دریافت پر غور کیجیے کئی سالوں سے ایسی ادویات کثیر مقدار میں متواتر تیار ہو رہی ہیں۔ مثلاً اسپرین۔ لیومیسل۔ فینیول، سلفانامائیڈز۔ وٹامنز اور بے شمار دوسری ادویات۔ ان میں سے ہر دریافت جدید سائنس کی مرہونِ منت ہے اور ایسی ہر دوا بیمار انسانیت کے علاج اور اس کی تکلیفوں کو کم کرنے کے لئے دریافت ہوئی ہے۔ علاج کے بیانوں کی یہ سنجیدہ دریافتیں ہمیں اکثر اس حقیقت سے حیران کر دیتی ہیں کہ جس ٹارگٹ کا نشانہ لینے کے لئے ان کو دریافت کیا جاتا ہے، وہ صرف ایک علامت یا پھر چند علامات کے ایک چھوٹے سے گروپ پر مشتمل ہوتا ہے اور ان دواؤں کا ٹارگٹ مریض ہرگز نہیں ہوتا۔ اکثر حالات میں علاج کے لئے دریافت کی گئی دوا کی مشہوری بڑے زوردار طریقوں اور اشتہاروں سے کی جاتی ہے اور اسطرح اس کا استعمال جلد ہی عام ہو جاتا ہے۔ جدید سائنس کے مخلص طالب علم اپنی تجربہ گاہ کی ریسرچ سے اور اپنے کلینکل شواہد سے یہ معلوم کر لیتے ہیں کہ ان دواؤں کی بظاہر شفائی تاثیر کا ایک ایسا پہلو بھی ہوتا ہے جو مریض کے لئے خطرے سے خالی نہیں ہوتا اور پھر خبردار کرنے کے لئے یہ ہدایات جاری کر دیجاتی ہیں کہ اس دوا کا آزادانہ استعمال نہ کیا جائے۔ اس دوران میں دوا کے استعمال کا فیشن عام ہو چکا ہوتا ہے خاص طور پر ان لوگوں میں جو ــــ ہمیشہ آسان راہیں ڈھونڈتے ہیں اور وہ لوگ جو بغیر کسی ماہر کے مشورہ کے دوا کے استعمال کے عادی ہوتے ہیں یا پھر وہ لوگ جو دوائیاں استعمال کر کے خود کو ادویات کا عادی بنا لیتے ہیں اور اسطرح اپنی صحت کی مزید بربادی کرتے ہیں۔

ایسی ادویات میں سے ایک اسپرین ہے۔ یہ پہلے پہل اپنی ان سکون بخش خصوصیات کیلئے استعمال کی گئی جو درد کی شدت کو کم کرتی ہیں۔ اس کا استعمال وسیع پیمانے پر ہوتا رہا اور انہیں معالجوں اور عام

آدمی برابر کے شریک رہے حتیٰ کہ اسپرین کی نقصان دہ خصوصیات کا سراغ محتاط قسم کے معالجین نے لگایا۔ امریکی میڈیکل ایسوسی ایشن نے اس دوا کے استعمال کے بارے میں خبردار کیا حربازار میں اپنے تجارتی نام "اسپرین" کے نام سے فروخت ہوتی تھی لیکن اس کے باوجود اس دوا کے استعمال میں کوئی خاطر خواہ کمی نہ ہوئی اور کمی کرنے والے صرف چند ایک محتاط معالج ہی تھے۔ اس دوا کو گھریلو استعمال کی دوا کا درجہ حاصل تھا۔ اس کے علاوہ معالجین اور ہسپتال والے بھی اس کا استعمال کرتے تھے کیونکہ یہ تمام مریض کو شفایاب کرنے کی بجائے اسے فوری طور پر تکلیف دہ علامات سے چھٹکارہ دلانا چاہتے تھے۔

ہومیوپیتھک معالجین عرصہ سے یہ بات جانتے ہیں کہ تکلیف کو دبانے کے طریقے کسقدر خطرناک ہیں۔ یہ معالجین ہر قسم کی ادویات کی فطری قوتوں کی قدر کرتے ہیں۔ یہ ہانیمن ہی تھے جنہوں پہلی بار معلوم کیا کہ ادویات کی بڑی بڑی خوراکیں خطرناک ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہومیوپیتھک معالجین نے بہت پہلے تالیفی ادویات (Synthetic drugs) کے نقصانات کو پہچان لیا تھا۔ ان ہی تالیفی ادویات میں کوتار کے مرکبات بھی شامل ہیں۔ ایک تربیت یافتہ ہومیوپیتھ کو یہ امید ہرگز نہیں لگانی چاہیئے کہ وہ اپنی قابلیت کے بل بوتے پر بُری طرح دبی ہوئی اور متاثر قوت حیات کو بحال کر سکے گا مثلاً دل کے دورے اور شدید ضعف کی حالتیں جو کہ اسپرین اور اسی طرح کی دوسری درد رفع کرنے والی دواؤں کے استعمال کا نتیجہ ہوتے ہیں۔

ایک ہومیوپیتھک معالج کو چھپی ہوئی اور چھپی ہوئی علامات کو پہچاننے کی بھی تربیت ہونی چاہیئے معالج جانتا ہے کہ درد کا ایک پہلو اس لحاظ سے فائدہ مند ہے کہ معالج کی راہبری کیلئے گائیڈ پوسٹ کا کام انجام دیتی ہے۔ اور شدید قسم کی ٹھنڈ لگ جانے کی تکالیف یا پھیپھڑے کو دبانے سے خطرناک نتائج مریض کی صحت کو متاثر کرتے ہیں اور اس طرح تکلیفوں کو دبا دینے کے نتیجے میں علامات اپنی سابقہ شکل میں نمودار نہیں ہوتیں۔

فینولز اور خاص طور پر فینوباربیٹول (PHENBARBETAL) (PHENOLS)

کے بارے میں یہ بات زور شور سے کہی جاتی ہے کہ یہ ادویات شفائی خصوصیات کی حامل ہیں اور خاص طور پر بہت سی بیماریوں کو دبا دینے کی خصوصیت رکھتی ہیں مگر ان کی مشہوری صرف اس وقت تھی جب تک ان کے مہلک اثرات دریافت نہیں ہوئے تھے۔ اگرچہ یہ ادویات

Scanned by CamScanner

اب بھی استعمال ہو رہی ہیں مگر ان کا استعمال پہلے کے مقابلے میں بہت کم ہو گیا ہے۔ اس قسم کی بہت سی دواؤں کے تو صرف ابتدائی اور ظاہری خطرناک نتائج ہی دریافت ہوئے ہیں جبکہ ان کے اندرونی اور دیرپا بداثرات یا تو معلوم ہی نہیں ہوتے یا پھر نظرانداز کر دیئے جاتے ہیں حتیٰ کہ وہ وقت آن پہنچتا ہے کہ ان کے اثرات بدجسمانی ساخت کو متاثر کر دیتے ہیں اور پھر ان نقصانات کا سراغ لگانا ممکن نہیں رہتا۔

ابھی کوئی شک نہیں کہ تالیفی ادویات (Synthetic drugs) کی اول سے آخر تک تمام صفتہ شفائی خصوصیات کے ہونے پر ٹھیک ثبوت موجود ہیں مگر ایک ہونے پر ہونے کے لئے ان کے استعمال کے لئے صرف ایک ہی پیمانہ متعین ہے ـــــ اور وہ پیمانہ یہ ہے کہ یہ ادویات تندرست انسانوں میں ویسی علامات پیدا کرنے کی اہلیت رکھتی ہوں جس طرح کی علامات امراض کیلئے انہیں بیماروں کی شفاء کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

لیما ئیڈز مشہور سلفانیلائیڈز (SULPHANILAMIDES) ادویات تالیفی ادویات کی قوتوں اور خطرات کی بہترین مثالوں میں سے ہیں اور ان ادویات کو ان کے طاقتور اثرات کی بناء پر بہت سی جراثیمی بیماریوں بلکہ اس قسم کی عام بیماریوں میں استعمال میں لایا جاتا ہے۔ اگرچہ یہ بات درست ہے کہ ان ادویات کی جراثیم کُش خصوصیات کو تجربہ گاہوں میں ثابت کیا گیا ہے مگر ادویات کی آزمائش سے جس جراثیم کُش خصوصیت کو ثابت کیا جاتا ہے یہی قوت جسم کے نارمل خلیات کے توازن کو بگاڑنے کے خطرات سے بھرپور ہوتی ہے اور اس قسم کی ادویاتی خصوصیات کا سراغ ان محتاط معالجین نے لگایا ہے جو ایسی ادویات کو اس وقت تک استعمال نہیں کرتے جب تک کہ ان کے اثرات دوران خون اور دوسرے افعال پر بھی نہ آزمالیں۔

غالباً جتنی انواع و اقسام کی ادویات اس گروپ (سلفر) میں پائی جاتی ہیں، کسی اور گروپ میں اتنی ادویات نہیں ہیں۔ جب سلفانیلائیڈ پہلی مرتبہ مارکیٹ میں آئی اور لوگ اس سے متعارف ہوئے تو ایسے لوگوں جنہوں نے اس کی خصوصیات کے حیرت انگیز قصے سن رکھے تھے انہوں نے اپنی تمام تکالیف کے لئے ان ادویات کو تریاق سمجھ لیا اور خود ہی اپنا علاج کرنا شروع کر دیا ان لوگوں میں اکثر نے خود ہی ادویات خریدیں اور استعمال کیں اور بہت سے ایسے لوگ موت کی آغوش میں چلے گئے۔

Scanned by CamScanner

لہٰذا ان ادویات کے تیار کنندگان اب ادویات کی تیاری اور ان کی تقسیم میں محتاط ہو گئے اور بالترتیب کیمیادان ان دواؤں کی تیاری کے لئے ایسے طریقے تلاش کرنے لگے جن سے ان ادویات کے خطرناک اثرات کم سے کم ہو سکیں۔

لیکن یہ حقیقت اپنی جگہ مسلم رہی کہ وہ ادویات جو زندہ جانداروں (بیکٹیریا، جراثیم وغیرہ) کو مارنے کی براہ راست خصوصیت رکھتی ہیں اور جسم کی ڈائیفنک فورس کو متاثر نہیں کرتیں کہ وہ فطری انداز میں جسم کے توازن کو بحال کرے، تو ایسی صورت جلد یا بدیر مریض کی زندگی کے لئے خطرہ بن جاتی ہے۔ اسی تک نہیں کہ سلفا ڈائیڈز اور اس کی دیگر اقسام نمونیہ اور اسی طرح کے دیگر جراثیمی عارضوں میں دوسری ادویات کے مقابلے میں زیادہ بہتر ریکارڈ کی حامل ہیں اور ایلوپیتھی طریقہ علاج میں یہ ریکارڈ اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اس طریقہ علاج میں نمونیہ کو خطرناک اور اکثر مہلک تصور کیا جاتا ہے اور اب سلفا ڈائیڈز (Sulphanilamides) کو نمونیہ کے علاج کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے جبکہ سیرم سے نمونیہ کا علاج ترک کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ کچھ عرصہ پہلے اسی سیرم (SERUM) کی خوبیوں کے گن گائے جاتے تھے۔ ان ادویات کے مارے میں یہ ہدایت تھی کہ اس قسم کی تکلیف میں ان ادویات کا فوری استعمال ضروری ہے اور اس بات کی ضرورت نہیں کہ یہ معلوم کیا جائے کہ یہ عارضہ کس نوعیت کا ہے۔ مرض کے حملے کے وقت اس کا فوری استعمال کیا جائے اور اس بات کے جاننے میں وقت ضائع نہ کیا جائے کہ جراثیمی حملہ کس قسم کا ہے اگر دوا کے استعمال میں دیر کر دی جائے تو فائدہ کی امید نہیں ہو سکتی۔

آیئے اس چیز کا تجزیہ کریں۔ فرض کیجئے کہ ہمیں ایسی دوا فراہم کی گئی ہے جو حملہ آور جراثیموں کو تو مار ڈالنے کی طاقت رکھتی ہے مگر اس کے ساتھ ہی جسم کے نارمل افعال کے لئے خطرناک اثر رکھتی ہے اور اس میں خصوصیت بھی ہے کہ یہ دوا اس وقت کارگر نہیں ہو سکتی جب جراثیمی حملہ شدت اختیار کر چکا ہو۔ تو کیا ہم یہ امید کر سکتے ہیں کہ یہ دوا حملہ آور جراثیموں پر جس شدت سے اثر انداز ہوتی ہے، اسی شدت سے جسم کے نارمل عملیات پر اثر انداز نہ ہو گی؟

گذشتہ کئی سالوں سے یہ حقیقت تسلیم کی گئی ہے کہ جسم کو جراثیموں سے پاک کر دینے کے باوجود کئی امراض واقع ہوئیں یعنی خون کو جراثیموں سے پاک کر دیا گیا لیکن پھر بھی مریض زندہ۔ بچے اور یہ

Scanned by CamScanner

حقیقت گذشتہ ادوار کی طرح آج بھی یہی ہے کہ جسم کو ان ادویات سے جو خطرات لاحق ہوتے ہیں ان کی تعداد کا انحصار دوا کی مقدار اور دوا کی خوراکوں پر ہے۔ دونوں طریقہ ہائے علاج کے محتاط معالجین نے اس بات کو نوٹ کیا ہے کہ "شفایابی" مریض اپنی مادرِ جسمانی صحت کی بحالی کی طرف نہایت سست رفتاری سے آتا ہے اور اگر جو اس جارحانہ طریقہ سے استعمال کرائی گئیں ادویات سے بیرونی حملہ آوروں (جراثیموں) کے عمل کو محدود کر دیا جاتا ہے۔ مگر اب جسمانی نظام کو جراثیمی اثرات اور اس کے ساتھ دوا کے زہریلے اثرات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

سلفانامائیڈز (اب سلفا پائیڈز (Sulphonamides) کا ہومیوپیتھک توانین علاج کی رُو سے جائزہ لیں۔ ہم اپنے مقالے کی روشنی میں تمام تالیفی ادویات یا اُن میں سے کسی ایک دوا کا جائزہ لے سکتے ہیں مگر احوال ان ادویات کو ڈاکٹر ہانیمن کے مشہور طریقہ سے ان کی خوابیدہ قوتوں کو حاصل کرنے کیلئے کوئی کوشش نہیں کی گئی کہ ان ادویات کو پہلے سلامت انسانوں پر آزمایا جائے ـــــ مگر سلفانامائیڈز (Sulphonamides) کے سلسلے میں ڈاکٹر ایلن ڈی سمدلینڈ کی کوشش قابلِ ذکر ہے۔ جو اس دوا کے اجزاء کی آزمائش کے بارے ستمبر ۱۹۴۰ء کے ہومیوپیتھک ریکارڈر میں تحریر ہے۔

ڈاکٹر سمدلینڈ نے اس دوا کی آزمائش سے جو نتائج حاصل کئے وہ کچھ اسطرح بیان کئے گئے ہیں کہ پروٹیا ٹیزڈ شکل میں اس عنصر کے ہومیوپیتھک دوا ہونے کے بہت سے امکانات ہیں بشرطیکہ ہم قانون ہومیوپیتھی کے تقاضوں کے مطابق علامات کی راہبری میں اس کی خصوصیات سے مستفیض ہوں کیونکہ علامات ہی محفوظ شفایابی کی واحد راہنما ہو سکتی ہے تاکہ وہ غیر یقینی حالتیں جن سے مرض عارضی طور پر دب جاتا ہے مگر مریض کو بعد میں یا تو اپنی قدرتی توانائیوں سے ان اثرات بد پر قابو پانا پڑتا ہے یا پھر ان اثرات بد سے مغلوب ہو کر زیادہ خطرناک قدرتی عارضے میں مبتلا ہونا پڑتا ہے۔

ہومیوپیتھی اس عہد کا اعادہ کرتی ہے کہ ہمیں مریض کو شفایاب کرنا ہے، نہ کہ مرض کو۔ روشنی الفاظ میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہم مریض کو کسی شدید مرض سے کبھی کر الگ نہیں کرتے جبکہ اس کے اندر موجود ڈائنامک قوتیں (Dynamic or Vital) بڑے موزوں انداز میں شفا کی جانب لے جاتی ہیں (کیونکہ حاد امراض بذاتِ خود ازالی حدیں محدود کرتے ہیں) جبکہ دوسرے طریقہ کے نتیجے میں مریض کے جسم میں باقی تبدیلیاں پیدا ہو سکتی ہیں اور اس کے علاوہ دوا کی پیدا کردہ امراض سے بھی مریض اسی حالت کو پہنچ

جاتا ہے کہ شفایابی ناممکن ہو جاتی ہے"

اس قسم کے جراثیمی امراض مثلاً نمونیہ، انفلوئینزہ، سٹرپٹوکوکس اور (Staphylococcus) سٹیفیلوکوکس (Streptococcus) یا پھر اسی طرح کی عمومی یا لوکل بیماریوں میں ہومیوپیتھک ادویات تمام دوسرے ذرائع کی ادویات سے کہیں بڑھکر شاندار نتائج کی حامل ہوتی ہیں، سادہ الفاظ میں اس حقیقت کو یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ وہ قوانین فطرت جو ہومیوپیتھی کی بنیاد ہیں وہ خطرناک، تیز رفتار اور مہلک قسم کے امراض میں بھی یقینی طور پر اسی طرح کام کرتے ہیں جس طرح بیماری کی دیگر حالتوں میں۔ اسمیں کوئی شک نہیں کہ بعض حالتوں میں جسم اس قدر متاثر ہو چکا ہوتا ہے کہ مریض کی موت یقینی ہو جاتی ہے تو اکثر ایسی حالتوں کے علاج کے لئے ہمیں طلب کیا جاتا ہے۔ اسمیں بھی کوئی شک نہیں کہ اسی قسم کی کئی خطرناک جراثیمی بیماریوں کو اس دور میں شفایاب کیا گیا جب کہ تجربہ گاہ میں مرض کی شناخت کرنے کے لئے موجود نہیں تھیں۔ اور ایسا بھی ہوا ہے کہ اکثر تجربہ گاہوں کے نتائج اور تشخیص نے نہ صرف معالج کے حوصلے پست کئے ہیں بلکہ مریض اور اس کے خاندان کو بھی مایوس کیا ہے۔

اسی قسم کی خطرناک حالتوں کے لئے ہومیوپیتھک معالج ایک اور اہم اصول کو یاد رکھتا ہے کہ مرض جتنا شدید ہوگا تو اس کا انفیکشن اسی شدت سے مریض کی جان کو متاثر کرے گا اور اس مرض کے علامات نہایت واضح طور پر نمودار ہوں گی۔ علامات کا غیر واضح یا دھندلا ہونا۔ عام امراض میں شاذ و نادر ہی ہوتا ہے (اور ایسا صرف عام ادویات کے استعمال کے نتیجہ میں ہوتا ہے) ہومیوپیتھک دوا کو اپنا اثر دکھانے کے لئے مرض کے نام یا تشخیص کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہ دوائیں مکمل اور یقینی دوا کی جانب اپنا عمل جاری رکھتی ہیں اور جسم کی ساختی تبدیلیوں کا باعث نہیں بنتیں۔

وٹامنز کی غذا میں افادیت آج کے دور کے ریسرچ کیمسٹوں اور معالجین کے لئے بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ اگرچہ قدرتی غذاؤں خاص طور پر پھلوں اور کچی سبزیوں کو اس سلسلے میں کچھ دیرا اہمیت دی گئی مگر جلد ہی وٹامنز کے حصول کے لئے تالیفی ذرائع (Synthetic sources) دریافت کر لئے گئے اور دواخانوں میں اُن کے استعمال پر زور دیا جانے لگا۔ یہ کیمیادان تالیفی مرکبات تیار کرنے کے دوران یہ بات فراموش کر دیتے ہیں کہ خواہ کیمیائی طور پر قدرتی اور تالیفی مرکبات ایک دوسرے

Scanned by CamScanner

سے زیادہ مختلف نہیں ہوتے مگر ان کے نتائج نمایاں طور پر ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں اور یہ نتائج تجربات کے دوران تو ظاہر نہیں ہوتے مگر عرصہ بعد اپنا اثر ضرور دکھاتے ہیں۔ یہ بات حیرت انگیز ہے کہ اگر کوئی شخص متوازن غذا استعمال کر رہا ہے تو پھر اس کے جسم میں ان وٹامنز کی متوازن مقدار کس طرح کم ہو سکتی ہے۔

لہٰذا ضروریات زندگی میں وٹامنز کو جو اس قدر اہمیت دی گئی ہے اس نتیجے میں ہمارا واسطہ ایسی غذائی اشیاء سے ہے جن میں ان تالیفی وٹامنز کی بھرمار ہوتی ہے۔ چونکہ یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ نشوونما کیلئے وٹامنز بے حد ضروری ہیں لہٰذا کیمیادان یہ دلیل دیتے ہیں کہ ایک قوم کی حیثیت سے ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم لوگوں کو توانائی کے اس ذریعہ سے زیادہ سے زیادہ بہرہ مند کریں اور چونکہ تالیفی وٹامنز سستے داموں دستیاب ہو جاتے ہیں لہٰذا ہمیں چاہیئے کہ ہم ان کا زیادہ سے زیادہ استعمال کریں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ وٹامنز تمام بنیادی غذاؤں مثلاً آٹے نمک میں شامل کر دیئے جاتے ہیں۔ اس طرح وٹامنز تیار کرنے والوں کو ایک نہایت منافع بخش بزنس مل گیا ہے اور اسطرح کسی بھی شخص کیلئے ممکن نہیں کہ وہ ان وٹامنز سے پاک غذا حاصل کر سکے۔

اب محتاط طریقے سے کی گئی ریسرچ کے نتیجے میں یہ بات واقع ہو چکی ہے کہ بہت زیادہ وٹامنز استعمال کرنے سے جسم کو اسی طرح نقصان ہوتا ہے جس طرح وٹامنز کی کمی سے ہوتا ہے۔ بلکہ کمی کے مقابلہ میں وٹامنز کی زیادتی زیادہ نقصان دہ ہے۔ یہ بیان ہومیوپیتھی قوانین کی تصدیق کرتا ہے اور ساتھ ہی قوانین فطرت کی بھی کہ کس طرح فطرت ہر چیز میں توازن قائم رکھتی ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ قدرت میں کسی بھی تبدیلی کے لئے ضروری چیز کی مقدار کم سے کم درکار ہوتی ہے اور اس بات سے کون انکار کر سکتا ہے کہ عمل اور ردعمل ایک دوسرے کے برابر لیکن سمت میں مخالف ہوتے ہیں

وٹامنز تیار کرنے والے کیمیا دانوں کا بیان ہے کہ ہر شخص کو روزانہ تین ملی گرام سے ۲۵ ملی گرام وٹامنز درکار ہوتے ہیں۔ لہٰذا ہم امید رکھ سکتے ہیں کہ وٹامنز کا زیادہ استعمال جسے کہ تعمیری خیال کیا جاتا ہے۔ اس کے دو یقینی نتائج ہو سکتے ہیں۔

نمبر ۱ — تعمیری عمل کے مساوی تباہ کن اثر

نمبر ۲ — مستقل طور پر جسم کا قدرتی وٹامنز کے حصول کے لئے ناکارہ ہو جانا۔

مثلاً وٹامن سی کے مریضوں کو انسولین استعمال کرائی جاتی ہے اور اس چیز کا اثر یہ ہوتا ہے کہ مریض

Scanned by CamScanner

جلدی السولیں جسم کے اندر پیدا کرنے سے محروم ہو جاتا ہے یعنی جب مریض کی ضروریات کو بیرونی طور پر پورا کیا جاتا ہے تو پھر اس کا اپنا نظام یہ کام انجام دینا چھوڑ دیتا ہے اور ارتقاء (Evolution) اس بات کا ثبوت دیتا ہے کہ اگر کوئی جاندار اپنے جسم کے کسی حصے کا استعمال ترک کر دے تو جسم اس حصے سے محروم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح وٹامنز کا بہت زیادہ استعمال جسم کو ناکارہ بناتا ہے اور وہ قدرتی طور پر وٹامنز کے حصول کے قابل نہیں رہتا۔

وٹامنز کا بے تحاشہ استعمال نوجوان نسل پر کیسے اثرات مرتب کرے گا، اس کا اندازہ مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں لگانا مشکل نہیں ہے اور وٹامنز کے اس غیر ضروری استعمال کے نتیجے میں آئندہ نسلیں کس مشکل سے دوچار ہوں گی، آیا وہ اس قابل رہ سکیں گی کہ وہ قدرتی اجزاء سے وٹامنز حاصل کر لیں یا پھر اُن کے جسموں میں کوئی بنیادی تبدیلی پیدا ہو جائے گی جو جسم انسانی کے اس کھوئے ہوئے فعل کا نعم البدل بن سکے؟

خاص طور پر ہم مخصوص افعال کے بارے میں یہ سوال کر سکتے ہیں کہ آیا یہ افعال مستقل طور پر متاثر ہو جائیں گے، مثلاً اس بات کا اظہار کیا جاتا ہے کہ وٹامنز سی اور ڈی رکٹس کی بیماری کو کنٹرول کرتے ہیں اور ان وٹامنز کی ایک مخصوص مقدار ہڈیوں کی نشوونما کے لئے ضروری ہے لیکن یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ ان وٹامنز کی زیادہ مقدار استعمال کرنے سے رکٹس کا مرض پیدا ہو جاتا ہے، اسی طرح وٹامنز (E) کو جنسی افعال میں تحریک پیدا کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے تو کیا اس وٹامن کی زائد مقدار جنسی افعال کو تباہ نہیں کر دے گی؟ اسی طرح ہم تمام وٹامنز کی لسٹ میں سے ایک ایک وٹامن کے بارے میں اسی قسم کی ناممکن معلوم کر سکتے ہیں۔

ہومیوپیتھک معالج کی حیثیت سے ہمارے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ علم العلاج التعلیمی ادویات (Synthetic Drugs) کی خصوصیات کو نظر انداز نہ کریں۔ لیکن ہمارے لئے یہ ضروری ہے کہ ان ادویات کو ہومیوپیتھی کے ثابت شدہ قوانین کی روشنی میں جانچیں اور حقیقت ہرگز فراموش نہ کریں کہ تجربہ گاہوں میں جانوروں پر آزمائی گئی ادویات ضروری نہیں انسانوں کے لئے بھی ویسی خصوصیت کی حامل ہوں اور ان ادویات کے ثانوی نتائج ابتدائی نتائج کے بالکل برعکس بھی ہو سکتے ہیں، خواہ یہ ابتدائی نتائج بظاہر کتنے ہی روشن اور تسلی بخش کیوں نہ دکھائی دیں۔

Scanned by CamScanner

ہمیں یہ بات فراموش نہیں کرنی چاہیئے کہ ہر مثبت علمی کے قوانین جن کے فطری ہونے کا ہمیں یقین ہے ۔ آجتک دریافت ہونے والا کوئی بھی ماہر قانون ان کو ٹال نہیں سکا اور یہ قوانین وقت کی کسوٹی پر ہر نئی دوا کی آزمائش کے لئے پورا اتریں گے ۔ یہ حقیقت یاد رکھنی چاہیئے کہ کسی چیز کو صرف اس وجہ سے رد نہیں کیا جاسکتا کہ وہ نئی ہے ۔ لیکن ہر نئی چیز کو اندھا دھند بغیر ٹیسٹ کئے اور بغیر کسی جانچ پڑتال کے قبول کر لینا زیادہ سنگین بات ہے ۔

اس لیئے کہ ہمارے پاس تو جانچ پڑتال کے وہ ذریعے موجود ہیں جن کو اپنانے میں ایٹومیتھی ناکام ہو گئی ہے ۔

تمت بالخیر

باب ۱۱

ممتاز یا نمایاں علامت (تکلیف کی وجہ)
اور
معاون علامات کا کیس سے تعلق

THE CHIEF COMPLAINT AND THE AUXILIARY SYMPTOMS IN THEIR RELATION TO THE CASE

تقریباً ہر کیس جو معالج کے پاس آتا ہے اس کی دو حالتیں یا دو حصے ہوتے ہیں۔ ایک حصہ ان علامات کا ہوتا ہے جو مریض کے لئے فوری تکلیف کی وجہ سے بنتا ہے۔ یہ علامات شدید ہوتی ہیں مریض کے لئے تکلیف دہ ہوتی ہیں اس لئے مریض ان کو جلد پہچان لیتا ہے اور معالج کے سامنے ان تکلیفات کو بیان کرتا ہے۔

دوسرا حصہ ان علامات پر مشتمل ہوتا ہے جن پر مریض توجہ ہی نہیں دیتا یا وہ انہیں علامات ہی تصور ہی نہیں کرتا اور سمجھتا ہے کہ ڈاکٹر کے سامنے ان کو بیان کرنے کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ اس کے خیال میں ان کا کیس سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

سب سے نمایاں علامت CHIEF COMPLAINT کی نفسیاتی اہمیت تو یہ ہے کہ اس علامت کی بدولت مریض معالج کے پاس آتا ہے۔ مگر معالج مریض کی طرف پوری توجہ دیتا ہے اور اس کا اظہار مریض اپنے [illegible] علامات کو [illegible] سے آتا ہے تو مریض کو اس بات کی تسلی ہو جاتی ہے کہ معالج

Scanned by CamScanner

کیونکہ اس کا کیس ہسٹری کا حامل ہے اس لیے وہ مریض ڈاکٹر پر اعتماد کرنے لگتا ہے

نمایاں علامات ہر کیس کا بہت ضروری حصہ ہے اور ہمارے بہت سے ساتھی اس علامت کو بہت اہمیت دیتے ہیں نئے نئے معالج اور اس علامت پر بہت انحصار کرتے ہیں کیونکہ یہ علامت تشخیصی نقطۂ نگاہ سے اہم ہوتی ہے۔ اس کے برعکس کہنہ مشق معالج اس علامت کو مناسب اہمیت تو دیتے ہیں، لیکن وہ یہ بھی محسوس کرتے ہیں کہ وہ اس کا انتخاب مجموعی علامات کے پیش نظر کرنا چاہیے اور اس طرح کرتے ہوئے وہ دوسری علامات کو زیادہ اہمیت دیتا ہے اور اگر معالج ان پر توجہ نہ دے تو مریض ان علامات کو بیان کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا یہ علامات کیس کا بہت ضروری حصہ ہوتی ہیں اور یہی علامات کیس کی انفرادیت کو نمایاں کرتی ہیں کہ کس طرح علامات کے مجموعے "TOTALITY OF SYMPTOMS" کو دیکھتے ہوئے دوا تجویز کی جائے۔

وہ نمایاں اور ممتاز علامات جو مریض اپنی تکلیف کی اصل وجہ کے طور پر بتاتا ہے۔ ان علامات سے قطعی مختلف قدر و قیمت رکھ سکتی ہے جو معالج کے استفسار پر مریض بتاتا ہے یا وہ معلومات جو معالج علامات کے تجزیے سے حاصل کرتا ہے۔ یہ نمایاں اور ممتاز علامت دراصل بیماری کی نوعیت کو ظاہر کرتی ہے یا بیماری کی جانب اشارہ کرتی ہے اور اس کا تعلق مریض کے افعال جسمانی سے ہوتا ہے

نمایاں یا ممتاز علامات یا علامتوں کی تعریف اس طرح کی جا سکتی ہے "یہ ایسی علامات ہیں جو کہ بیماری کی حالت کا اظہار ہوتی ہیں۔ یا پھر یہ وہ علامات ہوتی ہیں جو بہت نمایاں ہوں اور آسانی سے پہچانی جا سکیں۔ یا پھر ایسی علامات جن پر مریض اور معالج کی نظر سب سے پہلے پڑتی ہے اور جو بنیادی تکلیف کا باعث بنتی ہیں اور جو بنیادی طور پر بیماری کے جانے والے نوع کی نشاندہی کرتی ہیں۔ ایسی علامات کو ہم کیس اٹھنے کے لیے "تانے" کی حیثیت دے سکتے ہیں۔

"معاون یا مددگار علامات" AUXILIARY OR CONCOMITANT ایسی علامات کا مجموعہ ہوتی ہیں جن کا ممتاز اور نمایاں علامات سے شاذ و نادر ہی کوئی رابطہ نظر آتا ہے اور عام تشخیص کرانے کی رو سے ہم عموماً ان علامات کو غیر ضروری اور کیس سے غیر متعلقہ سمجھتے ہوئے نظر انداز کر دیتے ہیں۔

باب ۲۰

طبیعت یا مزاج

ہومیوپیتھی میں اکثر و پیشتر مزاج یا طبیعت کے بارے میں ہدایات ملتی ہیں۔ خاص طور پر کیس ٹیکنگ اور دوا کے انتخاب کے وقت مزاج کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ یہ بہتر ہوگا کہ مزاج کی اہمیت کے پیش نظر مزاج کی تعریف بیان کر دی جائے اور ساتھ ہی یہ وضاحت بھی کر دی جائے کہ کیس ٹیکنگ میں اور دوا کے انتخاب میں اسکی کیا اہمیت ہے۔ مزاج کی چار مشہور بنیادی قسمیں ہیں۔

اعصابی، صفراوی، دموی اور بلغمی۔ لیکن ان اقسام کے علاوہ بھی مزاج کی کئی قسمیں بن جاتی ہیں اور عموماً ان مرکب مزاج کیفیتوں میں ایک نہ ایک بنیادی قسم غالب ہوتی ہے۔ بعض اوقات ہمارا واسطہ ایسے لوگوں سے بھی پڑتا ہے، جنہیں کسی بھی ایک مخصوص بنیادی قسم سے متعلق نہیں کہا جا سکتا، بلکہ وہ کئی بنیادی مزاجی کیفیتوں کا مجموعہ ہوتے۔

یہ مزاج بہت حد تک فزیالوجیکل ہوتے ہیں۔ لیکن اس میں نہ صرف انسان کا ڈیل ڈول شامل ہوتا ہے بلکہ رنگ۔ کام کرنے کے رجحانات۔ دورانِ خون۔ جسم سے مادوں کا اخراج تنفس اور اسی طرح ذہنی اور جسمانی رجحانات کا حالات اور ماحول سے متاثر ہونا بھی شامل ہیں۔ مزاج کا معاملہ بنیادی جبلی عارضوں کے ساتھ گہرا رشتہ رکھتا ہے ان عارضوں کا تفصیلی ذکر ہو چکا۔ اس وقت ہمارا تعلق دراصل مزاج کے سلسلے میں ہے کیونکہ مزاج بھی دوا تجویز کرنے میں اہم عنصر کی حیثیت رکھتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ جاندار کی زندگی کے نہایت ابتدائی مرحلوں میں ہی مزاج کو جسم میں ڈھال دیا جاتا ہے یعنی ایک جاندار کی زندگی کی ابتدا کے وقت جب نر اور مادہ جنسی سیلز کا ملاپ ہوتا ہے تو مزاج بھی اس ملاپ میں شامل ہو جاتا ہے اور اس مزاج کو کسی بھی دوا کے عمل سے تبدیل نہیں کیا جا سکتا ہے کیونکہ یہ ایک فزیالوجیکل

Scanned by CamScanner

عمل ہے اور اس سے انحراف ممکن نہیں۔ یہ دونوں بیانات بہت حد تک درست ہیں لیکن اسطرح کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ ابتدائی رجحانات تبدیل نہیں کیئے جا سکتے لیکن ہومیو پیتھک مخمرزدہ ادویات جو شیر خوار بچوں اور کم عمر بچوں کو استعمال کرائی جائیں تو وہ فیزیالوجی عمل میں اسطرح ترمیم کریں گی کہ اُن کے نقصان دہ نتائج بہت حد تک رک جائیں گے۔

ہومیو پیتھک دوا اکثر مزاج سے اس حد تک متاثر ہوتی ہے کہ بعض قسم کے مزاج بعض قسم کی علامات کسی دوسری قسم کے مزاج کی نسبت تیزی سے پیدا کر دیتے ہیں۔ مثلاً بلغمی مزاج اپنے ردِ عمل میں یقیناً سستی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اسی مزاج کی ایک اور اہم خصوصیت دردوں میں رکاوٹ ہے جو کہ زیادتی خون کا نتیجہ ہے۔ اعصابی مزاج جیسکہ نام سے ظاہر ہے، تیز عمل کا اظہار کرتا ہے اور دبلا پتلا ہوتا ہے صفراوی مزاج میں جگر کی خرابیوں کی طرف میلان ہوتا ہے۔ لہذا جہاں تک مزاج کا تعلق ہے اور وہ جس طرح اپنی اپنی مخصوص علامات پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں ہم دوا کے انتخاب میں ان سے راہنمائی حاصل کر سکتے ہیں۔ اور اگر ہم کیس کا اور گہرائی سے مطالعہ کریں اور وراثت سے متعلق تکالیف کو بھی نظر میں رکھیں کیونکہ وراثت کئی نشوونمائی تبدیلیوں کا باعث بنتی ہے تو پھر ہمیں دوا کے انتخاب کے لئے واضح اشارے ملیں گے۔ اور اسطرح سطحی مشاہدے کی نسبت ہمیں زیادہ واضح علامات نظر آئیں گی۔ اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ مریضوں کو فوری طور پر پلسٹلا۔ نکس وامیکا یا پھر فاسفورس کا مریض سمجھ لیا جاتا ہے اور ایسا صرف مریض کے ڈیل ڈول اور رنگت کا دوا سے مشابہ ہونے کے باعث سمجھا جاتا ہے۔ اس طریقہ سے دوا تجویز کرنے سے بہت سی غلطیوں کا احتمال ہوتا ہے۔ آیئے اسی سلسلے میں ایک کیس کا تجزیہ کرتے ہیں کہ کسطرح ایک بلغمی مزاج گوری رنگت والی عورت کو پلسٹلا کا مریض سمجھ لیا گیا۔ کیا اس سے ہمارا مطلب یہ ہے کہ آیا اس قسم کی عورت کو کبھی نکس وامیکا کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اگرچہ ہم ایسا ہی سمجھتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہمارے نتائج کی بنیاد مکمل صحیح نہیں بلکہ آدھے سچ پر ہے۔ اس سے ہمارا اصل مقصد تو یہ ہے کہ مضبوط جوان گوری نسوانی مائل رنگت، نیلی آنکھوں اور سنہرے بالوں والی عورت نے پلسٹیلا کی پروونگ کے دوران دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں زیادہ واضح علامات کا اظہار کیا (یعنی اُن لوگوں کے مقابلے میں جن کی رنگت نسوانی مائل سفید نہ تھی اور قد کاٹھ بھی ویسا نہ تھا)۔

Scanned by CamScanner

دوسری طرف ہومیوپیتھک دوا کے بہترین نتائج پیدا کرنے کے لیے ایک تجربہ کار اور سائنسی رنگت کے حامل تھے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ کچھ لوگوں کی فطری بناوٹ ان کو مخصوص حالات اور مخصوص ماحول میں خصوصی طور پر بیماری کے اثرات کے لیے حساس بنا رہی ہے (خواہ یہ بیماریاں قدرتی ہوں یا ماحول کی پیدا کردہ) یا پھر مصنوعی ہوں (یعنی ہومیوپیتھک کی پروونگ سے پیدا کردہ)۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ مزاج جو ان کی زندگی کی ابتدا کے وقت ان کے جسم میں داخل گیا تھا۔ پہلے سے ان میں بیماری کے اثرات کیلئے احساس قائم کر دیتا اور اگر اس پر کنٹرول نہ کیا جائے تو خاص قسم کے حالات کے تحت یہ احساس اور ردعمل قوت پکڑ سکتے ہیں۔

دوسری طرف ہم نے اس بڑے بھاری بھرکم کام کو کرنے کی کوشش ہی نہیں کی جس کی بدولت ہم انکو مختلف عناصر کی گروہ بندی کر سکیں جو لوگوں کو متاثر کرتے ہیں تاکہ ہم یقین سے کہہ سکیں کہ کسی بھی عام مزاج سے تعلق رکھنے والے افراد کس طرح مخصوص حالات میں ردعمل کا اظہار کرتے ہیں اور ہم مکمل یقین سے کہہ سکیں کہ کسی خاص مزاج کے لوگ خاص قسم کی علامات کا اظہار کریں گے۔ ہومیوپیتھک دوا کی افادیت کو سمجھنا نہایت آسان ہے اور وہ ہے علامات کا بغور مطالعہ۔ ان تمام علامات کا مشاہدہ جو ہمیں تکالیف میں مبتلا مریض میں نظر آئیں اور پھر ان علامات سے مشابہ دوا سیلیشیم (SYMILLIUM) کا انتخاب کرنا۔

جب ایک شخص بیمار ہوتا ہے تو وہ اپنی اندرونی اور بیرونی حالتوں اور ماحول سے اثر پذیر ہو کر ردعمل کے طور پر علامات کا اظہار کرتا ہے اس کی اثر پذیری کی یہ حالت اس کی صحت کی حالت سے قطعی مختلف ہوتی ہے، علاوہ ازیں مکمل صحت اور مکمل جسمانی توازن کی حالت میں کسی دوا کے استعمال کرنے سے یہ بات ممکن ہے۔ کہ وہ کسی ردعمل کا اظہار نہ کرے اور اس طرح علامات پیدا نہ کر سکے لیکن عدم توازن یا بیماری کی حالت میں وہ اس دوا کے لیے انتہائی حساس ہو جائے گا جس سے صحت کی حالت میں وہ بالکل اثر نہیں لیتا تھا۔

لہٰذا ہم اپنی کئی کثرت سے استعمال ہونے والی دواؤں کو پروونگ کے دوران اسی طرح کے ردعمل سے دوچار دیکھتے ہیں مثلاً بیلاڈونا کا زیادہ تر ردعمل سرخ رنگت اور ظاہری طور لوگوں میں دیکھنے میں آتا ہے۔ اسی طرح نکس وامیکا میں اعصابی مزاج والے لوگوں میں

دوسری طرف نکس وامیکا کے بہترین پرورش پروردہ اور سانولی رنگت کے مالک تھے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ کچھ لوگوں کی فطری بناوٹ ان کو مخصوص حالات اور مخصوص ماحول میں خصوصی طور پر بیماری کے اثرات کے لیے حساس بنا رہی ہے (خواہ یہ بیماریاں قدرتی ہوں یا ماحول کی پیدا کردہ) یا پھر مصنوعی ہوں (یعنی ہومیوپیتھک کی پروونگ سے پیدا کردہ)۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ مزاج جو ان کی زندگی کی ابتدا کے وقت ان کے جسم میں داخل گیا تھا۔ پہلے سے ان میں بیماری کے اثرات کیلئے احساس قائم کر دیتا اور اگر اس پر کنٹرول نہ کیا جائے تو خاص قسم کے حالات کے تحت یہ احساس اور ردعمل قوت پکڑ سکتے ہیں۔

دوسری طرف ہم نے اس بڑے بھاری بھرکم کام کو کرنے کی کوشش ہی نہیں کی جس کی بدولت ہم انکو مختلف عناصر کی گروہ بندی کر سکیں جو لوگوں کو متاثر کرتے ہیں تاکہ ہم یقین سے کہہ سکیں کہ کسی عام مزاج سے تعلق رکھنے والے افراد کس طرح مخصوص حالات میں ردعمل کا اظہار کرتے ہیں اور ہم مکمل یقین سے کہہ سکیں کہ کسی خاص مزاج کے لوگ خاص قسم کی علامات کا اظہار کریں گے۔ ہومیوپیتھک دوا کی افادیت کو سمجھنا نہایت آسان ہے اور وہ ہے علامات کا بغور مطالعہ۔ ان تمام علامات کا شاید جو ہمیں تکالیف میں مبتلا مریض میں نظر آئیں اور پھر ان علامات سے مشابہ دوا سمیلیئم (SIMILLIUM) کا انتخاب کرنا۔

جب ایک شخص بیمار ہوتا ہے تو وہ اپنی اندرونی اور بیرونی حالتوں اور ماحول سے اثر پذیر ہو کر ردعمل کے طور پر علامات کا اظہار کرتا ہے اس کی اثر پذیری کی یہ حالت اس کی صحت کی حالت سے قطعی مختلف ہوتی ہے، علاوہ ازیں مکمل صحت اور مکمل جسمانی توازن کی حالت میں کسی دوا کے استعمال کرانے سے یہ بات ممکن ہے۔ کہ وہ کسی ردعمل کا اظہار نہ کرے اور اس طرح علامات پیدا نہ کر سکے لیکن عدم توازن یا بیماری کی حالت میں وہ اس دوا کے لیے احساس ہو جائے گا جس سے صحت کی حالت میں وہ بالکل اثر نہیں لیتا تھا۔

لہٰذا ہم اپنی کثرت سے استعمال ہونے والی دواؤں کو پروونگ کے دوران اسی طرح کے ردعمل سے دوچار دیکھتے ہیں مثلاً بیلاڈونا کا زبردست ردعمل سرخ رنگت اور ملغبی منہ لوگوں میں دیکھنے میں آتا ہے۔ اسی طرح ناسوڈ میں اعصابی مزاج والے لوگوں میں

Scanned by CamScanner

بہت سی علامات کا اظہار کرتا ہے اور برائیاں (Bryonia) کا پُراثر ردِعمل جگنے اور کمتر شور نمانے اور کُند ذہن افراد میں دیکھنے میں آتا ہے۔ نکس وامیکا اعصابی مزاج لوگوں میں زیادہ علامات کا اظہار کرتی ہے۔ اس طرح خاص خاص مزاج خاص خاص دواؤں سے مخصوص قسم کی اثر پذیری کا اظہار کرتے ہیں۔

جب جسم کی صحت کا توازن نارمل توازن سے بگڑنا شروع ہوتا ہے تو جسم زیادہ سے زیادہ حساس بنتا جاتا ہے۔ ان عدم توازن کی حالتوں میں دوا کی کم از کم مقدار (یعنی اونچی طاقت کی دوا) جسے least possible) بہت اہم رول ادا کرتی ہے اور عدم توازن کی حالتوں کے پیش نظر مجوزہ دوا نہایت تیزی سے توازن کی حالت کو برقرار کر دیگی خواہ مریض کسی بھی مزاج سے تعلق رکھتا ہو۔ بہت سی ادویات کو مختلف مزاج کے لوگوں پر آزمانے سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی اثرات یعنی پروِنگ بھی مختلف ہوتی ہے لیکن کے مزاج خواہ کوئی سا بھی ہو اس کی ریکارڈ کردہ علامات اہم ہوتی ہیں، جیسا کہ نہایت تنگ سینہ رکھنے والے دُبلے افراد میں خون فاسفورس نے تپدق کی علامات پیدا کیں جبکہ گول مٹول اور سرخ رنگت والے افراد میں خون کی نالیوں سے متعلق علامات پیدا کیں۔ اس کے باوجود فاسفورس ہر قسم کے افراد پر اثر انداز ہوتی ہے اور تمام مشابہ علامات کو شفاء بخشنے کی صلاحیت رکھتی ہے اور مزاج کے اظہار سے اس پر کوئی فرق نہیں پڑتا، جو بات فاسفورس کے لئے ہے، وہی بات ہمارے ٹیریا میڈیکا میں تمام دوسری ادویات کے بارے میں بھی درست ہے۔ یہ بات درست ہے کہ تنگ سینے والے دُبلے پتلے افراد جنہیں ہم فاسفورس کے مریض کہتے ہیں۔ وہ فاسفورس کی علامات کا اظہار دوسری قسم کی جسمانی ساخت رکھنے والے افراد کی نسبت جلد کرتے ہیں لیکن علامات کا جسمانی ساخت کی بناء پر اظہار اتنا زیادہ ہرگز نہیں کہ ہم اپنی پروِنگ کو ذہن تک محدود سمجھ لیں اور اسی پر انحصار کر لیں۔ جسمانی رنگت کے اظہار کو بھی اکثر علامات سمجھا جاتا ہے۔ پلسٹیلا کی گوری رنگت اور سنہری بال والی مریضہ جس کے بارے میں اکثر سننے میں آیا ہے، اسے ہمیشہ ای دوا کی ضرورت ہرگز نہیں رہتی اور نہ ہی نکس وامیکا کا مریض ہمیشہ سانولا ہوتا ہے کیونکہ سانولے مریض کو بھی پلسٹیلا کی ضرورت پڑ سکتی ہے اور نکس وامیکا کی مریضہ کو پلسٹیلا درکار ہو سکتی ہے۔ رنگت کے اظہار اور جسمانی ساخت سے کہیں زیادہ اہم کئی اور علامتی حالتیں ہیں مثلاً موڈلیٹیز (MODALITIES) یعنی حالت میں کمی بیشی کی علامات اور یہی دوا کے انتخاب کے لئے اہم علامات ہیں۔ مثلاً بند کمرے میں بہتری اور بند کمرے میں تکلیف کا بڑھنا

یا کھلی ہوا میں بہتر محسوس کرنا پلسٹیلا کے مریض کے لئے سفید رنگت اور نیلی آنکھوں سے کہیں اہم علامات ہیں۔ اور اگر ہم ان علامات کے ساتھ رونے کی طرف میلان اور تسلی دینے سے تکلیف میں اضافے کی علامات بھی شامل کر لیں تو ایسی علامات رکھنے والا یقیناً پلسٹیلا کا مریض ہے خواہ مریضہ کی رنگت گوری ہو یا کالی اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس کی وضاحت مندرجہ ذیل کیس سے ہوتی ہے۔

یہ ایک کاہی بخار (Hay fever) میں مبتلا مریضہ کا کیس تھا۔ کیس کا مطالعہ اور ریپرٹری کے استعمال سے یہ کیس دو دوا ؤں سے یکساں طور پر مشابہ تھا۔ ان میں ایک دوا پلسٹیلا اور دوسری نکس وامیکا تھی۔ معالج نے سمیلیم (SIMILLIMUM) تجویز کرنے کیلئے مزید مشاہدہ کیا تو اس نے دیکھا کہ وہ بلند قد کی مضبوط اور توانا سرخ بالوں والی عورت تھی اور اس لحاظ سے وہ نہ تو پلسٹیلا کی مریضہ اور نہ ہی نکس وامیکا سے متعلق نظر آتی تھی، لیکن مریضہ کی موڈلیٹیز (MODALITIES) ایسی تھیں کہ وہ برابر یکساں طور پر پلسٹیلا کی اور نکس وامیکا کی مریضہ تھی۔ دریافت کرنے پر اس نے بتایا کہ وہ اس وقت تک ہرگز نہیں روتی جب تک اسے شدید غصہ نہ آجائے۔ لیکن رونے کی حالت پہنچنے سے پہلے وہ کچھ دیر اندر ہی اندر جلتی ہے۔ اس بیان سے نکس وامیکا کی طرف کا پلڑا بھاری ہو گیا کیونکہ یہ علامات پلسٹیلا کی نہیں، نکس وامیکا کی ہیں۔ اور اسے نکس وامیکا دی گئی اور وہ انتہائی کامیاب رہی۔

جب علامات کسی دوا کا اظہار کرنے لگیں تو ہمیں بالمثل دوا کے لئے بنیاد مل جاتی ہے اور اس سے مریض کی رنگت یا قسم سے فرق نہیں پڑتا۔ لہٰذا سیپیا جو عورتوں کی دوا کہلاتی ہے، مردوں کیلئے بھی یکساں مفید ہے۔ ہمارے چند پرانے اساتذہ کی نصیحت ہے کہ اگر کوئی دوا اپنے نارمل اظہار سے باہر نکل آئے (یعنی جس قسم کے لوگوں پر اس کی پروونگ کی گئی تھی) تو پھر یہ ایک دوہرا اشارہ ہوتا ہے کہ اس کیس میں یہی دوا کارگر ہے یعنی جب پلسٹیلا کے مریضہ کے سنہرے بال ہوں اور نکس وامیکا کی پروونگ بالوں آنکھوں اور جلد کی رنگت کو سانولے رنگ کی عورت سے بدل دے تو پھر ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ سانولی رنگت والی عورت نکس وامیکا کی مریضہ ہے اور سنہرے بالوں والی عورت پلسٹیلا کی مریضہ ہے، اس قسم کی پہچان ایک نظر میں ہو سکتی ہے۔

ہومیوپیتھی کی کتابوں سے مستفید ہونے کیلئے مزاج کی نوعیت اور قسم پر دوا کا انتخاب ایک کمزور اور سست طریقہ کار ہے۔ دراصل یہ ایک کی نارمل قسم کا انتخاب دوا کا طریقہ ہے۔ (Prescribing) اور اس کا انحصار بیماری سے پیدا شدہ علامات پر نہیں بلکہ پیدائشی جسمانی ساخت پر ہے۔

یہ کی نوٹس (۸۰۵ء ۸۰۸ء) میں اکثر ہمیں دوا کے انتخاب کیلئے سراغ ملتے ہیں۔ لیکن ہمیں اس طرف کو اپنی علامات کی تصویر کھینچنے کی سعی لاحاصل پر ہرگز غالب نہیں آنے دینا چاہیئے۔

بیماری کی واحد نشانی دراصل نارمل حالت سے انحراف ماضی حال اور مستقبل میں ہوتا ہے۔

اعضاء تمام حصوں کے فعلی انحراف کی علامات ہی ہمیں دوا کے انتخاب میں مدد دیتی ہیں۔ ہمارے تمام طریقہ کار کی بنیاد بیماری علامات کی مجموعی تصویر کا مکمل مشاہدہ ہے۔ اگر ہم یہ طریقہ اختیار کریں گے تو ذہنی فشار کی مدد سے ہر احد بالمثل دوا تجویز کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے جس کے استعمال سے مرض دور ہو جائے گا۔ اور یہ دوا مریض کے مزاج اور شخصیت سے ہم آہنگ ہونے کے سبب مزاج کو پہلے صحت مند اور شخصیت کو زیادہ پرکشش بناتے ہوئے متعلقہ شخص کو اس قابل بنا دے گی کہ وہ کم بیماریوں کا شکار ہو۔

Scanned by CamScanner

باب ۲۱

ادویات کا بیرونی استعمال

LOCAL APPLICATION

لوکل ایپلیکیشن یعنی دواؤں کا بیرونی استعمال یہ الفاظ ہمارے ذہن میں فوراً مرہموں کے پلستر، پلاسٹر کی پٹیاں۔ بون سیٹ (ہڈی جوڑنے کے لئے پلستر) اور ٹھنڈے پانی کا تصور پیدا کرتا ہے۔ یعنی ایسی عام استعمال کی چیز جسے ہم زخم یا معالج بیرون جسم لگانے کے لئے استعمال کرے لوکل ایپلیکیشن (LOCAL APPLICATION) کہلاتی ہے۔

بیرونی استعمال کی یہ اشیاء دورِ قدیم سے ہی استعمال ہوتی آرہی ہیں۔ یہ گھریلو نسخوں اور طبیبوں کے نسخوں کی صورت میں قدیم دور سے لے کر آج تک استعمال ہو رہی ہیں۔ یہ طریقہ علاج اس عام خیال پر مبنی تھا کہ اگر بیماریوں کا بیرونی اظہار ختم کر دیا جائے تو بیماری کو آرام آجاتا ہے۔ یہ بھی خیال کیا جاتا تھا کہ یہ بیرونی اظہار ہی دراصل بیماری ہے اور اگر ان بیرونی اثرات کو ختم کر دیا جائے تو بیماری سے نجات مل جاتی ہے۔

یہ نظریہ اس وقت تک قائم رہا جب تک ہانیمن نے دنیا کے سامنے ایک نیا نظریہ پیش نہ کر دیا کہ بیماری کے بیرونی مظاہر دراصل اندرونی اور روحانی قوتوں میں بگاڑ کا بیرونی مظہر ہوتے ہیں اور اگر بیماری کے ان بیرونی مظاہر کو دوا کے بیرونی استعمال سے ختم کر دیا جائے تو بیماری شفایاب ہرگز نہیں ہوتی بلکہ وہ باہر سے جسم کے اندرونی اور مرکزی حصوں میں منتقل ہو جاتی ہے اور وہاں جا کر زیادہ خطرناک صورت اختیار کر لیتی ہے۔

پرانے حکماء کا یہ دستور تھا کہ پہلے تو وہ بیرونی دوائیں استعمال کراتے اور جب بیماری اندرونی جسم نما اظہار کرتی تو اسے باہر نکالنے کے لئے مسہل ادویات استعمال کراتے کہا جاتا ہے کہ

مستعمل ادویات کا استعمال کافروں کے طریقۂ علاج کے باقیات کا حصّہ ہے جس کا انحصار اس نظریئے پر تھا کہ بیماری بدروحوں کے جسم میں داخل ہونے سے پیدا ہوتی ہے۔

ہانیمن کی تعلیم جو انہوں نے بیرونی استعمال کی ادویات کے بارے میں دی نہایت واضح اور صاف اور پریکٹس میں اسے مکمل طور پر آزمایا جا چکا ہے۔ اورگینن کے پیراگراف نمبر ۱۹۴ کے مطابق :-

" ادویات کا بیرونی استعمال نہ تو حاد امراض کے لیے فائدہ مند ہے اور نہ ہی کرانک امراض کے لیے ان کی کوئی افادیت ہے، خواہ یہ ادویات خصوصی شفا بخش قوتوں کی حامل ہی کیوں نہ ہوں حاد قسم کے بیرونی امراض مثلاً کسی حصّۂ جسم کی سوزش اور سرخ باد جیسی بیماریاں کسی بیرونی چوٹ یا زخم سے پیدا نہیں ہوتیں بلکہ اندرونی ڈائیسک دجرات کی بنا پر پیدا ہوتی ہیں۔ اسلیئے ہومیوپیتھک دوا کے اندرونی استعمال سے یہ بڑی جلدی شفایاب ہو سکتی ہیں اگر دوا کا انتخاب آزمائش شدہ ادویات سے احتیاط سے کیا جائے۔"

ایک جدید ہومیوپیتھک رسالے میں ہمارے مشہور ترین مشیروں میں سے ایک نے بیرونی ادویات کے استعمال کی حمایت میں وکالت کی، لیکن اس طریقۂ علاج کے خلاف ہانیمن نے نہایت سخت الفاظ استعمال کئے ہیں اور گینن کے پیراگراف ۱۹۶، ۱۹۷ اور ۱۹۸ میں مرقوم ہے۔

بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بیرونی امراض کے شفائی عمل میں دواؤں کے اندرونی استعمال کے ساتھ ساتھ بیرونی طور پر دواؤں کا استعمال شفائی عمل کو تیز کرتا ہے اور صحیح ہومیوپیتھک دوا جو علامات کی بنیاد پر منتخب کی گئی ہو اس کا براہ راست بیماری پر استعمال ممکن ہے بیماری کی حالت کو بہتر بنا سکتا ہے۔

لیکن اس قسم کا طریقۂ علاج انتہائی قابل اعتراض ہے نہ صرف سورا کے اثرات کے لیے بلکہ سفلس اور سائیکوسس جیسی بیماریوں کے لیے بھی ان کا بیرونی استعمال نہایت غلط ہے کیونکہ ادویات کے اندرونی استعمال کے ساتھ ساتھ ادویات کا بیرونی استعمال نہایت غلط نتائج مرتب کرتا ہے، کیونکہ ایسی بیماریوں میں جن میں ایک علامت نہایت نمایاں طور پر بیرونی مرض کی صورت میں نمودار ہوئی ہو تو یہ بیماری عام طور پر اس مخصوص حصّے پر مرہم لگانے سے جلد رفع ہو جاتی نسبتاً اندرونی مرض کے اور اس طرح اس گروپ کے تاثر کو تقویت ملتی ہے کہ مرض مکمل طور پر شفایاب ہو گیا۔ بہر صورت مرض کا قبل از وقت بیرونی ادویات کے

اثر سے غائب ہو جانا اسہال کے سمجھنے کو بہت مشکل بنا دیتا ہے کہ دوا کے اندرونی استعمال سے مرض مکمل طور پر دور ہو گیا ہے یا نہیں۔

اسی وجہ سے ایسی دوا جو اندرونی طور پر استعمال کئے جانے کے لئے شفائی خصوصیات رکھتی ہو اُسے ہرگز بیرونی طور پر انک میانم کے لئے استعمال میں نہیں لانا چاہیئے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے ہم دوا کے اندرونی عمل کے بارے میں یقین سے ہرگز نہ کہہ سکیں گے کہ اس کے بیش بہا مفید نتائج نے بیماری کو مکمل طور پر ختم کر دیا ہے یا اس کے بیش بہا مفید نتائج نے مرض کو مکمل طور پر ختم کر دیا ہے یا اس کے بیرونی استعمال نے مرض کو صرف ظاہر آشفایاب کر کے دبا دیا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہانیمن کے پیروکاروں کی کارروائی کے تعامی یعنی بیرونی استعمال کے بارے میں کیا خیال ہے؟ کیا یہ ضروری ہے کہ کرانک بیماریوں مثلاً کسی سوزاکی مرض سوریاسس (PSORIASIS) کی تکلیف دہ حالتوں میں۔

صرف پوٹینشیئیٹرڈ دوا پر ہی انحصار کریں؟

اور کیا انتہائی کمیلی ہی یقینی علامت ہوتی ہے جس کی بنا پر دوا تجویز ہو سکتی ہے؟

اور ادویات کے بیرونی استعمال کا مطلب کیا ہے؟

اگر بیرونی استعمال سے مراد صرف مرض کو دبا دینا ہے تو ہانیمن کے نزدیک یہ بات بالکل سودمند نہیں ہے، لیکن اگر ہم بیرونی استعمال کی بنیاد طبعی اصولوں (Physical Principles) پر رکھیں تو پھر اس سلسلے کے بارے میں سوچا جا سکتا ہے، مثلاً سوزاکی اور اسفرج کے دوسرے اقسام میں جلد سے جو چھلکے اترتے ہیں ان سے جلد پھٹ سکتی ہے۔ یہ ایک قسم کی شدید خارش کا نتیجہ ہوتا ہے، اور یہ خالصتاً ایک مکینیکل بگاڑ ہے اور اس بگاڑ کو زیتون کے تیل سے ختم کیا جا سکتا اور بعد میں صفائی کے لئے نہایا جا سکتا ہے۔ اسی طرح سر جلاد کی صورت میں جہاں جسم میں انتہائی کھنچاؤ اور خشکی آجاتی ہے، ایسی حالت کو بیرونی عمل سے کچھ دیر کے لئے سکون بخشا جا سکتا ہے اور اسفرج ہانیمن کے قانون کی خلاف ورزی بھی نہیں ہوتی، یعنی اس صورت میں کچھ دیر کے لئے ایسے نرم کپڑے پہننے سے جو عام نکسے کے علاوہ میں لایا گیا ہو۔ اسی قسم کے علاج بیرونی ادویات میں شمار نہیں ہوتے اور نہ ہی یہ ان ہدایتوں اور طریقوں میں شامل ہیں جنہیں ہانیمن قابل لعنت کہتے تھے۔

Scanned by CamScanner

ادویات کے بیرونی استعمال کے بارے میں ایک صورت اور بھی ہے جو قابل توجہ ہے۔
اور جس کا تعلق جسم کے درجہ حرارت سے ہے مثلاً کسی ایسے مریض کو بیرونی طور ٹھنڈک پہنچانا نہایت قابل اعتراض ہوگا جو رسٹاکس کا مریض ہو۔ اسی طرح کسی پلسٹیلا کے مریض کے جسم کو بیرونی گرمی پہنچانا اس کی تکلیف میں اضافہ کرنے کے مترادف ہے۔ اسی طرح سلفر کے مریض کے پاؤں کو گرم پانی کی بوتل سے حرارت پہنچانا بھی غلط ہے، لہذا کوئی بھی اسطرح کا سکون آمیز معاون استعمال کرتے وقت مریض کے جسم کے درجۂ حرارت کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔

صرف ایک صورت ایسی ہے جس میں پوٹینائیزڈ دوا کو بیرونی پر استعمال کرنے میں فائدہ ہو سکتا ہے اور وہ صورت یہ ہے کہ جب مریض کو بذریعہ منہ دوا دینا ممکن نہ ہو۔ یہ بیان ہانیمن کے اس مشاہدے پر مبنی ہے کہ جسم کی لعاب دار سطحیں اور پھٹی ہوئی یا ننگی جلد دواؤں کو جذب کرنے کی خصوصیت رکھتی ہیں۔ لیکن ان کی یہ جاذب خصوصیت انہضامی نالی کی انجذابی خصوصیت سے کم ہے اور گنین کے پیراگراف ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲ میں درج ہے۔

معدہ کے علاوہ منہ اور زبان بھی دواؤں کے اثر کو قبول کرنے کی خصوصیت رکھتے ہیں۔ ناک کے استر کی جلد میں یہ خصوصیت بہت زیادہ ہے۔ اسی طرح رکٹیم (مقعد) جنسی اعضاء اور اسی طرح کے دوسرے جنسی اعضاء تقریباً یکساں طور پر ادویات سے متاثر ہوتے ہیں۔ اسی طرح اسی وجہ سے چھلی ہوئی یا کٹی ہوئی جلد زخمی حصہ جسم یا وہ حصہ جہاں سے چھڑنے ہوں ادویات کے جسم میں داخل ہونے کیلئے اسی طرح کام دیتے ہیں۔ جسطرح منہ۔ لہذا اسی طرح سالس کے اندر کھینچنے اور سونگھنے سے بھی یہ مقصد پورا ہو جاتا ہے۔

جسم کے ایسے اعضاء جو اپنی قدرتی حس سے محروم ہوں مثلاً زبان اور تالو میں ذائقہ کی حس کی غیر موجودگی ان اعضاء پر عمل کرنے والی دوا کے اثرات کو نہایت جامع اور مکمل انداز میں دوسرے اعضاء تک منتقل کرنے کی خصوصیت رکھتے ہیں حتیٰ کہ جسم کی جلد بیرونی سطح جو جلد سے ڈھکی ہوتی ہے ادویات کے اثر کو خاص طور پر مائع ادویات کے اثر کو قبول کرنے کی خصوصیت رکھتی ہے اور جلد کے زیادہ حساس حصے اس خصوصیت کے زیادہ حامل ہوتے ہیں۔

یہ ایک ایسا مضمون ہے جو کئی ہر مبتدی معالجین کے لئے پوری طرح واضح نہیں ہے۔ اسی وجہ

بہت سے معالجین ہر روز طور پر ادویات کا استعمال کرواتے ہیں [illegible] کے فوائد [illegible]

کو تسلیم کرلیا گیا ہے۔

کئی چیزیں ہیں جن کا معالجین عام استعمال کرتے ہیں۔ ان میں سے کئی کو پھنسانا ایک مستند معالج کے لئے ضروری ہے۔ یہ طریقے صرف عام معالجین کا وطیرہ ہی نہیں بلکہ وہ معالجین جو مختلف فضیلتوں کے حامل (ENT/GP/Gyn) کہلاتے ہیں۔ ان طریقوں کو اپنائے ہوئے ہیں۔ ان قابل اعتماد طریقوں میں سے ایک طریقہ جو مریضوں کے لئے نہایت تکلیف کا باعث بنتا ہے، وہ انعقاد (Suction) پر ہے۔ (مواد کو رد کرنے والے چھڑکاؤ) جن میں اکثر اوقات مائی مادے شامل ہوتے ہیں۔ خاص طور پر ناک سے متعلقہ

۸ پیرے اور [illegible] کی صورت میں جسم [illegible] ہیں۔ اس قسم کے چھڑکاؤ یا پھر سے جسم کی رطوبتوں کے اخراج یا کو روک دیتے ہیں۔ اس قسم کے چھڑکاؤ ناک کے اندرونی سوراخ اور اسی طرح کے قدرتی راستے بند کر دیتے ہیں۔ اسطرح جب قدرتی اخراجی مواد روک دیئے جاتے ہیں۔ تو پھر پھوڑے اور ابھار پیدا ہونے کے لئے حالات سازگار ہو جاتے ہیں کیونکہ اس طرح نمی اور حرارت کے میسر آنے سے جراثیموں کی نشوونما کا بندوبست ہو جاتا ہے اور جراثیموں کی پرورش کے لئے اس سے بہتر جگہ نہ تو انکیوبیٹرز میں اور نہ ہی تجربہ گاہوں میں میسر آسکتی ہے۔

ہر شخص کے لئے ناک اور گلے کے خیر فطری اخراجات کے لئے انفرادی مشابہ دوا کا استعمال ضروری ہے اور گلے اور ناک کے اخراجات کو روکنے کیلئے بیرونی ذرائع استعمال کرنا خطرے سے خالی نہیں ہوتا بلکہ یہ بات زیادہ بہتر ہے کہ اُن کے قدرتی دور کو مکمل ہونے دیں بغیر دوا استعمال کے بجائے اس کے کہ اُن کے قدرتی بہاؤ کو دواؤں کے استعمال سے روکا جائے۔

ماہرین کے پیروکار اس اصول پر کاربند رہ کر سکون اور حیلہ پاتے ہیں۔ اور وہ اپنے مریض کو قدرتی انداز میں ان برداشت ہوئی تکالیف سے شفایاب ہوتا دیکھتے ہیں۔

میں نیو انگلینڈ میں تقریباً ۳۰ سال سے پریکٹس کر رہا ہوں اور اس پریکٹس کے تمام دوران میں نے دیکھا کہ وہاں ناک کی تکلیف عام ہے لیکن میری پریکٹس میں ایک بھی مریض ایسا نہیں گزرا جو میرے علاج کے بعد جراثیمی انفیکشن سے گرفتار ہوا ہو۔ اگرچہ کہ دوسرے معالجین کی جانب سے علاج کے بعد

Scanned by CamScanner

ہوئے کیس میرے پاس آئے لیکن میں نے کبھی بھی اسطرح کا بکا ان مریضوں میں نہ دیکھا جن میں مسلسل
دوا نے شفایاب کیا تھا۔

ایک اور شعبہ جہاں ادویات کے بیرونی استعمال سے بہت نقصان ہوتا ہے وہ گائناکولوجی ہے
(بچہ پیدا کرنے سے متعلق) اس قسم کی بہت سے مریضاؤں میں لیکوریا کا اخراج انتہائی تکلیف دہ ہوتا
ہے۔ سپیشلسٹ ایسی مریضہ کو اسٹرنجنٹ کے چھڑکاو کی ہدایت کرتے ہیں۔ اسٹرنجنٹ ڈوشز (مواد کو روکنے
والی) اور اس اخراج کی مقدار کو دبا کر کم کر دیتے ہیں اور اکثر و بیشتر ان کی فوری طبیعت ہی بدل دیتے ہیں۔ یہ بات
مریض کو بھلی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس سے پہلے علامات کی شدت فوراً ختم ہو جاتی ہے۔ اگر ہم بنیادی قانون سے
بے بہرہ ہوں تو پھر تو اس قسم کا طریقہ اپنانے کو بہت جی چاہتا ہے لیکن اس قانون کی رو سے ہم جانتے ہیں کہ
ان مادوں کا اخراج دراصل قوت حیات کا انتہائی مہربان طریقہ سے اظہار ہے جس سے مریض کی آئندہ صحت
بحال ہوگی، لیکن جب ہم غیر طبیعی طریقوں سے قوت حیات کو معطل کر دیں تو پھر یہ اپنا اظہار فطری راستوں کی
بجائے کوئی اور راستے منتخب کرتی ہے۔

اسی طرح بدبو کو دور کرنے والی بیرونی استعمال کی ادویات، پسینے کی خصوصیات کو بدل دیتی ہیں یہ بات
انتہائی قابل اعتراض ہے کیونکہ یہ جسمانی نظام میں ایسی بندش پیدا کر دیتی ہیں جو جسم کے لئے نہایت زہریلی
اور خطرناک ہوتی ہیں۔ ایسی حالت کا علم ڈاکٹر کو نہیں ہونے پاتا مگر اتفاقاً اسے معلوم ہو سکتا ہے یا پھر اگر وہ ایسی
بدلی ہوئی حالت کے بارے میں خبردار رہے تو یہ بات ممکن ہو سکتی ہے۔

اسی طرح سرجری کا اندھا دھند استعمال یا پھر مریض کے جسم پر آیوڈین لیپ دینا نہایت قابل اعتراض ہے یہ
دوا لیپ دینے کے دو نقصانات ہیں پہلا تو یہ ہے کہ وہ جسم میں جذب ہوتی ہے اور دوسری بات یہ کہ دوا
کا بیرونی استعمال اکثر جسمانی تکلیف پیدا کر دیتی ہے۔ بہت سے مریض ادویات کے لئے بہت حساس ہوتے ہیں۔
اور آیوڈین کا اس طرح استعمال غیر شعوری طور آیوڈین کی پروونگ کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے اس طرح ایک شخص
جست کے لئے بہت حساس تھا اور جست کے استعمال سے اس کے جسم میں جسمانی ساخت سے متعلق تبدیلیاں
آتی تھیں اسلئے وہ چیچک والے پسٹر لوں کا کم پوڈر کا استعمال نہیں کر سکتا تھا۔

لہٰذا بچے کی پیدائش کے عمل کیلئے میں سختی سے غیر طبیعی [illegible] کی کیونکہ اس خاص
[illegible]
اینٹی سپٹک ادویات کے استعمال کے [illegible]

Scanned by CamScanner

لیکن حقیقت میں ان علامات کا کیس کے ساتھ گہرا تعلق ہوتا ہے کیونکہ یہ علامات بھی اُسی مریض میں نمودار ہوتی ہیں اور اُسی دوران پیدا ہوتی ہیں یا پھر اُن اوقات میں ظاہر ہوتی ہیں جب نمایاں علامات پیدا ہوتی ہیں۔ اگر یہ علامات علم تشخیص الامراض یعنی ہومیوپیتھی کے نقطۂ نگاہ سے غیر اہم ہوں گی تو اس کی اہمیت اپنی انفرادیت کے لحاظ سے اور بھی زیادہ ہوگی۔ وہ علامات جو مریض بیان کرے کم اہمیت کی حامل ہوتی ہیں اور دوا کے انتخاب میں اتنی معاون نہیں ہوتیں لیکن دوسری قسم کی علامات جنہیں (غیر اہم) (SUBSIDIARY OR CONCOMITANT) کہا جاتا ہے " SIMILLIMUM " کے انتخاب کو آسانی کر دیتی ہیں۔

علامات کا وہ گروپ جو مریض اپنی تکلیف کی اصل وجہ کے طور پر بیان کرتا ہے۔ ان پر دوا کے انتخاب کے لئے انحصار نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ علامات کا دوسرا گروپ (CONCOMITANT) متلازمات اور دوسری اہم علامات کے ساتھ مل کر دوا کے انتخاب کو یقینی بنا دیتا ہے اور اس سلسلے میں استعمال ہونے والی ممکنہ ادویات کی تعداد کو اس قدر کم کر دیتا ہے کہ ہم ان ادویات اور علامات کے تجزیے سے اس گروپ سے بہتر کسی خلل کے (SIMILLIMUM) کا انتخاب کر سکتے ہیں۔

مثال کے طور پر اگر ایک مریض اپنی ممتاز یا اہم علامت کا اظہار اس طرح کرتی ہے کہ اس کی بیخوابی (INSOMNIA) میں درد ہے تو اس واحد علامت کی بنا پر ہم اس کے لئے دوا کا انتخاب نہیں کر سکتے کیونکہ ہومیوپیتھک میٹریا میڈیکا میں بیخوابی سے نامزد ادویات اس تکلیف کیلئے ایسی علامت رکھتی ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی مریض سر کے بوجھل ہونے کی شکایت کرتا ہے تو اس واحد علامت پر ہم اس کے لئے دوا تجویز نہیں کر سکتے کیونکہ سر کے بوجھل پن کی علامت ۱۵۰ سے زائد ادویات میں موجود ہے۔ اس طرح کی اور بہت سی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں جن میں ایک واحد علامت ہے ہمیں ادویات کی دلدل میں پھنسا دے گی اور ان ادویات میں سے کوئی دوا بھی اس تکلیف کو کوئی بخش دے گی مگر صرف ایک دوا ایسی ہوگی جو شفاء سے ہمکنار کرے گی۔

اکثر اوقات چیف کمپلینٹ (CHIEF COMPLAINT) یا ممتاز علامت یا ہو سکتا ہے دوسری معاون علامات سے بالکل متضاد نظر آتی ہے یعنی بیان علامت سے بالکل مختلف ہوتی ہے۔

جو معالج کے استعمار پر مریض بتاتا ہے مثلاً بعض ایک ہی دن میں دو متضاد عرضیات بتاتا ہے جیسے انتہائی حلق خشک، لیکن اسی دن ابتدائی ترشہ ابھی منہ میں پانی آنا کی حالت میں بتاتا ہے۔ وہ ابھال میں مبتلا ہے مگر اس کا احتیاط سے لیا گیا مشاہدہ بتاتا ہے کہ بھی بتاتا ہے کہ ابھال اور قبض باری باری ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ موسموں کی تبدیلی کے ساتھ علامات کا مکمل طور پر تبدیل ہو جانا مثلاً اگر ایک موسم میں جوڑوں میں درد ہوتا ہے تو دوسرے موسم میں اعضاء میں گڑبڑ ہو جاتی ہے۔ ایک وقت تو یرقان کا حملہ ہوتا ہے اور دوسرے وقت آنکھ کی سوجن ہو جاتی ہے (IRITIS) یعنی آنکھ کے رنگین پردے کی سوجن۔ معالج اس طرح کی بہت سی علامات دیکھ سکتا ہے جن میں صرف ایک ہی علامت، ممتاز علامت (یا فوری طور پر تکلیف) ہوگی صرف ایک خالی الذہن معالج ہی مریض کو کہہ سکتا ہے کہ صرف یہی ممتاز علامت ہی قابل غور ہے اور باقی کی علامات کے بارے میں اس طبیب کی رائے منطقی تو ہو سکتی ہے مگر ہومیوپیتھی کا ذہین معالج یہ محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ بارے میٹریا میڈیکا میں بہت سی لفظیات ایسی بھی ہیں جو متضاد علامات کا اظہار کرتی ہیں لہٰذا وہ کسی بھی علامت کو نظر انداز نہیں کر سکتا جیسا کہ بیان مریض دیتا ہے۔

دوا تجویز کرنے کے لئے نوٹس (KEYNOTES) اور رہبر تری کے بارے میں بہت کچھ کہا جاتا ہے اور آجکل بہت سے معالج کیسز کے حل تلاش کرنے کے لئے مخصوص اور غیر معمول علامات کی مدد سے رہبر تری کو کھوں کر حل تلاش کرتے ہیں اگرچہ یہ صرف اسی وقت اور اسی حد تک درست ہے اگر ہم اس کی مدد سے ۱ SIMILLIMUM) تجویز کرنے میں کامیاب ہو جائیں، لیکن اکثر و بیشتر ایسا نہیں ہوتا اور یہ اپنی اہمیت کھو دیتی ہے اگر ہم اس طرح دوا کا انتخاب کریں کہ ہمارے سامنے چند ایک ادویات ہوں جن کی چند علامات پروونگ کے دوران مذکورہ مرض سے مشابہ ہوں تو ان میں سے کسی ایک دوا کا انتخاب کرنے میں "SIMILLIMUM" ہرگز نہیں ہوگا۔

لہٰذا ہمیں کسی بھی صورت علامت کی مجموعی تصویر کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے اور مریض کی ان شکایات کو بھی جن کی وہ اکثر و بیشتر شکایت کرتا ہے نظر انداز کرنا چاہیئے، کیونکہ ان دونوں عناصر کی موجودگی ہی ہمارے

Scanned by CamScanner

لے صحیح راستے کی نشاندہی کر سکیں۔

آیئے کچھ کیسز کا مطالعہ کریں!

ایک نوجوان عورت اعصابی تناؤ کا شکار ہے۔ وہ بتاتی ہے کہ اس کی کمر کے عضلات میں کھنچاؤ ہے اور وہ لنگڑا کر چلتی ہے، وہ بتاتی ہے کہ کھنچاؤ دونوں شانوں کے درمیان اور گردن میں زیادہ محسوس ہوتا ہے۔ عضلات کے اس کھنچاؤ کا اثر وہ اپنے رخساروں کے عضلات میں بھی محسوس کرتی ہے۔ وہ تکلیف کے بغیر سر کو ادھر ادھر جنبش نہیں دے سکتی۔ نہ وہ اپنے جسم کو جھکا سکتی ہے اور نہ وہ اپنے بازو اوپر اٹھا سکتی ہے خاص طور پر بایاں بازو کیونکہ ایسا کرنے سے اس کی تکلیف میں شدت آجاتی ہے۔

اس عورت کے اس بیان سے آپ کے ذہن میں کتنی ادویات کا خیال آتا ہے جو اس قسم کی حالت سے متعلق ہیں؟ لیکن آپ اس سے نہایت احتیاط سے سوال پوچھنے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں تاکہ آپ علامات کے اس گروپ کی زیادہ سے زیادہ علامات اکٹھی کر سکیں کیونکہ آپ دوا کے انتخاب کو چیف کمپلینٹ پر ہی موقوف نہیں کر سکتے اگر آپ اپنے مریض کو شفایاب کرنا چاہتے ہیں ——— اب مزید استفسار کے بعد وہ بتاتی ہے کہ اسکو لیکوریا بھی ہے۔ یہ علامت بھی اسی ادویات کے دائرہ کار میں آتی ہے جن کا تصور آپ کے ذہن میں فوراً آتا ہے لیکن یہ علامت بذات خود، تنہا کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔ مزید کریدنے پر مریضہ بتاتی ہے کہ اسے لیکوریا صرف اس وقت ہوتا ہے جب وہ بیٹھی ہوتی ہے اور جونہی وہ کھڑی ہوتی ہے لیکوریا رک جاتا ہے۔ چلتے وقت لیکوریا نہیں ہوتا۔ تو پھر حقیقتاً یہ معاون اور منفرد علامت ہمارے سامنے آتی ہے "لیکوریا صرف بیٹھنے کے دوران"۔

جہاں تک میں جانتا ہوں، وہ صرف ایک دوا ہے جس کی پروونگ کے دوران یہ علامت ملتی

آئی اور وہ دوا ہے بیگو بائیرم (HEPATO-M) ہم پڑھتے ہیں کہ ہومیو پیتھ (HEPATO) استعمال کرنے والا ڈاکٹر آجائے۔ لیکن آپ خاص دوا کی علامات کو دیکھیں اور اُن کا مستند علامات سے تعلق معلوم کریں تو پتہ چلتا ہے کہ اس دوا کی خصوصیات میں ہمیں دونوں ستاروں کے درمیان اور گنڈی میں وصدق کمپلیکس کی علامت ملتی ہے۔ اسی طرح دوسری علامات بھی ملتی ہیں اور وہ علامات جس کا ذکر میں کرتا ہے جو ہمیں وہ منفرد اور نہایت اہم علامت ملتی ہے جو کہ بیگو بائیرم کی مخصوص علامت ہے یعنی "بیگو ربا مرض بیٹھے کے دوران" اور اس سے ہم بغیر کسی شک و شبہ کے یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس مرض کی دوا "بیگو بائیرم" ہے۔

اس کیس میں سب سے نمایاں علامت عضلات میں کھچاوٹ اور جکڑاہٹ تھا لیکن منفرد اور معاون علامت بظاہر نمایاں علامت کے منحصر تھی یعنی بیگو ربا کی کھڑے ہونے اور چلنے سے زیادتی، بیٹھنے سے۔ یہ وہ معاون CONCOMITANT علامت تھی جس نے دوسری عام علامات کے ساتھ مل کر دوا کو منتخب کرنے کو یقینی بنایا۔

اسی طرح پرانے درد کا ایک کیس مثال کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔ مریض مخصوص علامات کے بارے میں بتاتا ہے کہ کس طرح اسے ظہر ابتدا ہوتی ہے دم گھٹنے کا احساس ہوتا ہے اور اسی طرح کی دوسری علامات بتاتا ہے جس سے درد کا مرض ظاہر ہوتا ہے ہم ان علامات کی بنا پر دوا کا انتخاب کر سکتے ہیں۔ ان علامات کو پہلے بہت سی اولیت دی جا سکتی ہیں۔ اس بات کا جواب دیا جا سکتا ہے کہ اس مرض کی بیان کردہ نمایاں علامت کو کیس کے حل کرنے میں کس حد تک اہمیت دی جا سکتی ہے اس کی کچھ نہ کچھ بات کر دیا جاتا ہے۔ جلغم نکالنے سے اسے کچھ آرام محسوس ہوتا ہے۔ اس کے ہاتھ اور پاؤں ہلکے کی وجہ ٹھنڈے رہتے ہیں۔ ان باتوں سے متوقع اولیت کی لسٹ میں کمی بیشی ہو سکتی ہے لیکن ابھی بھی وہ علامات سامنے ہیں آئی جن سے ان متوقع باتوں میں سے کا انتخاب کیا جائے۔ مریض بتاتا ہے کہ جب کبھی سانس میں آنے تو اسے سر کا درد بڑھ جاتا ہے اور حرکت کے بعد وقت اضافہ کرتا ہے جو اس میں کمی کا کہنے کے ہوتا ہے۔ مریض بتاتا ہے

Scanned by CamScanner

کرتا ہے۔ عام طور پر دوا کے [illegible] کہتا ہے مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے [illegible] ہوئے سیسے کی نمک جیسا ہوتا ہے، مجھے ہر دم کھٹے کا احساس ہوتا ہے اور [illegible]

ان علامات کے ساتھ صرف دو ادویات کا بیان آتا ہے سیپیا اور میسی نیلا MANGINEASA میسی نیلا کی پروونگ کے دوران پروورے بالکل ایسی ہی علامات کا اظہار کیا تھا جبکہ سیپیا کی علامات ان علامات سے قریبی تعلق رکھتی ہیں۔ دونوں ادویات کا علامات کے لحاظ تقابلی میں یہ فیصلہ کرنے پر مجبور کرتا ہے کہ اصل دوا میسینیلا ہی ہے۔

بوننگسن (BOENNINGHAUSEN) نے ایک مرتبہ ایسا مضمون لکھنے پر انعام مقرر کیا جس میں بخار کے دوران پیدا ہونے والی علامات کی اُن کی زیادہ یا کم اہمیت کے لحاظ سے اس طرح ترتیب کی گئی ہو کہ اس مضمون کو علاج کے لئے منتخب کی جانے والی دوا کے لئے نمونے کے طور پر استعمال کیا جا سکے۔ لیکن دنیاہ ہومیوپیتھی کی تیس سال تک خاموشی دیکھنے کے بعد بوننگسن نے بذات خود اس سوال کا نہایت معقول جواب ڈھونڈ لیا۔ اس کے جواب کی بنیاد ہانیمن کے فرمودہ نمبر ۱۵۳ سے متعلق آرگینن آف میڈیسن کے پانچویں ایڈیشن سے ہے۔ اور جیسا کہ بوننگسن نے اس پیراگراف کا حوالہ دیا ہے تو اس پیراگراف سے یہ معلوم ہوتا ہے اس میں بوننگسن کے جواب کا اصل جوہر پایا جاتا ہے اور یقیناً یہ جواب پہلی تجویز کہلانے کا حق دار ہے۔

پیراگراف نمبر ۱۵۳ میں مرقوم ہے کہ مخصوص ہومیوپیتھک دوا کے لئے جو قدرتی امراض کے لئے منتخب کیا جاتے تو مرض کے مجموعہ علامات کا معلوم الاثر ادویہ کی فہرست سے مقابلہ کرنے کے لئے مریض میں موجود زیادہ نمایاں منفرد۔ غیر معمولی اور خصوصی علامات کو محفوظ رکھنا ضروری ہے تاکہ ان میں سے ایسی دوا منتخب ہو سکے جو کہ زیر علاج مرض کے مکمل مشابہ علامات رکھتی ہو۔ خصوصی علامات اور منتخب کی گئی دوا کی خصوصیات میں مماثلت ہونا ضروری ہے تاکہ تجویز کردہ دوا صحت کو بحال کرنے کیلئے مناسب بھی ہو اور بنیادی عام اور غیر معمولی علامات شفا ہونے کا نہ ہونا ضرور کر دیں۔ نیز یہ

بے چینی اور بے آرامی وغیرہ جیسی علامات اگر مبہم اور عام صورت میں پائی جائیں تو ان کو
اہمیت نہیں ہوتی کیونکہ جب تک یہ علامات زیادہ واضح اور نمایاں طور پر بیان نہ کی جائیں تو اس قسم کی عام
علامات تو تقریباً ہر مرض میں موجود ہوتی ہیں اور اسی طرح ہر دوا کی علامات میں شامل ہوں گی۔ اس کے
کے حوالے کے بعد ہنیمن اپنی بات جاری رکھتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"یہ بات معالج پر منحصر ہے کہ وہ اس معاملے پر غور کرے کہ کون سی علامات مؤثر، خاص، غیر معمولی اور
مخصوص ہیں اور اسباب کی تعریف کے بارے میں مزید تفصیل بیان کرنا مشکل ہوگا کیونکہ یہ بات ایسی مشکل
نہیں کہ سمجھ نہ آسکے اور یہ بات اتنی جامع اور مکمل ہے کہ تمام کیسز کے لئے استعمال ہو سکتی ہے۔

یہ بات صاف ظاہر کرتی ہے کہ ہانیمن نے کبھی بھی دوا تجویز کرنے کیلئے اپنی توجہ KEY NOTES
کی نوٹس کی طرف نہیں کی، انہوں نے اس بات کی تلقین کی ہے کہ بہت عام قسم کی علامات MOST
GENERAL SYMPTOMS کو بہت زیادہ اہمیت دینے کی ضرورت نہیں۔ ہانیمن نے کسی بھی کیس میں
دوا تجویز کرتے وقت علامات کو کبھی بھی نظر انداز نہیں کیا۔ اُن کے اندر یہ خاصیت موجود تھی کہ وہ ہر علامت
کو اس کی مناسب قدر و قیمت سے پہچانتے تھے اور اس طرح علامات کے مجموعے کی تصویر کو ہرگز نہیں بگاڑتے
تھے یہ بات بعید از قیاس ہے کہ ہانیمن نے بھی کی نوٹس (KEY NOTES) سے استفادہ کیا ہو جو ہومیو
پیتھی کے علم میں یہ بات بھی نہیں کہ ہانیمن جو کہ ایک مکمل ذہن کے مالک تھے جیف علامات کو نظر انداز کر کے علامتی
تصویر مکمل کرتے تھے۔

ان دو نقاط کے درمیان موجود سنہری ذریعہ ہی ہمارا راستہ ہونا چاہیئے یعنی ایک طرف نہایت عام قسم
کی علامات THE GENERAL اور دوسری طرف نہایت انفرادی قسم کی علامات - THE INDIVI-
DUAL - ہمیں اصلی مجموعہ علامات THE TOTALITY کی طرف لے جائیں گی اگر ہم ایسی دوا تجویز
کریں جس میں انتہائی مؤثر، خاص غیر معمولی اور مخصوص علامات ہوں اور اس کے علاوہ اگر ہمیں ممتاز نمایاں
علامات CHIEF SYMPTOMS بھی شامل ہوں تو پھر ہمارے پاس [illegible] تجویز کرنے
کی نہایت مضبوط بنیاد موجود ہوگی۔ ——————

باب ۱۳ (۱۵)

دوا کی خوراک

THE DOSE.

ایک وقت میں دوا کی کتنی مقدار استعمال کرنی چاہیے؟ یا پھر اس سوال کے جواب میں کہ دوا کی خوراک کتنی ہونی چاہیے؟ ان باتوں کے جاننے ہومیوپیتھی کی تاریخ کے مارے میں علم ضروری ہے کیونکہ مقدار خوراک دوا کے مسئلے کے مارے میں یہی تاریخ روشنی ڈالتی ہے۔

ہانیمن سے پہلے، درحقیقت اس کے کام کے ابتدائی دنوں میں خوراک دوا کی اہمیت کی حامل سمجھی جاتی تھی اور عام دوائیں بہت بڑی بڑی خوراکیں مریض کو شفایاب کرنے کے لئے استعمال کی جاتی تھیں۔ تمام معالج علاج کے لئے بڑی بڑی خوراکیں استعمال کرتے تھے اور چونکہ ہانیمن بھی اس وقت کے بہترین تربیت یافتہ تھے لہذا اپنے پیشے کے ابتدائی دنوں میں انہوں نے بھی اپنے پیشرو معالجین کی تقلید کی حتیٰ کہ ہانیمن نے قانون شفاء کی روشنی پالینے کے بعد بھی بڑی بڑی خوراکیں دینے کا سلسلہ جاری رکھا اور یہ بات یاد رہے کہ انہوں نے کروڈ خام، اور قوت کی بڑی بڑی خوراکوں سے علاج کیا، مگر پھر انہوں نے نہایت ہی قوی مشاہدے اور تجربات کے بعد یہ معلوم کر لیا کہ اس طرح دوا اور قوت کے اثرات پیدا کرنے کا موجب بن رہے ہیں۔ جہاں تک مکمل شفاء کے جب ہانیمن کو اس بات کا یقین ہو گیا تو انہوں نے خوراک کی مقدار کو کم سے کم کرنا شروع کیا اور نتائج پر غور کیا تو انہیں معلوم ہوا کہ دوا کی مقدار جتنی کم استعمال کی جائے اتنے ہی زیادہ شاندار نتائج پیدا کرتی ہے۔ قلیل المقدار خوراک دوا کے بارے میں ہانیمن نے تجربات اس وقت شروع کئے جب انہوں نے مرض کے ڈائنمک پہلو کو دریافت کر لیا، کیونکہ اس دریافت کے بعد ان کے منطقی ذہن نے دوا کی بڑی بڑی خوراکیں استعمال کرنے کے نتائج کو (ڈائنمک ایکشن) کی نظر سے

Scanned by CamScanner

مطالق بکھا ہوگا اسو [illegible] ڈالنے سے صحت یابی حاصل ہو [illegible] سے استعمال
ہونے والی دوا [illegible] ہوجاتے ہیں [illegible] قوت کے حامل ہونے کی وجہ سے

اس [illegible] جیسے جیسے [illegible] صحت سے [illegible]
ادویات سے [illegible] ہوتے ہیں [illegible] اور [illegible] سے
[illegible] سے [illegible] توڑنے کے لئے [illegible] آہستہ آہستہ قلیل المقدار دوائیں [illegible] ہوتے ہوئے ان دواؤں
[illegible] اس سے [illegible] تعین [illegible] احتیاط کی

مذکورہ قلیل المقدار جراثیم استعمال [illegible] عام کرانے [illegible] مسلسل [illegible] تجربے [illegible] اس سے
[illegible] کے لئے [illegible] صرف اپنے کراہیت کے دیرینہ بیماروں سے [illegible] صحت یابی [illegible] کے قائل تھے
کیونکہ اس بات میں [illegible] مادی، [illegible] اور [illegible] کی حالت کے اظہار کو [illegible] تصور کیا جاتا تھا اور اسے
فوری مرض کی [illegible] علامات سے مرض کا [illegible] لگانے سے قاصر تھے۔

نوٹ: قلیل المقدار دوا کی جراثیم کی توانائی [illegible] آہستہ آہستہ تسلیم کیا جائے گا حتیٰ کہ ایٹومیتی علاج سے حاصل شدہ
سائنسی تجربہ گاہوں میں اس سلسلے میں تحقیقات ہو رہے ہیں۔ آہستہ آہستہ دوا کی جراثیم دوا کو بھی استعمال
کرائے گے جو کبھی قلیل المقدار دوا کے پُراثر ہونے سے انکار کرتے تھے۔ بہت سی مشہور ہومیوپیتھی اس
اصول پر چلتے ہوئے عام معالجین نے استعمال کی دوائیں تیار کرنا شروع کر دیا ہے اور ہومیوپیتھی ادویات
کی تیاری اور لیبارٹری کے صدوں کا علاج ہی جراثیم کی مثال ہے اور ایلوپیتھ نے ڈاکٹروں کو
طاقت کے بارے میں جو انکشافات کئے ہیں وہ بھی اسی سے متعلق ہیں اس سلسلے میں حاصل شدہ
ڈوز پر کئے گئے تجربات کے [illegible] کہ اگر ڈاکٹر ڈوز کی یکساں مقدار کی دو کرشن پر سے اگر ایک
کو تین ٹریلین حصوں میں اور دوسری کرشن کو بچاس ہزار حصوں میں تقسیم کیا جائے جراثیم میں سے ایک
ایک حصہ کو استعمال کرایا جائے تو تین ٹریلین حصوں میں تقسیم کئے گئے کرشن کا ایک حصہ تک کے عمل
کے لئے تھا۔ جس خصوصیات کا حامل ہوگا جبکہ بچاس ہزار حصوں میں تقسیم کئے گئے کرشن پر
ایک حصہ انتہائی خطرناک [illegible] کا حامل ہوگا اور [illegible] پیدا ہونے کا سبب بنے گا

اس تجربے سے ہانیمن کی قلیل المقدار دوا کی شفا بخش قوتوں اور دوا کی زیادہ مقدار کی مضر خصوصیات کا ثبوت ملتا ہے۔

مندرجہ بالا مثال سے آرنڈ شلز کے عمل اور ردِ عمل کے قانون کا بھی اظہار ہوتا ہے اور اس طرح ہمیں ہانیمن کے نتائج کی جامعیت اور یکسانی کا ثبوت ملتا ہے۔ اس سلسلے میں ہانیمن کی آرگنن آف میڈیسن کے پانچویں ایڈیشن کا حوالہ دوا کی خوراک کے بارے میں دیا جا سکتا ہے۔ ہانیمن کی اس کتاب کا ہر ایڈیشن دوا کی قلیل مقدار کو مزید قلیل بنانے کی طرف ایک قدم تھا۔

آرگنن کے پیراگراف ۱۱۲ میں تحریر ہے کہ پرانے نسخوں کے مطابق مضر اثرات کی بڑی بڑی خوراکیں استعمال کرائی جائیں تو افسوسناک عمل کی امید نہیں ہوتی مگر اس کے خاتمے پر دیکھنے میں آتا ہے کہ ان ادویات سے ایسی کیفیت اور اثرات پیدا ہوتے ہیں جو ابتدائی حالت میں نمودار ہونے والے اثرات سے بالکل متضاد ہوتے ہیں۔ یہ علامات ابتدائی عمل کی علامات سے بالکل مختلف ہوتے ہیں اور ان کے اثرات قوتِ حیات پر مناسب عمل کے اثبات سے بالکل مختلف ہوتے ہیں۔ لیکن اگر دوا کی مناسب مقدار کی خوراکیں استعمال کی جائیں یعنی کسی تندرست انسان پر آزمائش کے لئے ان کا استعمال کیا جائے تو ہمیشہ قطعاً ایسی علامات کا نام و نشان تک نہیں ملتا اور ہومیوپیتھک طریقۂ علاج کے دوران زندہ انسانی جسم ان چھوٹی چھوٹی خوراکوں کے زیرِ اثر صرف اتنے ردِ عمل کا اظہار کرتا ہے جتنا کہ غیر صحت مند بنانے کے لئے درکار ہوتا ہے۔

آرگنن کے پیراگراف نمبر ۱۲۸ میں درج ہے کہ جدید ترین تجربات نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ تمام ادویات استعمال کی جائیں تو وہ اپنی پوشیدہ قوتوں کا اظہار ہرگز اس حد تک کرنے سے قاصر ہوتی ہیں جتنا کہ ادویات کو عملِ تقلیل سے باریک پیس کر یا جھٹکے دیکر اونچی طاقتوں کی شکل میں استعمال کرنے سے ہوگا۔ اس عمل کے نتیجے میں تمام ادویات کے مخفی پوشیدہ اور خوابیدہ تو انائیاں ناقابلِ یقین حد تک اپنی قوتوں کا اظہار کرتی ہیں۔

آرگنن کے پیراگراف نمبر ۱۵۶ کے مطابق۔ کوئی بھی ہومیوپیتھک دوا جس کا انتخاب تربیت یافتہ

سے کیا ہو سکتی ہے اسے اس حد تک کم مقدار خوراک کی شکل میں استعمال کرنا چاہیے تو وہ دوا کی الحس مریض کے اندر کم از کم ایک خصوصی قسم کا احساس یا بیمار ایک ہی قسم کی علامت پیدا کر دے گی۔

آرگینن کے پیراگراف نمبر ۱۵۷ میں درج ہے کہ خواہ ایک ہومیو پیتھ منتخب شدہ دوا کی قلیل المقدار خوراک اور موزونیت کے لحاظ سے اس قابل ہوتی ہے کہ وہ اپنے مخصوص بیمار مرض کی علامات کو ختم کر دے۔ مگر ایسی دوائی بڑی بڑی خوراکیں مرض میں جو شدت پیدا کریں گی وہ کئی گھنٹوں تک باقی رہیں گی مگر حقیقتاً یہ تو دوا کے ایسے اثرات ہوتے ہیں جو اپنی شدت میں اپنی بیماری کے اثرات سے کچھ زیادہ مگر نوعیت کے لحاظ سے اثرات مرض کے مشابہ ہوتے ہیں۔

آرگینن کے پیراگراف نمبر ۱۵۹ میں مرقوم ہے:۔

ہومیو پیتھک دوا کی خوراک جتنی چھوٹی ہوگی، مرض میں شدت کا اظہار اسی قدر کم اور قلیل المعیاد ہوگا۔

پیراگراف نمبر ۱۶۰ میں درج ہے کہ چونکہ ہومیو پیتھک دوا کی خوراک کو اس حد تک قلیل المقدار نہیں کیا جاتا کہ وہ کسی نئے قدرتی مرض پر غالب نہ آ سکے اور اسے شفا بخشنے کے قابل نہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہومیو پیتھک ادویہ کی ایک نسبتاً کم قلیل المقدار خوراک استعمال کرائے جانے کے تقریباً ایک گھنٹہ بعد ہومیو پیتھک شدت مرض پیدا کرنے کے قابل ہوتی ہے اور اس شدت مرض کو محسوس کیا جا سکتا ہے۔

ہانیمن کرانک امراض کے بارے میں بیان کرتے ہوئے اس بات کو اسطرح اہمیت دیتے ہیں کہ۔

جب مرض میں شدت پیدا ہونے کے نتیجے میں پیدا ہونے والی علامات بعد میں بھی اسی شدت سے نمودار ہو جائیں یا اُن کی شدت میں پہلے سے بھی اضافہ ہو جائے تو یہ امر اس بات کی نشان دہی کرتا ہے کہ انٹی سورک دوا کی مقدار بہت زیادہ تھی خواہ یہ دوا درست منتخب کیوں نہ کی گئی ہو۔ اور اس حادثہ کا حادثہ ہوتا ہے کہ شفاء کا عمل نہیں ہو سکے گا۔ کیونکہ زیادہ مقدار میں دوا کھلانے سے جیسا مرض لاحق ہو جائیگا جو کچھ کی نوعیت کے لحاظ سے قدرتی مرض کے مشابہ لیکن اپنی شدت کے لحاظ سے کہیں زیادہ اور ڈھکر طبیعت کا باعث بن جاتا ہے اور پرانے مرض کو ختم ہونے کے ناقابل ہوتا ہے یہ صورت حال اس حقیقت کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے کہ جب دوا کو زیادہ مقدار میں استعمال کیا جائے تو پھر یہ کئی دوسری علامات پیدا کرے گی

پہلی علامات کو ختم کردیگی اور دوسری قسم کی نئی علامات پہلی علامات کو مغلوب کردیگی

ہانیمن لکھتے ہیں دوا کی اس بڑی خوراک کے نتائج ۱۹، ۱۸، ۲۰ دن میں ظاہر ہونا شروع ہونگے اور پھر ان اثرات کو روکنے اور ختم کرنے کے لیے یا تو اس دوا کا تریاق ۱۵، ۳۰، ۲۰۰ استعمال کرایا جائے اور اگر تریاق معلوم نہ ہو تو پھر کوئی مناسب ترین انٹی سورک دوا دی جائے جو موجودہ علامات کے مطابق ہو اور جب کثیر المقدار دوا کے طوفانی اثرات تریاق یا کسی دوسری مناسب انٹی سورک دوا سے دور کرا دیئے جائیں تو پھر اس پہلی دوا کو استعمال کرایا جاسکتا ہے جو صرف اپنی زیادہ مقدار کی وجہ سے نقصان کا باعث بنی تھی۔ لیکن اس دوا کا استعمال کراتے وقت اس کی مقدار کو انتہائی کم اور اس کو زیادہ سے زیادہ پوٹینسیائزڈ شکل میں ہونا چاہیئے تو پھر اس کے نتائج نہایت کامیاب ہونگے۔

ہانیمن مزید فرماتے ہیں کہ ادویات کو میری بتائی گئی مقدار سے بھی کم استعمال کرانے کے نتائج یہ ہوں گے کہ مریض کو کوئی نقصان نہیں ہوگا، دوا کی خوراک بشکل اتنی ہونی چاہیئے جو کم از کم دوا کے اثر اور عمل کے راستے میں رکاوٹ نہ بنے یہ قلیل المقدار دوا اس صورت میں بھی اتنی ہی فائدہ مند ثابت ہوگی جتنی کہ ایک دوا کو ہونا چاہیئے لیکن شرط یہ ہے کہ یہ دوا جو نہایت ٹھیک طریقہ سے علامات کے مطابق منتخب کی گئی ہو۔ اس کے علاوہ قلیل المقدار دوا استعمال کرانے کا فائدہ یہ بھی ہے کہ اگر خدانخواستہ دوا کا انتخاب صحیح نہ کیا گیا تو پھر اس کے استعمال سے پیدا ہونے والے اثرات کو اس کی قلیل مقدار کی بنا پر اوپر بیان کئے گئے طریقے سے آسانی سے دور کیا جاسکتا ہے اور علاج کو بلا تاخیر انٹی سورک مفید دوا کے استعمال سے جاری رکھا جاسکتا ہے

اگر دوا کا انتخاب کرنے والے عام لوگ اور خاص طور پر ہومیوپیتھک طریقہ کار پر چلنے والے لوگ میرے اس انتباہ پر عمل کریں گے تو وہ خود کو اور اپنے مریضوں کو غیر ضروری تکلیف اور شکایت سے بچالیں گے۔ ہانیمن نے اپنے دور میں جب لوگوں کو اپنا وقت اور کوششیں ضائع کرتے ہوئے دیکھا اور حقیقی تکلیفوں میں اضافہ بغیر وجہ کے دیکھا تو وہ پکار اٹھے:-

• کاش اگر یہ لوگ میرے الفاظ پر غور کرتے تو آج نظر سے دوچار نہ ہوتے اور اگر یہ لوگ میرے الفاظ

بعض لوگ توہم پرستی کے سبب دوا چار ہوتے ہیں اگر یہ لوگ میرے بتائے ہوئے طریقے پر ہومیو پیتھی دوا کی صرف ایک خوراک استعمال کرتے تو زیادہ سے زیادہ یہی ہوتا کہ دوا اثر نہ کرتی اور مریض کو کوئی فائدہ نہ ہوتا۔ لیکن یہ لوگ اپنے جسموں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا لیتے ہیں اسی طرح وہ ہومیو پیتھس جو اپنی عقل اور ذاتی مرضی کے مطابق ہومیو پیتھی دوا کی بڑی بڑی خوراکیں استعمال کرتے ہیں تو یہ لوگ بھی اسی راستے پر گامزن نظر آتے ہیں جو ان کے مریض کے لئے انتہائی خطرناک ہے اور میں نے ان لوگوں کو اس مشکل سے بچانے کے لئے ان کو صحیح راستہ دکھایا۔ مگر یہ لوگ اپنی شرارتوں سے باز نہ آئے اور اپنا وقت برباد کرتے رہے مگر آخر کار اگر یہ لوگ صحیح مقصود کو پانا چاہتے ہیں تو انہیں اسی راہ کو اپنانا ہوگا جو میں عرصہ پہلے انہیں دکھائی تھی۔ اور یہ سب کچھ میں نے انہیں کھلے اور صاف صاف الفاظ میں نہایت خلوص سے (۱۸۲۱) سے بتایا تھا۔ ڈرل بوشنگہاسن (BOENNINGHAUSEN) بھی اوپر بیان کئے گئے راستے پر گامزن رہے تھے اور اس چیز کا اعتراف انہوں نے خود اپنی ایک تحریر (The Value of the Law of Similars) "مماثلت کا قانون" میں کیا ہے کہ:۔

"میں بھی اس دور کے مقبول نظریئے کے مطابق دوا کی کثیر المقدار خوراکیں استعمال کرتا تھا، لیکن مجھے کوئی کامیابی حاصل نہ ہوئی۔"

ہومیو پیتھک دوا کی خوراکیں بھی ایک قانون کے تحت تیار کی جاتی ہیں جس طرح موضوعی تعبیر کی بنیاد قوانین عقل پر ہے۔ "عقل اور تجربہ برابر لیکن سمت میں مخالف ہوتے ہیں"۔ یہ بنیادی اصول ہے اور ہمیں دوا کے استعمال کے لئے بھی اسی اصول سے راہنمائی حاصل کرنا چاہیئے۔

دواؤں کے ابتدائی اور ثانوی اثرات مشاہدہ کرنے والے پر عیاں ہوتے ہیں، اس سلسلے میں متلی اور اپی کاک کی تے کی مثال دی جاسکتی ہے۔ قلیل مقدار خوراکوں کی صورت میں اپیکاک متلی اور تے کو شفا بخشتی ہے اور اس دوا کی اہم علامات متلی اور تے اور ان سے متعلقہ علامات ہیں۔ اگر ہم کو اپیکاک کی عام مقداریں استعمال کی جائے تو اس سے گہری نیند آتی ہے لیکن اگر ہم کو ہومیو پیتھک طریقہ کے مطابق استعمال کیا جائے تو اس سے بیہوشی کی حالتوں کے لئے نہایت مفید نتائج حاصل ہوتے ہیں۔

[illegible] ہے [illegible] بہت زیادہ [illegible] استعمال کرنا
جاتا ہے۔ [illegible]

دوا کا فزیالوجیکل عمل (Physiological action) [illegible]
سے دوا کا [illegible] عام طور پر [illegible] ہیں کیے جاتے کہ جو [illegible] اور [illegible] میں
میں استعمال نہیں کرنی چاہئیں۔ [illegible] سے [illegible] ہوتی ہے [illegible] ادویات دوسری [illegible]
استعمال کر سکتے ہیں لیکن ہم ادویات کو کسی بھی ان کے زیادتی عمل کے استعمال نہیں کرتے۔

فزیالوجیکل عمل [illegible] اثرات کا حامل ہوتا ہے [illegible] سے [illegible] ہوتا
ہے۔ دوا کا فزیالوجیکل عمل اس کے معالجاتی یا شفائی عمل سے متعلق نہیں ہوتا بلکہ یہ شفائی عمل
متعدد عمل ہوتا ہے۔ [illegible] سے [illegible] استعمال نہیں کیا جاتا۔ ادویات
کو فزیالوجیکل عمل میں استعمال کرنے کا مطلب دراصل ادویاتی علامات پیدا کرنے کی خاطر [illegible]
یعنی وہ علامات جو دوا کے ابتدائی عمل سے پیدا ہوتی ہیں اور اس بات کا اظہار ہے کہ معالجاتی ادویات
کے تمام اثرات سے [illegible] ہے۔ [illegible] سے [illegible] ۱۹۱۳ء میں [illegible] ادویات سے [illegible]
میں لکھتے ہیں:۔

"جب کہ [illegible] ادویات [illegible] اور احساس کو [illegible] کرتی ہیں۔ [illegible] ابتدائی [illegible]
میں [illegible] اور [illegible] کو [illegible] کرتی ہیں۔ [illegible] سے [illegible] جیسا کہ [illegible] ادویات کے [illegible]
اثرات کی وجہ سے ہوتا ہے۔ خواہ یہ [illegible] ادویات [illegible] میں استعمال [illegible] ہی ہوں۔

[illegible] میں ایک اصطلاح [illegible] ہے دراصل۔ اصطلاح [illegible] سے [illegible]
ہوتی ہے [illegible] سے [illegible] میں اور [illegible] اصطلاح [illegible] سے [illegible] ہے [illegible] سے [illegible]
[illegible] علامات [illegible] کا [illegible] ادویات [illegible] [illegible] میں [illegible] سے [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

ادویات سے علم کا شفاء دینے کے عمل میں استعمال کرتے وقت ہمیں ادویات کی خصوصیات کا علم ہونا چاہیئے اور یہ خصوصیات ہومیوپیتھک خصوصیات سے ظاہر نہیں ہوتیں۔

ہومیوپیتھی میں شفاء کا عمل ادویاتی اثر کے بغیر تکمیل پاتا ہے اور یہ عمل بغیر کسی تکلیف دے عمل کے ہوتا ہے یہ دائمی ہوتا ہے اور نشوونما کے ساتھ ترقی پاتا ہے اور اس کی خصوصیت ڈائنمک ادوائی ہوتی ہے چونکہ شفاء کا عمل ڈائنمک ہوتا ہے اسلئے ادویات بھی ڈائنمک صورتوں پر استعمال کرائی جانی چاہئیں تاکہ سلامتی سے ادویاتی اثرات پیدا ہو جائیں، لہذا یہ دوا کم از کم مقدار ہی ہوگی جو قوت حیات پر عمل کرے گی اور جو قوانین کے مطابق نہایت قلیل ہوگی۔

ہمیں یہ بات یاد رکھنا چاہیئے کہ دوا کی خوراک کو خواہ کتنا ہی قلیل کیوں نہ بنا دیں اسمیں دوا کی کچھ نہ کچھ مقدار ضرور باقی رہتی ہے کیونکہ مادہ کبھی فنا نہیں ہوتا۔ بلکہ صرف ہیئت میں تبدیل ہو سکتا ہے۔ توانائی میں تبدیل ہو سکتا ہے لیکن اس کی مقدار مطلق صفر تک کبھی نہیں پہنچ سکتی۔

ہومیوپیتھک دوا کا یہ اقتضا ہے کہ اس کے استعمال سے نئی علامات پیدا نہیں ہوتیں کیونکہ نئی علامات تو دوا کا اثر ہوگی۔ لیکن ہومیوپیتھک دوا کے استعمال سے یہ ہو سکتا ہے کہ پہلے سے موجود علامات میں معمولی شدت آجائے جو جلد ہی کم ہونا شروع ہو جاتی ہے اور حالت بہتر ہونے لگتی ہے اور صرف واحد دوا نہایت معمولی مقدار میں استعمال کرنے سے ہی اس قسم کے بہتر نتائج حاصل ہوتے ہیں جن سے تعجب میں ڈوبا کی ہو جاتی ہے توانائی لوٹ آتی ہے اور مریض کی صحت بحال ہو جاتی ہے۔

ہمیں یہ کبھی نہیں چاہیئے کہ انتخابی قلیل المقدار دوا کی خوراک علامات پیدا نہیں کر سکتی جیسا بہت سے مخالف علاجوں میں یہ دیکھنے میں آتا ہے درحقیقت بہتر یہ ہے کہ اپنی طاقت میں حساس مریضوں پر دوا آزمانے سے ہی ہوتی ہے۔

جب ہومیوپیتھک دوا استعمال کرائی جاتی ہے تو قدرتی مرض سے اس قدر مشابہ ہوتی ہے کہ اسے اپنے عمل کے لئے کسی کاوش کی ضرورت نہیں رہتی کہ اس کے دائرہ عمل پر جاری ہے جو حد تک دوا چکی ہوتی ہے وہ علامات پر جو پیدا کرنے والے عوامل جاری ہو چکے ہوتے ہیں [illegible]

اور یہ فیس اس مجلے بے لے کھلے ہوتے ہیں اور مائشل دوا کے لئے تجویز کی جاتی ہے
ہومیو پیتھک دوا جسم پر اسی طرح اثر انداز ہوتی ہے جس طرح بیماری پیدا کرنے والی وجہ (جراثیم وغیرہ)
اثر انداز ہوتی ہے۔ یہ خیال رکھتے ہوئے کہ دوا سے بیماری اور تکلیف میں اضافہ نہ ہو دوا کی مقدار
کم از کم استعمال کرنی چاہیئے۔ اسی وجہ سے ہومیو پیتھک دوا کی خوراک نہایت چھوٹی اور ہومیو پیتھک
بیماری اثرات پاک ہوتی ہے۔ لہٰذا ہومیو پیتھک دوا کی خوراک تبھی دینی چاہیئے کہ پہلے سے موجود
علامات میں شدت پیدا ہو اور نئی نئی علامات پیدا ہوں

جس طرح قانون شفاء موجود ہے اسی طرح قانون مقدار (دوا اور دوا کی خوراک) بھی ہے اور جب ہم
ہومیو پیتھک دوا استعمال کرتے ہیں تو اس کی مقدار ہومیو پیتھک قوانین کے مطابق ہونی چاہیئے ورنہ قوانین
قدرت پر منحصر ہے یہ قانون اٹل ہے اور ناقابل تبدیلی ہے اگر ہم اس قانون کی پیروی نہیں کرتے
تو اس قانون کا تو کچھ نہیں بگڑتا مگر ہمارے نتائج بُری طرح متاثر ہوتے ہیں۔ قدرت میں کسی تبدیلی پیدا
کرنے والے عوامل کی مقدار ہمیشہ کم سے کم ہوتی ہے اور یہ فیصلہ کن مقدار ہمیشہ قلیل ترین ہی ہوتی ہے۔

یہ بات سمجھنا مشکل نہیں کہ وہ قوت جو دوا اور بیماری کے درمیان شفائی رابطہ قائم کرتی ہے اور جو
دوا اس قانون کی باقاعدگی کو قائم رکھتی ہے وہ قوت اسی اندازے میں مقدار (دوا) اور اس کے استعمال کا تعین
بھی کرتی ہے۔ اس قوت کا انحصار الہامی یا خیالی ہرگز نہیں بلکہ اس قوت کا انحصار اس بات پر ہے کہ ہم
اس قانون کو کہاں تک سمجھتے ہیں۔

یہ تو سیدھی سی بات ہے کہ وہ قوت جو مرض اور دوا کے مابین تعلق کا تعلق قائم کرتی
ہے وہی اس دوا کی خوراک کی مقدار اور دوا کے طریقہ کار کا تعین بھی کرتی ہے۔ یہ بھی دوا
کی طاقت کے استعمال کے بارے میں کسی خام خیال یا اندازے کی اجازت نہیں دیتی۔ بلکہ ہمیں
اس قانون کو پوری طرح سمجھنے کی بات کرتی ہے۔ جو دوا کی مقدار کا تعین کرتا ہے)۔
آیئے ہم قانون کی روشنی میں اس مسئلہ کو پوری طرح سمجھنے کی کوشش کریں۔ دراصل
اس مسئلہ کی بھی دو قسمیں ہیں ایک قسم کا تعلق مریض سے ہے اور دوسری قسم کا دوا سے۔

Scanned by CamScanner

پہلی قسم کے مسئلہ میں ہمیں جسم کے اعضاء یا جسمانی افعال کے ایک دوسرے کے ساتھ فطری تعلق میں گڑبڑ کا سامنا ہوتا ہے۔ اس گڑبڑ کا سبب کوئی منفی تحریک ہو سکتی ہے اور اسی تحریک کے نتیجہ میں ان اعضاء کی حساسیت یا تو بہت بڑھ سکتی ہے یا بالکل ختم ہو سکتی۔ مثلاً کسی محرک کے نتیجہ میں اگر ایک طرف یہ حساسیت ناقابل برداشت حد تک بڑھ سکتی ہے تو دوسری طرف اسی قدر کم ہو سکتی ہے کہ کسی تحریک کو سرے سے محسوس ہی نہ کیا جا سکے یعنی اس طرح ایک نئی قسم کے احساسات جنم لیں گے جو بیرونی قوتوں کی پیداوار ہوں گے اور جو قدرتی آدمی کے اندر موجود نہیں ہوں گے۔ ان تبدیلیوں کا مجموعہ سے حقائق کی ایک ایسی قسم کی تشکیل ہوتی ہے جو عام آدمی کی حالت کو سمجھنے کے لئے بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔

ہمیں اپنے موجودہ مقصد کے لئے صرف انہیں تبدیلیوں پر غور کرنا ہے جو دوا کے زیر اثر پیدا ہوتی ہیں۔ بعض اوقات کوئی مریض کسی ایک دوا کے لئے تو انتہائی حساس ہوتا ہے جبکہ وہی مریض دوسری دواؤں کی نسبتاً زیادہ مقدار کے غیر حساس ہوتا ہے اور ایسا ہم اکثر و بیشتر دیکھتے رہتے ہیں اور اس کا جواب ہمیں دوا کی خوراک کے اصول (قانون) سے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ حساسیت میں تبدیلی مسئلے کی پہلی قسم کے بنیادی عنصر کی حیثیت رکھتی ہے جبکہ دوسری کا تعلق دوا سے ہے اور وہ قوت جو زندہ قوتوں کے اندر ایسا انتشار برپا کرتی ہے کہ وہ محسوس تسلسل کو قائم نہیں رکھ سکتیں جو انسانی صحت کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ یہی وہ قوت ہے، جیسا کہ دوا کی خصوصیات سے ہے۔ دوا کی خصوصیات میں عمل پیرا اس قوت کا عمل حساسیت کی کئی خاص صورتوں میں اس طرح ہوتا ہے کہ دوا کی خوراک کا تعین نہ کرنے کی صورت میں نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے۔ دوا کی خوراک کے تعین کے لئے ہمیں اسی قانون کی پیروی کرنا پڑتی ہے جو تمام صورتوں میں دوا کی خوراک متعین کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

دوا تجویز کرنے کے سلسلہ کا پہلا سوال تو یہ ہے کہ دوا کیا ہے اور دوا کے انتخاب کے بعد جو دوسرا سوال پیدا ہوتا ہے وہ اعضاء کی مخصوص حساسیت کے بارے میں ہے کہ اس دوا کی کتنی مقدار اس خاص کیس میں قوت حیات کے کھوئے ہوئے توازن کو برقرار کرنے میں کامیاب ہوگی۔

ہومیوپیتھی میں تمہارے سارے مسئلے کا حل پوشیدہ ہے یعنی دوا استعمال کرتے ہوئے کس طرح جان سکیں گے کہ کوئی مریض کسی دوا کے لئے کس قدر حساس ہے۔

کوئی شخص کسی دوا کے لئے کتنا حساس ہے؟ یہ ہم اس طریقے سے معلوم کرتے ہیں جس طریقے سے ہم نے دوا کا انتخاب کیا تھا۔ یعنی مریض کے بیان سے علامات پوچھ کر اور پھر جو دوا ہم منتخب کر چکے ہیں اس کی علامات کا مریض کی علامات سے موازنہ کرکے اور یہ بھی دیکھ کر ان دونوں میں مماثلت کس حد تک ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ مذکورہ علامات صرف اسی دوا کا خاصہ ہوں گی اس مرض کے ماہر ایک گروپ یا دواؤں کے کسی خاص گروپ کی علامات ہوں۔ یعنی اگر ہم دیکھ لیں کہ اس دوا کی مخصوص علامات ہماری کی علامات سے کس حد تک مشابہ ہیں تو مشابہت کی یہی نسبت ہمیں اس دوا کی مقدار کے تعین میں مدد دے گی۔ یہ مشابہت جتنی زیادہ ہوگی، دوا کی مقدار اتنی ہی کم یعنی پوٹینسی اتنی ہی اونچی استعمال کرنا ہوگی۔

گویا دوا اور مرض کے تعلق کا انحصار حساسیت پر ہے اور اس حساسیت کے بغیر دوا میں موجود فرد بھی اثر کے کوئی خصوصیت نہیں ہوتی اور صرف فرد یا جیکل اثر شفایابی کا حامل نہیں ہو سکتا۔ اگر مریض کے اندر حساسیت نہیں ہوگی تو اسکا مطلب یہ ہوگا کہ دوا اور مریض کے درمیان کوئی تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ دوا اور مرض کی خصوصیات میں مشابہت کی نسبت ہی حساسیت کی شدت کا تعین کرتی ہے، دوسرے لفظوں میں حساسیت کی شدت اور دوا کی مقدار میں راست نسبت ہوتی ہے۔

مرض کی حالت میں حساسیت میں فزائش اضافہ ہو جاتا ہے اور چونکہ اس صورت میں مرض کے دروازے کھلے ہوتے ہیں اسلئے وہ چیز جو صحت کی حالت میں محسوس بھی نہیں ہوتی وہ حالت مرض میں نمایاں اثر دکھائے گی۔ اس مثبت سی علامات جو دوا کی علامات سے مماثلت رکھتی ہیں نمایاں طور پر سامنے آئیں گی اور مریض میں اس گہری مماثلت سے دوا کی حساسیت قلیل مقدار شفایابی کا عمل پیدا کرے گی۔

اس مماثلی قانون کا عملی اثبات کرتا ہے کہ کس طرح ہر فرد جنسز ایک بڑے عرصہ تک مرض کو اپنی پوٹینسی کی دوا تسلیم کرتی ہے جسکا کھلی پوٹینسی میں وہی دوا بڑھا ہوا اثر پیدا نہیں کر سکتی۔ علاوہ ازیں اس قانون کا علم ہمارے لئے ہومیوپیتھک تجربہ پیدا کرنے کا گر ہے جو ہومیوپیتھی کو

کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے

سوالات

- ہانیمن نے دوا کی چھوٹی خوراکیں آزمانے کا تجربہ کیوں کیا تھا ؟
- ہمارا اس بات پر یقین کیوں ہے کہ دوا کا اثر ڈائنیمک ہونا چاہیئے ؟
- عام ادویات کیوں اتنی پوشیدہ قوتوں کا اظہار نہیں کر سکتیں جتنی کہ وہ اپنے درجے کی پوٹنسیوں کی صورت میں کرتی ہیں ؟
- وہ سادہ طریقہ کیا ہے جس کے نتیجے میں تقلیل شدہ مادوں سے مخفی توانائی کا اخراج ہوتا ہے ؟
- دوا کی بہت زیادہ مقدار یا خام دوا سے کس قسم کی علامات پیدا ہوتی ہیں اور ہومیوپیتھی میں دوا کے انتخاب کے لئے یہ علامات کیوں مفید ثابت نہیں ہوتیں ؟
- ہومیوپیتھی میں مرض کے ایگراویشن (شدت مرض میں اضافہ) سے کیا مراد ہے ؟
- ہم اس بات پر کیوں یقین رکھتے ہیں کہ تقلیل ترین مقدار ہی دوا کا قانون ہونا چاہیئے ؟
- مرض کی شفایابی کیلئے ہمیں کن دو عناصر پر غور کرنا ہوتا ہے
- مرض کی علامات اور دوا کی علامات میں مشابہت دوا کی خوراک (مقدار۔ پوٹنسی) سے کیا تعلق رکھتی ہے ؟
- دوا اور مرض کے تعلق کا انحصار کس بات پر ہے (جواب حساسیت پر)
- مرض کا مریض کی حساسیت پر کیا اثر ہوتا ہے ؟
- جب ایک نچلی پوٹنسی کی دوا آرام نہ دے سکے تو اونچی پوٹنسی کس طرح مفید اثرات مرتب کرتی ہے ؟

Scanned by CamScanner

باب ۱۴

دوا کا ردِّ عمل

REMEDY REACTION

کسی مریض کے صحیح معالجہ کے لیے سب سے ضروری چیز ہے کہ اس دوا کی قوت مشاہدہ بہت تیز ہو، جانے اور وہ امتیازی شعور ہونا چاہیئے کہ وہ مریض کا معائنہ اس کی علامات کے تجزیئے کی بنا پر کرنے اور دوا کا انتخاب کرنے کے قابل ہو سکے۔ دوسری ضروری چیز یہ ہے کہ معالج کو اُن علامات کا ادراک ہونا چاہیئے جو دوا کے انتخاب اور استعمال کے بعد پیدا ہوں گی۔ مماثل دوا کے استعمال کے بعد کوئی نہ کوئی عمل ضرور پیدا ملتا ہے۔ دوا کے انتخاب کو صحیح سے کرنے کے لئے دوا کے عمل اور اظہار کے علم کے ساتھ ساتھ دوا کے استعمال کے نتیجے میں قوت حیات کے ردِّ عمل کا علم بھی ہونا ضروری ہے اگر بالکل صحیح بالمثل دوا منتخب کر لی گئی ہو تو اس کے استعمال سے مرض میں معمولی تبدیلی پیدا ہو جانا شفا کے عمل کے لیے ضروری ہوا کرتا ہے۔ لیکن اگر کوئی تبدیلی محسوس نہ ہو تو زیادہ دیر انتظار معمول ہے کیونکہ اس کا مگر مطلب یہ ہے کہ مماثل دوا منتخب نہیں ہوئی۔ لیکن دوا اور مرض میں جس قدر مشابہت زیادہ ہوگی تو دوا کا ردِّ عمل یقینی ہوتا ہے۔ یہ معلوم کرنا ہمارا فرض ہے کہ ردِّ عمل سے کیا مراد ہے اور اس سے مختلف کوئی کے طور پر کس قوت استعمال کیا جاتا ہے۔ جس مریض کی تبدیلی ہوئی ہو اس پر غور کرنا چاہیئے اور اس سے ان بات کا اندازہ لگانا ہوگا کہ دوا کیسے عمل کر رہی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جب دوا عمل کرتی ہے تو علامات اپنی خصوصیات اور شدت کے لحاظ سے تبدیل ہوتی ہے۔ علامات غائب ہو سکتی ہیں، نئی علامات کی نشوونما کی جا سکتی ہے یا علامات بڑھ سکتی ہیں۔ تمام تبدیلیاں دوا کے قوت حیات پر اثر کی

یا مریض بیمار ہونے کا احساس رکھتا ہے بہت سے حالات میں مریض اور اس کی علامات میں ایک قسم کی ترجیح پائی جاتی ہے یعنی مریض کا ذہن علامات کی تصدیق کرتا ہے ایسی صورت میں مریض کی بیماری حقیقی صورت حال معالج کیلئے فائدہ مند ثابت ہوتی ہے۔ ہمیں معلوم کرنا چاہیئے کہ آیا علامات کا رخ ماہر کی جانب ہوگیا ہے اور وہ اندرونی اعضاء سے ماہر کی جانب رخ کر رہی ہیں۔ دوسرے الفاظ میں ہم کہہ سکتے ہیں، علامات اندر سے ماہر کی جانب یا اس کے برعکس سفر کر رہی ہیں۔

بیماری میں تبدیلت کی وجہ دراصل وہ متواتر علاج حالت ہوتی ہے جسکو ہومیوپیتھک دوا سے تحریک ملتی ہے اور جب تک دوا کا عمل نہ بدلے تو بیماری بدترشکل اختیار کرتی ہے اور مہلک انجام کو بڑی تیزی سے پہنچ سکتی ہے۔ انتہائی خطرناک حالتوں میں اونچی طاقت کی دوا استعمال کرنے سے قوت حیات اتنی بری طرح متاثر ہوتی ہے کہ بیماری میں شدت آجاتی ہے جبکہ درمیانی طاقت کی دوا (200 c 1000 c) اتنے خطرناک اثرات مرتب نہیں کرتی لیکن اگر مریض میں یہ علامات پہلے سے پیدا ہو چکی ہوں تو یہ خطرناک قسم کی شدت یا زیادتی نمودار نہیں ہوتی ہومیوپیتھک دوا سے کبھی بھی خطرناک شدت پیدا نہیں ہوتی ہے اگر اسے اصول علم علامات کی رو سے تجویز کیا گیا ہو۔ لیکن اگر دوا کا انتخاب ہوشمندی اور سمجھ بوجھ سے نہ کیا جائے تو مہلک قسم کا شدید مرض تیزی سے پیدا ہو جاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اونچی طاقت کی دوا کی ایک خوراک بیماری کی حالت پیدا نہیں کرتی لیکن یہ پہلے سے موجود بیماری کی حالت میں اضافہ کا باعث بن سکتی (اگر اس کے استعمال میں احتیاط نہ کی جائے) احتیاط سے کیا گیا مشاہدہ ایسے اثرات کی نشاندہی کر سکتا ہے جس کے نتیجے میں ایسی دوا منتخب ہو سکتی ہے جو سطحی حرکت ہو اور جب اسے استعمال کیا جائے گا تو یہ مہلک تکلیف کو بہت حد تک کم کر دے گی

ہمیں اور گنین میں دیئے گئے اصول کو فراموش نہیں کرنا چاہیئے اور یہ جان لینا چاہیئے کہ علامات کی شفا بخش خصوصیات مضمر ہیں اور بیماری میں کونسی چیز قابل علاج ہے اس بات پر زور دینے کی ضرورت نہیں کہ زیادہ خراب حالت کی صورت میں ہمیں محتاط رہنا چاہیئے اور قوت حیات کو زیادتی کیلئے متحرک نہیں کرنا چاہیئے۔ آہستہ آہستہ صحت بحال کرنے کے لئے ہمیشہ موزوں ہے

[illegible] آہستہ آہستہ محنت [illegible] کثیر اوقات [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تبدیل ہو کر واپس ہوتی ہیں۔ اس صورت میں معالج اور مریض دونوں کو نہایت صبر سے کام لینا ہوگا اور اگر مریض دین ہو اور کسی کو سمجھتا ہو تو پھر معالج کو اُسے اپنے اختیار میں لے لینا چاہیئے۔

دوا کی بقیہ طاقت اس صورت میں قوت مدافعت کے تدریجی عمل میں تحریک پیدا کرے گی اور قوت مدافعت کو اپنی درستگی کے لئے زیادہ وقت درکار ہوگا اور اس لیے دوا اپنے میں مریض کو کوئی مزید دوا نہیں دینی چاہیئے علامات کی ایک ایسی قسم بھی ہے جہاں کسی قسم کی تکلیف میں زیادتی نہیں آتی۔ اس صورت میں کسی اضافی تبدیلی اور جسمانی بیماری کا رجحان نہیں پایا جاتا۔ اس صورت میں کرانک علامت جس کے لئے دوا کا استعمال کرایا گیا تھا بہت گہرائی تک نہیں پہنچی ہوتی۔ اس کا تعلق فعالی حالتوں تک محدود ہوتا ہے اور جس کا اظہار حواس کے اعصاب یا پھر باطنی اعضاء کے افعال یا اس کی باہروں کی تبدیلی تک محدود ہوتا ہے۔ اس صورت میں قوت مدافعت پر اس قسم کا اثر ہوتا ہے جس کے نتیجے میں بار بار پیدا ہونے والی علامات پیدا ہو سکتی ہیں لیکن وہ اتنی شدید نہیں ہوتیں کہ نہایت احتیاط اور غور سے مشاہدہ کرنے کے باوجود بیماری کے اثرات کا سراغ نہ لگایا جا سکے نہیں ہوتا۔ اس قسم کے علامات میں کسی قسم کی تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے مگر شفاء کامل ہمیشہ ہوگا۔ ان علامات میں واحد دوا مناسب طاقت (۲۰۰ قوت) میں کام کر دے گی اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ دوا کی طاقت اور دوا دینے کا انتخاب درست ہوا تھا۔

علامات کی کچھ صورتیں ایسی بھی ہوتی ہیں جن میں شروع میں تکلیف میں کمی اور بعد میں زیادتی ہوتی ہے۔ تکلیف میں کمی پہلے تین چار دنوں کے لئے ہوتی ہے۔ مریض بہتر محسوس کرتا ہے مگر شدت کے ساتھ تمام علامات شدت اختیار کر لیتی اور مریض کی حالت ابتر ہو جاتی ہے۔ یہ ان صورتوں میں ہوتا ہے جہاں علامات بہت زیادہ ہوں۔ ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ شروع میں بہتر نظر آنے والے علامات کس طرح آتے ہیں۔ اس کی وجہ یا تو یہ ہو سکتی ہے کہ ایسی دوا کا انتخاب کیا گیا ہو جس کا اس [illegible] یا پھر اس دوا نے مرض کو دبا دیا یا پھر مرض کی علامات [illegible] بدل دیا ہو۔ ان حالات میں جہاں مکمل [illegible] دیکھ کر [illegible]

[illegible] ہوتا ہے [illegible] کی مدت میں [illegible] علامات سے ہٹ

کر مدت کیلئے سکون حاصل ہوتا ہے

اس کے مشاہدہ میں ایک قسم کی قسم کیفیات بھی آئی ہے جس کو دوا کی طرح پر تکلیف میں اضافہ ہوتا ہے

اور اس کے بعد جب دوا کے لئے تکلیف کی ہوتی ہے آپ اس کے بارے میں بھی معلوم کریں گے جس کا

دوا پر اثر ہوتا ہے ایسے حالات جس میں دوا کے استعمال کے فوراً بعد تیزی سے تکلیف بڑھ جائے

اور اس سے بعد تیزی سے تکلیف میں کمی ہو جائے تو آپ دیکھیں گے۔ اس صورت میں تکلیف میں یہ کمی کم دینے

کے لئے نہیں ہوگی کیونکہ تیزی سے تکلیف کا اٹل حل شروع ہو تو تکلیف میں کمی دیرپا ہوگی اگر میں کمی زیادہ

دیر تک قائم نہ رہ سکے تو اسکا مطلب یہ ہوگا کہ کوئی نہ کوئی چیز دوا کے راستے میں حائل ہو رہی ہے۔ یہ کوئی

ایسی بات ہو سکتی جو مریض غیر شعوری طور پر کر رہا ہوگا۔ کیونکہ تکلیف کے بعد تیز ردعمل نہایت اہمیت

کا حامل ہے کیونکہ اسکا مطلب یہ ہوتا ہے کہ دوا صحیح منتخب ہوئی ہے اور یہ جسم کے تمام ضروری حصوں پر

حاوی ہے اور اگر دوا کے عمل میں دخل اندازی نہ کی جائے تو یہ آخر شفا کا موجب بنے گی۔ یہ بات یاد

رکھنی چاہیئے کہ کچھ دوائیں تو استعمال کے فوراً بعد اپنی شدت کا اظہار کر دیتی ہیں، جبکہ کئی دوائیں شدت کے اظہار

کے لئے زیادہ وقت لیتی ہیں مثلاً فاسفورس شدید قسم کی رد عمل پیدا کرتی مگر اسے اس اظہار کے لئے ۲۴ گھنٹے

سے بھی زیادہ وقت درکار ہوتا ہے اور یہ مدت ۴۸ گھنٹے یا اس سے بھی زیادہ ہو سکتی ہے لیکن یہ شدت بہت

کم مدت کے لئے قائم رہتی ہے۔

حاد امراض کی صورت میں اگر ایسی صورت حال سے واسطہ پڑے جس میں تکلیف میں زیادتی فوری طور

پر عمل میں آئے اور تکلیف میں کمی ایک دو گھنٹے آنے اور پھر کچھ گھنٹوں تک برقرار رہے اور پھر سے تکلیف

میں اضافہ ہو تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ دوا کی قوت حیات پر عمل ختم ہو گیا ہے

کیونکہ حاد امراض کی صورت میں دوا کا اثر جلد زائل ہو جاتا ہے جبکہ ایسے حاد امراض کے جو دائمی مزاج

کے شدید امراض سے تعلق رکھتے ہوں۔ سب سے زیادہ تسلی بخش سکون میں ہوتا ہے جو نہایت آہستگی سے

عمل شروع کرے دوا کے استعمال کے ایک دو گھنٹے بعد اپنا اظہار شروع کرے۔

Scanned by CamScanner

[illegible] یا کسی عارضہ کی صورت میں جبکہ قلیل مدت تک لئے ہو تو اسکا مطلب ہوگا
کہ [illegible] ہے اور ان تبدیلیوں کے حسم کے مناسب اعضاء کو یا تو شناخت کر لیا ہے۔ یہ
علامات ایسے ہی اشتعال میں ہیں جیسے معالج محتاط مشاہدے کی بنا پر کسی کو سمجھنے کے قابل ہو سکتا ہے۔
کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مریض ہر قسم کی تکلیف میں مبتلا ہونے کا مواد دوسرے دیکھتے ہیں لیکن اس سے وہ خود
[illegible] کوئی خاص آرام محسوس نہیں کرتا۔ یہ اس قسم کی صورت حال ہے جس وقت وہ ہوتے ہیں
[illegible] تبدیلیاں نمایاں اور جب نہیں ہوتے تو کچھ [illegible] کا ہے لیکن یہ تبدیلی
[illegible] بڑھ سکتے۔ ان حالات میں [illegible] جیسے عضلات بالکل طور پر ایام
[illegible] ہیں۔ ان حالات میں دوا دینے کو روکا جا سکتی ہے اگر
مناسب خوراک کے عدد [illegible] جائے لیکن ایسے حالات میں آپ تشخیص کے بعد میں کریں گے۔

[illegible] میں ایک قسم کا زخم بھی دیکھنے میں آتا ہے جو رحم [illegible] ہوتا ہے اور ان
[illegible] دوا دینے سے [illegible] کا رد عمل اس طرح ہوتا ہے گویا ان پر [illegible] ایک پرانا زخم [illegible]
ہے۔ [illegible] میں شدت مرض پیدا کرتی ہے [illegible] کی وجہ یا تو موسمی ہے یا جو قوت مدافعت [illegible] انتہائی کمزور
[illegible] ایسے لوگوں کو شفا دینا تو ممکن نہیں ہوگا لیکن دوائی زیادہ لمبے عرصے کے لئے یہ لوگ بے انتہا [illegible]
[illegible] ہوتے ہیں۔ دوائی تبدیلیوں سے پہلے [illegible] کا بڑے غور سے مشاہدہ کرنا چاہیئے۔
مریض کی تمام معلومات کو مکمل تفصیل کے ساتھ [illegible] اور [illegible] یعنی بیماری کے عمل سے یہ
مشاہدات [illegible] جائیں۔

ایسے حالات میں جب محتاط مشاہدوں کے ذریعے ایسی علامات کا [illegible] جائے جو ایسے
کیس پر [illegible] ہوں تو [illegible] ہیں کے [illegible] میں معاون ہوں تو ہومیوپیتھ
کی توقع رکھ سکتے ہیں جس میں مثبت سی علامات دوا کے [illegible] کے [illegible] ہوں گی اگر تو
علامات یہاں علامات ہی ہوں جس کو [illegible] کرنا چاہیئے کہ ہم صحت میں [illegible]
درجہ حقیقی ہر نیچر حیثیت حاصل ہوگا پھر ان علامات کو [illegible] جس [illegible] ہونے کی [illegible]

Scanned by CamScanner

کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ اس صورت میں علاج ہومیوپیتھک ادویات قانون شفاء کے مطابق کیا جا رہا ہے
کیونکہ شفاء کا عمل اندر سے باہر کی جانب، زیادہ اہم اعضاء سے کم اہم اعضاء کی جانب، اوپر سے نیچے
کی جانب ہوتا ہے اور علامات اپنے ظاہر ہونے کی الٹی سمت میں غائب ہوتی ہیں۔

اگر یہ علامات حقیقتاً نئی علامات ہوں تو اچھی بات نہیں ہوتی کیونکہ پرانی علامات کا ظاہر ہونا
اچھی بات ہے اور اس بات کا ثبوت ہے کہ معالج صحیح راستے پر گامزن ہے مگر بہت سی نئی علامات کا
دوا کے استعمال کے بعد پیدا ہونا اس بات کی علامت ہے کہ ہم علاج صحیح نہیں کر رہے ہیں اور ہم نے
کیس کو کنفیوژ کر دیا ہے

دوا کے استعمال کے بعد اکثر اوقات ہمیں ایک اور قسم کے ردعمل سے واسطہ پڑتا ہے۔ ان حالات
میں بھی دوا کے استعمال کے بعد ہمیں نئی قسم کی علامات سے واسطہ پڑتا ہے لیکن اوّل الذکر قسم کے کیس
ہمیں دوا کے انتخاب بہت کم علامات فراہم کرتے ہیں۔ لیکن علامات کی مکمل تصویر حاصل کرنا ممکن ہوتا
ہے اگر ہم کیس پر زیادہ توجہ دیں اور احتیاط سے کام لیں۔ لیکن اکثر و بیشتر ہمارا سابقہ ایسے حالات
سے پڑتا ہے جن سے علامات میسر نہیں آتیں اور خاص طور پر کمی مثانی سے متعلقہ علامات اور معاون
علامات ظاہر نہیں ہوتیں جن کی مدد سے کیس کا تسلی بخش تجزیہ کیا جا سکے۔ ہانمن نے اس قسم کے کیس کے
بارے میں آرگینن کے پیراگراف ۱۸۲ - ۱۸۳ میں بیان کیا ہے کہ اس قسم کے حالات میں جبکہ نہایت احتیاط
کے ساتھ کیس کا مشاہدہ کیا گیا ہو مگر اس کے باوجود دوا کے انتخاب کے لئے کوئی مناسب علامات
نہ مل رہی ہوں تو ہمیں چند ایک ایسی علامات مل جائیں گی جن کی مدد سے دوا کا انتخاب کیا جا سکے اور جن
کا استعمال یا تو اُن علامات کو ختم کر دے گا جو کیس کے آغاز میں موجود تھیں اور جو علامات ہمیں
زیادہ علامات ظاہر ہوں جائیں گی۔

[illegible] کی جو علامت ہمیں ہوتی ہو تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ [illegible] ہو جو [illegible] تک تھی [illegible]
صورت یہ ہو سکتی ہے کہ ہمیں منتخب دوا کے [illegible] دوا کے [illegible] سے تعلق رکھتی ہو اور اس دوا کے بعض
کی نوعیت علامات کو ظاہر کرنا ہو جو کیس کا [illegible] تھیں اور اس نے کیس کو ہم پلہ کر دیا [illegible]

پہلی منتخب دوا کے ساتھ نزدیکی مشابہت رکھنے والی ادویات میں دوا نمبر شامل ہو
بھی شامل ہوگی جو تمام کیس پر حاوی ہو کر مکمل شفا کی ضامن ہے گی۔

ان مشاہدات سے ہمیں بہت فائدہ ہوگا اور معلوم کرنا ہوگا کہ جو دوا ہم نے استعمال کرنی ہے وہ SIMILAR ہے یا پھر بالکل مشابہ نہیں ہے اور ہم نے کیس کو گنڈا کر دیا ہے

بیماری کی حالتیں ارتقاء پذیر ہوتی ہیں اور ہمیشہ گہرائی میں جا کر پائیدار شفا میں بیماری ساکن ہوتی ہے جبکہ شفا تعمیری عمل ہے، شفا ہمیشہ مرکز سے ماہر کی جانب عمل کرتی ہے جس طرح نشوونما اندر سے باہر کی جانب عمل کرتی ہے۔

دوا کا انتخاب سے پہلے علامات کے بعد مشاہدہ اور دوا کے استعمال کے بعد ردعمل کا مشاہدہ سے ہمیں اپنی ذہانت، دوا پنے کام کی حاصیت سے پتہ چل سکتا ہے کہ ہم اپنی کیس میں تسلی بخش ترقی کر رہے ہیں۔

سوالات

نمبر ۱۔ ہومیو پیتھک معالج کی اہم ترین مصروفیت کیا ہے؟ (جواب اس کا احساس)

نمبر ۲۔ دوا کے استعمال کے بعد ہم کس بات کی امید رکھتے ہیں؟

نمبر ۳۔ کون سے ردعمل عام ہوتے ہیں؟ (جواب۔ کمی۔ اور مٹنی)

نمبر ۴۔ ہم اسبات سے کیا سمجھتے ہیں جب مریض کمزور تر ہو رہا ہو لیکن علامات کم ہو رہی ہوں؟

نمبر ۵۔ جب بیماری اصل صورت میں مثبت اختیار کرے، بالفعل دوا کے استعمال کے بعد تو ہمیں پیشن گوئی کیا ہوگی؟

نمبر ۶۔ جب ایک گہرا اثر کرنے والی دوا کے نتیجے میں بیماری کی حالت شدت اختیار کرے اور معلوم ہو کہ بیماری انتہائی گہرے اثرات مرتب کر رہی ہے تو ہومیو پیتھ مریض کی مدد کیسے کیا کر سکتا ہے (جواب بعض اوقات ایسی دوا)۔ جو کم گہرا اثر رکھتی ہو بالفعل دوا کے مقابلے میں مریض کو سکون دے گی یا اسے لفظوں میں خطرناک اور شدید مرض کر دبا دے گی مگر شفا کا حصول نہ ہو سکے۔

نمبر ۷۔ ہماری پیشین گوئی کی یقینی رہنما کون سی چیز ہوگی۔

Scanned by CamScanner

نمبر ۸ :- دوا کے استعمال کے بعد کون سا عمل درکار ہوتا ہے ؟ (جواب ایک تیز، مختصر اور شدید شدت مرض، جنین کے بعد سکون آئے اور علامات میں کمی آجائے)

نمبر ۹ :- جب انتہائی سکون کے بعد بھی مرض میں شدت دیکھی پڑے تو اس سے کیا نتیجہ نکالا جا سکتا ہے ؟

نمبر ۱۰ :- ایسے حالات جبکہ کیس بظاہر مکمل شفاء کی جانب گامزن نظر آتا ہو اور پھر غائب ہو جائے تو ہمارا اگلا قدم کیا ہوگا ؟ (جواب)

(جواب) :- معلوم کیجئے کہ مریض کی طرف سے کوئی ایسی بات تو نہیں ہو رہی جو دوا کے راستے میں رکاوٹ بن گئی ہو یا کہ یہ مرض کی علامات کا ہی ایک پیٹرن (PATTERN) ہے۔

نمبر ۱۱ :- دوا کے استعمال کے فوراً بعد اگر مرض کی شدت میں اضافہ ہو جائے یا ایسی ہی حالت دوا کے استعمال کے دو یا تین دن بعد دیکھنے میں آئے تو ان دو حالتوں میں فرق کس طرح معلوم کیا جا سکے گا۔

نمبر ۱۲ :- کرانک امراض میں دوا کے استعمال کے بعد اگر مرض میں نہایت معمولی کمی ہوتی ہو تو ہم کیا پیشن گوئی کر سکتے ہیں ؟

نمبر ۱۳ :- ہم ایسے مریض سے کیا نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ اسے جو دوا ابھی استعمال کرائی جائے وہ دوا اس میں پروونگ کی علامت پیدا کر دے۔

نمبر ۱۴ :- اگر دوا کے استعمال کرانے کے بعد بہت سی علامات نمودار ہوں تو ہم اس سے کیا سمجھیں گے ؟

نمبر ۱۵ :- آپ کیسے معلوم کریں گے کہ آپ کی استعمال کرائی گئی دوا عمل کر رہی ہے۔ اس کا پتہ آپ کس طرح لگائیں گے ؟

نمبر ۱۶ :- علامات میں شدت آنے کو پہلے کس طرح معلوم کیا جا سکتا ہے ؟

نمبر ۱۷ :- کیا آپ ہمیشہ مریض کی کہی گئی باتوں پر انحصار کر سکتے ہیں ؟

Scanned by CamScanner

باب ۱۲

THE DYNAMIC ACTION OF DRUG.

دوا کا ڈائنمک عمل

ہم کہتے ہیں کہ ہانیمن نے سب سے پہلے ادویات کی خصوصیات کو بیماری کی مماثل خصوصیات کے علاج کے لئے تجویز کیا۔ لیکن تاریخ کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ ایسا نہیں ہے بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے ایک ہزار سال قبل کے قدیم ہندوؤں کے نظریات کے ترجمے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے خیالات ہانیمن کے خیالات سے مشابہ تھے اور ۴۵۰ سال قبل ارسیتھ ارسطو نے مندرجہ ذیل نظریہ پیش کیا تھا۔

اگر ایک مثل اپنی ہی مثل پر اثر انداز ہو تو دونوں کا باہمی اثر تعدیل کی صورت میں نکلتا ہے اور پہلے سے موجود خصوصیات کی بجائے نئی خصوصیات پیدا ہو جاتی ہیں جو پہلی خصوصیات سے بالکل مختلف ہوتی ہیں۔ اسی طرح اگر ایک مثل (دوا) ایک مثل (بیماری) کے لئے استعمال کی جائے تو ان دونوں کے باہمی عمل کا نتیجہ عمل تعدیل کی صورت میں نمودار ہوگا۔ اور پہلی خصوصیات ختم ہو جائیں گی۔ یعنی دوا کی بیماری پیدا کرنے والی خصوصیات اور بیماری کی اپنی خصوصیات تعدیل ہو کر ایک متبادل حالت پیدا کر دیں گی جسے "صحت" کہیں گے۔

اگرچہ قانون مماثل کے مانے جانے میں دقت لگے گا لیکن دوا کی خوراک کا مسئلہ ہانیمن نے حل کر دیا تھا۔ دوا کی خوراک کا مسئلہ اس طریقے پر منحصر ہے جسکا تعلق ہومیوپیتھی کی پریکٹس سے ہے۔ دوائے

بارے میں غفلت برتنے کا مطلب ہے کہ ہمیں دوا کے ڈائنمک اثر پر یقین نہیں ہے۔ ہومیوپیتھ کے مطابق یہ ڈائنمک قوت دراصل بذات خود زندگی ہے کیونکہ جسم اور اس کی ہاتھوں کو زندگی نہیں کہا جاسکتا، لیکن یہ وہ راستے ہیں جن میں زندگی رواں دواں ہوتی ہے۔

ایک ایسا شخص جو وائٹلزم کی بنیادی جھلکیاں دیکھتا ہے کہ یہ دنیا اثرات (EFFECTS) سے پہلے وجود رکھنے والی وجوہات (CAUSES) سے بھری ہوئی ہے اور یہ کہ مادہ کبھی فنا نہیں ہو سکتا، اور یہ کہ قوت جو مادے کے ذریعے منتقل ہوتی ہے وہ بھی فنا نہیں ہوتی۔ مادہ اپنی شکلیں تبدیل کر سکتا ہے لیکن اس کا وجود ہمیشہ قائم رہتا ہے۔ اسی طرح قوت بھی اپنی شکلیں تبدیل کر لیتی ہے لیکن کبھی بھی قوت کا کوئی یونٹ فنا نہیں ہوتا۔ لہذا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ قوت و توانائی یا ڈائنمس! آپ اُسے کچھ بھی کہہ لیں "قانون فطرت ہے"، یہ اپنی قوت کا اظہار مختلف طریقوں سے کر سکتا ہے لیکن اس قانون کی روح اور اساس دراصل وہ چیز ہے جو انسان کی تخلیق کے وقت اسمیں سانس کی شکل میں ڈالی گئی اور جس نے اسے زندہ جسم (روح) بنا دیا۔ اس قانون کے مظاہر مختلف ہو سکتے ہیں مثلاً کشش، کشش ثقل۔ بجلی۔ کیمیائی میلان۔ ڈائنامس یا روحانی قوت، ان میں سے کسی بھی شکل میں اس کا اظہار ہو سکتا ہے لیکن یہ سب مظاہر اجتماعی طور پر صرف ایک قوت یا منبع سے منسلک ہیں جسے خدا کہا جاتا ہے۔

ہانمن ایسے نظریات کے پیامبر تھے اور وہ ان اسرار کی گہرائیوں میں اتر گئے، وہ اپنے دور کے خیالات سے پُرسکون نہ تھے اس لئے انہوں نے پرانے زمانے کے لٹریچر کا مطالعہ کیا اپنی اس کے دوران انہوں نے ایسے بہت سے لوگوں کے بارے میں معلومات حاصل کیں جو اُن سے بہت پہلے کے لوگ تھے مثلاً ڈانیارک کے شاہل اور سوئٹزرلینڈ کے پیلی جنہوں نے معلوم کیا تھا کہ ادویات خالص اُن بیماریوں کو شفاء دے سکتی ہیں جس قسم کی بیماریاں وہ تندرست انسانوں میں پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ ہانمن نے معلوم کیا کہ ان لوگوں نے یہ باتیں معلوم تو کیں مگر چونکہ اُن کو استعمال میں نہ لایا گیا اسلئے ان سے کوئی فائدہ حاصل نہ کیا جا سکا۔ اس وجہ سے ہانمن نے ادویات کو تندرست انسانوں پر آزمانے کا فیصلہ کیا۔

Scanned by CamScanner

اگرچہ ہانیمن تندرست انسانوں پر ادویات آزمانے کے موجد تو تھے لیکن وہ پہلے انسان تھے جنہوں نے یہ کام ایک واضح مقصد کے پیش نظر شروع کیا، نہایت تکلیف دہ مراحل سے گزرنے کے بعد انتہائی ذہانت اور باضابطہ مطالعہ اور تقابل کے ذریعے بہت سی تکالیف، ادائی گرانی اور جان لیوا مراحل سے گزرنے کے بعد ہانیمن اس قابل ہوئے کہ وہ دنیا کے سامنے ایسے عالمگیر قانون شفا کا اعلان کر سکیں جس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہ ہو اور جو اتفاقی و ذریعۂ علاج نہ ہو جیسے کہ موجودہ نسل سمجھتی ہے۔ یہی وہ پہلا قدم تھا جس کی بدولت دنیائے طب میں ایک عقلی اور سائنسی طریقۂ علاج کا ارتقاء ہوا۔

قانون مماثل کو پوری طرح تسلیم کر لینے کے بعد ادویات کی پروونگ کا سلسلہ جاری ہوا۔ اور یہ ہومیوپیتھی قوانین کے ارتقاء کے لئے دوسرا قدم تھا۔

ہانیمن نے پروونگ ادویات کی مدد سے بیمار لوگوں کا علاج قانون مماثل کے اصول پر شروع کیا اور ادویات کو طاقتور شکل میں استعمال کیا۔ اس نے دیکھا کہ کئی مرتبہ تو ایسے ہوتا کہ مریض تکلیف میں شدت آجاتی۔ ہانیمن نے سمجھا کہ دوا کی خوراک بہت بڑی تھی اور پھر اس نے ادویات کو تھوڑی پتلی کے ذریعے قلیل المقدار (DILUTED) شکل میں تبدیل کرنے کا تجربہ کیا، وہ اپنی کامیابی پر حیران ہو گئے۔ انہوں نے یہ عمل جاری رکھا حتیٰ کہ وہ سمجھ گئے کہ دوا کی تنقید کش خصوصیات کا انحصار دوا کی خام مقدار پر نہیں ہوتا بلکہ مخصوص اور منضبط طریقے سے دوا کی مقدار کو کم کرنے سے شفا بخش قوتیں بڑھ جاتی ہیں۔ ہانیمن نے یہ بھی دیکھا کہ درست طریقۂ کار کی مدد سے وہ ادویات جن کا عام استعمال زہریلا ہے اور بہت سی ادویات جو خام حالت میں زہر قاتل تصور کی جاتی ہیں وہ اس طریقۂ کار کی بدولت تنک دشمن سے بالاتر طاقت اور توانائی کی حامل بن جاتی ہیں۔

اسطرح ہانیمن نے اپنی دوا کی خوراک کی مقدار کو کم کرنے کے بعد پوٹینشن کی دریافت کی، اور سپرلوجی (PSORA) میں ایک بالکل نئے اور حیرت انگیز اصول کو علم العلاج کے لئے حمایت کیا، جس کے بغیر تمام شفا کو فراموش کر دینا ممکن نہ تھا یہی وہ اصول ہے جو کہ تمام ادویہ کو بدلتی ہوئی حالتوں کے مطابق بنا دیتا ہے اور قانون شفا کی جانب اٹھایا گیا ہانیمن کا یہ تیسرا بڑا قدم تھا۔

Scanned by CamScanner

جیسا کہ مورگن کہتا ہے۔

"انیس وہ تنہا عظیم شخصیت ہیں جو لاطانی، مذہب اور شہرت حاصل ہیں کیونکہ انہوں نے طبیعیاتی قوانین دریافت کیے اور پھر ادویات کی مخصوص خصوصیت کو بڑھانے، استعمال میں لانے اور آگے منتقل کرنے کیلئے پوٹینشیئریشن دریافت کیا۔"

پوٹینشیئریشن یا ڈائنامائیریشن سے ہی نئے دریافت شدہ قانون کا پہلا عملی ٹیسٹ شروع ہوا۔

عام ادویات کے عمل کے تین مدارج ہوتے ہیں۔ مکینیکل، کیمیکل اور ڈائنامک۔ پہلے دونوں مدارج ہومیوپیتھی میں تقریباً کسی لحاظ سے اہمیت نہیں رکھتے، یہ اسلئے کہ ان عوامل کے تحت پروونگ کا عمل عام ادویات کی طرح کی شکل میں ہوتا ہے جس کی کوئی افادیت نہیں ہے۔

وہ ادویات جن کی پروونگ ۲۰ یا ۳۰ سے زیادہ طاقت کی صورت میں کی گئی ہو زیادہ افادیت کی حامل ہوتی ہیں۔ ان ادویات کی طاقت کا انحصار ڈائنامک ایکشن پر ہوتا ہے۔ یعنی پوٹینسی کا طاقتور ہونا اسی عمل کا نتیجہ ہوتا ہے جبکہ خام CRUDE ادویات پروونگ کے عمل سے کسی اہم انفرادی خصوصیت کا اظہار نہیں کرتیں۔ پوٹینشیئریشن کے عمل کے نتیجے میں ادویات کے اندر بالکل نئی قسم کی خصوصیات پیدا ہو جاتی ہیں۔ یہ خصوصیات آگے منتقل ہونے کی صلاحیت بھی رکھتی ہیں۔ جیسا کہ آرگنن کے پیراگراف نمبر ۲۶۹ میں کاربو ویج۔ لائیکوپوڈیم اور سلیشیا جیسے غیر حل مادوں کی پوٹینشیئریشن کے بارے میں لکھا گیا ہے۔

آیئے اس جدید کتاب کا مطالعہ کریں جو ۱۹۲۳ء میں چھپی اور جس میں ادویات کے خلیات پر عمل کرنے کی وضاحت لکھی ہوئی ہے اس کتاب کے مصنف (جے کلارک۔ اے بی ایم ڈی ایف آر سی پی، ایف آر ایس ایڈن) ہیں۔ موصوف ایڈن برگ یونیورسٹی میں میٹریا میڈیکا کے پروفیسر تھے اور اس سے پیشتر لندن اور کیمبرج ٹاؤن کی یونیورسٹیوں میں فارموکولوجی کے پروفیسر تھے گرچہ ان کی اس کتاب میں خالصتاً طبی نقطۂ نظر سے مادے کے متعلق ہی لکھا گیا ہے۔ لیکن پروفیسر موصوف نے علم حیاتیات سے متعلق احمال، خلیات پر ادویات کے اثر کے بارے میں مندرجہ ذیل انداز میں روشنی ڈالی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ:۔

Scanned by CamScanner

"اگر ہم یہ دیکھ لیں کہ دوا کی وہ مقدار جو حلیے میں داخل ہو چکی ہے اس کا حیاتیاتی احساس سے تعلق ہے تو پھر مندرجہ ذیل بصارت قابل عمل ہوگی۔"

حلیے میں ہونے والے بیماری کیمیائی عمل سے قبل حلیہ سے اندر داخل ہونے والی دوا کی مقدار کو مقید کر لیتا ہے۔ اس سلسلے میں حلیے کے کچھ ریسپٹر RECEPTER دوا کو مقید کر لیتے ہیں اور اس کے نتیجے میں حلیے کے آزاد ریسپٹر اور حلیے میں دوا کی آزاد مقدار میں کمی آ جائے گی۔ یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ دوا کی مقید مقدار اس قدر کم ہوتی ہے کہ اس سے مریض کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ دوا کی یہی قلیل مقدار حیاتیاتی احساس کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ پروفیسر فرید لکھتے ہیں کہ دوا کے سادہ ترین حالات کے تحت اندرون حلیہ آسانی سے پہنچ جاتی ہے اور انجذاب کا عمل تیز ہو جاتا ہے اور وہ ادویات جو انتہائی باریک پسی ہوئی ہوں، ان کے انجذاب کا عمل منٹوں اور سیکنڈوں میں ہو جاتا ہے۔

اور خلیات میں موجود ادویاتی محلول کو اگر جھٹکے دیا ممکن ہے تو انجذاب کا عمل تیز ہو جاتا ہے اور انجذاب میں تاخیر کو روکا جا سکتا ہے، لیکن یہ بات ہرگز فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ ایک حاذق حکیم سے بڑے حذاقت اپنے اردگرد کئی مائیکراں موٹی پانی کی تہہ بنا لیتے ہیں اور اس صورت میں خواہ جھٹکے دینا عمل خواہ کتنا ہی کیوں نہ کیا جائے انجذاب کے عمل میں تاخیر ہوگی۔ یعنی (دوا کے اثر میں دیر ہوگی)۔ لہٰذا جدید فارماکولوجی نے ثابت کر دیا ہے کہ دوا کی انتہائی قلیل مقدار کا عمل بھی خلیات پر نہایت یقینی عمل (اثر) رکھتا ہے۔ اگرچہ استعمال شدہ دوا کی مقدار ناقابل بیان حد تک کم کیوں نہ ہو۔

نمبر ۲۔ یہ عمل نہایت باریک پسے ہوئے مادوں (TRITURATIONS) میں بہت تیزی سے ہوتا ہے۔

نمبر ۳۔ استعمال میں لائی گئی دوا کے قطعی نظر محلول کو جھٹکوں کے عمل سے انتہائی متحرک اور زود اثر بنایا جا سکتا ہے۔

Scanned by CamScanner

فرمالوجی کی بنیاد پر دوا کی انتہائی قلیل مقدار کے عمل کا مشاہدہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ ٹنکچوریشن کا عمل جتنا زیادہ ہوگا تو عمل اسی قدر تیز ہوگا اور یہ کہ دوا کو ہلانے (جھٹکے دینے) کا عمل اس کی کارکردگی میں نمایاں اضافہ کر دیتا ہے۔ لیکن قوت حیات کی وہ جامعیت جس پر ہومیوپیتھی کا انحصار ہے، پروفیسر کلارک کے مشاہدات کی تقلید نہیں کرتی۔

یہ فطرتی سی بات ہے کہ پہلے پہل بہت سے معالجین دوا کی مکینیکل اور کیمیکل خصوصیات کو اہمیت دیتے رہے کیونکہ مادی پہلو ہمیشہ (روحانی پہلو سے) زیادہ اہم نظر آتا ہے لیکن ڈینامائزیشن کی حقیقت کو اپنانے کے لئے ہمیں ہانیمن اور ان کے پیروں کاروں کی راہ اپنانا ہوگی اور ہمیت ڈائنمک انرجی (قوت حیات) کی اہمیت، صحت اور بیماری دونوں حالتوں میں پہچاننا ہوگی۔ اور اس نظریئے کی پیروی کرتے ہوئے دوا کی طاقت اور عمل کا مطالعہ کرنا ہوگا۔

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ کس طرح ہانیمن نے نہایت احتیاط اور مکمل انداز میں دوا کی پوٹینسیاں بنانے کا طریقہ اختیار کیا اور اپنی دوا کی خوراکیں بنانے کے لئے سینٹی سی مل سکیل استعمال کی اور ہر سٹیپ STEP میں زوردار جھٹکے دینے کا عمل جاری رکھا گیا۔ یہ عمل اس وقت تک جاری رکھا جاتا جب تک کہ مقدار دوا کا نشان تک باقی نہ رہتا ہو۔ یعنی کسی بھی طبعی ٹیسٹ سے دوا کی موجودگی ثابت نہ ہو سکتی ہو۔ اس کے باوجود اس اونچی طاقت کی دوا میں ڈائنمک خصوصیات یا مخفی خصوصیات باقی رہتی ہیں۔

یہ پوٹینسیاں انسانوں اور جانوروں پر آزمانے سے ہمیں نہایت حساس جوہر میسر آتے ہیں جو کسی بھی دوسرے طبعی آلے سے تیار کئے گئے اوزار سے حاصل نہیں ہو سکتے۔ شاید تاب کاری کی توانائی اتنی ترقی کر لی کہ ہمیں کوئی ایسا بیالوجی آلہ فراہم کر دے جس کے اندر یہ خصوصیت (حس) موجود ہو۔ لیکن بہر حال جوہر انسانی ہمیشہ حساس ترین آلہ ثابت ہوگا جو انٹرفیرنس کا فوری اظہار کرنے کے قابل ہے۔

ہمارا تعلق ہمیشہ بعید از قیاس اسطقت سے ہے جس میں ہم ایسے مسائل سے دوچار ہیں جو انسانی تجزیئے کی پہنچ سے بالاتر ہیں۔ یہ ایسی سطح ہے جہاں ہم صرف اثرات کا مشاہدہ کر سکتے ہیں یعنی

Scanned by CamScanner

جو کچھ ہم دیکھتے ہیں اور جس کی ہم امید رکھ سکتے ہیں، علاوہ ازیں ہمارا انسان مشاہدہ بتاتا ہے اور سب بڑھنے اور فنا ہونے کے عمل کے اثرات میں یہ بات ۔ صرف پوٹینسی کے لئے درست ہے بلکہ عمومی طور پر عام دواؤں، اُن کے عمل، ہمارے مرض کے بارے میں مطالعہ اور مرض کا عمل بھی اسی سے تعلق رکھتا ہے ہمیں اثرات کا مشاہدہ یہیں سے ہوتا ہے لیکن — "MIDDLE PEGRANDI" کی لمبیدار قیاس صورت ہماری سمجھ اور پہنچ سے بالاتر ہے۔ ان تمام مبدانوں میں اسی قسم کے ثبوت ملتے ہیں یعنی یہ صرف اثرات ہی ہوتے ہیں جو ہم پر ظاہر ہوتے ہیں۔ مشاہدات کا ریکارڈ رکھا جانا چاہیئے اور ان کے بنا کے پیش نظر ہی ہم ان کے اصل معنوں سے واقف ہوں گے۔

وہ قوانین جو ہانیمن نے آرگنین آف دی ہیلنگ آرٹ میں بیان کئے ہیں اُن کی صحیح پیروی کرنے میں بہت سی غلطیاں کی گئی ہیں۔ اگر ان قوانین کی صحیح پیروی کی جائے تو تمام نتائج واضح اور قابلِ مشاہدہ ہوں گے۔

ہومیوپیتھک لٹریچر کے بہت سے گریجوایٹ، دواؤں کے ڈائینمک پہلو کو نہ سمجھنے کی وجہ سے دواؤں کے صرف مادی پہلو سے منسلک رہتے ہیں اور دواؤں کو خام (CRUDE) حالت میں یا پھر نچلی پوٹینسی میں استعمال کراتے ہیں۔ اُن کی کارکردگی کے لئے یہ بات اچھی نہیں اور اگر وہ (ڈائینمک) یہ نظریہ ایک بار اچھی طرح سمجھ لیں کہ تمام پوٹینسیاں فائدہ مند اور کارآمد ہیں تو پھر وہ علاج بیماری کا علم اور اس پر غلبہ پانا سیکھ لیتے ہیں۔ یہ بات خاص طور پر کرانک بیماریوں میں زیادہ اہمیت رکھتی ہے کیونکہ معالج کی اصل مہارت تو یہی ہے کہ کس طرح کرانک بیماریوں کو شفا بخشی جاتی ہے اور کرانک میازم کو کس طرح ختم کیا جاتا ہے۔

دوا کی خوراک کے اصول کے پیش مختلف افراد کے لئے (ATTENUATED POTECY) مختلف ہوتی ہے۔ ہانیمن کا یہ سوال کہ کتنی مخصوص بیماری کی حالت میں دوا کی مقدار کو کس حد تک کم ہونا چاہیئے کہ اس سے شفا کے بہترین نتائج حاصل ہو سکیں؟ یہ ایسا سوال ہے جس کے بارے میں ہم بھی سوال کر سکتے ہیں۔

یہ بات تو فوری سمجھ آتی ہے کہ کوئی نظریاتی دلیل اس مسئلے کا حل پیش نہیں کر سکتی اور نہ ہی ہم

[illegible]

کی حالت ہی حاصل ہو سکتی ہے۔

جیسا کہ آرگیس کے پیراگراف نمبر ۲۷۰ میں درج ہے تقطیر اور مرکبات دوا کا معیار حاصل کرنے کیلئے مقدار دوا کو کم کرنے کے لئے کون سا درجہ مناسب ہوگا۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ زیر علاج مرض پر شفا بخشی کا بہتر اثر پیدا کرنے کے لئے ہومیوپیتھی و طبیعی علاج سے تجویز کی گئی دوا کی خوراک کتنی ہونی چاہئے۔ اس سوال کا جواب دینے میں کہ ہر خاص دوا کے ہومیوپیتھک معالجاتی مقاصد کے لئے کون سی خوراک کافی ہوگی کہ وہ خوراک قلیل المقدار ہونے کے باوجود مریض کو جلد اور آسان ترین طریقے سے شفایاب کرنے میں کارگر ثابت ہو سکے نہ تو فرد و نظر پر انحصار کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی خود ساختہ دلائل پر جو بظاہر نہایت جائز معلوم ہوں اور نہ ہی کوئی کامل فلسفہ اس مسئلہ کا حل پیش کر سکتا ہے۔ البتہ خاص تجربہ، محتاط مشاہدہ اور درست امتحان ہی اس بارے میں فیصلہ کن کردار ادا کرتا ہے اور پہلے نظریہ علاج کے مطابق دوا کی بڑی بڑی خوراکیں استعمال کرنا حماقت ہوگا کیونکہ یہ ادویہ نظام انسانی کے مریض پہلو کو تو چھوتی تک نہیں البتہ جسم کے غیر متاثرہ حصوں پر حملہ آور ہوتی ہیں یہ بات ہومیوپیتھک طریقہ علاج کے یکسر خلاف ہے کیونکہ ہومیوپیتھی میں تو دوا کی قلیل ترین خوراک مطلوبہ شفا کے حصول سے ہمکنار کرتی ہے۔

پیراگراف نمبر ۲۷۹، تجربات سے ثابت ہوتا ہے کہ ہومیوپیتھک طریقہ علاج سے منتخب کی گئی دوا کی خوراک اس قدر کم نہیں کرنی چاہئے کہ اس کی طاقت اس قدرتی بیماری کی طاقت سے کم ہو جس کے علاج کیلئے اس دوا کو استعمال کرایا جا رہا ہے اور یہ کہ دوا اس قابل نہ رہے کہ زیر علاج مرض کے کم از کم کچھ حصوں کو بھی شفایاب نہ کر سکے۔ اور شرط یہ بھی ہے کہ جونہی اس دوا کو استعمال کرایا جائے بیمار کی حالت میں فوری تبدیلی پیدا کرے۔ مندرجہ بالا تفصیل، حاد، مزمن اور پیچیدہ قسم کے امراض سے

[illegible]

[illegible] ANTAGONISM [illegible]

[illegible] ANTAGONISM [illegible]

[illegible]

[illegible]

[

نہایت ہدایت اور تسلی سے منتخب کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

فیکے نے فزیسی حساب دان ہاپر ٹینس کا قانون لاآف پارسی مونی (LAW OF MAN-PERTUS) استعمال کرتے ہوئے قلیل المقدار خوراک کے عمل اور افادیت کو بیان کیا ہے۔ لاآف لیسٹ ایکشن (LAW OF LEAST ACTION) اس قانون کی رُو سے "قدرت میں تبدیلی لانے والے عمل کی مقدار ہمیشہ کم، کم ہوتی ہے اور فیصلہ کن لمحہ بھی نہایت کم مدت پر مشتمل ہوتا ہے۔" اور اگر اس قانون کو علم العلاج میں استعمال کیا جائے تو آخری ممکن یعنی سب سے اونچی پوٹینسی ہی عمل کے آغاز کا باعث بن سکتی ہے اور یہ پوٹینسی صرف ہومیوپیتھک دوا کی ہی ہو سکتی ہے۔

فیکے کا حوالہ دیتے ہوئے یہ کہنا ضروری ہے کہ (Law of least action) لاآف لیسٹ ایکشن، لاآف سمیلز (Law of similars) قانون بالمثل کے لئے ضروری جُز کی حیثیت رکھتا ہے۔

اس قانون کی رُو سے ہومیوپیتھک دوا کی تندرُستی بخش خصوصیات اور دوا کے عمل کو ادویات کی تیاری اور استعمال سے کنٹرول کیا جاتا ہے دوسرے لفظوں میں ہومیوپیتھک دوا کے عمل کی پہنچ [redacted] مقدار دوا سے متعین ہوتی ہے۔ نتیجتہً لاآف لیسٹ ایکشن کو ہومیوپیتھی میں بنیادی اصول کی حیثیت دی جاتی ہے۔"

۸ معالج تمام پوٹینسیاں یک بارگی استعمال کرنے کی بجائے اگر ان توانین کو سمجھ ہو تو وہ صحیح پوٹینسی آسانی سے منتخب کر سکتا ہے معالجین میں ایک غلط خیال بہت عام ہے اور وہ اپنی اونچی پوٹینسی استعمال کرتے سے ڈرتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ نیچی پوٹینسی زیادہ مؤثر ہوگی۔ حالانکہ دونوں قسموں کے لئے یکساں علامات کا انتخاب ہوتا ہے۔

پوٹینٹائیزیشن کا علم آہستہ آہستہ بڑھا اور حقیقت میں اب بھی اس پر آخری رائے نہیں ہوئی لیکن اس کے باوجود اس کی دریافت ہانیمن کا عظیم ترین کارنامہ ہے اور ان پوٹینسیوں کا استعمال جو کہ نہایت اہم ہے ہانیمن کے ذہن اور بیحد ذہین کا مرہون منت ہے اور اُس کی رہنمائی عظیم روحانی

خدمت تصور کی جائے گی اور اُن کی یہ صداقت ادویات کو بیماریوں کے علاج کے لیے استعمال کرنے کے انداز کے ارتقاء کا باعث بھی بنے گی۔

عرصہ تک یہ حقیقت واضح طلب رہی کہ مکمل اثرات تو ہر ایک پر یکساں ہوتے ہیں لیکن بیماریت کس طرح پیدا ہوتے ہیں یہ ایک معمہ ہے۔ بہرحال قوانین بالمثل کی اس وقت تک کوئی عملی اہمیت نہ تھی جب تک ادویات کے ڈائنامک ایکشن اور دوا کی قلیل ترین مقدار کے استعمال کے قوانین دریافت نہ ہوئے تھے۔ ان قوانین کی دریافت نہ ہوئے تھے۔ ان قوانین کی دریافت سے ہی تشکیلیت قائم ہوئی اور یہ بات واضح ہوگئی کہ یہ تینوں زاویے یکساں اہمیت کے حامل ہیں اور ان میں سے ہر زاویہ دوسرے کو مکمل کر کے علاج کی تکمیل کرتا ہے اور تب ہی ہومیوپیتھی عملی بنتی ہے۔

اگر ادویات کے ڈائنامک ایکشن اور قلیل ترین مقدار خوراک کے قوانین عمل میں نہ آتے تو ہومیوپیتھی بھی ہانیمن کی یاد کے ساتھ ہی فراموش ہو جاتا اور ہانیمن کا نام صرف چند ادویات کی آزمائش کے لیے یاد کیا جاتا، جس طرح تواتاط۔ ہالر اور سٹاہل کے ساتھ ہوا۔ یہی وجہ ہے جس سے ہانیمن کی ذہانت کی چمک ماند نہیں پڑی اور اس کی ذہانت کی چمک اور روشنی ہمیشہ قائم رہے گی اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کی چمک دمک میں اضافہ ہوتا رہے گا۔

ادویات کے ڈائنامک اصول کی دریافت اور ترقی علم کے ایک ایسے شعبہ کی حیثیت رکھتی ہے جس کو سائنسی دنیا عام طور پر تسلیم تو کر لیتی ہے مگر ایسی چیز کا شمار ان چیزوں میں کیا جاتا ہے جو مشکل سے کوئی تبدیلی برقیات میں ہماری حیرت انگیز ترقی، ٹیلی گرافی، ریڈیو، ایکسپلوریشن میلانن، کیمیکل اصٹی — (Chemical Synthesis) اور کئی دوسری دریافتیں بھی ہانیمن کی دریافت کے ہمپلہ ہیں جب ٹھوس مادی ادویات کو ڈائنامائزیشن کے ذریعے تیار کیا جاتا ہے تو ان میں نئی اور انتہائی خصوصیات پیدا ہو جاتی ہیں۔ ڈائنامائزیشن ایسا عمل ہے جس کے ذریعے قدرتی ادویات میں پوشیدہ توانائی کا اخراج ہوتا ہے۔ یہ ایک ایسا عمل ہے جس کے نتیجے میں ادویات مجرد اور توانائی ڈائنامک توانائی کی شکل میں آزاد ہو جاتی ہے۔

باب ۱۳ (۱۵۶)

دوا کی خوراک

THE DOSE.

ایک وقت میں دوا کی کتنی مقدار استعمال کی جانی چاہیئے؟ یا اگر اس سوال سے غور کیا جائے کہ دوا کی خوراک کتنی ہونی چاہیئے؟ تو ان لوگوں نے جو ہومیوپیتھی کی تاریخ کے بارے میں علم رکھتے ہیں کبھی یہ مقولہ خوراک دوا کے مسئلے کے بارے میں بھی تاریخ ساز ثابت ہوا ہے

ہانیمن سے پہلے (خصوصاً اس سے قبل کے ابتدائی دنوں میں) خوراک دوا کی اہمیت کی حامل سمجھی جاتی تھی اور تمام دوائیں بہت بڑی بڑی خوراکیں میں مرتعشات کرنے کے لئے استعمال کی جاتی تھیں۔ تمام معالج علاج کے لئے بڑی بڑی خوراکیں استعمال کرتے تھے اور چونکہ ہانیمن بھی اس وقت کے ہم عصر ترتیب دیتے تھے لہٰذا اپنے پیشے کے ابتدائی دنوں میں انہوں نے بھی اپنے پیشرو معالجین کی تقلید کی حتیٰ کہ ہانیمن نے قانون شفاء کی دریافت پالینے کے بعد بھی بڑی بڑی خوراکیں دینے کا سلسلہ جاری رکھا اور یہ بات یاد رہے کہ انہوں نے کروپ، اخلام، اور قولنج کی بڑی بڑی خوراکوں سے علاج کیا۔ مگر پھر انہوں نے نہایت ہی قوی مشاہدے اور تجربات کے بعد یہ معلوم کر لیا کہ اس طرح دوا ادویات کے اثرات بجائے شفا کے موجب بن رہے ہیں۔ بعد ازاں مکمل شفاء کے جب ہانیمن کو اس بات کا یقین ہو گیا تو انہوں نے خوراک کی مقدار کو کم سے کم کرنا شروع کیا اور نتائج پر غور کیا تو انہیں معلوم ہوا کہ دوا کی مقدار جتنی کم استعمال کی جائے اتنے ہی زیادہ شاندار نتائج پیدا کرتی ہے۔ قلیل المقدار خوراک دوا کے بارے میں ہانیمن نے تجربات اس وقت شروع کئے جب انہوں نے مرض کے ڈائنمک پہلو کو دریافت کر لیا کیونکہ اس دریافت کے بعد ان کے منطقی ذہن نے دوا کی بڑی بڑی خوراکیں استعمال کرنے کے نتائج کو اوٹھگ ایکشن) اسی نظریے

متعلق لکھا ہوگا کہ مسوڑھوں کی سوجن کے علاج کے لئے استعمال
کرنے والی دوا کس مقدار میں کھائی جائے۔ اس کے علاوہ
ڈاکٹر جیسے جیسے مریض کی حالت میں بہتری محسوس کرتے ہیں
دوا کی مقدار کو کم کرتے جاتے ہیں۔ ہومیوپیتھی کے بانی ہانیمن
نے اس طریقہ علاج کو متعارف کرایا تھا۔ اس کے بعد ہومیوپیتھی
کے ماہرین نے اس طریقہ علاج کو اختیار کیا۔

مگر قلیل المقدار دوا کا استعمال ایلوپیتھی کے ماہرین میں
مقبول نہ ہو سکا۔ وہ اپنے کلینک میں ایسے مریضوں کو دیکھنے سے قاصر تھے
کیونکہ اس طریقہ علاج میں مریض کو دوا دینے کے بعد اس کی حالت کے اظہار کا انحصار مریض پر ہوتا تھا۔ وہ
لوگ مریض کی ظاہری علامات سے مرض کا اندازہ لگانے سے قاصر تھے۔

آج قلیل المقدار دوائی خوراک کی تواتر سے آہستہ آہستہ تبدیلی کی جائے گی حتیٰ کہ ایلوپیتھی نظریہ کے حامل ماہر
سائنسی تجربہ گاہوں میں اس سلسلے میں تجربات کر رہے ہیں۔ آہستہ آہستہ دوائی خوراک کو وہ لوگ بھی کم استعمال
کرنے لگے جو کبھی قلیل المقدار دوا کے پُراثر ہونے سے انکار کرتے تھے۔ بہت سی مشہور ادویہ ساز کمپنیوں نے اسی
اصول پر چلتے ہوئے عام معالجین کے استعمال کی دوائیں تیار کرنا شروع کر دیا ہے اور کولائیڈل ادویات
کی تیاری اور ہومیوپیتھی کے محدود دوا کا علاج اسی رجحان کی مثال ہے اور ڈاکٹر جیٹ نے ڈائنامک
طاقت کے بارے میں جو انکشافات کئے ہیں وہ بھی اسی سے متعلق ہیں اور اس سلسلے میں حاصل کردہ
ڈی پوٹنسی کے تجربات کے بارے ہے کہ اگر ڈائمنڈ ڈی کی یکساں مقدار کی دو کرسٹل میں سے ایک
کو تین ٹریلین حصوں میں اور دوسری کرسٹل کو بچاس ہزار حصوں میں تقسیم کیا جائے پھر ان میں سے ایک
ایک حصہ کو استعمال کر لیا جائے تو تین ٹریلین حصوں میں تقسیم کئے گئے کرسٹل کا ایک حصہ کینسر کے مرض
کے لئے شفا بخش خصوصیات کا حامل ہوگا جبکہ بچاس ہزار حصوں میں تقسیم کئے گئے کرسٹل کے
ایک حصہ نہایت خطرناک زہریلی خصوصیات کا حامل ہوگا اور "کینسر" کا مرض پیدا کرنے کا سبب بنے گا۔

اس تجربے سے ہانیمن کی قلیل المقدار دوا کی شعاع بخش قوتوں اور دوا کی زیادہ مقدار کی نقصان دہ خصوصیات کا ثبوت ملتا ہے۔

مندرجہ بالا مثال سے آرنڈ شلز کے عمل اور ردِ عمل کے قانون کا بھی اظہار ہوتا ہے اور اس طرح ہانیمن کے نتائج کی جامعیت اور ہمہ گیری کا ثبوت ملتا ہے۔ اس سلسلے میں ہانیمن کی آرگنین آف میڈیسن کے پانچویں ایڈیشن کا حوالہ دوا کی خوراک کے بارے میں دیا جا سکتا ہے۔ ہانیمن کی اس کتاب کا ہر ایڈیشن دوا کی قلیل مقدار کو مزید قلیل بنانے کی طرف ایک قدم تھا۔

آرگنین کے پیراگراف ۱۱۲ میں تحریر ہے کہ پرانے نسخوں کے مطابق مضر اثرات کی بڑی بڑی خوراکیں استعمال کرائی جائیں تو افسوسناک عمل کی ابتدا میں تو نہیں مگر اس کے خاتمے پر دیکھنے میں آتا ہے کہ ان ادویات سے ایسی کیفیت اور اثرات پیدا ہوتے ہیں جو ابتدائی حالت میں نمودار ہونے والے اثرات سے بالکل متضاد ہوتے ہیں۔ یہ علامات ابتدائی عمل کی علامات سے بالکل مختلف ہوتے ہیں اور ان کے اثرات قوتِ حیات پر مناسب عمل کے اثبات سے بالکل مختلف ہوتے ہیں۔ لیکن اگر دوا کی مناسب مقدار کی خوراکیں استعمال کی جائیں یعنی کسی تندرست انسان پر آزمائش کے لئے ان کا استعمال کیا جائے تو پھر قطعاً ایسی علامات کا نام و نشان تک نہیں ملتا اور ہومیوپیتھک طریقۂ علاج کے دوران زندہ انسانی جسم ان چھوٹی چھوٹی خوراکوں کے زیرِ اثر صرف اتنے ردِ عمل کا اظہار کرتا ہے جتنا کہ غیر صحت مند بنانے کے لئے درکار ہوتا ہے۔

آرگنین کے پیراگراف نمبر ۱۲۸ میں درج ہے کہ جدید ترین تجربات نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اگر ادویات کو انتہائی قلیل مقدار میں استعمال کیا جائے تو وہ اپنی پوشیدہ قوتوں کا اظہار ہرگز اس حد تک کرنے سے قاصر ہوتی ہیں جتنا کہ ادویات کو حلِ تقلیل سے باریک پیس کر یا چھڑکنے دینے والی طاقتوں کی شکل میں استعمال کرنے سے ہوگا۔ اس عمل کے نتیجے میں تمام ادویات کے پوشیدہ اور غیر ابدی تو ناپیدا طاقتیں ناقابلِ یقین حد تک اپنی قوتوں کا اظہار کرتی ہیں۔

آرگنین کے پیراگراف نمبر ۱۴۱ کے مطابق کوئی بھی ہومیوپیتھک دوا جس کا انتخاب توجہ اور احتیاط

سے بچایا جاسکے، اسے اس حد تک کم سے کم خوراک کی شکل میں ... تو وہ دوا جس کی
مرض سے اور کم سے کم ایک غیر معمولی قسم کا احساس یا بیمار کی مخصوص علامت پیدا کرے گی۔

آرگینن کے پیراگراف نمبر ۱۵۷ میں درج ہے کہ جو دوا ایک ہومیوپیتھک منتخب شدہ دوا کی
قلیل المقدار خوراک اور موزونیت کے لحاظ سے اس قابل ہوتی ہے راہ ایسے مستقل مرض کی علامات
کو ختم کردے۔ مگر اسی دوا کی بڑی خوراکیں مرض میں جو شدت پیدا کریں گی وہ کئی گھنٹوں تک باقی رہے
گی مگر حقیقتاً یہ تو دوا کے ایسے اثرات ہوتے ہیں جو اپنی شدت میں اپنی بیماری کے اثرات سے کچھ زیادہ
مگر نوعیت کے لحاظ سے اثرات مرض کے مشابہ ہوتے ہیں۔

آرگینن کے پیراگراف نمبر ۱۵۹ میں مرقوم ہے:۔

ہومیوپیتھک دوا کی خوراک جتنی چھوٹی ہوگی، مرض میں شدت کا اظہار اسی قدر کم اور قلیل المعیاد ہوگا۔

پیراگراف نمبر ۱۶۰ میں درج ہے کہ چونکہ ہومیوپیتھک دوا کی خوراک کو اس حد تک قلیل المقدار نہیں کیا
جاسکتا کہ کسی نئے قدرتی مرض پر غالب نہ آسکے اور اسے شفا بخشنے کے قابل نہ ہے۔ یہی وجہ ہے
کہ ہومیوپیتھک ادویہ کی ایک نسبتاً کم قلیل المقدار خوراک استعمال کرانے جانے کے تقریباً ایک گھنٹہ
بعد ہومیوپیتھک شدت مرض پیدا کرنے کے قابل ہوتی ہے اور اس شدت مرض کو محسوس کیا جاسکتا ہے۔

ہانیمن کرانک امراض کے بارے میں بیان کرتے ہوئے اس بات کو اہمیت دیتے ہیں کہ۔

جب مرض میں شدت پیدا ہونے کے نتیجے میں پیدا ہونے والی علامات بعد میں بھی اسی شدت سے
نمودار ہوجائیں یا ان کی شدت میں پہلے سے بھی اضافہ ہوجائے تو یہ امر اس بات کی نشاندہی کرتا ہے
کہ اسٹی سورک دوا کی مقدار بہت زیادہ تھی خواہ یہ دوا درست منتخب کیوں نہ کی گئی ہو۔ اور اس سے اس بات
کا خدشہ ہوتا ہے کہ شفا کا عمل نہیں ہوسکے گا۔ کیونکہ زیادہ مقدار میں دوا کھلانے سے ایسا مرض لاحق
ہوجائیگا جو کچھ لحاظ سے قدرتی مرض کے مشابہ ہوگا لیکن اپنی شدت کے لحاظ سے کہیں زیادہ اور ناقابل علاج
کا باعث بن جائے اور یہ مرض کو ختم ہونے کے ناقابل ہوتا ہے۔ بہرحال اس حقیقت کے نتیجے میں
پیدا ہوتی ہے کہ جب دوا زیادہ مقدار میں استعمال کیا جائے تو پھر یہ کئی دوسری علامات پیدا کرے گی جو

پہلی علامات کو ختم کردیگی اور دوسری قسم کی کوئی علامات پہلی علامات کی جگہ پیدا کرلیگی۔

ہانیمن لکھتے ہیں دوا کی اس بڑی خوراک کے اثرات ۱۶، ۱۸، ۲۰ دن میں ظاہر ہوجائیں گے اور پھر ان اثرات کو روکنے اور ختم کرنے کے لئے یا تو اس دوا کا تریاق (Anti dote) استعمال کرایا جائے اور اگر تریاق معلوم نہ ہو تو پھر کوئی مناسب ترین اینٹی سورک دوا دی جائے جو موجودہ علامات کے مطابق ہو اور جب کثیر المقدار دوا کے طوفانی اثرات تریاق یا کسی دوسری مناسب اینٹی سورک دوا سے دور کردیئے جائیں تو پھر اس پہلی دوا کو استعمال کرایا جاسکتا ہے جو صرف اپنی زیادہ مقدار کی وجہ سے نقصان کا باعث بنی تھی۔ لیکن اس دوا کا استعمال کراتے وقت اس کی مقدار کو انتہائی کم اور اس کو زیادہ سے زیادہ پوٹینشیائزڈ شکل میں ہونا چاہیئے تو پھر اس کے نتائج نہایت کامیاب ہونگے۔

ہانیمن مزید فرماتے ہیں کہ ادویات کو میری بتائی گئی مقدار سے بھی کم استعمال کرانے کے نتائج یہ ہوں گے کہ مریض کو کوئی نقصان نہیں ہوگا، دوا کی خوراک بمشکل اتنی ہونی چاہیئے جو کم از کم دوا کے اثر اور عمل کے راستے میں رکاوٹ نہ بنے یہ قلیل المقدار دوا اس صورت میں بھی اتنی ہی فائدہ مند ثابت ہوگی جتنی کہ ایک دوا کو ہونا چاہیئے، لیکن شرط یہ ہے کہ یہ دوا ہومیو پیتھک طریقہ سے علامات کے مطابق منتخب کی گئی ہو۔ اس کے علاوہ قلیل المقدار دوا استعمال کرانے کا فائدہ یہ بھی ہے کہ اگر خدانخواستہ دوا کا انتخاب صحیح نہ کیا گیا تو پھر اس کے استعمال سے پیدا ہونے والے اثرات کو اس کی قلیل مقدار کی جانب اوپر بیان کئے گئے طریقے سے آسانی سے دور کیا جاسکتا ہے اور علاج کو بلا تاخیر اینٹی سورک موزوں دوا کے استعمال سے جاری رکھا جاسکتا ہے

اگر دوا کا انتخاب کرنے والے عام لوگ اور خاص طور پر ہومیو پیتھک طریقہ کار پر چلنے والے لوگ میرے اس نظریہ پر عمل کریں گے تو وہ خود کو اور اپنے مریضوں کو غیر ضروری تکلیف اور مشکلات سے بچالیں گے۔ ہانیمن نے اپنے دور میں جب لوگوں کو اپنا وقت اور کوششیں ضائع کرتے ہوئے دیکھا اور حقیقی تکلیف میں مبتلا غیر وجہ کے دیکھا تو وہ پکار اٹھے:

"کاش کہ یہ لوگ میرے نظریہ پر غور کرتے تو آج [illegible] اور اگر یہ لوگ میرے نظریہ کا لحاظ

ہومیو پیتھک دوا کی خوراکیں بھی ایک قانون کے تحت تیار کی جاتی ہیں۔ جس طرح ہومیو پیتھی کی بنیاد قوانین مماثل پر ہے۔ "عمل اور ردعمل برابر لیکن سمت میں مخالف ہوتے ہیں"۔ یہ بنیادی اصول ہے اور ہمیں دوا کے استعمال کے لئے بھی اسی اصول سے رہنمائی حاصل کرنا چاہیئے۔

دواؤں کے ابتدائی اور ثانوی اثرات مشاہدہ کرنے والے پر عیاں ہوتے ہیں، اس سلسلے میں تلی اور اپی کاک کی تے کی مثال دی جاسکتی ہے۔ قلیل المقدار خوراکوں کی صورت میں اپیکاک متلی اور قے کو شفا بخشتی ہے اور اس دوا کی اہم علامات متلی اور قے اور ان سے متعلق علامات ہیں۔ اور اگر اس کو عام مقداروں میں استعمال کیا جائے تو اس سے گہری نیند آتی ہے لیکن اگر اس کو ہومیو پیتھک طریقہ علاج کے مطابق استعمال کیا جائے تو اس سے بیہوشی کی حالتوں کے لئے نہایت مفید نتائج حاصل ہوتے ہیں۔

جن قسموں کا ذکر کیا گیا ہے ان ادویات کو (جنہیں ہومیوپیتھک طریقہ سے) بہت زیادہ مقدار میں استعمال کرایا جاتا ہے۔ ان خوراکوں کو فزیالوجیکل خوراکیں کہا جاتا ہے

دوا کا فزیالوجیکل عمل (Physiological Action) ہومیوپیتھک نقطۂ نظر سے دوا کی شفا بخش قوتوں سے کوئی تعلق نہیں رکھتا کیونکہ ہومیوپیتھک ادویات کبھی بھی فزیالوجیکل خوراکوں کی صورت میں استعمال نہیں کرائی جاتیں۔ یہ بات شروع میں توضیح طلب معلوم ہوتی ہے کیونکہ ہم ادویات کو عملی حالتوں میں استعمال کر سکتے ہیں لیکن ہم ادویات کو کبھی بھی ان کے فزیالوجیکل اثر کے لئے استعمال نہیں کرتے۔

فزیالوجیکل عمل زہریلے اثرات کا حامل ہوتا ہے۔ اس لئے مریض کی صحت کے لئے بہت نقصان دہ ہوتا ہے۔ دوا کا فزیالوجیکل عمل اس کے معالجاتی یا شفائی عمل سے متعلق نہیں ہوتا بلکہ یہ شفائی عمل کا بالکل متضاد عمل ہوتا ہے۔ اسلئے ہومیوپیتھی میں اسے علاج کے لئے استعمال نہیں کیا جاتا۔ ادویات کو فزیالوجیکل شکل میں استعمال کرنے کا مطلب دراصل ادویاتی علامات پیدا کرنے کی کوشش کو تسلیم کرنا ہے یعنی وہ علامات جو دوا کے ابتدائی عمل سے پیدا ہوئیں اور اس بات کا اقرار کرنا ہے کہ معالج کی ادویات کے ثانوی اثرات سے بے بہرہ ہے۔ ہانیمن آرگنن کے پیراگراف ۱۱۳ میں منشیاق ادویات کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

"جیسا کہ یہ نشہ آور (ادویات) قوت حس اور احساس کو ختم کر دیتی ہیں۔ مگر ایسے ابتدائی اثر کے نتیجہ میں یہ قوت حس اور غصہ کو زیادہ کر دیتی ہیں اور ایک صحت مند آدمی کے اندر ایسا نشہ آور ادویات کے بعید اثرات کی وجہ سے ہوتا ہے۔ خواہ یہ نشہ آور ادویات مناسب مقدار میں استعمال کیوں نہ کی گئی ہوں۔

ہومیوپیتھی میں ایک اصطلاح ہیتھوجینیک ہے دراصل یہ اصطلاح اُن ابتدائی علامات کے لئے استعمال ہوتی ہے جو دوا سے پیدا ہوتی ہیں۔ اور یہ اصطلاح زہر کے معنی ہے۔ دوسرے لفظوں میں علامات خاکہ ادویات یا زیادہ مقدار میں ادویات کے استعمال سے بھی پیدا ہو جاتی ہیں مگر یہ علامات ہیتھوجینیک امراض سے متعلق ہوتی ہیں، شفاء سے متعلق نہیں ہوتیں۔ یہ علامات خاندانی مشابہت کو ظاہر بھی کر سکتی ہیں جیسا کہ ایک ہی خاندان کے افراد عام قسم کے علامات میں ایک ہی جیسا ردعمل کا اظہار کرتے ہیں لیکن

ادویات سے علم کا شعاعی سے عمل میں استعمال رہتے وقت بھی ادویات کی مخصوص خاصیت کا اظہار ہوتا ہے اور یہ مخصوصیات ہمیشہ علیحدہ خصوصیات سے ظاہر ہوتی ہیں۔

ہومیوپیتھی میں تعاملی عمل دوا کی اثر کے بغیر مکمل پاتا ہے اور یہ عمل بعد کسی خلاف سے عمل تعامل ہوتا ہے اور نشوونما کے ساتھ ترقی پاتا ہے اور اس کی مخصوصیت ڈائنامک اور حالی ہوتی ہے جو کہ تعاملی عمل ڈائنامک ہوتا ہے اسلئے ادویات بھی ڈائنامک صورتوں پر استعمال کرنی چاہئیں۔ سمات نہیں کہ ادویاتی اثرات پیدا ہو جائیں، لہذا یہ دوا ہمیشہ کم مقدار ہی ہوگی جو قوت سمات عمل کے اور حرکت نیچر کے مطابق نہایت قلیل ہوگی۔

ہمیں یہ بات یاد رکھنا چاہیئے کہ دوا کی خوراک کو خواہ کتنا ہی قلیل کیوں نہ تصور کیا جائے اس دوا کا کچھ مقدار ضرور باقی رہتی ہے کیونکہ مادہ کبھی فنا نہیں ہوتا [illegible] تبدیل ہو سکتا ہے۔ تو دوا [illegible] تبدیل ہو سکتا ہے لیکن اس کی مقدار مطلق صفر تک کبھی نہیں پہنچ سکتی۔

ہومیوپیتھک دوا کا یہ تقاضا ہے کہ اس کے استعمال سے نئی علامات پیدا نہیں ہوتیں کیونکہ نئی علامات تو دوا کا اثر ہوں گی۔ لیکن ہومیوپیتھک دوا کے استعمال سے یہ ہو سکتا ہے کہ پہلے سے موجود علامات میں معمولی شدت آجائے جو جلد ہی کم ہونا شروع ہو جاتی ہے اور حالت بہتر ہونے لگتی ہے اور صرف واحد دوا نہایت معمولی مقدار میں استعمال کرنے سے ہی اس قسم کے بہتر نتائج حاصل ہوتے ہیں جس سے مریض میں قوت کی ہو جاتی ہے توانائی لوٹ آتی ہے اور مریض کی صحت بحال ہو جاتی ہے۔

ہمیں یہ کبھی نہیں چاہیئے کہ انتہائی قلیل المقدار دوا کی خوراک علامات پیدا نہیں کر سکتی لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے اس مثالوں میں یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ حقیقت بہتری پیدا کرنے والی طاقت میں حساس مریض دوا آزمائے جانے پر ہوتی ہے۔

جب ہومیوپیتھک دوا استعمال کرائی جاتی ہے تو قدرتی طور سے اس قدر حساسیت ہوتی ہے کہ اسے اپنے عمل کے لئے کسی کاوٹ کا سامنا نہیں کرنا پڑتا کیونکہ اس کے دائرہ عمل پر جانے میں بہت آسانی ہوتی ہے اور کارکردگی پر جانے پیدا کرنے والے عوامل غائب ہو جاتے ہیں جیسے کہ [illegible]

اور ہم نہیں اس قسم کے لئے لکھے ہوتے ہیں اور مائل دوا کے لئے تجویز کی جاتی ہے ہومیو پیتھک دوا جسم پر اسی طاقت سے اثر انداز ہوتی ہے جس طاقت، بیماری پیدا کرنے والی وجہ (جراثیم وغیرہ) اثر انداز ہوتی ہے۔ یہ خیال رکھتے ہوئے کہ دوا سے بیماری اور تکلیف میں اضافہ نہ ہو دوا کی مقدار کم از کم استعمال کرنی چاہیئے۔ اسی وجہ سے ہومیو پیتھک دوائی خوراک قریباً ہمیشہ ہی ہومیو پیتھک علامات میں شدت پیدا نہ ہو اور نہ کوئی نئی علامت پیدا ہوں

جس طرح قانون شفاء موجود ہے اسی طرح قانون مقدار (دوا کی خوراک) بھی ہے اور جب ہم ہومیو پیتھک دوا استعمال کرتے ہیں تو اس کی مقدار ہومیو پیتھک قوانین کے مطابق ہونی چاہیئے ورنہ قوانین قدرت پر منحصر ہے۔ یہ قانون اٹل ہے اور ناقابل تبدیل ہے۔ اگر ہم اس قانون کی پیروی نہیں کرتے تو اس قانون کا تو کچھ نہیں بگڑتا مگر ہمارے نتائج بُری طرح متاثر ہوتے ہیں۔ قدرت میں کسی تبدیلی پیدا کرنے والے عوامل کی مقدار ہمیشہ کم سے کم ہوتی ہے اور یہ فیصد کن مقدار ہمیشہ قلیل ترین ہی ہوتی ہے۔

یہ بات سمجھنا مشکل نہیں کہ وہ قوت جو دوا اور ہمارے کے درمیان شفائی رابطہ قائم کرتی ہے اور جو دوا اس قانون کی باقاعدگی کو قائم رکھتی ہے وہ قوت اسی اندازے میں مقدار (دوا) اور اس کے استعمال کا تعین بھی کرتی ہے۔ اس قوت کا انحصار الہامی یا خیالی ہرگز نہیں بلکہ اس قوت کا انحصار اس بات پر ہے کہ ہم اس قانون کو کہاں تک سمجھتے ہیں۔

یہ تو سیدھی سی بات ہے کہ وہ قوت جو مرض اور دوا کے مابین شفاء کا تعلق قائم کرتی ہے وہی اس دوا کی خوراک کی مقدار اور دوا کے طریقہ کار کا تعین بھی کرتی ہے۔ یہ ہمیں دوا کی طاقت کے استعمال کے بارے میں کسی خام خیال یا اندازے کی اجازت نہیں دیتی، بلکہ ہمیں ہر اس قانون کو پوری طرح سمجھنے کی ہدایت کرتی ہے۔ جو دوا کی مقدار کا تعین کرتا ہے)۔

آیئے اسی قانون کی روشنی میں اس مسئلہ کو پوری طرح سمجھنے کی کوشش کریں۔ اصل اس مسئلہ کی بھی دو قسمیں ہیں ایک قسم کا تعلق مریض سے ہے اور دوسری قسم کا دوا سے۔

پہلی قسم کے مسئلے میں جسم کے اعضاء یا جسمانی افعال کے ایک دوسرے کے ساتھ ارتقائی تعلق میں گڑبڑ کا سامنا ہوتا ہے۔ اس گڑبڑ کا سبب کوئی بھی محرک ہو سکتا ہے اور اس محرک کے نتیجے میں ان اعضاء کی حساسیت یا تو بہت بڑھ سکتی ہے یا بالکل ختم ہو سکتی۔ مثلاً کسی محرک کے نتیجے میں اگر جلد کی طرف برداشت ناقابل برداشت حد تک بڑھ سکتی ہے تو دوسری طرف اس کی حد کم ہو سکتی ہے کہ کسی تحریک کو سرے سے محسوس ہی نہ کیا جا سکے۔ یعنی اس طرح ایک ہی قسم کے احساسات جسم میں لگے جو بیرونی قوتوں کی پیداوار ہوں گے اور جو مدرک آدمی کے اندر موجود نہیں ہوں گے۔ ان تبدیلیوں کا مجموعہ سے تعلق کی ایک ایسی قسم کی تشکیل ہوتی ہے جو ہمارے آدمی کی کیفیت کو سمجھنے کے لئے بنیاد حیثیت رکھتی ہے۔

ہمیں اپنے موجودہ مقصد کے لئے صرف انہیں تبدیلیوں پر غور کرنا ہے۔ جو دوا کے نتیجے پیدا ہوتی ہیں۔ بعض اوقات کوئی مریض کسی ایک دوا کے لئے تو احتمال حساس ہوتا ہے جبکہ وہی مریض دوسری دواؤں کی نسبتاً زیادہ مقدار کے غیر حساس ہوتا ہے اور ایسا ہم اکثر و بیشتر دیکھتے رہتے ہیں اور اس کا جواب ہمیں دوا کی خوراک کے اصول (قانون) سے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ حساسیت میں تبدیلی مسئلے کی پہلی قسم کے بنیادی عنصر کی حیثیت رکھتی ہے جبکہ دوسری کا تعلق دوا سے ہے اور وہ قوت جو زندہ قوتوں کے ساتھ ایسا امتزاج پیدا کرتی ہے کہ وہ مجموعہ تسلسل کو قائم نہیں رکھ سکتیں جو انسانی صحت کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ یہی وہ قوت ہے۔ جسکا تعلق دوا کی خصوصیات سے ہے۔ دوا کی خصوصیات میں عمل پیرا اس قوت کا حل حساسیت کی کئی خاص صورتوں میں اس طرح ہوتا ہے کہ دوا کی خوراک کا تعین نہ کرنے کی صورت میں نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے۔ دوا کی خوراک کے تعین کے لئے ہمیں اسی قانون کی پیروی کرنا پڑتی ہے جو تمام صورتوں میں دوا کی خوراک متعین کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

دوا تجویز کرنے کے سلسلہ کا پہلا سوال تو یہ ہے کہ دوا کیا ہے اور دوا کے انتخاب کے بعد جو دوسرا سوال پیدا ہوتا ہے وہ اعضاء کی مخصوص حساسیت کے بارے میں ہے کہ اس دوا کی کتنی مقدار اس خاص کیس میں قوت حیات کے کھوئے ہوئے توازن کو برقرار کرنے میں کامیاب ہوگی۔ اس ہی

ایلوپیتھی میں تمام تر مسائل کا حل پوشیدہ ہے یعنی دوا استعمال کرتے وقت مریض کس قدر حساس ہے،

کون سا مریض کس دوا کے لئے کتنا حساس ہے؟ یہ ہم کس طریقہ سے معلوم کریں جس سے ہمیں طریقہ علاج ہم نے دوا کا انتخاب کیا تھا یعنی مریض کے بیان سے مرض سے متعلق علامات کو اکٹھا کر کے اور پھر جو دوا منتخب کر چکے ہیں اس کی علامات کا مریض کی علامات سے موازنہ کر کے اور یہ بھی دیکھ کر ان دونوں میں مماثلت کس حد تک ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ مذکورہ علامات صرف اسی دوا کا خاصہ ہوں یا کم از کم اس کے ہم جنس گروپ یا دواؤں کے کسی خاص گروپ کی علامات ہوں۔ یعنی اگر مریض کی اس دوا کی مخصوص علامات بیماری کی علامات سے کس حد تک مشابہ ہیں تو مشابہت کی یہی نسبت ہمیں اس دوا کی مقدار سے تعین میں مدد دے گی۔ یہ مشابہت جتنی زیادہ ہوگی، دوا کی مقدار اتنی ہی کم یعنی پوٹینسی اتنی ہی اونچی استعمال کرنا ہوگی۔

گویا دوا اور مرض کے تعلق کا انحصار حساسیت پر ہے اور اس حساسیت کے بغیر دوا میں سوائے زہریلے اثر کے کوئی خصوصیت نہیں ہوتی اور صرف فزیالوجیکل اثر شفایابی کا حامل نہیں ہو سکتا۔ اگر مریض کے اندر حساسیت نہیں ہوگی تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ دوا اور مریض کے درمیان کوئی تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ دوا اور مرض کی خصوصیات میں مشابہت کی نسبت ہی حساسیت کی شدت کا تعین کرتی ہے، دوسرے لفظوں میں حساسیت کی شدت اور دوا کی مقدار میں راست نسبت متروک ہے۔

مرض کی حالت میں حساسیت میں نمایاں اضافہ ہو جاتا ہے اور چونکہ اس صورت میں مرض کے تمام راستے کھلے ہوتے ہیں اسلئے وہ چیز جو صحت کی حالت میں محسوس بھی نہیں ہوتی وہ حالت مرض میں نمایاں اثر دکھائے گی۔ اس مشابہت سی علامات جو دوا کی علامات سے مماثلت رکھتی ہیں نمایاں طور پر سامنے آئیں گی۔ دوا اور مرض میں اس گہری مماثلت سے دوا کی نہایت قلیل مقدار شفایابی کا عمل پیدا کرے گی۔

اس بنیادی قانون کا اطلاق ثابت کرتا ہے کہ کس طرح اکثر و بیشتر ایک پرانے اور خطرناک مرض کو ایک پوٹینسی کی دوا تبدیل کر دیتی ہے جبکہ کم پوٹینسی میں وہی دوا زہریلے اثرات پیدا نہیں کر سکتی۔ علاوہ ازیں اس قانون کا اطلاق ہمارے لئے ہومیوپیتھی تک محدود ہے جبکہ ایلوپیتھی کا گہرا مطالعہ بھی اس قانون کی تائید کرتا ہے۔ ہومیو پیتھی کو

کو کیسے شناخت کرتے ہیں

سوالات

- ہائپر سے دوا کی تھوڑی خوراکیں آہستہ آہستہ کیوں دی جاتی ہیں؟
- کارڈیک گلائیکوسائیڈز کو ہضم کرنے کا طریقہ کیا ہے؟
- حاملہ خواتین کو شدید قسم کی قے کی بیماری میں کون سی دوائیں دینی چاہئیں؟
- کیوں اتنی بڑی تعداد میں مریض ہر سال ٹی بی کی بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں؟
- ٹی بی کی بیماری کی صورت میں کرتی ہیں؟
- وہ سادہ طریقہ کیا ہے جس کے ذریعے ہیضہ کی بیماری سے بچاؤ کی تدابیر کی جا سکتی ہیں؟
- دوا کی بہترین مقدار کا تعین کرنے کے لئے ہیضہ کی علامات بیماروں میں اور صحت مند لوگوں میں کیا ہوتی ہیں؟
- دوا کے انتخاب کے لئے یہ علامات کیوں مفید ثابت نہیں ہوتیں؟
- ہر کوشش میں مرض کے بچاؤ کی بہترین اندازہ مرض میں فائدہ سے کیا مراد ہے؟
- ہم کیمیائی مرکبوں کو زہریلا کہتے ہیں کہ ان کی کتنی مقدار ہی دوا کا کام دیتی ہے؟
- مرض کی تشخیص کیسے کی جاتی ہے کہ دوا صحیح مرض پر اثر کرتی ہے
- مرض کی علامات اور دوا کی علامات میں مشابہت دوا کی ہر ایک خوراک کا مریض سے کیا تعلق ہو سکتا ہے؟
- دوا اور مرض کے تعلق کا انحصار کس بات پر ہے؟ جراثیم حیاتیات
- مرض کا علاج کی حیاتیات پر کیا اثر ہوتا ہے؟
- جب ایک مریض پر کسی کی دوا آزمائی جا چکی ہو تو اس کی حیاتیات مرتب ہوتی ہے؟

باب ۱۴

دوا کا ردِ عمل

REMEDY REACTION

فوری پرگل کا اظہار ہوتی ہیں اور بعض اس علامات کے ظہور کے بارے میں بہت پراعتماد ہوتے ہیں

دوا کے استعمال سے بیماری کا علاج ہو جاتا ہے یہ علامت ہے کہ بیماری کی شدت بڑھ رہی ہے تکلیف میں اتنی زیادتی ہو سکتی ہے کہ تکلیف میں اضافہ ہو گا اور مریض کی حالت خراب ہو جائے گی اور ایک مقام ایسا آئے گا جہاں مریض کو مدد ہو جائیں گی مگر اس کے ساتھ ہی مریض اپنے کو بہتر محسوس کر سکتا ہے اور کہتا ہے کہ اب میں بہتر محسوس کرتا ہوں مگر یہ ایک خطرناک علامت ہو گی ہے۔ بیماری میں اضافے کے ساتھ ہی علامات میں شدت آجانا اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ مرض کے بڑھنے کے ساتھ مریض کمزور ہوتا جاتا ہے اور اس کی قوت حیات کم ہو رہی ہے لیکن اگر علامات میں شدت کے ساتھ مریض بہتر محسوس کرتا ہو تو یہ بات کا اظہار ہوتا ہے کہ قوت حیات توانائی میں آرہی ہے خواہ انتہائی علامات میں شدت ہی کیوں نہ ہو۔

ہمیں اس بات کا بھی مشاہدہ کرنا چاہیئے کہ علامات میں شدت اور کمی کیسے واقع ہوتی ہے اور کس کا ذمہ دار ہوتا ہے اس ضمن میں یہ حقیقت ہرگز فراموش نہیں کرنی چاہیئے کہ ہمیں مریض کی تشریح کرنا ہے اور ہمیں یہ فیصلہ کرنا ہوتا ہے جانچنا ہوتا ہے کہ اس کے علامات کیا ہو رہے ہیں۔ یا بگڑ رہے ہیں۔ بعض اوقات مریض کہتا ہے کہ وہ پہلے سے زیادہ کمزوری محسوس کر رہا ہے مگر علامات کے معروضی معائنہ سے ہمیں پتہ چل سکتے ہیں کہ ایسا نہیں ہے، علامات کی کمی اکثر اوقات مریض کے خیال سے زیادہ اہم ہوا کرتی ہے اور جب ہم مریض کو اس حالت میں بہتری ہونے کا یقین دلانے میں کامیاب ہو جائیں تو مریض بھی جلد ہی اپنے آپ کو بہتر محسوس کرنا شروع کر دیتا ہے تکلیف میں شدت آجانے کے نتیجہ میں اگر مریض حقیقتاً کمزور ہوتا ہے تو اس بات کی علامت ہے کہ اس کے نفسیاتی جسم اور نہایت نازک اعصاب پر برا اثر پڑ رہا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ سب کچھ شفا کے عمل کے برخلاف ہو رہا ہو گا۔ ان حالات میں بعض اوقات مریض کہہ سکتا ہے کہ وہ بہتر محسوس کرتا ہے کیونکہ بار بار نمودار ہونے والی علامات غائب ہو جاتی ہیں لیکن ایک مخلص ہومیوپیتھ یہ سمجھ سکتا ہے کہ اس کی حالت بدتر ہو رہی ہے کیونکہ شفا کے عمل کا تسلسل ٹوٹ گیا ہے اور بیماری کی حالت زیادہ سنگین پر حملہ آور ہو جاتی ہے۔ اس تصور کی بناء پر ہم یہ حل لینے کے قابل ہو جاتے ہیں کہ بعض اوقات علامات کی

یا مزید بیمار ہو رہا ہے، اس قسم کے بہت سے حالات میں مریض اور اس کی علامات میں ایک قسم کی ترتیب پائی جاتی ہے یعنی مریض کا ذہن اس بات کی تصدیق کرتا ہے ایسی صورت میں مریض کی سابقہ حقیقی صورت حال معالج کیلئے فائدہ مند ثابت ہوتی ہے۔ ہمیں معلوم کرنا چاہیئے کہ آیا علامات کا رخ ماہر کی جانب ہوگیا ہے اور وہ اندرونی اعضاء سے ماہر کی جانب رُخ کر رہی ہیں۔ دوسرے الفاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں، علامات اندر سے ماہر کی جانب یا اسکے برعکس منتقل ہو رہی ہیں۔

بیماری میں شدت کی وجہ دراصل وہ ماقبل علاج حالت ہوتی ہے جسکو پوٹینٹائزڈ دوا سے تحریک ملتی ہے اور جب تک دوا کا عمل نہ بدلے تو بیماری بدستور شکل اختیار کرتی ہے اور مہلک انجام کو بڑی تیزی سے پہنچ سکتی ہے۔ انتہائی خطرناک حالتوں میں اونچی طاقت کی دوا استعمال کرنے سے قوت حیات اتنی بُری طرح متاثر ہوتی ہے کہ بیماری میں شدت آجاتی ہے جبکہ درمیانی طاقت کی دوا (۱۰۰ء ۲۰۰ تا ۱۰۰۰) اتنے خطرناک نتائج مرتب نہیں کرتی۔ ان مریض میں یہ علامات پہلے سے پیدا ہو چکی ہوں تو پھر خطرناک قسم کی شدت یا زیادتی دوا سے نہیں ہوتی۔ پوٹینٹائزڈ دوا سے کبھی بھی خطرناک شدت پیدا نہیں ہوتی ہے اگر اسے اصول علم علامات کی روشنی میں تجویز کیا گیا ہو۔ لیکن اگر دوا کا انتخاب ہوشمندی اور سمجھ بوجھ سے نہ کیا جائے تو مہلک قسم کا شدید ردعمل تیزی سے پیدا ہوجاتا ہے دوسرے لفظوں میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ اونچی طاقت کی دوا کی ایک خوراک بیماری حالت پیدا نہیں کرتی لیکن یہ پہلے سے موجود بیماری کی حالت میں اضافہ کا باعث بن سکتی (اگر کثرت سے استعمال ہو، احتیاط نہ برتی جائے) احتیاط سے کیا گیا مشاہدہ ایسے اثرات کی نشاندہی کرسکتا ہے جس کے بعد میں ایسی دوا منتخب ہوسکتی ہے جو سطحی اثر رکھتی ہو اور جب اسے استعمال کیا جائے گا تو یہ مہلک تکلیف کو بہت حد تک کم کرسکے گی

ہمیں اورگنن میں دیئے گئے انتباہ کو فراموش نہیں کرنا چاہیئے اور یہ جان لینا چاہیئے کہ دوا میں اونچی شفا بخش خصوصیات مضمر ہیں اور بیماری میں کونسی چیز قابل علاج ہے اس بات پر زور دینے کی ضرورت نہیں کہ زیادہ خراب حالت کی صورت میں ہمیں محتاط رہنا چاہیئے اور قوت حیات کو زیادتی کیلئے تک متحرک نہیں کرنا چاہیئے۔ آہستہ آہستہ صحت بحال کرنے کے لیئے زیادہ وقت صرف کرنا چاہیئے

بالکل اسی طرح جیسے آہستہ آہستہ محنت برباد ہوتی تھی کنڈیشنڈ ریفلیکس طریقہ پر عمل کرنے والی دوا ناقابل علاج مرض پر عمل کرکے اُسے بادیں کی بیوکان کا عمل سمجھتا ہے، اور صرف احساسات کو متاثر کرتی ہیں اور گہرائی میں موجود قوت حیات کو متاثر نہیں کرتیں۔ لیکن اس کے باوجود مریض کو وقتی پرسکون دیتی ہیں۔

اسطرح ہم یہ دیکھنے کے قابل ہو جاتے ہیں کہ آیا مریض شفایاب ہوگا یا نہیں اور کیا تبدیلیاں قوت حیات کی گہرائی سے ظاہر ہو رہی ہیں یا نہیں علامات جو رُخ اختیار کریں گی وہی یقین اظہار کرائے گا۔ اس سلسلے میں پہلا مشاہدہ عام طور پر زیادہ دوا دینے کی تکلیف میں زیادتی ہوتی ہے اور آخر میں مریض کی حالت اور گر جاتی ہے ممکن بات یہ ہو سکتی ہے کہ انٹی سورک دوا نے اپنے گہرے اثرات کی وجہ سے قوت حیات کو متاثر کیا ہو اور تباہ کن عمل کو پیدا کر دیا ہو۔ اس قسم کے نازک ناقابل علاج حالات میں قوت حیات شعاء کے عمل کی جانب مائل نہیں ہوتی اور ایسی یقین ہو جاتا ہے کہ یہ مرض ناقابل علاج ہے۔ اس قسم کے حالات میں اونچی طاقت میں دوا نہیں دینی چاہیئے بلکہ نچلی پوٹینسی میں دوا استعمال کرانے سے کیس آہستہ آہستہ اچھا ہوتا ہے اور جب ایسا ہو جائے تو بعد میں اونچی پوٹینسی دی جا سکتی ہے۔ اس کی بہترین مثال تپدق کی آخری سٹیج سے دی جا سکتی ہے۔ جس میں دوست اور بانشی دوا بھی اونچی پوٹینسی میں استعمال کرنے میں شدید خطرہ ہوتا ہے بلکہ عقلمندی تو یہ ہے کہ ان حالات میں کوئی انٹی سورک استعمال ہی نہ کی جائے۔ لیکن بات صرف دوا کے لئے ہے جو ان کی انتہائی حالتوں کی وجہ سے سخت علیل ہوں اور انہیں کرانک تکلیف ہو۔

ایسے مریض جن میں قوت حیات کا بگاڑ بہت زیادہ شدت آ سکتی ہے۔ اور یہ تکلیف زیادہ دیر تک رہ سکتی ہے لیکن آخرکار تکلیف دوا کا ردعمل تکلیف دہ کی صورت میں نمودار ہوتا ہے بعض حالتوں میں تکلیف میں شدت کئی ہفتوں تک رہ سکتی ہے لیکن مریض کی جنرل حالت بہتر ہونے لگتی ہے یہ آثار یقینی شفاء سے ہمکنار کرتا ہے

اسطرح کے بگاڑ اور خطرناک کیس میں جس کے اندر علامات تبدیلیاں بہت تیزی سے ہوتی ہیں

...ی کی وجہ سے جسم میں تبدیلیاں پیدا ہو چکی ہوتی ہیں تو پھر علاج کا دورانیہ بڑھ جائے گا لیکن تمام علامات میں بہتری کی منزل محنت میں بہتری ہی نمایاں نظر آئے گی

دوا ایک ایسا محرک عمل ہوتا ہے جو کہ تبدیلی میں یا تو تیزی پیدا کرتی ہے، تیز ہوتی ہے، لیکن مختصر مدت کے لئے ہوتی ہے اور ساتھ ہی مریض کی حالت تیزی سے بہتری کی طرف شروع ہو جاتی ہے آپ نے سابقہ گفتگو میں قسم کے حالات سے ہو تو آپ بہتر تیزی سے بہتر نتائج دیکھیں گے، دوا کا عمل شروع ہو کیونکہ اندرونی اہم اعضاء میں کوئی تبدیلی بیماری کے نتیجے میں پیدا نہیں ہوئی ہوگی اور اعضاء کے اندر کوئی تبدیلی ہوئی بھی ہوگی تو وہ سطحی ہوگی اور اس نے مرکز اندرونی اعضاء کو متاثر نہیں کیا ہوگا مثلاً جلد پر چھوٹے پھنسیوں کا پیدا ہو جانا یہ سطحی تبدیلیاں ہیں اور اندرونی اعضاء مثلاً گردے، دل، دماغ کی تبدیلیوں سے بالکل فرق ہیں۔

لہٰذا اندرونی اور اہم اعضاء میں تبدیلیوں اور سطحی تبدیلیوں کے درمیان فرق سمجھنا بہت ضروری ہے کیونکہ اندرونی اہم اعضاء میں تبدیلیاں مستقل طور پر مستقل کر دیتی ہیں اور ان کی وجہ سے زندگی خطرے میں پڑ سکتی ہے جبکہ سطحی تبدیلیاں زیادہ تر اہم اعضاء میں پیدا ہوں، زندگی کی خطرہ کو نہیں پیدا کرتی ہیں پھر تلطیف میں ایسا انضمام جو تیزی سے پیدا ہو کر دوا اپنے اثر جسم کے لئے ضروری ہوتا ہے جو کہ ہم جانتے ہیں اس کے بعد شفاء اور بہتری کا عمل تیز ہو جاتا ہے صحیح صورت حال کا پتہ لگانے کیلئے مریض اور دوا کی علامات کا مشاہدہ کرنا چاہیئے۔ مطرح کنز آپ کو پتہ چل جائے گا کہ آپ نے دوا غلط منتخب کی تھی آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ یہ دوا زیادہ تر علامات کے ترشاہ تھی مگر یہ بھی کلیہ پر حاوی نہیں تھی جس وجہ سے آپ نے مریض کی مکمل حالت کو متاثر نہیں کرتی۔ اس صورت میں دوا کے انتخاب کے وقت ہم نے ساتھ علامات (CONCOMITANT) کو نظر انداز کر دیا اور صرف محرک علامات کے مشابہ دوا منتخب کر لیا ہو سکتا ہے کہ ہم ساتھ کی علامات کو نظر انداز کرنے سے پریشان ہو جائیں صورت میں جلدی نہ کریں مگر حالت اسی طرح واپس لوٹ آئیں جس حالت سے شروع ہوئے تھے وقت ہو، تھیں علامات نظر آ سکتے ہیں، لیکن کنز دیکھتے ہیں کہ آپ کے مریض کی حالت بہتر ہو رہی ہے

تبدیل ہو کر واپس ہوتی ہیں۔ اس صورت میں معالج اور مریض دونوں کو نہایت صبر سے کام لینا ہوگا اور اگر مریض دین ہو اور کیس کو کھٹا ہو تو پھر معالج کو اسے اپنے اعتماد میں لے لینا چاہیئے۔

دوا کی اپنی طاقت اس صورت میں قوت مدافعت کے تعاون عمل میں تحریک پیدا کرے گی۔ اور قوت مدافعت کو اپنی درستگی کے لئے زیادہ وقت درکار ہوگا اور اس لیے اور ایسے میں مریض کو کوئی مزید دوا نہیں دینی چاہیئے علامات کی ایک ایسی قسم بھی ہے جہاں کسی قسم کی تکلیف میں زیادتی نہیں آتی۔ اس صورت میں کسی مایاتی تبدیلی اور جسمانی بیماری کا رجحان نہیں پایا جاتا اس صورت میں کرانک حالت جس کے لیے دوا کا استعمال کرایا گیا تھا بہت گہرائی تک نہیں پہنچی ہوتی۔ اس کا تعلق افعالی حالتوں تک محدود ہوتا ہے اور جس کا اظہار مریض کے اعصاب یا پھر یا مریض کے ماحول یا اس کی دلچسپی کی تبدیلی تک محدود ہوتا ہے۔ اس صورت میں قوت حیات پر اس قسم کا اثر ہوتا ہے جس کے نتیجے میں بار بار پیدا ہونے والی علامات پیدا ہو سکتی ہیں لیکن وہ اتنی مہلک نہیں ہوتیں کہ علاج احتیاط اور غور سے مشاہدہ کرنے کے باوجود بیماری کے شدت کا سراغ لگانا ممکن نہیں ہوتا اس قسم کے علامات میں کرانک تکلیف کا علاج کرنا ہے مگر دوا کا عمل بھی ضرور ہوگا ان علامات میں [illegible] علامات [illegible] دوا کی طاقت [illegible] ہے۔

علاوہ ازیں بعض صورتیں ایسی بھی ہوتی ہیں جن میں علاج سے تکلیف میں کمی اور بعد میں زیادتی ہوتی ہے تکلیف میں کمی پہلے بیماروں سے ہوتی ہے مریض بہتر محسوس کرتا ہے مگر ہفتہ دس دن بعد تمام علامات شدت اختیار کرتی اور بعض اوقات ہوتی ہے۔ ان صورتوں میں ہوتا ہے جہاں علامات بہت زیادہ ہوں ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ شروع میں بہتر ظاہر کرنے والے علامات آخر میں بدتر نظر آتے ہیں۔ اس کی وجہ یا تو یہ ہو سکتی ہے کہ ایسی دوا کا انتخاب کیا گیا جس کا عمل بہت سطحی تھا یا پھر اس دوا نے مرض کو دبا دیا یا پھر مرض لاعلاج ہے اور دوا مستعار تو کسی حد تک ہو مگر مکمل طور پر مائل نہ ہو۔ ایسی حالات میں جہاں سطحی تفاعل کا عمل جاری ہو اور اگر حالت کچھ دیر تک تو بہتر رہے مگر پھر جامد تک جائے تو معلوم کرنا چاہیئے کہ کہیں مریض کوئی ایسی حرکت تو نہیں کر رہا ہو جو اس صحت

کے معدہ جو یا جگر دوا کے خلاف عمل میں کامیاب نہیں ہوتا۔ [illegible] کو
کم مدت کیلئے سکون حاصل ہوتا ہے

[illegible] کے مسئلہ سے میں ایک قسم کی بیماری ہے جس کا [illegible] علاج ہوا ہے
[illegible] کے جو بیمار دوا لینے کے لئے تکلیف کرتے ہیں [illegible] ہوتا ہے
[illegible] کا ہوتا ہے۔ ایسے حالات جن میں دوا کے استعمال کے بعد بیماری کی تکلیف نہ ہو
اور اس کے بعد تکلیف میں کمی ہو جائے تو آپ دیکھیں گے، اس صورت میں تکلیف میں کمی کا سبب
کے لئے نہیں ہوگی کیونکہ تیزی سے تکلیف کا دور ختم ہو تو تکلیف میں کمی ہو جاتی ہے مگر اس کی یہ
دیرپا قائم نہ رہ سکے تو اسکا مطلب یہ ہوگا کہ کوئی چیز دوا کے دینے میں حائل ہو رہی ہے۔ یا کوئی
ایسی بات ہو سکتی ہو جس کو میں نفسیاتی طور پر کر رہا ہوں۔ کیونکہ تکلیف کے بعد تیز تر عمل سازگار ہونے
کا حامل ہے کیونکہ اسکا مطلب یہ ہوتا ہے کہ دوا صحیح منتخب ہوئی ہے اور یہ جسم کے تمام اعضاء میں سرایت
طاری ہے اور اگر دوا کے عمل میں دخل اندازی نہ کی جائے تو یہ تیز تر شفاء کا موجب بنے گی۔ یہ بات یاد
رکھنی چاہیئے کہ کچھ دوائیں تو استعمال کے فوراً بعد ہی شدت کا اظہار کرتی ہیں۔ جبکہ کئی دوائیں شدت کے اظہار
کے لئے زیادہ وقت لیتی ہیں مثلاً فاسفورس شدید قسم کی بیماری پیدا کرتی مگر اسے اس عمل کے لئے ۲۴ گھنٹے
سے بھی زیادہ وقت درکار ہوتا ہے اور یہ وقت ۴۸ گھنٹے یا اس سے بھی زیادہ ہو سکتی ہے لیکن یہ شدت
کم مدت کے لئے قائم رہتی ہے۔

حادر امراض کی صورت میں اگر ایسی صورت حال سے واسطہ پڑے جس میں تکلیف میں بار بار اضافہ
ہو عمل میں آئے اور تکلیف میں کمی ایکے دو بار آئے اور یہ کمی چند گھنٹوں تک برقرار رہے اور پھر تکلیف
بڑھ جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ دوا کا قوت حیات پر عمل ختم ہو گیا ہے

کیونکہ حادر امراض کی صحت میں دوا کا اثر جلد زائل ہو جاتا ہے سنا ہے حادر امراض کے مریض عام
کے شدید درد سے تعلق رکھتے ہیں۔ سب سے زیادہ تسلی بخش سکون میں ہوتا ہے جو بنیادی عمل سے
گہرا پذیر ہو اور دوا کے استعمال کے ایک یا دو گھنٹے بعد اپنا اثر شروع کرے۔

Scanned by CamScanner

[illegible] ہوگا
[illegible] ہے اور ان تدبیروں سے جسم کے مناسب اعضاء کو [illegible] کیا جاتا ہے یا
[illegible] سے [illegible] میں [illegible] معالج معالجات سے کسی مادہ یا کسی کو سمجھنے کے قابل ہو سکتا ہے
[illegible] کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ علیل [illegible] ہونے کا بوجھ اور [illegible] دیکھنے میں کسی اس کے باوجود
[illegible] ورنی [illegible] آرام محسوس نہیں کرتا۔ [illegible] قسم کی صورت حال سے [illegible] وقت دوچار ہوتے ہیں
[illegible] تدبیریں [illegible] [illegible] ہوتے [illegible] کچھ دیر تو [illegible] ہو [illegible] کو [illegible] لیکن یہ [illegible]
[illegible] [illegible] بڑھ سکے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]

کیونکہ یہ ہو سکتے ہیں کہ اس صورت میں علاج ہومیوپیتھک اصول اور قانون شفاء کے مطابق کیا جا رہا ہے
کیونکہ شفاء کا عمل اندر سے باہر کی جانب، زیادہ اہم اعضاء سے کم اعضاء کی جانب اور اوپر سے نیچے
کی جانب ہوتا ہے اور علامات اپنے ظاہر ہونے کی الٹی سمت میں غائب ہوتی ہیں۔

اگر یہ علامات حقیقتاً نئی علامات ہوں تو اچھی بات نہیں ہوتی کیونکہ پرانی علامات کا ظاہر ہونا
اچھی بات ہے اور اس بات کا ثبوت ہے کہ معالج صحیح راستے پر گامزن ہے جبکہ بہت سی نئی علامات کا
دوا کے استعمال کے بعد پیدا ہونا اس بات کی علامت ہے کہ غلط دوا منتخب کی گئی ہے اور ہمارے
کیس کو گڈمڈ کر دیا ہے

دوا کے استعمال سے بعد کئی علامات میں ایک اور قسم کے ردعمل سے واسطہ پڑتا ہے ان علامات
میں بھی دوا کے استعمال سے بعد کسی نئی قسم کی علامات سے واسطہ پڑتا ہے لیکن اگر اس قسم کے کیس
میں دوا کے انتخاب میں [illegible] علامات کی مکمل تصویر حاصل کرنا ممکن ہوتا
ہے اگر ایسا نہیں ہو پاتا [illegible] لیکن [illegible] سے علامات
سے پڑتا ہے جن سے علامات [illegible] عام طور پر کسی قسم سے متعلقہ علامات اور بعض
علامات ظاہر ہوتی ہیں [illegible] کسی قسم کے کیس سے
مارے میں [illegible] جہاں کہ [illegible] علامات میں جبکہ بنیادی
سے ساتھ [illegible] ہو [illegible] حاصل کرنے کے لئے [illegible]
ہو گئی ہو تو بھی بعض [illegible] علامات میں [illegible] علامات سے اور جس
دوا کا استعمال [illegible] علامات [illegible] ہو جائیں گی اور [illegible] ہونے کی بجائے
زیادہ علامات ظاہر ہوں جائیں گی۔

[illegible] کی [illegible] ہو [illegible] ہو [illegible] منتخب [illegible] دوا
منتخب ہو سکتی ہے [illegible] دوا کے گروپ سے تعلق رکھتی ہو اور اس دوا سے بعض
نئی پیدا علامات کو ظاہر کر دیا ہو لیکن کارروائی حقیقی [illegible] جس کو ہم علامات میں [illegible]

پہلی منتخب دوا کے ساتھ مریض کی مشابہت دیکھ بھال کی ادویات میں دوائے مثل (SIMILAR) بھی شامل ہوگی جو تمام کیس پر حاوی ہو کر مکمل شفا کی ضامن بنے گی۔

ان مشاہدات سے بھی ہمیں بہت فوائد حاصل ہوگا اور معلوم کرنا ہوگا کہ جو دوا ہم نے شفا کے لئے دی ہے وہ مماثل (SIMILAR) ہے یا پھر بالکل مشابہ نہیں ہے اور ہم نے کیس کو گڈمڈ کر دیا ہے۔

بیماری کی حالتیں ارتقاء پذیر ہوتی ہیں اور صحت یابی میں ہمکنار یا اظہار کی جاری رہ کر ہی ہوتی ہے جبکہ شفاء تعمیری عمل ہے، شفاء ہمیشہ مرکز سے باہر کی جانب عمل کرتی ہے جس طرح لسوڈا فاؤنڈیشن سے باہر کی جانب عمل کرتی ہے۔

دوا کا انتخاب سے پہلے علامات کے تعور مشاہدہ اور دوا کے استعمال کے بعد ردعمل کا مشاہدہ سے ہمیں اپنی ذہانت اور اپنے کام کی اہمیت سے پتہ چل سکتا ہے کہ ہم انفرادی کیس میں کس حد تک ترقی کر رہے ہیں۔

سوالات

نمبر ۱۔ ہومیو پیتھک معالج کی اہم ترین خصوصیت کیا ہے۔ (جواب اس کا احساس)

نمبر ۲۔ دوا کے استعمال کے بعد کیس کس حد تک صحت رکھتے ہیں؟

نمبر ۳۔ کون سے ردعمل عام ہوتے ہیں؟ (جواب کمی اور سختی)

نمبر ۴۔ جو علامات سے کیا سمجھتے ہیں جنہیں دوا ظاہر کرتی ہو لیکن علامات کم ہو رہی ہوں؟

نمبر ۵۔ جب بیماری اصل صورت میں مدت تک رہے تو اس دوا کے استعمال کے بعد تو ہمارے پیشین گوئی کیا ہوگی؟

نمبر ۶۔ جب ایک ہومیو پیتھ دوا کے چنے میں بیماری کی حالت تبدیل اختیار کرے اور معلوم ہو کہ بیماری انتہائی گہرے اثرات مرتب کر رہی ہے تو پھر ہمیں مریض کی مدد کیسے کی جانی چاہیئے (جواب بعض اوقات ایسی دوا)۔ جو کم گہرا اثر رکھتی ہو مماثل دوا کے مقابلے میں مریض کو سکون دے گی یا دوسرے لفظوں میں خطرناک اور شدید مرض کو دبا دے گی مگر شفاء کا حصول نہ ہو سکے گا؟

نمبر ۷۔ ہماری پیشین گوئی کی یقینی راہنما کون سی چیز ہوگی۔

Scanned by CamScanner

نمبر ۸ :- دوا کے استعمال کے بعد کون سا عمل درکار ہوتا ہے ؟ (جواب) یکسو، محفوظ اور شدید شناخت

عرض، جس کے بعد سکون آئے اور علامات میں کمی آجائے

نمبر ۹ :- جب انتہائی سکون کے بعد بھی مرض میں شدت دیکھی پڑے تو اس سے کیا نتیجہ نکالا جا سکتا ہے ؟

نمبر ۱۰ :- ایسے حالات جبکہ کسی بظاہر مکمل شفا کی صاحب کامل معالج نہ ہو اور پھر علامات جاگ اٹھیں تو ہمارا اگلا قدم کیا ہوگا ؟ (جواب)

(جواب) :- معلوم کیجئے مریض کی طرف سے کوئی ایسی بات تو نہیں ہوئی جو دوا کے راستے میں رکاوٹ بن گئی ہو تاکہ یہ مرض کی علامات کا ہی ایک چکر (CYCLE) ہے

نمبر ۱۱ :- دوا کے استعمال کے بعد اگر مرض کی شدت میں اضافہ ہو جائے یا ایسی ہی حالت دوبارہ استعمال کے دو یا تین دن بعد دیکھنے میں آئے تو ان دو حالتوں میں فرق کس طرح معلوم کیا جا سکے گا۔

نمبر ۱۲ :- کسی ایک مرض میں دوا کے استعمال کے بعد اگر مرض میں نہایت معمولی کمی ہوئی ہو تو ہم کیا جنیں گوئی کر سکتی ہے ؟

نمبر ۱۳ :- ہم بعض دفعہ کیا نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ کسی جو دوا ابھی استعمال کرائی جائے تو دوا اس میں بیرونی کی علامت پیدا کر دے ۔

نمبر ۱۴ :- گردہ کے متاثر ہونے کے بعد بہت سی علامات نمودار ہوں تو ہم ان سے کیا سمجھیں گے ؟

نمبر ۱۵ :- آپ کیسے معلوم کریں گے کہ کیا استعمال کرائی گئی دوا عمل کر رہی ہے ۔ اس کا پہلا اظہار کس طرح ہوگا ؟

نمبر ۱۶ :- علامات میں شدت آنے کو پہلے کس طرح معلوم کیا جا سکتا ہے ؟

نمبر ۱۷ :- کیا آپ ہمیشہ مریض کی کہی گئی باتوں پر انحصار کر سکتے ہیں ؟ ۔

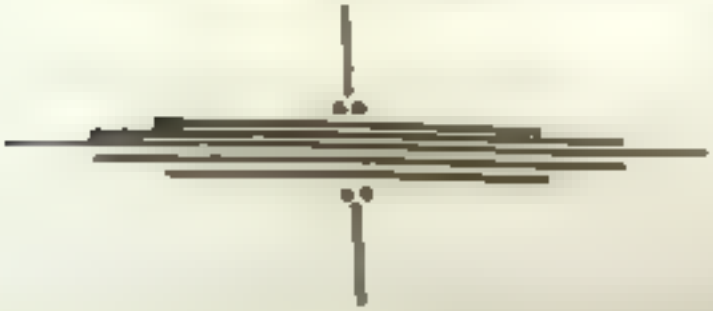

باب ۱۵

اَدوِیات کی آزمائش

DRUG — PROVING

اَدوِیات سے استعمال، زمانۂ قدیم سے ہی بیماریوں سے علاج کے لئے [illegible] ادویات [illegible]
سادہ جڑی بوٹیوں اور ماؤں سے بنا ہوتا تھا کہ کون سی دوا کس [illegible] سے ہوتی ہے۔ حکماء نے [illegible]
اور استعمال کو یاد رکھا اور [illegible] اس کی اسناد، طاقتوں اور [illegible] تحقیق سے [illegible]
[illegible] وقت کے ساتھ ساتھ [illegible] سے ہم [illegible] میں سے سب سے [illegible]
علاج طریقہ (SIGNATURE / [illegible]) [illegible] دوا [illegible]
[illegible] سے [illegible] ہوتی ہے [illegible] علاج سے
[illegible] طریقوں میں [illegible]

[illegible] سے [illegible] طریقہ [illegible]
[illegible] ہوتی [illegible]
[illegible] ہاتھ [illegible]
[illegible] کیوں [illegible]
[illegible] کے [illegible]
[illegible] کے [illegible]

اہمیت رکھتی۔ یہی کہ ان کے رشتے تک بھی سلسلہ ہا اور یہ باتیں ہی تھے جنہوں نے ادویات کے عمل کو انسانوں پر آزمانے کے لئے نہایت سلم طریقے سے کام کیا لیکن اس کی کوشش بھی اس وقت تک بارآور نہ ہوئی حتیٰ تک قانون شفاء دریافت نہ ہوگیا۔ قانون شفاء کی دریافت سے ادویات کو انسان پر آزمانے کے عمل کو تجربی حیثیت دے دی اور ہاہنیمن نے اس علم کے حصول کی کوشش کی جس کو انہوں نے مرض کا نام دیا۔

دوا ہے اور دوا کی زندگی سے کیا مراد ہے، دوا کیا ہے؟ ان سوالوں کا جواب دینے کی بجائے ہم نے کی طرف مڑ کر یہ پوچھا ہوگا کہ زندگی کیا ہے؟ زندگی در حقیقت ان قوتوں کے عمل انسانی پر مسلسل عمل کو کہتے ہیں جس کے عمل کی بدولت جسم انسانی تباہ ہونے سے محفوظ رہتا ہے اور صحت سے مراد ان قوتوں کا وہ متوازن عمل ہے جو جسم کے تمام حصوں کی سلامتی کو برقرار رکھتا ہے۔ اسی توازن میں پورے جسم کی سلامتی ہوتی ہے۔ اور ان قوتوں سے مراد جسم کے عضلوں کی ہر جنبش تک ہی مضمر ہوتی ہے دوا ان قوتوں کی قدر و قیمت کا انحصار اس بات پر ہے کہ اس کتنی تعداد میں اعضاء اور کتنے اہم اعضاء کو متاثر

دوا ہے [illegible] جسم کی [illegible] میں سما کر ہوا کے [illegible] سے قوت حیات کے [illegible] دوا کا [illegible] ہیں رہتے [illegible] ہے۔ لہٰذا ادویات ہمیشہ تباہ کن ہوتی ہیں اور [illegible] ہے [illegible] ہوتی ہے جو قیمتی خوراک ہوتی ہے [illegible] قوت حیات [illegible] ہے جو قوت حیات جسم کو زندگی بخشتی ہے۔

دوا کے بارے میں جیسی معلومات حاصل ہونے چاہیے ضروری ہوتا ہے کہ یہ معلوم کیا جائے کہ یہ دوا جسم میں کس قسم کا تغیر پیدا کرتی ہے اور اس کے نتیجے میں کون سے اعضاء متاثر ہوتے ہیں۔ اور یہ تبدیلیاں ہی تبدیلیاں جسم میں پیدا کرتی ہے جب ہم یہ ساری باتیں کسی دوا کے بارے میں جان لیں تو ہم یہ کہتے ہیں کہ دوا کی آزمائش کر لی گئی ہے

پہلے [illegible] تکمیل اور سہولت کے لئے [illegible] ضرورت ہوتی ہے

[illegible] خالص ہونی چاہیے یعنی یہ دوسری ادویات کی ملاوٹ سے پاک ہونی چاہیئے [illegible] کے مدار کی

تمام حامل خصوصیات موجود ہونی چاہئیں۔

۱۲۔ وہ شخص جس پر دوا کی آزمائش کی جا رہی ہو اس کے تمام حیاتی افعال میں نارمل توازن ہونا معلوم ہے تاکہ دوا کے استعمال کے بعد ہم اس حامل ہو سکیں اور معلوم کر سکیں کہ دوا نے اس کے جسم کے اندر کیا تغیر پیدا کیا ہے اور صحت کے توازن کو کہاں تک متاثر کیا ہے۔

۱۳۔ جس شخص پر دوا آزمائی جا رہی ہو، اُسے اس کے نارمل ماحول میں رہنا چاہیے تاکہ دوا کے اثرات نارمل ماحول میں رہنا چاہیئے تاکہ دوا کے اثرات نارمل ماحول کے زیر اثر پائے جائیں ظاہر کر سکیں کیونکہ اس کے نارمل ماحول کی تبدیلی دوا کے اثرات اور دوا کے عمل کو نارمل انداز سے روک سکتے ہیں۔

یہ تمام شرائط، احتیاطیں نظر میں رکھنے ضروری ہیں۔ بیمار کے مذہبی کے معمولات، عادات اور دیگر امور معمول کے مطابق ہونے چاہئیں ورنہ ان کے ماحول کے معمولات میں تبدیلی اس کے نارمل توازن پر اثر انداز ہو گی اور ان اثرات کو بھی دوا کا اثر سمجھ لیا جائے گا۔

تمام کے تمام لوگ اچھے پروونگ ثابت نہیں ہوتے کیونکہ کچھ لوگ تو دواؤں سے شدید اثر لیتے ہیں اور کچھ بعد امیت وہ لوگ جو دواؤں کے اثر سے اس حد تک متاثر ہوتے ہیں کہ علامات پیدا ہو جائیں بیمار لوگ یا آزمائش ادویہ کے لئے مناسب ہوتے ہیں۔ وہ لوگ جو کسی دوا کیلئے خصوصی اثر پذیری رکھتے ہوں بہترین قسم کے پروونگ (PROVER) ثابت ہوتے ہیں کیونکہ ان کی یہ خصوصی اثر پذیری آزمائش کے دوران خصوصی اور نایاب قسم کی علامات پیدا کرنے کی موجب بنتی ہے۔ لیکن وہ افراد جو نسبتاً کم اثر پذیری کا مظاہرہ کرتے ہیں انہیں آزمائش ادویہ کے لئے نااہل قرار نہیں دیا جا سکتا، کیونکہ پروونگ کے طور پر وہ کیفیات کا اظہار کریں گے خواہ یہ اظہار کم درجے کا ہوگا لیکن ان کے اس اظہار سے اُن پروونگ کی علامات کی تصدیق ہو جائے گی جو بہت زیادہ اثر پذیری کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اسلئے ان لوگوں میں پیدا ہونے والی علامات کو اتفاقی علامات نہیں بلکہ حقیقی علامات سمجھا جائے گا علاوہ ازیں تمام کے تمام پروونگ علامات کا اظہار نہیں کرتے کچھ تو مکمل طور پر علامات کا اظہار کرتے ہیں اور کچھ تمام علامات کو محسوس کرتے ہیں لیکن ان کا اظہار نہیں کرتے کچھ تو صرف چند علامات کا اظہار کرتے ہیں اور کچھ تمام علامات کا اظہار کرتے ہیں اور کچھ تمام علامات کا اظہار کرتے ہیں اور کچھ تمام

کے لیے اثر پذیری کا باعث بن جاتی ہے۔ ایسے حساس لوگوں کیلئے غذا بھی دوا کی حیثیت رکھتی ہے اور ایک حساس پروور غذا کے استعمال سے ہی خاص قسم کی طبیعت کا سماں ظاہر کر دے گا۔ اور اس کی یہ اثر پذیری اس مخصوص غذا کے اندر موجود ادویاتی خصوصیات کیلئے ہوگی۔ اس طرح وہ اس دوا اور کے اندر موجود کے لئے بہترین پروور ثابت ہوگا۔

پروور کو انتخاب میں ہونا چاہیئے کہ وہ اس کی نارمل حالت کے بدلنے سے جو فاعل علامات ظاہر ہوں ان کو پہچان سکے، کیونکہ یہ فاعلی علامات بے انتہا اہمیت کی حامل ہوتی ہیں۔ مختلف لوگوں میں اپنی علامات کو محسوس کرنے اور ان کو بیان کرنے کی صلاحیتوں میں فرق ہوتا ہے لہذا ہمیں ایسے پروور کا انتخاب کرنا چاہیئے جس کے اندر سوجھ بوجھ موجود ہو کیونکہ دیکھنے میں آتا ہے کہ بہت سے مریض اپنی علامات کو محسوس کرنے اور بیان کرنے کی صلاحیت سے عاری ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ اچھے پروور ثابت نہیں ہوتے۔

اچھے پروور کی انتخاب ہم خصوصیت ایمانداری بھی ہے کیونکہ تمام عمل کا مکمل اور محتاط ریکارڈ رکھنا اس کا فرض ہے۔ ہمیں یہ بات فراموش نہیں کرنی چاہیئے کہ پروونگ دراصل حقائق کے ریکارڈ کا نام ہے۔ ایسے حقائق تو دوسروں کے لئے بھی بار بار پیدا کئے جا سکتے ہیں لہذا ان حقائق کا ریکارڈ شروع ہی سے نہایت احتیاط کے ساتھ رکھنا چاہیئے۔ ہمیں وہم، تصورات اور اصل حقائق کو ٹٹول ٹٹول کر جمع کرنے سے بھی احتراز کرنا چاہیئے۔ ہمیشہ یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ ایک حقیقت کو حقیقت ہی رہنے دیا جائے اور اور نہ تو اس میں سے کچھ گھٹایا جائے اور نہ ہی اس کی اہمیت کو کم کرنے کے لئے کچھ بڑھایا جائے۔ پروور کے فرض میں یہ بات شامل نہیں کہ وہ پیدا شدہ علامات کی چھانٹ کرے بلکہ اسے حقیقت کو حقیقت ہی سمجھنا چاہیئے اور اگر پروور ایسا کرنے میں ناکام رہتا ہے تو وہ کارآمد پروور ہرگز نہیں ہوگا

پروونگ کے عمل کیلئے ایک بات ذہن نشین ہونا چاہیئے کہ دوا کے مشت عمل کی تمام خصوصیات جو قوت حیات پر مرتب کرتی ہے ان کو معلوم کیا جائے۔ اور دوا کے عمل کے بارے میں پوری پوری معلومات حاصل کرنے کیلئے یہ ضروری ہے کہ اس دوا کی خصوصیات کا دوسری دواؤں کی خصوصیات سے فرق معلوم کیا جائے تاکہ دوا کے قانون شفاء کے مطابق استعمال کیا جا سکے۔ اور اس نے قوت حیات

کے اندر جو تغیر پیدا کیا ہے جسے ہم بیماری کہتے ہیں اس کی خصوصیات معلوم کی جا سکیں۔

علامات کا مجموعہ حاصل کرنے کیلئے ضروری ہے کہ تمام علامات کا ریکارڈ رکھا جائے۔ لیکن ہمیں یہ بھی نہیں بھولنا چاہئے کہ بہت سی علامات دوسری دواؤں میں بھی موجود ہوتی ہیں جبکہ یہ علامات تجربہ کیلئے اہم ہوتی ہیں ہمیں ان علامات کی طرف خصوصی توجہ دینی چاہئے جو اس دوا کے مخصوص علامات ہیں اور جو نایاب یا غیر معمولی حیثیت کی حامل ہیں اور جن کی بنا پر اس دوا کو دوسری دواؤں سے تمیز کیا جائے گا۔ اور ایسی علامات کو گائیڈنگ سمپٹم یعنی راہنما علامات ہوں گی جن کی مدد سے دوا کا انتخاب کیا جا سکے گا۔ وہ علامات جو بہت سی دواؤں میں مشترک ہوں، ان سے نسخہ کے حصول میں مدد نہیں ملتی۔ ہر علامت کو بغیر کسی ترجیح اور میلان کے ریکارڈ کیا جائے ورنہ ہم بھی کم عقلی سے کچھ مخصوص علامات کھو بیٹھیں گے۔ جب تمام علامات کا ریکارڈ ہو جائے تو پھر ہم ان کا دوسری ادویات کی علامات سے فرق معلوم کر سکتے ہیں یا ان سے مقابلہ کر سکتے ہیں۔

پروونگ کے لئے دو باتوں کی تکمیل ضروری ہے یعنی تمام علامات کا جامع اور مکمل ریکارڈ اور پھر علامات کا تجزیہ۔ علامات کے تجزیئے کے لئے تین اہم باتوں کا ذہن نشین ہونا ضروری ہے علامات، احساس اور علامات میں ترمیم پیدا کرنے والے عناصر یا علامات کی بیشی (MODALITY) ان چیزوں کے علاوہ معاون علامات جو ظاہر کرتی ہیں کہ مریض کی حالت بگڑتی ہوئی رکھائی نہیں دیتیں۔ تجزیہ اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک دوا کی ہر علامت کا دوسری دواؤں کی پیدا کردہ علامات سے مقابلہ نہ کیا جائے۔

بنا بریں پروونگ کے عمل کے مقاصد کی تکمیل کے لئے تمام ضروری اقدامات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہمیں پروونگ کے عمل میں کس حالت پیشرفت کرنا چاہیئے؟

سب سے پہلے دوا کی خوراک کے بارے میں غور کرنا ضروری ہے۔ ہم دوا کو تمام حالت میں عمل حالت میں یا اونچی طاقت میں دوا کی خصوصیت کے مطابق استعمال کر سکتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ ہمیں فیصلہ کرنا ہے کہ ہمیں دوا کی کونسی صورت استعمال کرنا ہے کچھ ایسی باتیں بھی ہیں جو زہریلے کے خواص کا

کی حیثیت رکھتی ہیں۔ مثلاً ایک ماہر طبیب حاذق حکیم لائیکوپوڈیم کا روزمرہ کا گرفیا سٹس کی بروانگ کیلئے
ہم حاصل کرنے کی کوشش کریں گے اس کے لئے ہم مندرجہ ذیل امور پیش نظر رکھیں گے۔

نمبر ۱ ۔ اگر کوئی دوا کسی قدرتی انسان حالت میں صحت کی سطح سے اوپر ہو۔ تو اس کی علامات ظاہر
ہونا ایسی دوا کی بروانگ اچھی حالت میں کرنا چاہیئے۔

نمبر ۲ ۔ کچھ ادویات ایسی ہیں جو جسم انسانی پر مندرجہ ذیل علامات مرتب کرتی ہیں (خام حالت میں)
مثلاً سوجن، بلاک، کوئی کوئی، ٹھوکر، [illegible] تو ایسی دواؤں کو خام حالت میں دوا کرنا
چاہیئے یعنی [illegible] قدرتی حالت میں صحت کی حالت میں مبتلا [illegible] دوا کرنا
استعمال [illegible]

نمبر ۳ ۔ [illegible]

[illegible] ہیں ایسی دوا [illegible] کی حالت میں دوا کرنا چاہیئے۔ یعنی ہر وہ دوا جو قدرتی حالت میں صحت
کو تباہ کن مدتک [illegible] اعلیٰ حالت میں استعمال کرنا چاہیئے دوسرے لفظوں
میں ہم دوا کی مخصوص [illegible] چاہتے ہیں کہ ہمیں اپنے مقصد میں کامیابی حاصل ہو۔
بروانگ کا مقصد [illegible] مخصوصیات معلوم کرنی جو بیماری کے دوران ظاہر ہوتی ہیں۔

علیحدہ علیحدہ ادویات سے اول تو علامات پیدا نہیں کرتے اور اگر پیدا ہو تو بعد ایک خاص قسم کی علامات پیدا
کریں گے جو کہ دوا کی مخصوص علامات ہیں اس لیئے علیحدہ علیحدہ ہر ایک سے ڈائنمک مقصد حاصل ہوتا ہے
بھیجنے سے پہلے ہی جسم سے باہر خارج کر دیتے جاتے ہیں

حاذق اور زہریلے مادے خام حالت میں استعمال کرنے سے بھی یہی عمل ہوتا ہے اور اس طرح کے
استعمال سے ان کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی کیونکہ ان کے استعمال کے نتیجے میں پیدا ہونے والی علامات جسم
کے دفاعی عمل میں گڑبڑ کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں اور اسطرح دوا کی مخصوص علامات کا اظہار ہی نہیں
ہوتا۔ یہ زہریلے مادے جسم سے فوری طور پر باہر دھکیل دیئے جاتے ہیں یہ اُن کے شدید عمل کی وجہ سے
ہوتا ہے اسلیئے وہ علامات جو پیدا ہوتی ہیں، وہ تمام زہریلے اور تیز قسم کے ادویاتی ماروں کیلئے عام ہوتی ہیں

مرض کی اثر پذیری کو ذہن میں رکھنا بہت ضروری ہے کیونکہ ہم اسی سے مقدار دوا کا تعین کرتے ہیں۔ مریض کے غیر اثر پذیر کی صورت میں ہی رہا ہو گی دوا کی مقدار جس سے قوت حیات متاثر ہو سکتی ہے اسی مقدار کی ہو گی اگر جسم کسی طرح دوا سے مغلوب ہو جائے تو صرف دوا کی جبرک علامات ہی پیدا ہوں گی مقدار کی مخصوص علامات پیدا نہیں ہو سکیں گی اور اس طرح ہمارا مقصد پورا نہیں ہو سکے گا۔ اگر مریض کی اثر پذیری دیانے درجے کی ہو تو دوا کی ٹیسٹ خوراکوں سے ہم بہتر نتائج حاصل کر سکتے ہیں ہمارا سٹینڈرڈ یہ ہونا چاہیئے کہ ہمیں دوا کی مقدار اور دوا کی خوراک ایسی استعمال کرنی چاہیئے جو انسان کے جسم میں عود کر جائے اور قوت حیات پر ایسے اہم اثرات مرتب کرے اور اس طرح جسم کے انعکاسی نظام کو متاثر کر سکے۔ اس مقصد کے بہترین نتائج ان صورت میں ہو گی اگر دوا کے اثرات آہستہ آہستہ نمودار ہوں گے لیکن اگر اس کے اثرات چمک اور فوری ہو جائیں تو اس صورت میں دوا کی تصویر سامنے آ جاتی ہے۔ اسکی وجہ انعکاس میں تیزی سے بگاڑ پیدا ہوا ہو گا اور پھر بیماری کا مقصد پورا نہیں ہو سکے۔ لہذا اگر دوا کی پہلی خوراک کے نتیجے میں علامات پیدا ہوں تو پھر دوا کی دوسری خوراک استعمال کروانی چاہیئے اور پھر انتظار کرنا چاہیئے جب تک علامات ظاہر نہ ہو جائیں۔ اگر متعدد کی مدت سے گزر جانے کے بعد بھی علامات نمودار نہ ہوں تو پھر دوا کی تیسری خوراک دے دینی چاہیئے، دوا کے اس آہستہ آہستہ استعمال جسم میں دوا کو نفوذ کرتا ہے، جسم دوا کو برداشت کر لیتا ہے اور اس دوا کے زیر اثر جا مخصوص انعکاس کی حالت کتا ہے کہ بیماری کا مقصد پورا ہو جاتا ہے۔

دوا کی اونچی پوٹینسیوں کی آزمائش کے لئے صرف انتہائی حساس لوگ ہی کام آتے ہیں یعنی اونچی پوٹینسیوں کی آزمائش سے ہم ادویات کی مخصوص علامات کو بیان کرتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ عام صحت مند، موٹی قسم کے لوگ اچھے پروونگ ثابت نہیں ہو سکتے کیونکہ ہائی پوٹینسی خوراک بھی استعمال کرانے سے دوا کی صرف عمومی خصوصیت کا اظہار کرے گا۔ یعنی دوا کی اپنی مخصوص خصوصیات کو ظاہر کرنے کی بجائے دوا کی عمومی خصوصیات ہی کی نمائندگی کریں گی۔ اس قسم کی خصوصیات دوا کی نمائندگی نہیں ہو کریں گی۔ پتلے نیز ہم جانتے ہیں اونچی پوٹینسی کی پیدا کردہ علامات مایئسم کی حامل ہوتی ہیں

اور شفائی مقاصد کے لئے ان کی اہمیت مسلمہ ہے

دوا کے استعمال کے بعد اس کی خصوصیات کا اس علامت یا علامات کے ظاہر ہونے کے ساتھ موازنہ کیا جاتا ہے جو کہ ایکوپنکچر اپنے عمل کی مستند دوا ہے۔ کوئی مریض کو دوا دینے کے بعد جلد ہی جلد تیز اور جلد آثار کے ساتھ نہیں دیکھتا لیکن ہر مریض کو دوا دینے کا وقفہ کم ہونا چاہیئے لیکن دوا کو بڑھانے کا اصول مختلف ہوتا ہے

"یعنی دوا کو اس وقت تک نہ دہرائیں جب تک دوا اثر کر رہی ہو"

یہی اصول ہر کیس میں استعمال ہوتا ہے۔ بلکہ حقیقی پیمانہ ان خصوصیات کے مختلف وقت کے ساتھ عمل ہی صورت میں ہوگی مگر اس کے نتیجے میں دوا کی خصوصیات اور علامات ایک ترتیب سے ظاہر ہو سکیں۔

علامات ایک تسلسل کی صورت میں پیدا ہوتی ہیں اور علامات سے پیدا شدہ پہلے اثر کو سمجھ جانا اہم بات ہے۔ علامات کے پیدا ہونے میں تسلسل اور ان کے ہونے کو سمجھ جانا ضروری ہے۔ اگر اس دوا کی خوراک دہرا دی جائے تو اس کے نتیجے میں علامات کا تسلسل ٹوٹ جاتا ہے اور بیماری کا مقصد فوت ہو جاتا ہے کیونکہ نئی ظاہر ہونے والی علامات جو کہ ابتدائی مرحلوں میں دوا سے متاثر ہوتی ہیں اور یہی وہ علامات ہیں جو نہایت مخصوص ہوتی ہیں اور بیماری کی فطرت سے پیدا ہونے والی علامات سے مختلف ہوتی ہیں۔

علامات کو ان کے ظاہر ہونے کی ترتیب میں ریکارڈ کرنا بہت اہم ہے اور یہی طریقہ علامات علامات اور اس طرح کی دوسری علامات جو ظاہر کیس سے منسلک نظر نہیں آتیں لیکن ان علامات کے دوسری علامات سے گہرا رشتہ ہوتا ہے کیونکہ یہ علامات دوسری علامات کے ساتھ مل کر ہی ان دوا کی پیدا کرتی ہیں۔ علامات کے ریکارڈ کی بہت علامات کے ظاہر ہونے کی ترتیب اور ان علامات کی بعض دوا کے استعمال کے بعد ظاہر ہونے کی ترتیب پر منحصر ہے۔ دوا کے استعمال کے بعد جتنی زیادہ دیر بعد کوئی علامت ظاہر ہوگی، اتنی ہی وہ علامت زیادہ اہم ہوگی۔ تاکہ کی تمام علامات اہم نہیں ہوتیں۔

اس لیئے علامات کے تسلسل سے ہم اہم ترین علامات الگ کر سکتے ہیں

پرووڈر کو ایمانداری سے تمام علامات کا ریکارڈ رکھنا چاہیئے۔ اس سلسلے میں اُسے نہ صرف علامات کے تسلسل بلکہ ان سے پیدا ہونے والے ہر احساس کے بارے میں ماہر ہونا چاہیئے۔ مثلاً اگر درد ہے تو آیا درد ہلکا ہے تیز چبھتا ہوا ہے۔ کاٹتا ہوا ہے یا پھر دھڑکن اور ہیجان پیدا کرنے والا ہے آیا جس مقام سے درد شروع ہوا وہاں پر گول گھومتا جیسا درد ہے اور درد کے اٹھنے کی سمت کیا ہے آیا درد ایک سمت میں ہے۔ اگر یک سمتی ہے تو کس جانب، آیا درد جگہ بدلتا ہے اور دوسری طرف منتقل ہوتا ہے یا نہیں؟ اور اگر ایسا ہے تو کیا یہ اسی مقام پر رہتا ہے یا واپس پہلی جگہ لوٹ آتا ہے وہ علامات بھی کم اہمیت کی حامل نہیں ہیں۔ جنہیں بیان کرنا مشکل ہوتا ہے اور اس طرح تعارف کرایا جا سکتا ہے " اسطرح احساس ہوتا ہے گویا " یہی وہ علامات ہیں جو پرووڈنگ کے لیئے مخصوص ہیں اور یہی علامات دوا کی پہچان بنتی ہیں۔

علامات ہمیشہ یاد رکھنی چاہیئے کہ علامات کی حالت اتوار کو ہے، اُن کا احساس ہوتا ہے۔ علامات کی کمی اور بیشی اور علاوہ ازیں معاون علامات کا مایوس ہونے سے ریکارڈ رکھنا ضروری ہے۔ علامات کی سمت اور کمی بیشی کے اوقات معلوم کرنے کے لیئے زیادہ تر۔ جہاں دوا کام کر سکتی اور وہاں اس دوا کے لیئے کرما حول میں تبدیلی آئی ہے یا جو تبدیلیاں ہیں اسے کو سکون میں رکھنے کے لیئے کون سی حالت یا پوزیشن اختیار کرتا ہے ہمیں دلچسپی سے ہر ایک علامات کا ریکارڈ رکھنا چاہیئے۔ یہ ریکارڈ مرض میں شدت اور کمی دنوں کے لیئے ہونا چاہیئے علاوہ ازیں ہوئے وقت مریض کی پوزیشن اور غور ہونے کے اثرات، چلنے، بیٹھنے اور لیٹنے سے مرض کی حالت میں کیا تبدیلی آتی ہے مریض دائیں بائیں ہیلو مائیں ہیلو مائیت کے لیٹنے سے محسوس کرتا ہے۔ آرام اور حرکت مسلسل کرنے سے کیا محسوس کرتا ہے کوئی خاص قسم کی حرکات جو مریض پر زیادہ اثر انداز ہوتی ہیں۔ کھانا اور پینا مریض پر کیا اثر کرتا ہے۔ نیند کا اثر کیسا ہے۔ علاوہ ازیں تمام بیان کی گئی حالتیں اپنے مخصوص وقت پر اور بعد میں کس طرح اثر انداز ہوتی ہیں۔ مریض کی یہ حالتیں ایک دوسرے کو کس طرح متاثر کرتی ہیں۔ مریض دوستوں میں۔

Scanned by CamScanner

جوم میں اور تنہائی میں کیا محسوس کرتا ہے۔ القصہ مختصر ہمیں ہر اُس بات کو نظر میں رکھنا ہے جو مریض کے توازن میں کمی بیشی کا باعث بن رہی ہو۔

ان علامات کی ریکارڈنگ پر بہت زیادہ توجہ نہیں دی جاتی۔ اگرچہ کمی بیشی اور دیگر مخصوص علامات ہی دوا کی شفائی خصوصیات کی پہچان بنتی ہے۔

ہم ہانیمن اور ابتدائی پروونگ کی جامعیت کو دیکھ کر حیران ہو جاتے ہیں کہ وہ آرمانش یا پروونگ کے عمل کے دوران کس قدر تفصیل سے ریکارڈ رکھتے تھے۔ اور اگر ان کے پروونگ کا مقابلہ آج کے پروونگ نظام سے کریں تو ہم جان لیں گے پرانا طریقہ کار کسے طریقہ کار سے بہتر تھا۔ وہ دوا کی تمام خصوصیات جان کر آرمائے گئے ادویاتی مادے کو زندہ مادے میں بدل دیتے تھے۔ وہ تمام حقائق ریکارڈ کرتے تھے۔ اور ہمیں بھی پروونگ کے دوران یہ یاد رکھنا چاہیئے کیونکہ ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ ہم نہیں جانتے کہ کیا چیز اہم ہے اور کیا غیر اہم اور ہمیں کیا معلوم کہ بظاہر غیر اہم علامات تمام علامات کے مجموعے میں کب نہایت اہم علامت بن جائیں۔

کسی ایک دوا کی بہت سے لوگوں پر پروونگ کے دوران عموماً یہ رجحان پایا جاتا ہے کہ کسی علامت کو غیر اہم سمجھ کر نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ ایسی علامت عموماً وہ ہوتی ہے جو صرف ایک پروور میں نمودار ہوئی ہو۔ مثلاً کاک کاب میں ۲ بجے صبح کھانسی آنا۔ لیکن یہی ایک علامت کاک کاب تجویز کرنے میں تقابلی بیان اہمیت کی حامل علامت ہے۔ اگر یہ علامت غیر اہم سمجھ کر ریکارڈ نہ کی جاتی جو کہ صرف ایک پروور کے ریکارڈ میں آئی تھی تو کاک کاب کے ریکارڈ میں نہایت اہم چیز کا نقصان ہو جاتا۔

آبجیکٹو علامات (معروضی) ریکارڈ میں اہمیت نہیں رکھتیں کیونکہ شفائی عمل میں ان کی کوئی اہمیت نہیں ہے لیکن پھر بھی ان کی موجودگی ریکارڈ کی تکمیل کے لئے ضروری ہے۔

پروور کا سب سے اوّل فرض یہ ہے کہ وہ علامات کا ریکارڈ نہایت ایمانداری سے کرے پھر معالج اس ریکارڈ کو مناسب اہمیت دے سکتا ہے۔ معالج ذہن میں یہ بات ہمیشہ رکھے۔ کہ پروونگ کے دوران ہم کسی زندہ شخص کا ریکارڈ رکھ رہے ہیں۔ اسطرح کا اس ریکارڈ سے ہم اس شخص کو [illegible] دیکھ لیں گے جو ہمارے سامنے ہے۔

Scanned by CamScanner

باب ۱۶

دُوسری دَواء کا انتخاب

کسی مریض میں کسی دوا کے انتخاب اور استعمال کے بعد جبکہ دوا نے مناسب و موافق کام کیا ہو تو اس کی مثل یا تکمیل کی دوا دینی ہوتی ہے۔ اگر مریض کے اندر مطلوبہ ردِ عمل ظاہر نہ ہو تو معالج کو علامات کی تصویر دیکھنے کیلئے دوا کا انتخاب کرنا چاہیے جب معالج کو دوسری دوا کے بارے میں یقین ہو جائے

حقیقت میں پہلی دوا کیا عمل پیدا کرتی ہے معالج علطی سے کسی ایسی دوا کا انتخاب کر سکتا ہے جو مماثل نہ ہو۔ اسکا نتیجہ یہ ہو سکتا ہے کہ اس مریض پر کوئی ردِ عمل ظاہر نہ ہو۔ بہتر یہ ہے کہ معالج ایسی دوسری دوا کی تلاش میں رہتا ہے جس سے مریض ردِ عمل ظاہر کرے دوسرے معنوں میں کسی دوا کو دوسری مناسب نہ سمجھا جائے جب تک دوا مریض کے جسم میں کچھ کرایا اثر نہ دکھائے تو اس وقت تک اُسے حقیقی منتخب دوا قرار نہیں دیا جا سکتا کیونکہ علامات ظاہر ہے کہ یہ دوا مماثل ہرگز نہیں۔ بلکہ حقیقت میں نگار پیدا کرنے والی ہوگی۔

دوسری منتخب دوا پہلی دوا کو دہرانے کو بھی کہا جا سکتا ہے۔ مگر اسکا ردِ عمل کس قسم کا ہوگا۔

کہ کسی تریاق کی ضرورت پڑ جائے یا پھر پہلی دوا نے صرف چند علامات پیدا کی ہوں جس وجہ سے پہلی دوا کی مدد کے لیے دوا دہرانا پڑے۔ علامات کا مقابلہ ذہانت اور تحمل سے کرنے کے لیے ضروری ہے کہ کیس کا دوبارہ بغور مطالعہ کیا جائے جبکہ دوا اپنا ردِ عمل ظاہر کر چکی ہو۔

عام حالات میں اگر پہلی دوا مائیدہ مندرد عمل کے اظہار کا باعث بنی ہو تو پھر اس دوا کو مکمل طور پر اپنا اثر دکھانے کی مہلت دینا ضروری ہے اس صورت میں پہلی دوا کو دہرانا ہی دوا تصور ہوگا اور چونکہ دوا کو بغیر بڑی وجہ کے تبدیل کرنا ٹھیک نہیں لہٰذا پہلی دوا کو مناسب وقفوں کے بعد دہرانا ضروری ہوتا ہے۔ اس عمل میں پہلی دوا کی تمام پوٹینسیوں کو استعمال کر لیا جائے۔ مگر ہر پوٹینسی کو اپنے عمل کے لئے وقت ضرور دیا جائے۔

صحیح منتخب دوا کے ردِ عمل کے نتیجے میں اہم مخصوص اور معاون علامات جن کی بنا پر دوا کا انتخاب کیا گیا تھا انہیں سب سے پہلے ختم ہونا چاہیئے تاکہ کیس کی راہنما علامات ختم ہو جائیں لیکن علامات کی مکمل تصویر مٹ جائے اور صرف معمولی قسم کی علامات باقی رہ جائیں۔ اور اگر اس مرحلے پر دوا کی خوراک دہرا دی جائے تو شفا کا عمل رک جائے گا کیونکہ راہنما علامات تو اس وقت نمودار ہوتی ہیں جب دوا کا اثر ختم ہو رہا ہے۔ اگر کیس میں دوا کی خوراک دہرا کر دخل اندازی نہ کی جائے تو علامات اگلے قدم کے لئے بارش راہنمائی فراہم کرنے کی موجود ہو جائیں گی۔ ایک معالج کے لئے مشکل ترین مرحلہ یہی ہوتا ہے جب اسے اپنے ہاتھ کو روکنا پڑتا ہے کیونکہ اگر اس صورت میں دوا دے دی جائے تو کیس گڈمڈ ہو جائے گا اور پھر کوئی بھی دوا دانشمندانہ سوچ سے منتخب نہ ہو سکے گی۔

اگر پہلی دوا نے اپنا شفائی عمل نہ دکھایا ہو یا پھر دوا کو اس کی خصوصیات ظاہر کرنے کا موقع نہ دیا گیا ہو تو ثانوی مشاہدہ نہیں کیا جا سکے گا اور فرض کیجئے کہ پہلی دوا درست منتخب کی گئی تھی لیکن اسے بغیر کسی مداخلت کے کئی مرتبہ دہرایا گیا ہو تو پھر بھی نتیجہ واضح نہیں ہوگا۔

اگر کیس کے اندر جمود آ گیا ہے یا پھر پہلی منتخب دوا نے علامات میں ایسی تبدیلی پیدا کر دی ہے، جو مستقل ہے اور جو کچھ وقت کے لئے تبدیل نہیں ہو رہی تو پھر یہ ضروری ہے کہ کیس کو دوبارہ معائنہ

کیا جائے اور اس میں دوا کے بارے میں سوچا جائے، جب تک یہ تبدیلیاں ہو نہیں جاتیں تو مکمل قسم کی علامات جمع کرنا مشکل ہوتا ہے اور اسطرح مورول مشاہدہ نہیں کیا جا سکتا اگر ہم اس عمل کے لئے وقت دیں کہ کیس پورا ہونا شروع ہو جائے، اسطرح ہم ہر دوا کے لئے وقفہ بھی مقرر کریں یعنی دوا کی خوراک میں مناسب وقفہ رکھیں، تو پھر وہ وقت ضرور آتا ہے جب ہم ہر ایک دوا سے علامات کے دوبارہ لوٹ آنے کا مشاہدہ کرنے کے قابل ہو جائیں گے اور یہی ہماری بنیادی سوچ تصور کی جائیگی۔

ہو سکتا ہے علامات کا اظہار پہلے جتنا شدید نہ ہو لیکن ہمیں نہایت احتیاط سے ابتدائی علامات کے واپس لوٹ آنے کا مشاہدہ کرنا چاہیئے۔ یعنی جس ترتیب اور کا ترقی علامات پر جاری ہو، نوٹ علامات کریں، ہر ایک نقطہ کو کرکے جسم کے کس حصے میں ظاہر ہوتا ہے اور ابتدائی علامات لوٹ آنے کی ترتیب میں مختلف ادوار میں علامات کی ترتیب کا یہ الٹ ترتیب ہوتا ہے، یہ چند مہینوں سے لیکر چند سال بھی ہو سکتا ہے

اسی وقت میں ہم دوا کی پوٹنسی کو بڑھا سکتے ہیں جو دوا علامات کی شدت میں کمی نہیں کی جا سکتی کیونکہ دوا کے لئے علامات [illegible] ہے اس علاج کا یہ فرض ہے کہ وہ علامات کے لوٹ آنے کا [illegible] میں علامات کے لوٹ آنے کا بھی ہوتا ہے کیونکہ [illegible] ہے۔ علامات دوبارہ [illegible] علامات تو وہ کم شدید صورت میں نمودار ہوتی ہیں اور بعض [illegible] علامات کے دوبارہ لوٹ آنے کی حقیقت ایک ہدایت شدہ علامت ہے [illegible] دوا دیر تک تسلط کرتی تھی۔ [illegible] سے [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ دوا کا انتخاب صحیح تھا اور مریض تندرست ہو جائے گا اس صورت میں پہلی دوا دوبارہ اچھا ہونے کیلئے دی جا سکتی ہے اور دوا کی طاقت یا پوٹنسی کو بڑھایا جا سکتا ہے۔ اگر علاج کسی نئی علامت سے ہو جو کہ پرانی علامات کی جگہ نمودار ہوئی ہے اس صورت میں پرانی علامات واپس نہیں آتیں بلکہ ان کی جگہ نئی علامات

لے لیتی ہیں۔ ان حالات میں ہمیں کیس کا دوبارہ مطالعہ کرنا چاہیے اس دوا کی پیدائش بیماری سے متعلقہ علامات کو ذہن میں رکھتے ہوئے کیونکہ یہ علامات دوا کی پیدا کردہ بیماری سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور ایسا ہو سکتا ہے کہ یہ حالات دوا کی مکمل آزمائش سے پیدا ہوئے ہیں۔ یا پھر یہ حالت کسی اور سبب کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ یہ بات نہایت اہمیت کی حامل ہے کہ ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ اس قسم کی علامات سے اس کا کبھی پہلے بھی سابقہ پڑا ہے کسی گذشتہ بیماری یا کسی اور قسم کے حالات سے اور ایسی علامات پہلے بھی ظاہر ہوئی ہوں جن پر ہمیں پوری توجہ سے مطمئن کرنا چاہیے کہ تمام مریض کا ایسی علامات سے سابقہ رہا تھا۔ انہیں بعض دوائیں ایسی معلومات بعض سے اور بعض ان کے قریبی عزیزوں سے مل جایا کرتی ہیں۔

اگر تو یہ علامات واقعی پرانی علامات ہوں تو سارا مطلب یہ ہوگا کہ ہم نے دوا کا انتخاب درست کیا تھا اور اس دوا نے ہی علامات پیدا کیں۔ اس صورت کے مناسب علاج کے تحت یہ علامات ختم ہو جائیں گی۔ لیکن اگر ہم [illegible] سے علامات کا سراغ نہ لگا سکے اور یہ علامات دوا کے ہی پیدا کردہ ہیں۔ [illegible] تو ہمیں ان علامات کو ختم کرنے کے لیے دوا کی خوراک کو غلطی کر دی ہے [illegible] ہمیں ان کو ختم کرنا ہے۔ پھر مناسب ہوگا کہ ہم اس دوا کے تریاق کا استعمال کرائیں۔

مریض کو تریاق کا استعمال [illegible] موقع دینے کے بعد ہمیں کیس کا دوبارہ مشاہدہ کرنا چاہیئے اور ہمارا دوا کی منتخب [illegible] علامات سے مشابہ ہونا چاہیئے۔ اگر پرانی علامات ہیں۔ لیکن ہمیں نئی اور پرانی دونوں قسم کی علامات کو ذہن میں رکھنا چاہیئے۔ اگر ہم ایسا کریں، عقل سے کریں تو یہ نئی دوا نئی علامات کو دور کر دیتی اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ پرانی علامات بھی دور کر دے۔

نئی مشکل کو حل میں کہ دوا کرنے کے لئے ہو سکتا ہے، ہمیں یہ عمل کئی بار دہرانا پڑے لیکن عمل کی یہ دہرائی ہمارے آئندہ قدم کو مشکل بنا دیتی ہے لہذا ہمیں غلطی کرنے کے بعد بے حد محتاط ہونا چاہیئے۔

Scanned by CamScanner

بعض اوقات سلی دوا کے استعمال کے بعد مریض کی حالت میں جمود آجاتا ہے یعنی علامات ایک مبہم طریقے سے تبدیل ہو جاتی ہیں۔ نئی علامات نمودار ہو جاتی ہیں، لیکن آخر میں تمام علامات اپنے ظاہر ہونے کی الٹی ترتیب میں غائب ہو جاتی ہیں اور ان پر غور کرنا اہم نہیں ہوتا۔ مریض تصدیق کرے گا کہ تکلیف دہ علامات ختم ہو گئی ہیں اور کوئی قابل قدر علامات باقی نہیں رہیں جن کے بارے میں مریض کچھ کہہ سکے لیکن اس کے باوجود مریض اپنے آپ کو تندرست محسوس نہیں کرتا اور اسے تندرستی کا کوئی احساس بھی نہیں ہوتا مگر ساتھ ہی مریض یہ بتانے سے قاصر ہوتا ہے کہ اس موجودہ تکلیف کی وجہ کیا ہے۔ اور اس کی جائے وقوعہ کونسی ہے۔

اس صورت میں ہمیں اس وقت تک انتظار کرنا چاہیئے جب تک ہم کو معلوم نہ ہو جائے کہ دوا نے اپنا اثر دکھانا ختم کر دیا ہے۔ کیونکہ کئی ایسی ادویات بھی ہیں جو اپنے عمل دکھانے کے دوران ایک غیر عمل دورانیے DO NOTHING STAGES کی خصوصیت بھی رکھتی ہیں۔ اس لیے دوا کو دہرانے سے پہلے اس بات کا یقین کر لینا چاہیئے کہ دوا نے اپنے عمل کا دورانیہ مکمل کر لیا ہے یا نہیں۔ اگر ہر ایک غیر عملی دورانیے DO NOTHING STAGE کو دیکھنے میں تو ہو سکتا ہے دوا نے اپنے ایک عمل کا دورانیہ مکمل کر لیا ہو (PART OF REMEDY CYCLE) ہو مگر یہ صورت ہے تو اس طالب نہ ہو گا کہ دوا ابھی عمل کر رہی ہے۔ اور اس وقت دوا کو دہرانا فائدے کی بجائے نقصان کا موجب بن سکتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں غیر عملی کا یہ وقفہ DO NOTHING STAGE دراصل دوا کی مصنوعی طاقت کے تعاونی عمل کے لئے کام ہے اور کچھ دیر تک صبر کرنے کے بعد مریض کو اگلی دوا دی جا سکتی ہے۔ اسطرح کی غیر عملی حالتوں میں تو کوئی نئی دوا دینا بے مقصد ہوتا ہے کیونکہ اس صورت میں علامات میں کوئی تبدیلی نہیں آئی ہوتی بلکہ صرف ان کی شدت میں کمی آئی ہوتی ہے لہذا اس صورت میں نئی دوا دینا مناسب نہیں ہوتا۔

اس کے بعد ہمیں اس بات پر غور کرنا ہے کہ دوسری دوا کب منتخب کرنا ہے وہ علامات جن کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔ ان کے علاوہ جہاں نئی علامات ظاہر ہو رہی ہوں اور مکمل طور پر تبدیلی کی کیفیت ہو

جب تک کہ آپ اُس سے وہ تمام فوائد حاصل نہ کریں جس کی ایک دوا سے توقع ہو سکتی ہے

یہ بھی ممکن ہے کہ دوسری دوا کے انتخاب میں ہم دوائے مماثل [illegible] دریافت کریں جو پہلی دوا کے لئے معاون ثابت ہو۔ ایسا خاص طور پر بچوں کی کاری میں ہوتا ہے۔ بچوں میں اگر مار مار ٹھنڈک لگ جائے کا رجحان ہوتا ہے اور بچہ ہر وقت سردی محسوس کرتا ہے اس صورت میں سلفر دوا دوا عادہ مرض کو فوری شفا دے دیگی ہم اصل حقیقت کو سمجھنے سے پہلے سارے عمل پر اسلیے کر سکتے ہیں کہ ہم سمجھتے ہیں یہ کرانک حالت کی مشتعل شکل ہے اور اگر سلفر دوا ایسا فوری طور پر دکھا رہی ہے تو اسکا مطلب یہ ہے کہ یہ اصل دوا کلکیریا کی معاون دوا ہے۔ اسی طرح ہیپر سلفر بھی حاد حالتوں میں بُرا اثر ہوتا ہے جسکا صحیح طریقہ کار سے سلفر کی ضرورت ہو۔ اسی صورت میں بہت سی بیماریوں کے ساتھ بھی ہوتا ہے

اس کے علاوہ ایسی صورت حال بھی ہو سکتی ہے تو مکمل صحیفے کے تحت شفا کے مکمل عمل کی طلبگار ہو۔ اس صورت میں دوا کا انتخاب کسی ایک دوا کے بعد دوسری دوا دینے سے فائدہ حاصل ہوتا ہے اور۔ یہ طریقہ کار [illegible] میں کسی کا شفا بخش کار مستقل طور پر سکل کا ہوتا ہے اور کلئے شفا کے سیدھے رستے سے [illegible] مکمل ادویات کے بارے میں علم کی درخواست کرتا ہے کیونکہ جب ہم کیس کو شروع [illegible] تو ہم صحیح طور پر دوا کا انتخاب نہیں کر سکتے یا تو ہم کیس کو بھی طرح سمجھ سکتے اور بہت سے بے حد [illegible] ایسے ہیں جو شفا کی مکمل اور مناسب وجہ سے وجہ ہو سکتی ہے [illegible] ایسے میار کی تمام علامات کو ذہن میں رکھنے سے شاید مکمل ایک ایسی حالت سامنے ہو سکتی ہے جو کسی دوسری بیمار کی مماثل خصوصیات کا اظہار کرتی ہے اسی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ ایک بیمار دوسرے بیمار سے نیچے اتر گئی تھی اور جب پہلی دوا سے مماثل ہو گئی تو دوسری نمودار ہو گئی اور بیمار کے جسم پر STIGMA دواؤں کے تعلیمات سے توڑا جا سکتا ہے۔

ہم کسی بھی STIGMA کو مکمل یا مستقل طور پر کسی دوا کی واحد خوراک سے شفایاب نہیں کر

یعنی علامات علامات ہوتی ہیں اور دونوں ہی قسم کی علامات ظاہر ہوتی ہیں جس کا مریض کی گذشتہ زندگی سے کوئی واسطہ ہوتا ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

علامات ان علامات سے مراد ہیں جو مریض

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جب تک آپ اس سے وہ تمام قوائد نہ حاصل کر لیں جن کی ایک دوا سے توقع ہو سکتی ہے

یہ بھی عین ممکن ہے کہ دوسری دوا کے انتخاب میں ہم دوائے بالمثل (ہومیوپیتھی) دریافت کر لیں جو پہلی دوا کے لیے معاون ثابت ہو۔ ایسا خاص طور پر بچوں کی بیماری میں ہوتا ہے کہ ان میں اسٹیرائیڈ تک جانے کا رجحان ہوتا ہے، اور پھر سردی محسوس کر سکتا ہے۔ اس صورت میں بیلاڈونا غالباً حادر مرض کو فوراً شفایاب کر دے گی، اور اگر مرض دوبارہ لوٹ آتا ہے تو بیلاڈونا کے استعمال سے دوبارہ آرام آجائے گا۔ بلکہ مرض کے چھ بار لوٹنے پر بھی یہ عمل دہرائیں تو کامیابی ہو سکتی ہے مگر اصل حقیقت کو پہنچنے کے بعد ہم جان جائیں گے کہ بیلاڈونا سے شفایابی کا بہتر عمل اس لیے اختیار کیا گیا کہ بیلاڈونا درحقیقت پرشیدہ کرانک حالت کی دوا کلیکریا کی معاون ہے۔ اسی طرح بیشتر حاد امراض میں یہ ثابت ہوگی جب کہ اسی کرانک حالت کے لیے سیپیا درکار ہوگی۔ اس طرح بہت سی بیماریوں میں ایسا ہی ہوتا ہے

اس کے علاوہ ایسی صورت حال بھی ہو سکتی ہے جو مکمل شفایابی کے وقت سامنے آئے۔ عمل کی [illegible] صورت میں ایک دوا نہیں بلکہ دواؤں کے ایک سلسلے یعنی ایک [illegible] استعمال کرنے سے فائدہ حاصل ہوتا ہے یہ ایسا طریقہ کار ہے جس میں [illegible] سیدھا ہونے کی بجائے بل در بل ہوتا ہے اور [illegible] معالج ادویات کے بارے میں کہ علی کی رہنمائی کرتا ہے کیونکہ جب ہم کیس ریکارڈ میں [illegible] پر غور کرتے ہیں تو ہم دوا کا صحیح انتخاب نہیں کر پاتے یا پھر ہم کیس کو ٹھیک طرح سمجھ نہیں پاتے

ادویات کے سلسلہ وار استعمال کی وجہ ایک اور بھی ہو سکتی ہے کہ پہلی دوا کسی miasm کی تمام علامات روبہ کار نہ لا سکتی ہے جب کہ جبکہ ایک ایسی حالت نمودار ہو سکتی ہے، جو کسی دوسری miasm کی بنیادی خصوصیات کا اظہار کرتی ہے اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ ایک miasm دوسری miasm کے نیچے چھپی ہوئی تھی اور جب پہلی

میازم دوائے بالشل سے ختم ہوگئی تو دوسری میازم نمودار ہوگئی۔ اسی طرح امراض کے علاج کا رخ بالشل ادویات کے استعمال سے موڑا جا سکتا ہے۔ ہم کسی بھی شگیٹک مرض (کرانک) کو کسی دوا کی واحد خوراک سے شفایاب کرنے کی امید تو نہیں لگا سکتے مگر ہم مرض کے اظہار میں اس طرح بہتری پیدا کر سکتے ہیں کہ پوشیدہ مرض ظاہری مرض کے بعد نمودار ہو جاتا ہے۔

کرانک امراض کی صورت میں پہلی یا دوسری دوا کا انتخاب ہم اُسی صورت میں کر سکتے ہیں اگر ہم علامات کے تسلسل کا بغور مطالعہ کریں اور ان علامات کو بھی نظر انداز نہ کریں۔ جو یا تو شفایاب ہو چکی ہوں یا اُن کی شدت میں کمی آ چکی ہو اور جس دوا کے انتخاب کے لئے اِن تمام علامات کے پیش نظر ریپرٹری کا استعمال کرنا ہوگا۔ تب ہی ہم پر اعتماد طریقے سے دوسری دوا منتخب کر سکیں گے۔

Scanned by CamScanner

باب ۱۷

اثر پذیری

SUSCEPTIBILITY

ہر زندہ چیز اپنے حالات اور ماحول سے کسی نہ کسی حد تک تاثر ضرور ہوتی ہے۔ یہ بات عالم نباتات کی قدرتی نشوونما پر بھی صادق آتی ہے۔ مثلاً کچھ پودے صرف خاص خاص عرض البلد پر ہی پھل پھول سکتے ہیں اور ایک ہی پودوں پر سندھ کی نمی مسلسل اثر انداز ہو رہی ہو۔ مگر یہی پودے مختلف قسم کے حالات کے تحت مختلف شکل اختیار کر لیں گے۔ صحراؤں میں اگنے والے حالات کے تحت اگنے والے درختوں میں ہواؤں کے رجحان کے اثرات نمایاں ہوتے ہیں آج سے عرصہ دراز پہلے کوئٹہ کے باغوں میں آڑو کے پودے لگائے لیکن پھر اچانک ہی تمام آڑو کے پودے ختم ہو گئے اور پھر تقریباً ۵۰ سال تک اس ریاست میں آڑو کے پودے نہ لگائے گئے۔ پھر مسٹر جے ایچ ہیل نے یہ دریافت کیا کہ آڑو کے پودے صرف ایسی زمین میں نشوونما پا سکتے ہیں جس میں پوٹاش کی مقدار بہت زیادہ ہو۔ اگر زمین کو پوٹاش کی مقدار مہیا کر دی جائے تو لذیذ قسم کے آڑو کثیر مقدار میں پیدا ہو سکتے۔

اسی طرح اثر پذیری عالم حیوانات میں بھی دیکھنے میں آتی ہے۔ دنیا کے خاص خاص حصوں کے جانوروں میں اس علاقے کی خصوصیات پیدا ہو جاتی ہے اور یہ خصوصیات دوسرے علاقے کے جانوروں سے مختلف ہوتی ہیں۔ ہر علاقے کے جانوروں کے اندر اس علاقے کے شدید حالات کو برداشت کرنے کی خصوصیت ہوتی ہیں سکتا ہے کہ یہ خصوصیت مگر کسی دوسرے علاقے کے جانور کو پیش آئیں تو ان

کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں یا پھر اسی نوع کے حیوان اگر دوسرے ماحول میں رہ رہے ہیں تو بھی ان خطرناک حالات کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے دوسرے لفظوں میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ مخصوص علاقے کے حیوان اپنے مخصوص حالات کے لئے اپنے اندر ایک قسم کا ذہنی نظام (Mental Set) پیدا کر لیتے ہیں۔ مثلاً قطبی ریچھ (Polar Bear) قطب شمالی کی سخت سردی کے مقابلہ قوت مدافعت رکھتا ہے لیکن گرم موسم کے اثرات سے مغلوب ہو جاتا ہے اسی طرح بنگال شیر ہندوستان کے جنگلوں کی نمی کو بہت پسند کرتا ہے اسی شیر کے خاندان کے دوسرے حیوانوں نے اپنے آپ کو ہمالیہ کی ٹھنڈی اور تند ہواؤں سے مانوس کر لیا ہے۔ ان دونوں متضاد جنگلوں کے شیر درجۂ حرارت کی تبدیلیوں سے بُری طرح متاثر ہوتے ہیں۔

اثر پذیری کی تعریف ہم اس طرح کرتے ہیں کہ "جانداروں کا اپنے اندرونی اور بیرونی حالات سے متاثر ہونا اثر پذیری کہلاتا ہے" جیسا کہ ہم حلاتات اور ادنیٰ درجے کے جانوروں میں اثر پذیری کی حیرت انگیز مثالوں کو بیان کر سکتے اسی طرح ہم نباتوں میں بھی اثر پذیری کی بہترین مثالیں پیش کر سکتے ہیں۔ ہم نباتوں میں آب و ہوا اور ماحول کے دوسرے اثرات کا اثر بخوبی دیکھ سکتے ہیں مثلاً شدید قسم کی آب و ہوا میں ایک شخص تو خوش و خرم رہ سکتا ہے جبکہ دوسرا انتہائی بیمار ہو سکتا ہے۔ ایک شخص غذا موسم میں تو ٹھیک ٹھاک رہ سکتا ہے جبکہ دوسرا بری طرح متاثر ہو سکتا ہے سطح میں سے بلندی کچھ لوگوں پر اچھی گوارشات مرتب کرتی ہے اسی طرح ساحلی علاقوں کی آب و ہوا کسی کو موافق آتی ہے اور کسی پر بہت غیر موافق اثر کرتی ہے۔

اسی طرح تعدیہ اور ابہضام کے عوامل میں اثر پذیری کیفیات کا اظہار کرتے ہیں۔ مثلاً ایک شخص تو خاص قسم کی غذا کو آسانی سے ہضم کر لیتا ہے جبکہ دوسرا شخص اسی غذا کو ہضم کرنے کے قابل نہیں ہوتا مختلف انسانی مزاجوں اور صورت وار بیماریوں سے کم و بیش انداز میں متاثر ہوتے ہیں ایک شخص کسی مریض کے ساتھ رابطہ رکھنے سے بیماری کا اثر قبول کر لیتا ہے جبکہ دوسرا شخص بالکل اثر پذیر نہیں اسی طرح یکے تو زہریلے بودوں کو ہاتھ لگانے سے بیمار ہو جاتا ہے مگر دوسرا اسی قسم کے پودوں کو ہاتھ

کسی تکلیف میں مُبتلا ہوئے بغیر آسانی سے کر سکتا ہے۔ اسی طرح کئی لوگ تواردیات کی بیماری میں بے حد کار آمد ثابت ہوتے ہیں جبکہ کچھ ادویات کے اثرات کو قبول ہی نہیں کرتے اور کوئی ردِ عمل ظاہر نہیں کرتے صدر حکیم تمام حواس اثر پذیری سے متعلق ہیں۔ اثر پذیری کے تجزیے سے معلوم ہوتا ہے کہ اثر پذیری کو کسی شخص کے اندر ایک خلاء سے تعبیر کیا جا سکتا ہے اور اسی خلاء کی موجودگی حرکت کھانے کی خواہش سے ظاہر کیجا سکتی ہے۔ خلاء (VACUME) جسم کے اندر ان عنصروں کو کھینچتا ہے یا کشش کرتا ہے جن کی جسم کو ضرورت ہوتی ہے اور یہ عناصر مادے بھی اُسی قسم کی تحریک (VIBRATION) سے متاثر ہوتے ہیں جیسی جسم کو ضرورت ہے۔

چھوت دار بیماریاں بچوں میں اسلئے عدلشود نما پاتی ہیں کیونکہ ان میں بیماری کے اس زہر کیلئے انتہائی اثر پذیری ہوتی ہے اس اثر پذیری کے اندر ایک قوت کشش ہوتی ہے جو اپنے اندر بیماری کو کھینچنے کی صلاحیت رکھتی۔ یہ قوت کشش یا اثر پذیری اور بیماری دونوں یکساں طور متحرک ہوتی ہیں۔ اور جسم کے اندر جس مخصوص بیماری کی کمی ہوتی ہے۔ اس کی کو یہ بیماری پورا کر دیتی ہے جب بچے کے جسم کے اندر یہ بیماری پہنچ جاتی ہے تو بچہ زندہ اسی قسم کی بیماری کے متعلق قوت مدافعت پیدا کر لیتا ہے اور اس کے جسم میں کم و بیش اسی قسم کی بیماری کے لئے مزید کشش نہیں رہتی۔ ہانمن اسی قسم کی حالت کو مشابہ بیماری (SIMILAR DISEASE) سے موسوم کرتے ہیں۔

مختلف مریضوں میں اثر پذیری مختلف ہوتی ہے۔ اور یہ ایک ہی مریض میں مختلف اوقات میں مختلف ہو سکتی ہے۔ ہومیو پیتھک دوا کے استعمال کا مقصد اثر پذیری سے خلاء اور اس خلاء کو پُر کرنا ہے جو مریض کے اندر موجود ہوتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ مریض کا ارتعاش (VIBRATION) اور کی آواز میں اپنی ضرورت کی تکمیل کے لئے پکارتا ہے اور تندرست افراد پر آزمانے کا مطلب یہ ہوگا کہ تندرست انسان کے اندر دوا اس قسم کے اثرات پیدا کرے جس طرح بیمار پنے اثرات پیدا کرتی ہے۔ کیونکہ دوا تندرست آدمی سے اندر ایک مصنوعی اثر پذیری پیدا کرتی ہے جو بیماری کی قدرتی اثر پذیری سے مشابہ ہوتی ہے۔ ہومیو پیتھک دوا کا استعمال اس قدرتی

اثر پذیری پر عمل کرتی ہے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ بیماری کے علاج دوا نے تندرستی فسانہ ہو
کتنی ہی کارگر کیوں نہ ہو لیکن ہر شخص کے اندر یہ اثر پذیری نہایت زیادہ ہوگی دوا کی انتخاب کے لئے
اثر پذیری اپنے نمایاں اثرات کی وجہ سے مدد کرتی ہے اور ہمیں اس مشابہت کا ایک نتیجہ ہی واضح نہیں
غلبہ کرے گا۔ کیونکہ شابہ پر مبنی بیزوڈ کا اثر پذیری سے زیادہ اثر ہوتا ہے اور اس طرح یہ بیماری کی علت
پر غلبہ پا لیتی ہے۔ ایک دوا بعض کئی مقدمات کے لئے اثر پذیری ظاہر کر سکتا ہے لیکن ہر نہایت
دوائے مثل یعنی مشابہ دوا میں ہوگی یا دوسرے لفظوں میں (similia similibus) ہر ہوگی
اگرچہ وہ نزدیکی مشابہ ادویات سے بھی اثر پذیری ظاہر کرے گا لیکن کم۔

اثر پذیری کو بڑھایا۔ گھٹایا اور کم کیا جا سکتا ہے۔ ان علاوہ بھی قوت مدافعت کو کمزور کیا جا
کر سکتی ہے۔ ڈاکٹر ہے ہے گوتھ ولکنسن اپنی کتاب "ایپی ڈیمک میں انفلوئنزا ہنر ویجر ٹیلیز" میں
لکھتے ہیں۔

ایک شخص دوسرے شخص سے سکریٹ فیور (اقل بخار) کا شکوہ کر سکتا ہے کہ اس کو
بیماری کے تمام کمزور حیثیت کا ادراک ہوتا ہے جبکہ بیماری اس کے مقابلے میں طاقتور ہوتی ہے جبکہ
ایک دوسرا شخص اسی بیماری سے بغیر کوئی شکایت کئے تندرست رہتا ہے گویا بیماری سے متاثر ہونا
شخص کی انتخاب کے حوالہ ہے۔ وہ بیماری کے لئے ایک گرم کا فولاد (کشش) رکھتا ہے اور اس کا
بیماری سے مغلوب ہو جانا حاصل اس کے جسم میں بیماری کا اثر لینے کے لئے پہلے سے موجود تناسب
بیماری کے لئے اثر پذیری کسی شخص میں اور اس کی نسل میں موجود آتی ہے۔ صحت تندرستی کی
شکل اختیار کر لیتی ہے۔

انسان کی عادتی اور جبلی اثر پذیری اس کی علت کے اثر پذیر آنے سے پہلے ہی علت کے
تعلق دوسرے اصل سے علیحدہ تعلق قائم کر لیتی ہے۔ جس سے شفا
فراہم ہوتی ہے۔ صحت کی علت کے ہم علت
جانکاہی اہم حیثیت

ہمارا فرض ہے کہ ہم ہی نارمل [illegible] اور محفوظ طریقہ [illegible]
عدد زہریلے مادوں سے نجات، سانس استعمال کریں ہمارا فرض ہے ہم بھی دوا کوئی ایسی استعمال
کریں اور نہ ہی ایسے طریقے اپنائیں جس سے [illegible] ہو یا پھر [illegible]
متاثر ہوتے ہوں، کیونکہ صحت کا دارومدار کسی نارمل اثر پذیری پر منحصر ہے [illegible]
تبدیل کرنے کا حق کسی معالج کو ہرگز نہیں حاصل ہوتا بلکہ معالج کا فرض ہے کہ وہ فطری [illegible]
کرے۔ اگر کوئی معالج اس قوت اثر پذیری سے ناآشنا ہو تو معالج کہلانے کا حق دار نہیں بلکہ معالج
کا فرض ہے کہ وہ اثر پذیری انسانی جسم میں اسی طرح محفوظ کرنے کا انتظام کرے کہ یہ اثر پذیری کسی بھی زہر،
جراثیم یا جراثیم کے حملے کے خلاف مدافعت کر سکے اور مناسب یا خطا دوا کے ساتھ موثر
ردعمل کا اظہار کر سکے۔ علاوہ ازیں ہر انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ فطری طور پر زہریلی خوراک کی
مقدار کے لحاظ سے بیماری کا اظہار اسی طرح کرے جس طرح جانور خوراک کی نوعیت کے لحاظ
کا اظہار کرتا ہے۔

ہمیں خاص طور پر مریض کے جسم میں نارمل اثر پذیری کو قائم رکھنے کے لئے محتاط ہونا چاہیئے
کیونکہ بیماری کے دوران اثر پذیری بڑھ جاتی ہے اور ہمیں ایسے اقدامات ہرگز اختیار نہیں کرنا
چاہئیں جس سے مریض کی اثر پذیری کم ہو جائے کیونکہ اس بڑھتی ہوئی اثر پذیری کی وجہ سے
ہم مشابہ دوا کے انتخاب میں سراغ لگا سکتے ہیں۔ بیماری کی حالت میں ہمیں یاد رکھنا چاہیئے
کہ صرف مشابہ دوا کے استعمال سے ہی ہم اثر پذیری کو سکون فراہم کر سکتے ہیں اور بیماری تمام کوششوں کو
صرف ایک سال عرصہ کر سکتے ہے کہ آیا دوا اثر شدہ اثر پذیری کی تمام خصوصیات کو پورا کرتی ہے،
ان اثر پذیریوں کا مشاہدہ کرنے کے لئے ہم سستی سے قانون [illegible] نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ مریض
کے جسم میں بہت سی [illegible] داخل کرتی
حالانکہ ہیں لیکن ان خصوصیات کی مریض کی اثر پذیری سے کوئی مشابہت نہیں ہوتی اس لئے مریض
کی نارمل اثر پذیری کو ہمیں کسی بھی طریقہ سے نقصان پہنچانا نہیں چاہیئے۔ جب بھی ہم نارمل اثر پذیری کے علاوہ

Scanned by CamScanner

کوئی دوسرا طریقہ علاج اختیار کیا جاتا ہے تو تپ دق کے جراثیم بیماری کے دب جانے یا پھر عارضی سکون کی حالت میں نمودار ہوتے ہیں اور اس چیز کا حتمی نتیجہ ہوتا ہے کہ مریض پہلے سے بھی زیادہ بیمار ہو جاتا ہے اور اسکی مکمل تباہی کا سامان ہو جاتا ہے۔

ڈاکٹر سٹوارٹ کلوز نے ۱۹۱۹ء میں اپنے ایک لیکچر میں امیونٹی یعنی قوت مدافعت کے بارے میں ایک بیان دیتے ہوئے کورنل یونیورسٹی کالج کے پروفیسر جیمز ایڈنگ کا حوالہ دیا ہے کہ۔

"سیرم انجکشن سے مصنوعی قوتِ مدافعت پیدا کرنے میں ایک ناکامی بھی ہو سکتی ہے خواہ اس کے نتیجے میں جاندار جسم کے اندر موجود تمام بکٹیریا ہلاک کیوں نہ ہو جائیں۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ سیرم انجکشن لگانے سے بکٹیریا کے مرنے کے عمل کے دوران اینڈوٹوکسین پیدا ہو جاتی ہے۔ ہر قسم کی اینڈوٹوکسین کا عمل ایک جیسا ہوتا ہے یعنی جسم کے درجۂ حرارت میں کمی اور جسم کے اعصاء کا بیکار سے ختم ہونا (جو انسانی فرد سے تاثر ہوتا) اس طرح بغیر جراثیموں کے موت واقع ہو جاتی ہے جبکہ اعضاء اور ٹشوز کا تجزیہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام بکٹیریا مر چکے ہیں لیکن اس کے باوجود جاندار کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ موجودہ دور میں سیرم سے علاج میں اینڈوٹوکسین ایک پتھر کی دیوار کی طرح حائل ہے۔

ایک ایسا جانور جس کا سیرم بکٹیریا کو مارنے کے قابل بنا دے گا! اب اس کا سیرم اس کے جسم کے اندر موجود بکٹیریا کو مارنے کے قابل نہ ہے گا۔ مثلاً ایک خرگوش کا سیرم عام طور پر ٹائیفائیڈ کے بکٹیریا کو مار ڈالتا ہے لیکن خرگوش کو بہت زیادہ مصنوعی طور پر قوت مدافعت پیدا کرنے کی کوشش کی جائے تو اسکا سیرم بکٹیریا کو مارنے کی خصوصیت کھو دیتا ہے اور پھر وہی جانور جو ٹائیفائیڈ بکٹیریا سے جاں نہیں ہوتا تھا اس سے متاثر ہو جائیگا اور مر جائے گا۔

اس لئے ہماری کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ دافعتوں اور بکٹیریا کو اس حد تک سکون سے رہنے کے قابل بنا جائے نہ کہ ایسی حالت پیدا کر دی جائے کہ سیرم بکٹیریا کے لئے تباہ کن بن جائے۔

ہیلیسر مین نے اپنے بیان میں لکھا ہے کہ کس طرح اثر پذیر میں کمی یا اثر پذیر بیماری کی مکمل تباہی کسی سیرم اور ویکسین کے استعمال کسی بھی مدافعتی عمل کا نتیجہ نہیں ہوتی بلکہ اصل میں تو یہ عمل کے عمل ہونے کے

سمت ۔ اس زہر عمل کا علاج یہ ہے کہ ۔ جس کو کاٹا گیا ہے اس جگہ کو فوراً صاف پانی سے دھو کر
ہے ۔ جسم کے متاثر حصہ کو زور سے باندھ دینا چاہیے ۔ ایڈرینلین انجکشن یا اینٹی سنیک وینم کا استعمال
ہو کر بجلی کا کرنٹ دینا کرنے کا ایک اور طریقہ ہے لیکن یہ بھی تسلی بخش نہیں ہے ۔

ہائپوسلفن کا جیل جو کہ سانپ کے زہر کے فساد کے ٹوٹنے کے لئے انٹی سنیک
ادویات کا استعمال گلوکوز کے فساد کی سوزش میں استعمال کیا جاتا ہے ۔ بیماری کو لمبا کر دیتا ہے اور آدمی کو
سکون کے عمل میں کمی کر دیتا ہے ۔ اس بات کی بھی وضاحت کی گئی ہے کہ بیکٹیریا کو کم کرنے کی کوشش میں جسم
میں زہریلا مادہ پیدا ہو جاتا ہے اور انٹی بائوٹیز کا کیڑا بننے کے لئے بہت مددگار ہوتا ہے ۔ وہ
مناسب وقت تک ٹھہر جاتی ہے ۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ زندہ جانور خواہ بیماری کی
نہ ہو اس کے اندر اپنے دفاع کا کوئی نہ کوئی ذریعہ ہوتا ہے اور زہریلے مادوں کے تریاقی اینٹی ٹاکسن
(ANTI TOXINS) اور انٹی بائوٹیز بھی ساتھ ساتھ اسی مقابلے میں لگے رہتے ہیں ۔ لیکن انٹی
سیپٹک کے استعمال سے یہ چیزیں اس مقابلے میں نہیں بن سکتی اور جسم اس قابل نہیں رہتا کہ
بیماری سے اپنا دفاع کر سکے لیکن اس کی قدرتی طاقت کم ہو جاتی ہے ۔ انٹی سیپٹک کا نہ
خلیات اور جراثیم کے جراثیم ختم کرنے والے سفید خلیات ٹیگر باتھس پر اثر کر کے سوزش ہونے
عمل میں بیان کیا گیا ہے کہ کسر تا یا خلیات بافتیات کے عمل میں ۔ جن اجسام کو ہضم کر کے اس
ہم زندگی کی بنیادی اساس کو ختم کر دیتے ہیں ۔ کیونکہ اگر انٹی سیپٹک کیمیا کے خلیات کو نقصان
اس تو جسم کے دوسرے خلیات بھی نقصان کا شکار ہو سکتے ہیں ۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ کم
بخار ہونے کی صورت میں ہدایت کی شرح بڑھ جاتی ہے ۔ جو کہ نارمل حالت سے زیادہ ہوتی ہے
ہیں ۔ بخار کی حالت میں انسان کا جسم اپنے آپ کو بیماری کے خلاف
ہوتا ہے ۔ اس طرح جسم کے خلیات کی تعداد بڑھ جاتی ہے اور اس طرح
انٹی بائوٹیز کے ذریعے جراثیم کو ختم کرنے کی صلاحیت بڑھ جاتی ہے ۔ اس طرح

ہوتا ہے اور یہی فطرت کا حامد ار و بیماری سے بچانے کا طریقہ ہے۔

نسل انسانی میں بہت سی خصوصیات اور رجحانات ورثے کی صورت میں منتقل ہوتی ہیں۔ یہ رجحانات بچوں کی زندگی میں اپنا اظہار مختلف قسم کی بیماریوں کی صورت میں کرتی ہیں جو کہ دراصل یکساں بحران کے سطح جسم پر جلدی امراض کی شکل میں نمودار ہو سکتا ہے۔ یہ جلدی امراض اس وجہ سے پیدا ہوتے ہیں کہ مریض کے اندر یہ خصوصیت نہیں ہوتی جو اثر پذیری کے ساتھ مقابلہ کر سکے۔ دوسرے لفظوں میں دوائے بالمثل کے عدم استعمال سے اثر پذیری کا اظہار نہیں ہوتا۔ اسلئے فطرت قوانین اثر پذیری کے تحت آگے بڑھتی ہے اور جسم کسی جراثیمی یا چھوت دار بیماری کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس طرح اس اثر پذیری کے ساتھ مکمل طور پر مقابلہ ہو جائے تو پھر جلدی شفاء حاصل ہو جاتی اور جاندار پھر اسی قسم کے چھوت کے کبھی ردعمل کا اظہار نہیں کرتا۔ (یعنی پھر اس چھوت دار مرض میں مبتلا نہیں ہوتا)۔

نسل انسانی کے کسی خاص بیماری سے متاثر ہونے کے رجحانات پورے پورے خاندانوں تک بھی منتقل ہو جاتے ہیں۔ مثلاً ایک خاندان کسی بیماری سے مغلوب ہو جاتا ہے جبکہ دوسری خاندان پر اس بیماری کا زیادہ برا اثر نہیں ہوتا۔ یہاں بھی قانون اثر پذیری ہی اس کا سبب ہوتا ہے اور یہی اثر پذیری اس بیمار ہونے والے افراد کی بیماری کے اثرات کی طرف کھنچتی ہے کیونکہ ان افراد کی جسمانی ترکیب ہی اس خاص بیماری کے ساتھ مماثلت رکھتی ہے۔ جسطرح اثر پذیری کی کچھ حالتیں خاص خاص خاندانوں میں پائی جاتی ہیں، اسی طرح یہ خصوصیت خاص خاص نسلوں میں بڑی عام ہوتی ہے۔ یعنی ایک نسل تو کسی خاص بیماری سے بہت اثر لیتی ہے۔ جبکہ دوسری نسل پر اسی بیماری کا نہایت معمولی اثر ہوتا ہے۔ اسطرح نسلوں کے متاثر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس قسم کے مرض کا مناسبات کے استعمال سے علاج نہ کیا گیا اور پھر توارث کشش (مرض) اس اثر پذیری کی ترقی کا باعث بنے گی۔

چنانچہ یہ صاف ظاہر ہے کہ اثر پذیری اور ردعمل دو بنیادی قوانین ہیں جو کہ فطرت کے علاج کے نہایت اہم ہیں۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ ان قوانین کو صاف صاف سمجھ لیا جائے۔ ان قوانین کا استعمال اسکی صحیح مثال نہ ہونے پائے۔ اگر ان قوانین کا علم ہو تو پھر یہ بات بہت ضروری ہے کہ ہم ان کو صحیح طور پر استعمال کریں۔ اور ہر ایک مریض پر ان قوانین کو

Scanned by CamScanner

باب ۱۸

سپریشن

SUPPRESSION

قوتِ حیات کے بیان میں ہم نے یہ بتلایا تھا کہ یہی وہ قوت ہے جو سوداصل زندگی کا مظہر ہے اور اسی قوتِ حیات اپنے اندر خود تولیدنے اور خود کو کنٹرول کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے اور اسی صلاحیت کی بنا پر یہ جسم کے تمام افعال میں تسلسل اور توازن قائم رکھتی ہے، جسے صحت کہا جاتا ہے۔ کچھ بیرونی قوتیں بھی ہیں جو قوتِ حیات پر اپنے اثرات مرتب کرتی ہیں مگر اس کے کام اور تسلسل میں کوئی گڑبڑ نہیں کرتیں۔ اسی طرح کچھ بیرونی قوتیں ایسی بھی ہیں جو اس پر بہت قوی اثر ڈال کر اس کے نامل فعل روک جاتا ہے اور اس کا فوری اثر جسم کے افعال میں تسلسل کا بگڑ جاتا ہے اور قوت حیات کا اپنا فعل دب جاتا ہے اور بگڑی ہوئی شکل میں انجام پاتا ہے۔ اس طرح بیماری کی حالت پیدا ہو جاتی ہے اور جسم میں بیماری کی علامات پیدا ہو کر جسمانی افعال کو بے قاعدہ بنا دیتی ہیں۔

آیئے ان چند بیرونی خصوصیات کا جائزہ لیں جو قوتِ حیات کے نامل فعل کو متاثر کرتی ہیں اور قوتِ حیات کے زیر اثر جسمانی افعال متاثر ہوتے ہیں۔ اس قسم کی حالتیں مثلاً اندرونی خوف، ڈر، خطرہ بہت زیادہ خوشی، جیون ساتھی یا اولاد کی شدید خواہش محبت میں ناکامی، خاندان یا دوستوں کے نقصان کا صدمہ، کاروباری مشکلات اور ناکامیوں، شدید تیز کی خواہشات میں ناکامی، انتہائی تھک جانا یا بے دم ہو جانا، یہ تمام چیزیں ایسی قوت ہیں جو قوتِ حیات پر اثر کرتی ہیں اور علامات حیات کو اس طرح بدل دیتی ہیں کہ اس کے نامل افعال بھی طرح متاثر ہوتے ہیں اور علامات کی ایک نئی تصویر بن جاتی ہے یہ علامات اپنے ظہور کے ایک وقت سے لے کر [illegible] قوتِ حیات پر اثر انداز ہوتی ہے۔ اگر دیکھنے میں آتا ہے کہ بیماری کی وجوہات صرف ایک ہی طرح متاثر کرتی ہیں مگر یہ صدمہ پانے والوں کے لئے بچپن میں مختلف بیماریوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جو [illegible] تک پہنچ جاتا ہے۔

Scanned by CamScanner

ادویات کا بیماروں کو دیئے جانے کا عمل جو فزیالوجیکل شکل میں نمودار ہوتا ہے بار بار دیکھنے میں آیا ہے اور ہومیوپیتھی کے اس عمل کا ایک سلسلہ دیکھتے ہیں اس کے نتائج پہلے عارضی سکون اور پھر بیماری کے دب جانے کی صورت میں یا پھر بیماری میں شدت کی صورت میں نمودار ہوتے ہیں۔ دوا کی فزیالوجیکل شکل کے ابتدائی اور ثانوی اثرات ہوتے ہیں اور ان اثرات کے بارے میں آرگینن کے پیراگراف نمبر ۵۹ میں ہانیمن اس طرح لکھتے ہیں۔

لمبے دورانیے کی مرض کی اہم علامات کے لئے عارضی سکون بخش دوائیں کبھی استعمال نہیں کرنی چاہئیں کیوں کہ ان کے استعمال کے کچھ دیر بعد تکلیف بدتر شکل اختیار کر لیتی ہے۔

اسی پیراگراف میں کھانسی کے دبانے اور اسہال کو کم کرنے کیلئے افیم استعمال کرنے کے بارے میں لکھا ہے اور کافی کو سکون اور اسی قسم کے دوسرے فزیالوجیکل افعال کے لئے استعمال میں لایا جاتا ہے۔ ان ادویات کے ابتدائی اثر کے بعد جب ثانوی اثرات شروع ہوتے ہیں تو اوپر بیان کردہ بیماری کی حالتیں بدتر شکل اختیار کر لیتی ہیں یا پھر شکل طور پر نئی اور گہرا اثر رکھنے والی علامات نمودار ہو جاتی ہیں۔ ہومیوپیتھک معالج کو ادویات کو فزیالوجیکل شکل میں استعمال کرانے کے اثرات سے اکثر و بیشتر واسطہ پڑتا رہتا ہے۔ اس قسم کے استعمال سے بیماری کا فوری اظہار دب جاتا ہے جبکہ ہومیوپیتھک معالج کا یہ فرض ہے کہ وہ ہمیشہ یہ بات ذہن میں رکھے کہ قوت حیات کیلئے اپنے فطری انداز میں اپنے بگاڑ کا اظہار کرنا بہت ضروری ہوتا ہے۔ کیونکہ تب ہی ہم اس قابل ہو سکیں گے بیماری کی دافع اور مکمل تصویر کو سمجھ سکیں اس حالت میں اگر دوا کو فزیالوجیکل شکل میں استعمال کروایا جائے تو بیماری کی تمام تصویر ہی بدل جائے گی کیونکہ تمام علامات کے بعد دیگرے دب جائیں گی۔ اور مریض کی اصل حالت کا اظہار نہیں ہو سکے گا۔

اس طریقہ علاج کا فوری اثر بیماری کے دب جانے کی صورت میں نمودار ہوتا ہے لیکن اگر اس کو لمبے عرصے تک استعمال کیا جائے تو یہ قوت حیات کے اعضاء کو ایک بالکل مختلف انداز دے دیتی ہے۔ عموماً اس کے اثرات زیادہ گہرائی پر واقع [illegible]

Scanned by CamScanner

مثال کے طور پر افیم اور افیم سے تیار شدہ ادویات کا کھانسی کو روکنے کے لئے استعمال کیجئے۔ اگر یہ علاج لمبے عرصے تک جاری رکھا جائے تو ہم دیکھیں گے کہ مریض کھانسی کی بجائے ایک ایسی حالت سے دوچار ہو گیا ہے۔ جو کھانسی سے کہیں خطرناک ہے اور مریض لرزنک قسم کی رات کو بے وقت کھانسی میں مبتلا ہو جاتا ہے اور ہر مرتبہ اس کے دبانے کے نتیجے میں کھانسی اور شدید ہو جاتی ہے۔ اسکے بعد جلد ہی مریض رات کو بخار آنے، پسینہ آنے اور قے میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اس قسم کی حالت عام کھانسی سے نمونیا کی کھانسی میں بھی پیدا ہو سکتی۔ اس طرح بخار کی دبنے کے نتائج بہت خوفناک ہوتے ہیں کیونکہ اس قسم کے حالات خاص طور پر نمونیہ میں نہایت مہلک ثابت ہوتے ہیں۔

اسی طرح اسہال کو دبا دینے کا نتیجہ اکثر قبض کی صورت میں نمودار ہوگا۔ پھر بخار اور پھر ہیضہ بھی ہو سکتا ہے۔ وہ شخص جسے وہ زمانہ یاد ہے جب بچوں کا ہیضہ عام تھا تو انہیں یہ بھی یاد ہوگا کہ ڈاکٹر جنہیں اسہال روکنے کے لئے افیم استعمال کرنی جاتی تھی افیم سے اسہال تو فوراً رک جاتے تھے مگر کچھ ہی دن کی بچے ہائیڈروسیفلس جیسے موذی مرض میں مبتلا ہو جاتے تھے۔ نہ بجائے اصل مرض کے اثرات کے ادویہ کے اثرات بد کا شکار ہو جاتے تھے۔

موجودہ دور میں رائج اور اس قسم کی دوسری تکالیف کے لئے سسل سیلیٹ اور کوتار کے مرکبات کا استعمال بلاشبہ ان تکالیف کے مرکزی اعضاء خاص طور پر دل تک منتقل کر دیتا ہے

آجکل پروپرائیٹری ادویات کی تشہیر بڑے زور و شور سے کی جاتی ہے کہ یہ ادویات درد کو فوری آرام دیتی ہیں مثلاً اسپرین اور اسی قسم کی ادویات کا استعمال انتہائی نقصان دہ ہے کیونکہ یہ خطرے کے الارم "درد" کو دبا دیتی ہے۔ اور حالت کو چھپا تو لیتی ہے مگر شفایاب ہرگز نہیں کرتیں۔ بلکہ انہیں اور شدید اور خطرناک صورت میں اسی عضو میں یا پھر کسی اور عضو میں نمودار کرتی ہیں۔ بیماری کو دبانے کی یکساں تکلیف دہ ادویات کے بیرونی استعمال سے وقتی تو ہو جاتی ہیں لیکن اصل یہ اصل مرض کو شفایاب نہیں کر سکتیں۔ اور یہ کہ ایک بیمار جس نے اپنا انجلد طبعی مرض کی نکال میں کیا تھا وہ یقیناً اب بھی موجود ہوگی۔ اور اب اس نے اپنے انجلد کے کسی کمزور عضو کو اپنا نشانہ بنا لیتی ہے۔ اگر یہ علاج جاری رکھا جائے اور بیماری کو مسلسل دبایا جائے

لاعلاج ہو جاتا ہے۔ بیماریوں کے دبا دینے کے نتائج بہت خطرناک ہوتے ہیں کیونکہ اگر ان کو عرصہ تک دبایا جاتا رہے تو وہ اعصاب اور دماغ کو اپاہج بنا لیتی ہیں اور اس طرح زندگی کی بقاء کیلئے خطرہ بن جاتی ہیں۔ انجمن آرگینس کے ہیر گراف ریمیں تحریر فرماتے ہیں

اگر ایلوپیتھی معالج انجکشن ایڈریلین کے استعمال کے خوفناک نتائج پر غور کرتا تو اسے یہ بات بہت پہلے معلوم ہو جاتی کہ علاج کا یہ اور تحقیقی طریقہ ان کے اپنے طریقہ علاج کا بالکل متضاد ہے۔

انہیں اس بات کا بھی علم ہو جاتا کہ جب کبھی غیر حاذق ایڈریلین کے استعمال کے نتیجہ میں کچھ عرصہ کے لئے عارضی سکون کی سی حالت پیدا ہوتی ہے مگر اس کے جلد ہی بعد تکلیف میں شدت پیدا ہو جاتی ہے اور حالت بالکل الٹ ہو جاتی ہے۔ اس کے برعکس ہومیوپیتھک ایڈریلین کے استعمال سے بیماری کی علامات کمی بیشی کے سابقہ مستقبل اور مکمل شفاء حاصل ہوتی ہے لیکن خواہ سے کہ دوا کی بہت بڑی بڑی خوراکوں کی بجائے نہایت چھوٹی خوراکیں استعمال کی جائیں۔ لیکن ایلوپیتھک معالجین اپنے صدیوں کے تجربات کی بنا پر اس سچ کی حقیقت کو پہچاننے سے قاصر رہتے ہیں۔ اور وہ جو ئی طریقہ علاج کے نتائج سے بھی نابلد رہتے ہیں اور اس حقیقت کو فراموش کر دیتے ہیں کہ کوئی معالج اس وقت مستقل شفاء دینے سے قاصر رہتا ہے جب تک وہ ہومیوپیتھک دوا کو اپنا انتخاب نہیں بناتا۔ وہ اس حقیقت کو بھی فراموش کر دیتے ہیں کہ شفا کا تیز اور مستقل عمل جو قدرتی طور پر انسانی عبارت کا محتاج نہیں ہے جو کہ پہلے سے موجود بیماری کی سی خصوصیات پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

بیماری کو دبانے کا ایک اور ذریعہ وہ بھی ہے جس سے جسم کے قدرتی اخراجی مواد کو روکنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ مثلاً ادویاتی پوڈروں کے استعمال سے پھنسیوں یا پھوڑوں کے پسینے کو بند کر دینا اسطرح ان قدرتی راستوں سے جسم کے بیکار مادوں کا اخراج رک جاتا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بیکار اور فالتو مادے باہر خارج ہونے کی کوشش کرتے ہیں جب خارج نہیں ہو پاتے تو جسم کے مختلف حصوں میں پہنچ جاتے ہیں اور پھر ان حصوں سے یہ مادے باہر خارج ہونے کی کوشش کرتے ہیں، اسطرح بہت سے نقصان کا احتمال ہوتا ہے اور اگرچہ عقلی طور پر ان مادوں کے مکمل اخراج کو روک دیا جاتا ہے لیکن ان کا جسم کے باقی حصوں میں انجذاب انتہائی خطرناک ہوتا ہے۔

دواؤں کے دبائے جانے میں اکثر ٹھنڈے عمل سے حیض روک دیا جاتا ہے یا پھر بہتے ہوئے پسینہ کو ٹھنڈے پانی میں تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ یہ پسینہ صحت جسمانی محنت یا گرمی کی وجہ سے آتا ہے ان حالتوں میں قوت حیات میں گڑبڑ کے علاوہ نہایت خطرناک صورت حال سے بھی واسطہ پڑ سکتا ہے موجودہ دور میں بیماری دبانے کی ایک عام سی شکل آپریشن کے ذریعے ایسے اعضاء کو الگ کر دینا ہے جو بعض اوقات تکلیف دہ بن جاتے ہیں اسطرح قوت حیات کے منتخب اعضاء میں سے ایک عمل رک جاتا ہے۔ یہ بات بہت غلط ہے کیونکہ قوت حیات اپنے اندر بگاڑ کے اظہار کیلئے ان ہی اعضاء (تولیدات گلے کے غدود۔ سائنسس (Sinuses) اور اسی قسم کے دوسرے عضو) کو منتخب کرتی ہے۔ اور سرجری سے دانت۔ ٹونسل (گلے کے غدود) یا دوسرے اعضاء کا جسم سے الگ کر دینا دراصل ایسا عمل ہے جس میں ہم بیماری کے نتیجے کی طرف دھیان دے رہے ہیں مگر قوت حیات کو نظر انداز کر رہے ہیں۔ ہم صرف بیماری کے اظہار کے سلسلے کو بند کر دیتے ہیں لیکن اصل چیز یعنی قوت حیات کے بگاڑ پر توجہ نہیں دیتے کہ اس کی درستگی ہی آئندہ بیماری کے اظہار کو روک سکتی ہے۔ یہ بیماری کا اظہار تو دراصل اندرونی بحران کی علامت ہوتا ہے یعنی وہ بحران جس کی وجہ سے پورا جسم تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے۔

یہ اُن عام دبی ہوئی بیماریوں میں سے چند ایک کا ذکر ہے جن کے دبانے کا باعث معالجین عام لوگ یا پھر حالات ہوتے ہیں۔ ان میں سے چند ایک ایسی حالتیں بھی ہیں جو عام دیکھنے میں آتی ہیں ہومیوپیتھک معالجین کا فرض ہے کہ وہ ان تکالیف سے چھٹکارا دلائے اور قوت حیات کو اسطرح متحکم کرے کہ جسمانی افعال صحیح طور پر انجام پا سکیں۔

ان بیماریوں کو دبانے سے بڑھ کر اور بڑا جرم اور کیا ہو سکتا ہے کیونکہ بہت سی جسمانی بیماریوں کو جو بھی سبب ہوا کرتا ہے اور علامات جسمانی عارضوں کا قدرتی اظہار صرف علامات کی شکل میں رونما ہوا کرتا ہے اور بہت سے اتفاقی عارضوں کا سبب علامات کا دب جانا ہی ہوا کرتا ہے۔

صرف ہومیوپیتھک معالج ہی ان علامات سے نبرد آزما ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے کیونکہ اس کے علاج کا بنیادی اصول جسم کے افعال میں رابطہ اور جسم کے اعضاء کی نارمل کارکردگی کو بحال کرنا ہے۔

اور ساتھ ہی دماغ اور اعصاب کی نارمل کارکردگی کو از سر نو تعمیر کرتا ہے۔ لہٰذا جب جسم کے تین عناصر روح اور بدن کے افعال میں ربط اور توازن پیدا ہو جاتا ہے تو مکمل اور مستقل صحت کہلاتا ہے۔

باب ۱۹

عارضی سکون کا قانون

THE LAW OF PALLIATION

ہومیو پیتھک طریقۂ علاج میں کسی حد تک ماہر معالج، قابل علاج بیماروں کے علاج میں دوسرے تمام طریقہائے علاج کے معالجین سے کہیں زیادہ کامیاب ہوتے ہیں۔ جب اُن کا واسطہ قابل علاج قسم کے مریضوں سے پڑتا ہے تو وہ ترمعالجین مریض کو عارضی سکون پہنچانے کے متعلق سوچتے اور اسطرح کوشش کرتے ہیں کہ مریض اور اس کے وارثوں سے بیماری کی اصلیت اور شدت کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں اگرچہ ان کا خیال مریض کی بہتری سوچنا ہے مگر یہ بیکار کوشش ہے جس کی سمت نہایت غلط ہے اور اس کے نتائج ہمارے خیال سے کہیں زیادہ خطرناک ہوتے ہیں۔ طب کے میدان میں کہیں بھی اور کوئی ایسا مقام نہیں ہے جہاں علامات کے غائب ہو جانے سے اسطرح کی الجھن پیدا کرنے والی حالت پیدا ہو جائے۔ لہذا اس قسم کے ناقابل علاج کیسز میں درست دوا کا انتخاب ناممکن ہو جاتا ہے۔

شفاء کی بنیاد قانون ماثل پر ہے اور ناقابل علاج بیماریوں کے عارضی سکون کے لئے بھی قانون ماثل ہی عمل کرتا ہے۔ نشہ آور اور سکون بخش ادویہ علامات کو دبا دیتی ہیں اور طاقتوں کے ارتقاء کو روک کر ایسی حالت پیدا کر دیتی ہیں جس سے ہم قوت حیات کی اصل تصویر حاصل نہیں کر سکتے اور نہ ہی ہم قوت حیات کی توانائی کا اندازہ لگا سکتے ہیں جس پر ہم اپنے علاج علامات سے کوئی اندازہ لگانے میں کامیاب نہیں ہوتے۔ عارضی سکون کے علاج میں نشہ آور ادویات کا استعمال ان ادویات کی مقدار کے حسابی عمل کو بڑھاتا ہے اور جسم کا زہریلی دوا کا یہ مقابلہ بڑھتا چلا جاتا ہے۔ جونہی دوائی کی مقدار کے حسابی عمل کو بڑھاتا ہے اور جسم کا زہریلی دوا کا یہ مقابلہ بڑھتا چلا جاتا ہے۔ جونہی دوائی ان ادویات کا اثر ختم ہوتا ہے جسم کا مقابلہ بڑھ جاتا ہے۔ اسطرح حالات یہ شدت اختیار کر لیتے ہیں۔

گران سے قرار نا ممکن نہیں رہتا اور اس کا نتیجہ ایک بڑا وہ حالات کے پیدا ہو جاتا ہے اور اس طرح بجائے آرام دینے والے ثابت اور مفید علاج سے بڑھ کر ہے ہمیشہ وہ حالت پیدا درگور ہو جاتا ہے۔

سٹیوارٹ کلارک اپنی کتاب جسمانی آب ہوا میں یہ مشورہ دیتے ہیں

بہت سے مادے اور اتنی طرح کی مختلف طریقوں اور مختلف اصولوں کے تحت استعمال کرنے جاتے ہیں کہ وہ صاف اور عیاں طور پر بار بار دخل کے لئے تیار ہو جاتے ہیں اور اتنی مادے بیمار جسم کے اندر اندر سے ان کو اتنی دعوت دی جاتی ہے اور اس مقصد کو مکمل طور پر اندر کر دیا جاتا ہے اور جہاں تک ان کے بیماری پر اثرات کا تعلق ہے ان میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوتی بلکہ ان کے نتائج صرف عارضی سکون اور بیماری کو دبا دینے تک محدود ہوتے ہیں انتہائی کے استعمال کا آخری نتیجہ اگر موت نہ ہو تو مریض کو ایسی حالت میں چھوڑنا ہے کہ وہ پہلے سے بھی بدتر ہو جاتا ہے اصل مرض کی علامات دب کر پیدا کردہ بیماری کی علامات کی شکل اختیار کر لیتی ہیں اور جاندار ایک نہایت طاقتور دشمن کے نرغے میں آجاتا ہے جو جسم پر حملہ آور ہوتا ہے اور اس پر اپنا قبضہ جما لیتا ہے بیماریوں پر اسطرح کی فتح دراصل ایک دھوکے دینے مذاق کے علاوہ کچھ نہیں۔

جب ہم اسطرح کے ناقابل شفا کیسز کا علاج کر رہے ہوں تو دوائے بالشل کے استعمال سے تقریباً ہمیشہ تکلیف میں کمی ہو جاتی ہے اور یہ کمی کم از کم تین چار یا اس سے بھی زیادہ دن کے لئے ہو سکتی ہے۔ اس کے بعد ہمیں دوبارہ علامات دکھائی دیتی ہیں اور اس وقت لمحہ بہ لمحہ حالت کا دوبارہ استعمال کرانی چاہیئے اس قسم کی خطرناک بیماریوں میں بہت سی علامات ظاہر ہوتی ہیں کیونکہ اس حالت میں تمام جسم متاثر ہوتا ہے اور جسم کے ہر حصے میں آہستہ آہستہ بیماری کا اثر ہوتا ہے اور ہر وقت حیات اس قدر مغلوب ہو جاتی ہے کہ وہ تمام علامات کو یکدم منظر عام پر نہیں لا سکتی بعض اوقات ایک علامت یا علامات کا ایک گروپ دوسری علامات پر غلبہ آجاتا ہے۔ نہایت تکلیف دہ اور ناقابل برداشت تکلیف دہ علامات کی شکل اختیار کر لیتی ہیں اس صورت میں ہمیں کسی کو حالت کرنا چاہیئے اور دوا کو بھی جاننا چاہیئے کہ آیا وہ مرض کے ساتھ مناسبت رکھتی ہے یا نہیں اور اس

قسم کی تکلیف میں دوا معالجہ رکھتی ہوتوں مریضوں کو کافی سکون بخش سکتی ہیں۔

مثال کے طور پر حال ہی میں ایک ناقابل علاج کینسر کے مرض میں علاوہ دیگر بیماریوں کے پائی جانے کی حالت پیدا ہوگئی جس پر مریض کو سخت درد تھا اس کی دوا کلکریا نے حاصل کی دواؤں میں سے تھی اس قسم کی تکلیف کے لئے ہیڈی سے ہیں پانچ کمسان اہمیت کی دواؤں کا پتہ چلتا ہے یعنی کیلیکر نیٹرم میور۔ فلسفیلا رسٹاکس اور کاسٹیکم مرض کی جسمانی حالت کے کلکریا سے مشابہت کی بنا پر صرف کاسٹیکم ہی ایسی دوا تھی جس کے بارے میں سوچا جا سکتا تھا اور کاسٹیکم ۲۰ کی ایک خوراک نے ساری صورت حال کو کنٹرول میں کر لیا اور مریض کی تکلیف دہ حالت پر مالوباکرس کی عمر حالت کو زیادہ بہتر بنا دیا۔

علامات کی ایک اور قسم جو سخت تکلیف دہ ہوتی ہے اور جس کیلئے اکثر جارحی سکون کی دوائیں دی جاتی ہیں وہ ایسے مریضوں کے بارے میں ہوتی ہیں، جو بے خوابی کے مرض میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اگر ایسے مریضوں کے لئے نائٹ مالنشل استعمال کیا جائے تو مریض کیلئے نہایت خوش کن نتائج برآمد ہوتے ہیں اور ان کی تمام جسمانی حالت بہتر ہو جاتی ہے لیکن شرط یہ ہے کہ اس علامت کے ساتھ معاون علامات کو بھی ذہن میں رکھکر دوا تجویز کی جائے تو

بیخوابی کو کروڑا دویات کے استعمال سے دبایا جا سکتا ہے اور اس کے نتیجے میں مریض کی نیند بحال ہو جاتی ہے لیکن یہ نیند غیر فطری ہوتی ہے کیونکہ [illegible] مریض کی علاقاتی تصویر کا حصہ ہوتی ہیں اور اسے بھی علامات کی بنا پر الگ الگ دوا علاج کرنے سے علیحدہ نہیں کیا جا سکتا بلکہ علامات کی مکمل تصویر کے پیش نظر کیا گیا علاج مریض کی تمام تر، ذہنی و جسمانی حالت کو بحال کر دیگا اور اس کی قدرتی صحت بھی بہتر ہو جائیگی

۵۔ ایک ایسا احساس ہے جس سے انسان ہمیشہ سے چھٹکارا پانے کی کوشش کرتا رہا ہے یہ درد دراصل تکلیف کے روپ میں ایک رحمت ہوتی ہے کیونکہ یہ مریض کو اس کی اصل تکلیف سے آگاہ کرتی ہے اور معالج کے لئے بھی یہ نہایت قابل قدر ہے کیونکہ اس کو علاج کے ابتدائی مراحل میں مرض کی جانے والی توجہ سے بہت سی معلومات حاصل ہوتی ہیں

۵۔ کو حاصل تکلیف کہتے ہوئے اس کا علاج کرنا اکثر مکمل سکون کی دواؤں کے

Scanned by CamScanner

استعمال کو کسی اور واحد وجہ سے زیادہ عام کیا ہے۔ ہمارے اندازے سے بھی بڑھ کر یہ وجہ لوگوں کو نشے کا عادی بنانے کا باعث بنتی ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ مریض کو درد ہوتا ہے یا پھر معالج کو اس بات کا ڈر ہوتا ہے کہ مریض کو درد ہوگا۔ وہ چاہتا ہے کہ مریض کو درد نہ ہو اور ہمدردی کرتے ہوئے معالج اُسے نشہ آور دوا استعمال کرا دیتا ہے۔ ان دواؤں کا فوری اثر مریض کو درد سے نجات دلانا ہے۔ مگر اس کے بعد کے اثرات نہایت دیرپا ہوتے ہیں اور مریض کو نشہ کا عادی بنا دیتے ہیں۔ رابرٹ۔ ٹی۔ سورس۔ ایم ڈی نے ۱۸۹۲ء میں مندرجہ ذیل بیان اسی سلسلے میں دیا تھا۔ اور اُن کے الفاظ آج بھی اتنے ہی سچ ہیں جتنے کہ اُس زمانے میں تھے۔

(۱) — افیم ایک ایسی دوا ہے جو معالج کی حماقت کا مریض کی حماقت سے بڑھکر اظہار کرتی ہے کیونکہ معالج ہی مریض کے لئے یہ دوا تجویز کرتا ہے۔

(۲) — افیم دراصل ایسی دوا ہے جو معالج کو اُس کی بے چینی سے بچاتی ہے کیونکہ اس دوا کے استعمال نہ کرانے کی صورت میں معالج مجبوراً موزوں اور درست طریقہ کار کے تحت مریض کے لئے دوا تجویز کریگا اور مریض کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچائے گا (لیکن افیم استعمال کرانے کی صورت میں اُسے بغیر محنت کیئے اپنی تشویش سے نجات مل سکتی ہے)

اگرچہ درد بذاتِ خود علامت نہیں بلکہ علامت کا حصہ ہے۔ مگر معالج کو درد کی نوعیت درد کے جائے وقوع اور مستقل درد یا وقفوں کے درد کے بارے میں پوری واقفیت حاصل کرنا چاہیئے اور اگر درد وقفوں سے ہوتا ہو تو معلوم کرنا چاہیئے کہ آیا یہ وقفے یکساں اور باقاعدہ ہیں یا بے قاعدہ درد کو حرکت سے کمی ہوتی ہے یا زیادتی۔ آیا درد ہلکا ہے۔ کاٹنے والا درد یا بغیر چبھن کے درد تیز ہے۔ دبانے والا، کھینچنے والا (نوچنے والا) یا تشنجی درد ہے۔ درد کی قسم پہچان لینے کے بعد درد کو تکلیف کی مخصوص علامت کا درجہ دیا جائے۔ یہ بھی معلوم کیا جائے کہ درد میں کمی بیشی کے لئے کون سے ادویات اور کون سے حالات معاون بنتے ہیں۔ درد پر پیر بگریس طرح اثر انداز ہوتا ہے علاوہ ازیں تمام معاون علامات کو نظر میں رکھا جائے۔ جب درد کی علامت مکمل ہو یعنی اس میں درد کا تمام درد کی قسم۔ درد میں کمی بیشی جیسی علامات موجود ہوں تو آپ کے لئے درد کی علامات کی تصویر مکمل ہو جاتی ہے اس کے باوجود اگر آپ معاون علامات پر بھی نظر کریں تو پھر آپ کو دوا کے انتخاب اور درد کو شناخت کرنے

مضبوط بنیادیں ہی جائیں گی۔ یہ معالجانہ علامات دوا میں کمی اور دوا میں زیادتی کے ساتھ نمودار ہوتی ہیں اور بعض اوقات ان کا تکلیف سے کوئی واسطہ دکھائی نہیں دیتا۔ لیکن ان علامات کو اپنے مشاہدے میں شامل کر کے دوا تجویز کی جائے تو یہ دوا یقیناً مریض کو خوش آور دوا کے مقابلے میں کہیں زیادہ سکون اور خوشی بخشے گی۔

جہاں معالج کے لئے تیز فہم ہونا اور ادویات کے علم میں اتنا ماہر ہونا ضروری ہے کہ ادویات میں تمیز کر سکے۔ وہاں اُسے ایک نہایت مشکل مسئلے سے بھی دوچار ہونا پڑتا ہے جب کسی ایسے مریض سے واسطہ پڑ جائے جس کی علامات موسموں کے تبدیل ہونے سے تبدیل ہوتی ہوں، مثلاً گرمیوں میں پیٹ کی تکلیف اور سردیوں میں جوڑوں کا درد۔ ڈاکٹر جے۔ کل (J. H. Kell) اور ڈاکٹر ہائیڈ اس قسم کے کئی امراض کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اس قسم کی بہت سی علامات حالتوں کی تبدیلی سے متعلق اور اس کے علاوہ تکلیف کی سائیڈ کے بدلنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ جب مریض آپ کے پاس آتا ہے تو آپ اس کی کہانی سے یہ نتیجہ اخذ کرنے کے قابل ہوں گے کہ اس کی تکلیف اسی جگہ ہوگی جو اس نے بیان کی ہے۔ لیکن اس بنیاد پر منتخب کردہ دوا اکثر آرام دینے میں ناکام ہو جاتی ہے اور اگر یہ دوا اس وقت کی نمایاں ترین علامات کو ختم بھی کر دے تو مریض کی جنرل حالت سدھرنے میں ناکام رہے گی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حالت پہلے سے بھی بدتر ہو جائے۔ کیونکہ ہم نے مریض کی علامات کو شفا نہیں بخشی بلکہ ان کو دبا دیا ہے اور اس کی علامات کا نہایت اہم حصہ ختم کر دیا۔ اگر مریض قابل علاج تھا اور ہم نے اس کی علامانی تصویر کا ایک حصہ کاٹ دیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم نے اس کی اصل حالت سے آنکھیں بند کر لیں ہیں جبکہ اس کی گذشتہ تین چار ماہ کی حالت بغور مطالعہ کامیاب دوا کے انتخاب میں معاون ثابت ہو سکتا ہے۔ یہ خاص طور پر نقرس (جوڑوں کے درد) جیسی بیماریوں کے لئے جن کا دورانیہ اتنا بڑا ہے دست ہوتی ہے۔ ناقابل علاج بیماریوں کے وقتی سکون کے لئے یا پھر قابل علاج بیماریوں کی شفا کیلئے۔ دوا کی علامات مرض کی تصویر سے مماثل ہونی چاہئیے۔ یہ مماثلت اس حد تک ہونی چاہئیے کہ مریض کو سکون آ جائے اور جہاں پر لمبے عرصے کیلئے علامات تبدیل ہوتی ہیں۔ تو منتخب دوا میں بھی ایسی ہی مختلف تصویرات موجود ہونی چاہئیں تب ہی دوا مؤثر ہو سکتی ہے۔

بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب ہمارے پاس کوئی ایسا کیس آتا ہے جس کی علامات کی ماہیت یا علامات کے سلسلے بدلتے رہتے ہیں اور ہم کوئی ایسی دوا تلاش کرنے میں ناکام رہتے ہیں جو علامات کے اس سارے سلسلے پر حاوی ہو سکے۔ (اس کی وجہ یا تو یہ ہو سکتی ہے کہ ہم مریض سے اس کی بدلتی ہوئی حالت

کے بارے میں معلومات حاصل نہیں کر پاتے یا پھر ہمیں کسی ایسی دوا کا علم ہی نہیں ہوتا جو ان علامات
پر کنٹرول کر سکتی ہو۔ اگر ہم اس کیس میں نمودار ہونے والی علامات کا مشاہدہ ان کے ظاہر ہونے کے ساتھ

ہی ایک ہی اصول استعمال ہوتا ہے۔ لیکن قابل شفا یا قابلِ علاج صورتوں میں خاص طور پر کوئی نشہ آور یا عارضی سکون بخش دوا ہرگز استعمال نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ یہ ادویات تمام کیسز کو گڈمڈ کر دیتی ہیں۔ لیکن اگر حقیقی معنوں میں تمام علامات کا سراغ لگا لیا جائے تو ہمیں مریض کی مدد کرنے کی ایسی بنیاد حاصل ہو جاتی ہے جو کسی دوسرے طریقہ علاج کے پاس موجود نہیں۔ ناقابل علاج یا بظاہر ناقابلِ علاج کیسز میں بھی ہمیں دوا کے باطنی استعمال کو محدود نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ یہ ممکن ہے کہ بظاہر ناقابلِ علاج کیسز کیلئے مشابہ دوا کا انتخاب مکمل طور پر مرض کا خاتمہ کر سکتا ہے اور مریض کو شفاء سے ہمکنار کر سکتا ہے۔

Scanned by CamScanner